من قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل انه کان منصوراً

جو مظلومیت کے عالم میں قتل ہو جائے ہم نے اس کے وارث کو تسلط دے دیا پس وہ قتل کرنے میں حد سے نہیں بڑھے گا یقیناً وہ منصور ہے (بنی اسرائیل 33)

مجالس المنتظرین

علیٰ

روضۃ المظلومین

جلد پنجم

اردو ترجمہ

مجموعہ مجالسِ تاریخ و تحقیق

شہزادہ فصیح البیان

السیّد محمد جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

مترجم

جناب سید فیاض زیدی صاحب

مصنف کا نام : مخدوم السید محمدؒ جعفرؒ الزمان نقوی البخاری

کتاب : مجالس المنتظرین جلد پنجم اردو

مرتب : مہتاب اذفر

تکنیکی معاونین : علی رضا، بلال حسین

سنہ اشاعت : 2014ء

تعداد : 1000

پرنٹرز : فدک پرنٹنگ پریس لاہور

ایڈیشن : دوئم

پبلشرز : القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی

کمرہ نمبر 11 اے اینڈ کے چیمبر 14 ویسٹ اینڈ وہارف روڈ

کراچی نمبر 2 پوسٹ کوڈ 74000 پاکستان

فون نمبر 021-3220537,32311979,32311482

Email: klbehaider@yahoo.com

ملنے کا پتہ : المنتظرین پبلیکیشن جمن شاہ ضلع لیہ

فون نمبر : 0606460259

ویب سائٹ : www.Khrooj.com

www.jammanshah.com

Email.jammanshah@gmail.com

ISBN-969-8806-51-4

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

انتساب

اس مظلوم کائنات عجل اللہ فرجہ الشریف کے نام کہ جو پردۂ غیبت میں صدیوں سے آنکھوں سے اشک خونی برساتے ہوئے فرماتے ہیں

لا بكين لك بدل الدموع دماً

ہم آنسوں کے بدلے میں خون کے آنسو بہا رہے ہیں

میں اس استدعا کے ساتھ ان کی خدمت میں یہ کتاب پیش کرتا ہوں کہ وہ اب تو اپنے اجداد طاہرین صلواۃ اللہ علیہم اجمعین کے انتقام کے لئے اپنی تلوار بے نیام فرمائیں آمین

جعفر نقوی

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

فہرست مضامین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

عرضِ مرتب

قارئین محترم!

ماضی کے ادوار کے مقابلہ میں اس دورِ حاضر میں اگرچہ عزاداری کو کافی فروغ مل چکا ہے مگر یہ بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ اس وسعت کے باوجود روحِ عزاداری مسلسل کمزور ہوتی جارہی ہے......اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سے کچھ کی نشان دہی کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مومنین اس کا سد باب کرسکیں

1 ...... پہلی وجہ یہ ہے کہ ماضی کی نسبت دورِ حاضر میں عزاداری روز بروز مہنگی ہوتی جارہی ہے، ماضی میں ایک غریب سے غریب آدمی بھی اپنے گھر میں عزاداری کرواسکتا تھا، مگر اس دور میں کوئی وائٹ کالر آدمی بھی یہ کام نہیں کرسکتا ہے بلکہ کوئی فردِ واحد اب یہ کام نہیں کرسکتا ہے کیونکہ آج ذاکرین و مقررین و علمائے کرام بہت زیادہ مہنگے ہوتے جارہے ہیں، اس لئے آج ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر شہروں میں تنظیمیں اور انجمنیں بن چکی ہیں کہ جو چندہ کر کے اپنے سابقہ مراسم عزاء کو بمشکل بحال رکھے ہوئے ہیں

2 ...... دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عزاداری جب سے پروفیشن میں تبدیل ہوئی ہے اس میں کوئی میرٹ نہیں رہا ہے، بلکہ جو بھی بیروزگاری کا شکار ہوتا ہے یا اور کوئی محنت یا مشقت طلب کام نہیں کرسکتا وہ حقہ، بیگ اور لوٹا لے کر میدانِ عزاء میں آ کر ذاکری کا پیشہ اپنا لیتا ہے، چاہے وہ پڑھا لکھا ہے یا نہیں ہے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ ذاکر بننے کیلئے زیادہ پڑھا لکھا ہونا اتنا زیادہ ضروری بھی نہیں ہے کہ جتنا اس کا شستہ اور پاکیزہ ذہن ہونا ضروری ہے

ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ماضی میں کئی سلطان الذاکرین ایسے بھی گزرے ہیں کہ جو بظاہر زیادہ پڑھے لکھے تو نہیں تھے مگر انہوں نے اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ اپنے ذی عزت اساتذہ عظام کی خدمت اقدس میں گزارا، نوکروں اور غلاموں کی طرح ان کی شب و روز خدمت کی، انہی سے فیض حاصل کیا، درست معلومات حاصل کیں، تاریخ کربلا سے واقفیت پائی، اور عزاداری کو مشن اور مقصد حیات بنا کر اس میدان میں تشریف لائے، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے زندگی بھر اپنے کردار کو ہمیشہ بے داغ رکھا، پاک دامنی کو اپنا شعار بنایا، اور اس میدان کو میدانِ جہاد و نصرتِ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام سمجھا، ساتھ ہی شریفانہ زبان و بیان کو زیور بنایا، ادب واحترام اور عجز و نیاز کا مظاہرہ ہی انہیں اس مقام پر لایا تھا

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ واللہ باللہ میں یہ باتیں کسی پر تنقید کی غرض سے نہیں لکھ رہا ہوں بلکہ میرا مقصد ان باتوں کی نشان دہی سے یہ ہے کہ ہمیں اس پرآشوب دور میں جبکہ دشمن ہماری تاک میں ہے اور ہماری ایک ایک کمزوری کو نشانۂ تنقید بناتے ہوئے اچھال رہا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم انہی بنیادوں پر عزاداری کی تعمیر نو کریں اور ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے اپنی خامیوں کو دور کر سکیں تاکہ روحِ عزاداری کو جلا حاصل ہو سکے

3......اس دور میں ذاکرین عظام کیلئے بھی بہت سے مسائل ہیں مثلاً بانیانِ مجالس کا مزاج بھی کچھ ایسا بن گیا ہے کہ وہ عزاداری کا قیام اپنے نام و نمود کیلئے کرتے

ہیں ، ذاکرین اور علمائے کرام کو وہ صرف فیس یا ریٹ سے پہچانتے ہیں
ان کے نزدیک سب سے بڑا ذاکر یا عالم وہی ہے کہ جو سب سے زیادہ پیسے لیتا
ہے ، اور وہ اسے اپنے ہاں بلا کر علاقہ میں اپنی دھاک بٹھانا چاہتے ہیں
اس وقت اگر کوئی مومن خلوصِ نیت سے کام کرنا چاہے تو اسے ایک حقیر اور گھٹیا
آدمی سمجھا جاتا ہے ، یعنی بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو ذکر پاک کرنے سے
فقط اس لئے دست بردار ہو چکے ہیں اور اس میدان کو خیر باد کہہ چکے ہیں کہ
بانیانِ مجالس سے نیاز کے سلسلہ میں سودا بازی کرنے میں شرم اور عار محسوس
کرتے تھے اور دین و تدیّن انہیں مجبور کرتا تھا کہ جو کچھ بھی مل جائے مولا پاک علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی نیاز سمجھتے ہوئے اسی کو کافی سمجھیں ، ان کے اس خلوص اور شرافت سے
ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے بانیانِ مجالس انہیں دس یا بیس روپے پر ٹرخا دیتے تھے
جو کہ ان کے آمد و رفت کے کرائے سے بھی کہیں کم ہوتا تھا
صاف ظاہر ہے کہ اگر کوئی آدمی سارا کام فی سبیل اللہ کرے گا تو پھر کھائے گا
کہاں سے اور اپنے بچوں کا پیٹ کیسے پالے گا ؟
4...... ایک طرف یہ بھی ہے کہ اس دور میں مقتل کی کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ جو
واقعاتِ کربلا کو اس انداز سے پیش کرتی کہ کسی کو اپنی طرف سے اس میں کوئی
بھرتی نہ کرنا پڑتی ، کیونکہ جتنے کتب مقاتل و روضہ دستیاب ہیں ان میں مصائب
خوان ذاکرین کیلئے تیار یا بنے بنائے مضامین موجود نہیں ہیں
اس لئے جو ذاکر یا مقرر مصائب خوانی کا شوق رکھتا ہے وہ پہلے تو کتابیں ڈھونڈتا
ہے ، جب کتابیں ملتی ہیں تو وہ اس کی ضرورت کو پورا نہیں کرتی ہیں

جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ذاکرین کو اپنی طرف سے مضامین میں بھرتی کرنا پڑتی ہے اس لئے ضروری تھا کہ کچھ ایسی کتب ذاکرین عظام کو مہیا کی جائیں جو ایک عام آدمی کی ضرورت کو بھی پورا کریں اور ذاکرین عظام کو سٹیج پر پڑھنے کیلئے تیار مضامین بھی فراہم کرسکیں، ساتھ ہی آستانہ داروں کیلئے ایک سہولت بھی مہیا کریں کہ جو لوگ ذاکرین کو بلانے کی استطاعت نہیں رکھتے وہ کسی ذاکر کو بلانے کی بجائے خود ہی کتاب سامنے رکھ کر اسی سے تیار مضامین پڑھ کر عزاداری کی ضرورت پوری کریں اور محرم الحرام کا عشرہ بھرپور طریقہ سے گزار سکیں

انھی باتوں کے پیش نظر میں نے اپنے استادِ محترم السید محمد جعفرؒ الزمان نقوی کی ان مجالس کو کتابی شکل میں جمع کرنے کی کوشش کی کہ جو انھوں نے مقتل کے موضوع پر پڑھی تھیں، اب میں اپنی اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو میرے محترم قارئین ہی کر سکتے ہیں

میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجالس کی ان کتب کا ہر طبقہ کے شخص کو فائدہ پہنچے گا یعنی ایک عام سامع بھی ان سے ایجوکیٹ ہوگا، ایک ذاکر یا مقرر یا عالم تحقیق کی نئی راہیں دریافت کرے گا، عزاداری سستی ہوسکتی ہے، کیونکہ ان کتب سے ایک پڑھا لکھا آدمی کامیاب عشرہ پڑھ سکتا ہے، اسی طرح جہاں ذاکر نہ مل سکے گا وہاں بانیان ان کتب کی مدد سے اس کمی کو پورا کر سکتے ہیں، یہ بھی ہے کہ ان کتب سے استفادہ کرتے ہوئے بہت سے نوجوان ذاکر بن سکتے ہیں، جس کی وجہ سے رسد طلب کے برابر ہو جائے گی تو عزاداری سستی ہو جائے گی

اب یہ تو اپنے اپنے شعور کی بات ہے کہ مجالس کی ان کتب سے ہر شخص اپنے شعور

اور مالک کل کی عطا کردہ توفیقات سے ہی استفادہ کرسکتا ہے

پہلے یہ کتاب سرائیکی زبان میں ...... مجالس المنتظرین علیٰ روضۃ المظلومین ...... کے نام سے پانچ جلدوں میں شائع ہوئی جس میں بند وغیرہ بھی شامل تھے

بعدازاں احباب گرامی القدر اور ضرورت مند لوگوں کی فرمائش کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کو اُردو زبان میں تبدیل کر کے شائع کیا جا رہا ہے کیونکہ ایک تو سرائیکی بولنے والے طبقہ میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے کہ جو سرائیکی بمشکل پڑھ سکتے ہیں، دوسرا یہ کہ میرے قارئین کی ایک بڑی تعداد ان لوگوں پر مشتمل ہے کہ جو سرائیکی زبان سے واقف ہی نہیں ہیں، ان میں کراچی، حیدرآباد، سکھر، لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، اسلام آباد، کوئٹہ، اور پشاور کے رہنے والے یعنی شہری لوگ ہیں ...... لہٰذا مجالس عزاء کی یہ کتاب اب سرائیکی اور اُردو دونوں زبانوں میں دستیاب ہے تا کہ مومنین، ذاکرین، مقررین اور علمائے کرام اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید اور مستفیض ہوسکیں

یہاں پر میں ان تمام احباب گرامی القدر کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں بندۂ ناچیز کی معاونت فرمائی ہے

ان میں سرفہرست جناب علامہ سید مظہر حسینؒ موسوی صاحب آف کراچی ہیں کہ جنہوں نے نہ صرف اپنی ماہرانہ اور عالمانہ آراء سے نوازتے ہوئے بندہ کی رہنمائی فرمائی ہے بلکہ محبت و مؤدت اہل البیت علیہم الصلواۃ والسلام کا عملی ثبوت دیتے ہوئے میرے استادِ واجب العزت جناب السید محمد جعفرؒ الزمان نقوی صاحب کی جملہ کتب کی طباعت و اشاعت کی ذمہ داری بھی قبول فرمائی ہے

میں ان کے حق میں فقط دعا ہی کر سکتا ہوں کہ مولائے کائنات امام زمانہ علیہ الصلواۃ والسلام انہیں اپنے ظہور وخروج کی ابدی مسرتیں عطا فرمائیں

ان کے علاوہ مخدوم سید مہدیؑ حسنؑ صاحب آف سیت پور، علامہ قاضی شاہ عمران صاحب آف کروڑ لعل عیسن ، جناب تنویر حسینؑ خان نجف صاحب آف لیہ، جناب سید فیاض زیدی صاحب آف کراچی، جناب میاں شمیم اعجاز صاحب پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج آف گوجرہ، جناب رمضان علیؑ صاحب ایم اے جرنلسٹ، جناب علیؑ رضا صاحب، جناب بلال حسینؑ خان، جناب ابجر مہدی صاحب ،اور برادرِ محترم جناب خادم حسینؑ سائلؔ صاحب

ان تمام حضرات کا ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ انہی کے باہمی تعاون ہی سے میں اس قابل ہوا ہوں کہ یہ کتاب آپ کے سامنے پیش کر سکوں، اور توقع رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح یہ ذی عزت احباب بندہ کی اعانت اور معاونت فرماتے رہیں گے

اور ہم سب کی یہ مشترکہ کاوش صرف اور صرف اپنے والیءِ زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی رضا جوئی اور خوشنودی کیلئے ہی ہے، اس لئے ہم سب مل کر یہی دعا کرتے ہیں کہ مظلومین اولین وآخرین کے یہ پاک منتقم اور وارث عجل اللہ فرجہٗ الشریف چشم زدن سے پہلے تشریف لائیں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

فقیر گوشہ نشین

مہتاب اذفرؔ

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 1

﴿ داخلہ شام ﴾

میں اپنے اس سے پہلے والے سلسلہ ءِ مجالس میں کوفہ سے شام تک کی منازل پر تفصیل سے روشنی ڈال چکا ہوں، اب میں شام کے مرکزی شہر دمشق میں کاروانِ توحید و رسالت کی آمد کے واقعات بیان کرنا چاہتا ہوں، لیکن ان واقعات کو بیان کرنے سے پہلے یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ شام اور دمشق کی تاریخ اور جغرافیہ پر بھی کچھ نہ کچھ روشنی ڈالوں

اگر چہ مجالس کا وقت اور ماحول ان باتوں کی اجازت نہیں دیتا اور یہ باتیں تحقیقی مقالات میں اچھی لگتی ہیں مگر میں آپ کو ان باتوں میں شریک کرنا اس لئے لازم سمجھتا ہوں کہ ہماری قوم علمی مواد سے محروم نہ رہے، چونکہ میرا مجلس پڑھنے کا مقصد صرف رلانا نہیں ہے، بلکہ سامعین کو تاریخ کے ان گوشوں سے پردہ اٹھا کر آگاہ کرنا ہوتا ہے کہ جہاں تک عام ذاکرین کی یا تو پہنچ نہیں ہوتی ، یا اس سوچ کے تحت کہ واہ واہ نہیں ہوگی ، داد نہیں ملے گی ، وہ ان باتوں کو بیان کرنے سے احتراز کرتے ہیں، لیکن مجھے نہ تو واہ واہ کی ضرورت ہے، نہ داد کی خواہش ہے، بلکہ میرا مطمع نظر یہ ہے کہ میں اپنے سامعین کو صرف اور صرف حقائق سے آگاہ کروں، اس لئے میری مجالس اور میرا اندازِ بیان عام ذاکرین عظام کے روایتی

مجلسی انداز سے کافی حدتک مختلف ہوتا ہے

ہم سب یہ تو جانتے ہیں کہ شام ایک ملک ہے اور دمشق اس کا دارالحکومت ہے مگر اکثر لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ شام کو شام کیوں کہتے ہیں اور دمشق کو دمشق کیوں کہا جاتا ہے؟ ...... شام کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ اس کے بارے میں مؤرخین کی کئی آراء ہیں میں پہلے ان کو بیان کرنا مناسب سمجھتا ہوں

(1) مؤرخین کی ایک بڑی جماعت کا خیال ہے کہ شام شمال سے مشتق ہے اور شمال بائیں طرف والی سمت کو کہا جاتا ہے، چونکہ یہ سرزمین کعبہ سے شمال کی طرف ہے، اس لئے اسے شام کہا جاتا ہے

(2) مؤرخین کی ایک دوسری بڑی جماعت کا خیال ہے کہ شام شامة سے مشتق ہے اور اس کا مطلب ہے گہرے رنگ کی نشانی یا داغ، کیونکہ یہ سرزمین ویرانوں کے درمیان ایک سرسبز ٹکڑا یعنی قطعہ زمین ہے، اس لئے اس کو شام کہا جاتا ہے

(3) کافی مؤرخین یہ کہتے ہیں کہ جناب نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے جناب سام بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے اس سرزمین پر قدم رکھا تھا اور ان کی اولاد یہاں آباد ہوئی تھی، انہوں نے اس سرزمین کا نام سام رکھا تھا جو سریانی زبان میں لفظ سین بولا جاتا تھا اور عبرانی میں سین کی بجائے چونکہ شین پڑھا جاتا تھا، اس لئے یہ سرزمین سام سے شام ہوگئی

(4) مؤرخین کی ایک جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا ایک غلام تھا جس کا نام شام تھا اور انہوں نے اپنے اس غلام کے نام پر اس سرزمین کا انتساب کیا، اس وجہ سے یہ سرزمین شام کہلائی جانے لگی

(5) کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ جناب سام بن نوح علیہا السلام کے بیٹے جناب ارم کے پانچ بیٹے تھے، ان کی اولادیں جب مختلف مقامات پر آباد ہوئیں تو انہوں نے اپنے اجداد کے نام پر ان علاقوں کے نام رکھے، اور جناب ارم کے بیٹوں کے نام یہ تھے...... (1) سام...... (2) حمص...... (3) اردن

(4) ایلیا...... (بیت المقدس)...... (5) دمشق

یہ نام دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ شام اور دمشق کی درست وجہ تسمیہ یہی ہے کیونکہ یہ نام جناب سام بن نوح علیہا السلام کے پوتے یعنی سام بن ارم بن سام بن نوح علیہا السلام کے نام پر رکھا گیا ہے اور سریانی زبان کی وجہ سے یہ بعد میں شام بن گیا، اور شام کی سرزمین کے اندر دمشق شہر کا نام بھی سام کے بھائی دمشق کے نام پر رکھا گیا

دمشق کے متعلق عرض کرتا چلوں کہ دمشق کو انگریزی میں (DEMASCUS) کہتے ہیں دراصل دماسکو آرامی یا کلدانی زبان کا لفظ ہے، پندرہ 15 قبل از مسیح کی جو ہیرو گلیفی تحریر ملی ہے، اس میں اس کا نام تمسقو یا دماسکو لکھا ہوا ہے

عام خیال ہے کہ یہ شہر جناب عیسیٰ علیہ السلام سے اٹھارہ سو 1800 برس پہلے کا ہے اس کے کئی نام ہیں، مثلاً جلق، ارم، ذات العماد، عذرا، بیت رامون، عین الشرق، باب الکعبہ، فسطاط المسلمین، ...... اس شہر پر مختلف اوقات اور زمانوں میں جن قوموں نے حکومت کی ان میں لودی، آرامی، فینیقی، حیثون، عبرانی، آشوری، بابلی، مدایونی، یونانی، ترکی، عربی اور کرد...... اقوام قابل ذکر ہیں

(1) کچھ مؤرخین نے دمشق کے متعلق لکھا ہے کہ یہ دمشق بن مالک بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہم السلام کے نام سے موسوم ہے

(2) کچھ مؤرخین کی رائے ہے کہ جیرون بن سعد بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہم السلام نے شہر دمشق کی بنیاد رکھی تھی

(3) ایک قول یہ بھی ہے کہ دمشق کا شہر دمشق بن نمرود بن کنعان کے نام سے موسوم ہے

(4) جناب ابراھیم علیہ السلام کا ایک غلام تھا جس کا نام دماشق تھا، یہ شہر اس کے نام سے موسوم ہے

(5) کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دمشق بن قائن بن مالک کے نام سے موسوم ہے

اس کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس بارے میں بھی مؤرخین یا محققین میں اختلاف ہے عام خیال یہ ہے کہ 3145 ق م میں دمشق میں ارم بن سام بن نوح علیہ السلام نے اس شہر کی بنیاد رکھی تھی

جس وقت ہم عہد نامہ قدیم اور انبیائے ماسلف علیہم السلام کی کتب اور ماضی قدیم کی کتب مسالک اور کتب تاریخ کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ موجودہ مقاماتِ مقدسہ کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمارے سامنے یہ حقیقت بے نقاب ہوتی ہے کہ جناب نوح علیہ السلام سے بہت پہلے اس مقام پر ایک شہر کی بنیاد رکھی جا چکی تھی

جناب آدم علیہ السلام نے اس سرزمین کو زینت دی تھی، اور انہوں نے جو اپنا گھر اس سرزمین پر بنایا تھا وہ موجودہ جامع مسجد دمشق کے قریب تھا، اور انہوں نے اپنی جو مسجد بنائی تھی وہ موجودہ باب الساعات کے مقام پر تھی

جناب آدم علیہ السلام کے زمانہ میں جو عبادت گاہ تھی وہ بغیر چھت کے تھی، پھر طوفانِ نوح کے بعد جب یہاں سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد آ کر آباد ہوئی تو ان میں سے

جیرون بن سعد بن عاد بن ارم بن سام بن نوح علیہم السلام نے اس مقام پر دوبار عبادت گاہ بنائی جو مستطیل شکل کا ایک سقیفہ (چھپر) تھا، عربی میں سقیفہ اس عمارت کو کہتے ہیں جو پلر (ستون) کھڑے کر کے اور ان پر چھت ڈال کر تیار کی جائے انہوں نے یہ عمارت عین اس مقام پر بنائی جہاں آج باب الساعات ہے، انہوں نے اس عبادت گاہ کے باہر اپنی اولاد اور خاندان کو آباد کیا تھا اور جو چھوٹا سا شہر بنایا تھا اس کے باہر ایک فصیل تیار کی تھی، اور اس فصیل کی مشرقی دروازے کا نام انہوں نے اپنے نام پر رکھا تھا، اور شہر کا نام انہوں نے اپنے دو دادوں یعنی سام اور ارم علیہما السلام کے نام پر رکھا تھا، جو بعد میں شام کے نام سے مشہور ہو گیا

دمشق شہر کے شمال مغربی طرف ایک پہاڑ ہے، جو شمال کی طرف سے شہر کے مرکز سے دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، اور شمال مغربی طرف سے سولہ کلومیٹر دور ہو جاتا ہے اور سیدھا مغربی طرف سے آٹھ کلومیٹر دور ہے، اس پہاڑ سے ایک نہر نکلتی تھی جس کا نام نہر ''باردہ'' تھا، یہ نہر شہر کے جنوب مغرب والی طرف سے پہاڑ سے نیچے آتی تھی، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ جس وقت جناب آدم علیہ السلام اپنی اولاد کے ساتھ یہاں آباد ہوئے تھے تو اس نہر کے کنارے قابیل کاشتکاری کرتا تھا اور جناب ہابیل علیہ السلام کوہِ قاسیون پر بکریاں چراتے تھے اور وہیں جا کر قابیل نے انہیں شہید کیا تھا، وہاں ایک پتھر آج بھی موجود ہے جس پر جناب ہابیل علیہ السلام کے خون کے نشانات موجود ہیں، جب یہ نہر باردہ قاسیون کے پہاڑ سے نیچے اترتی تھی تو اس کا رخ مغرب سے مشرق کی طرف تھا اور یہ نہر پرانے شہر دمشق کی شمالی فصیل کی دیوار کے ساتھ مشرق کی طرف بہتی تھی، یہ نہر شمال مغربی دروازے

باب الفرج (باب البرید) کے ساتھ بہتی ہوئی باب الفرادیس تک، پھر باب السلام کے آگے سے گزرتی تھی، پھر باب التما سے گزر کر مشرقی صحرا کو چلی جاتی تھی، مگر اس نہر کی کافی شاخیں شہر کے اندر جاتی تھیں، نہر کی ان شاخوں پر جا بجا حوض بنے ہوئے تھے، جس وقت یہ نہر باب السلام سے گزرتی تھی تو یہاں اس کی تین شاخیں ہو جاتی تھیں، ایک شاخ جو جنوبی شاخ بنتی تھی وہ فصیل کے ساتھ ساتھ مڑتی ہوئی ایک نیم دائرے کی شکل میں پھرتی ہوئی باب التما سے ہوتی ہوئی مشرقی دروازے یعنی باب المشرقی یا باب الجیرون تک پہنچتی تھی، وہاں ایک بہت بڑا تالاب بنایا گیا تھا جس کی گہرائی ایک نیزے کے برابر یعنی تقریباً دس فٹ کے قریب تھی، اور اس تالاب کے کنارے ایک فوارہ بھی بنا ہوا تھا جس سے پانی کی ایک دھار نکلتی تھی اور وہ ایک آدمی کے قد کے برابر اونچائی تک جاتی تھی جو پہاڑ مغرب کی طرف ہے جس سے ایک نہر نکلتی تھی، وہ اکیلا پہاڑ نہیں ہے بلکہ 200 کلومیٹر سے بھی زیادہ سلسلہ ءِ کوہسار ہے، جس کو آج جولان کا پہاڑی سلسلہ کہتے ہیں، مگر شام کی مغربی طرف جو پہاڑ ہے اسے کوہِ قاسیون کہا جاتا ہے

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس کوہِ قاسیون کے ساتھ ایک بستی تھی جسے برزہ کہتے تھے اور اسی بستی میں جناب ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی ...... (واللہ اعلم بالصواب)

دمشق سے جنوب مشرقی طرف ایک چراگاہ تھی جس میں جیرون بن سعد کے جانور چرائے جاتے تھے، اسے مرج الجیرون کہا جاتا تھا، اس لئے شہر کا جو مشرقی دروازہ تھا اسے باب الجیرون کہا جاتا تھا لیکن آجکل اسے باب المشرقی کہتے ہیں شروع میں دمشق شہر کے چار دروازے رکھے گئے تھے، مغربی دروازہ باب البرید

شمالی دروازہ باب الفرادیس، مشرقی دروازہ بابِ جیرون اور جنوب مشرقی دروازہ بابِ جابیہ کہلاتا تھا، اس دروازہ کے نام کئی مرتبہ بدلے گئے، مثلاً اس دروازے کو بابِ قبلہ، باب الزیادہ اور باب النا طفانیین بھی کہا جاتا رہا ہے

جابیہ

بابِ جابیہ ایک اہم مقام ہے اس لئے اس کے بارے میں کچھ عرض کرنا ضروری ہے کیونکہ پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن اسی دروازہ سے شام میں داخل ہوئی تھیں ...... علائم خروج میں بھی جابیہ کا ذکر ہے کہ یہاں ایک خسف ہوگا یعنی جابیہ کا علاقہ زمین میں دھنس جائے گا، اور یہ ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے خروج کے انتہائی قریبی علائم میں سے ہے...... عربی زبان میں جابیہ اس حوض کو کہتے ہیں کہ جس میں اونٹوں کو پلانے کیلئے پانی جمع کیا جائے

جابیہ شام میں دمشق سے جنوب کی طرف ایک علاقہ ہے، پہلے یہ علاقہ اعمال دمشق کے ماتحت تھا، اس کے بعد اسے الجید ور (جولان) کے ماتحت کردیا گیا تھا، جولان کے قریب ایک چراگاہ تھی جسے مرج العفرا کہا جاتا تھا، یہ چراگاہ حوران شہر سے شمالی طرف تھی، یہاں جو جولان کا پہاڑ ہے اس پر کھڑے ہوکر اگر آدمی شمال کی طرف نگاہ کرے تو جابیہ کی بستی نظر آتی ہے، یہاں مٹی کا ایک ٹیلہ بھی ہے جسے تل جابیہ کہا جاتا ہے اور یہ بستی دمشق سے ایک دن سے بھی کم فاصلہ پر ہے

اسے دمشق کا آخری موضع سمجھا جاتا تھا، یہ بستی جولان پہاڑ کے ساتھ تھی، جولان پہاڑ کا نام حارث بن جولان کے نام پر ہے اور اسے جبل حارث بن جولان کہا

جاتا تھا مگر بعد والوں نے صرف جبل جولان کے نام سے اس کو مشہور کیا تھا اور اسی پہاڑ کے دامن میں جابیہ کی بستی تھی، جس کی وجہ سے دمشق کی فصیل کے ایک دروازے کو بابِ جابیہ کا نام دیا گیا تھا، کیونکہ یہ دروازہ اس بستی کی طرف کھلتا تھا

61 ہجری 13 ربیع الاول، 11 دسمبر 680ء جمعرات کا دن ہے، شہر بعلبک سے سرغیہ مدایہ کے راستہ پر ایک قافلہ آرہا ہے، جس کا رخ دمشق کی طرف ہے، بعلبک سے سرغیہ 35 کلومیٹر ہے، سرغیہ سے مدایہ 10 کلومیٹر، مدایہ سے دیر کنعان 8 کلومیٹر اور دیر کنعان سے دمشق تقریباً 21 کلومیٹر ہے، یعنی بعلبک سے دمشق کا فاصلہ تقریباً 74 کلومیٹر ہے، یہ قافلہ ایک پہاڑی برساتی نالے کے کنارے کنارے سفر کرتا آرہا ہے، بعلبک سے نیم دائرے کی شکل میں راستہ تھا جو دمشق کے شمال مغربی پہاڑ قاسیون کو عبور کرکے، اصحابِ کہف کے پہاڑ سے گزرکر دمشق میں داخل ہوتا تھا، اس پہاڑ کو جبل جولان بھی کہا جاتا تھا

اس راستے پر ایک قافلہ سفر کرتا آرہا ہے، اس قافلہ کے ساتھ کئی ہزار فوجی ہیں، کچھ عمودِ نور ہیں جن پر کچھ سرہائے اطہر سوار نظر آتے ہیں، کچھ محمل ہیں کہ جن پر کجاوے تو ہیں مگر وطا و غطا نہیں ہیں، یعنی لکڑی کا سرپوش ہے نہ محملوں کا پردہ ہے ان محملوں پر کچھ پردہ دار سوار ہیں، یہ قافلہ آہستہ دمشق کی طرف مصروفِ سفر ہے، اس قافلہ کے ساتھ جو فوج ہے اس کے چار سالاروں نے آپس میں مشورہ کرنے کے بعد بعلبک سے نکلتے ہی ایک تیز رفتار گھوڑے سوار قاصد کو روانہ کیا کہ جاکر ابوسفیان کے ناخلف کو اطلاع دے کہ آج بعد از ظہر قافلہءِ تسلیم و رضا دمشق پہنچ جائے گا، یہاں اب ہمیں کیا کرنا ہے؟ انہوں نے قاصد کو تاکید کی کہ

مکمل پروگرام لے کر جلدی واپس پہنچ جائے

قاصد گھوڑا دوڑاتا ہوا قصر یزید ملعون کے قریب آیا، اور اس نے مذکورہ اطلاع دی، ملعونِ ازل نے حکم دیا کہ جب قافلہ شام کے شہر دمشق سے چار فرسخ دور دیر کنعان سے آگے پہنچے تو کسی ویران مقام پر تا حکم ثانی قیام کرے، اور ایک قاصد بھیج کر مجھے مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے، یہ حکم لے کر قاصد واپس روانہ ہو گیا

ملعونِ شام نے فوراً مشائخ بنی امیہ کو محل میں طلب کیا، نمازِ عشاء کے بعد اس نے دعوت طعام اور اس کے بعد محفل رقص و سرود کا پروگرام ترتیب دیا

اس ملعون نے رقص کرنے والی لونڈیاں کئی ملکوں سے منگوائی تھیں جن میں سے کچھ ہندوستانی لڑکیاں بھی تھیں

جمعہ کی رات محل میں چراغاں کیا گیا، اور ایک بڑے ہال کمرے میں قالین بچھوائے گئے، ناچ گانا شروع ہوا، بنی امیہ کے کل جوان اور بوڑھے سب اس محفل میں مہمان تھے، تاریخ بتاتی ہے کہ فرعونِ شام نے اس محفل میں بے تحاشا شراب پی جس کی وجہ سے اس نے ناچنے والی لونڈیوں کے ساتھ ناچنا شروع کر دیا، یہ کافی دیر رقص کرتا رہا، اچانک اس کا پیر پھسلا اور دائیں پاؤں میں موچ آ گئی، یہ ملعون گرا تو گرتے ہوئے اس ملعون نے دایاں ہاتھ قالین پر ٹیکا، مگر چونکہ قالین ریشمی تھا اس وجہ سے اس کی کلائی مڑ گئی اور ساتھ ہی اس کا سر محل کی پتھریلی دیوار سے جا ٹکرایا، یہ چکرا کر بے ہوش ہو گیا، بنی امیہ کے ملاعین نے اسے سہارا دیا، محفل برخاست ہو گئی، ساری رات طبیب علاج کرتے رہے، اسی پریشانی کے عالم میں صبح ہوئی یعنی 14 ربیع الاول کی صبح ہو گئی

61 ہجری 14 ربیع الاول جمعہ کا دن ہے، صبح کے وقت ایک گھوڑے سوار دمشق کے شہر میں گھوڑا دوڑاتا ہوا قصر دارالامارہ کی طرف آ رہا ہے، محل کے سامنے پہنچ کر اس نے باگ روکی اور اندر جانے کی اجازت طلب کی، ملعون کی محفل میں غلام نے آ کر اطلاع دی کہ "برید طلیق" خط لے کر دربار میں حاضر ہونا چاہتا ہے اس ملعون نے سر کے اشارے سے اجازت دی

برید طلیق یعنی قاصد سے روایت ہے کہ جس وقت میں گیا تو دیکھا کہ یزید ملعون علیہ لعن والعذاب کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے، اور وہ درد سے کراہ رہا ہے

☆ و یداہ و رجلاہ فی طشت من الماء حار و بین یدیہ طبیب یعالجہ

اس ملعون کے ہاتھ اور پیر گرم پانی سے بھرے ایک برتن میں رکھے ہوئے ہیں، ایک غلام سر دبا رہا ہے، طبیب علاج کیلئے موجود ہے، بنی امیہ کی ایک بڑی جماعت اور رؤسائے شہر عیادت کیلئے آئے ہوئے ہیں، جن میں مروان بن حکم اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن حکم بھی موجود ہے، اور بھی کافی لوگ جمع ہیں

قاصد نے جھک کر سلام کیا، اور اس کے بعد خوشامدانہ لہجے میں کہا کہ خدا تیری آنکھیں ٹھنڈی کرے، ملعون نے پوچھا کہ کس بات سے؟ قاصد نے کہا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک سر کی زیارت سے، ملعونِ شام نے فوراً کہا کہ خدا تیری آنکھیں قیامت تک ٹھنڈی نہ کرے، تو کیوں آیا ہے؟

اس نے کہا کہ میں خط لایا ہوں، اس ملعون نے خط لیا اور حکم دیا کہ برید طلیق (قاصد) کو اس خوشامد کے جرم میں قید کر دو اور روزانہ 80 کوڑے مارو، ایک اور روایت کے مطابق 120 کوڑے روزانہ مارنے کا حکم دیا، قاصد گرفتار ہو گیا

ملعونِ شام پھر طبیب کی طرف منحوس رخ کر کے ناگوار لہجے میں کہنے لگا کہ جو علاج ٹونا تونے کرنا ہے جلدی کر اور دفع ہو جا، طبیب جلدی جلدی سامان اٹھا کے باہر چل دیا، ملعونِ شام نے خط کھولا، یہ خط کسی سالارِ لشکر کا نہیں تھا بلکہ ملعونِ کوفہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون کا تھا، لوگوں کی نظریں اس کے چہرے پر تھیں مگر یہ خود خط بھی پڑھ رہا تھا اور اپنی انگلیاں بھی چبا رہا تھا، خط ختم کر کے اس نے بلند آواز سے کہا☆انالله و انا اليه راجعون

اس نے خط اپنی ساری جماعت کو سنایا، پھر کہا کہ اہل شام کو کسی بات سے بالکل آگاہ نہ کرو، بلکہ شہر سجانے کا حکم دے دو، قبائل کے سرداروں کو بلا کر حکم دو کہ وہ اپنے اپنے محلے کے مکانوں کی چھتیں، دیواریں، گلیاں، کوچے، دروازے، بالا خانے وغیرہ فوراً آراستہ کریں، پھر شہر میں منادی کرائی گئی، دیہاتوں میں اعلان کروایا گیا کہ شام کے رہنے والے امیر، غریب، فقیر، چھوٹے، بڑے، مرد، عورتیں، شیخ، شبان، جوان، بوڑھے سب کو ملعونِ شام کا حکم ہے کہ اچھے لباس پہن کر بازار میں آؤ ☆يستنهوا آية الحجاب والا حتجاب...... الخ

آج سے پردے والی آیت منسوخ سمجھیں، نبیذ (جو کی شراب) کی عام اجازت ہے، یہ بھی حرام نہیں رہی ...... ☆ يتلارع الانبذة و الخمور و باستماع نغمة المزمار و الطنبور و يكون لهم اليوم كالعيد الكبير

نغمہ و ناچ گانے کی عام اجازت ہے، دف اور طنبور بجاؤ، اور شراب پیو، یعنی خوب جشن مناؤ کیونکہ آج بہت بڑی عید کی مانند ہے......اس حکم اثر یہ ہوا کہ

☆ تزئين المدينة ثلثة ايام بالحكم الجارى فلم يعلموا الحقيقة

لوگ پورے تین دن تک شہر کو سجاتے رہے، مگر یہ کسی کو علم نہیں تھا کہ بازار میں کون آ رہا ہے؟ ...... ایک شخص کو قافلہ کی طرف روانہ کیا اور کہلوا بھیجا کہ جب تک میں حکم نہ دوں قافلہءِ تسلیم و رضا شہر دمشق میں داخل نہ ہو، حکم ثانی تک دمشق سے چار فرسخ دور قیام رکھو، قاصد کو قافلہ کی طرف روانہ کر کے اپنے عمال کو حکم دیا کہ فوراً کاریگر بلاؤ ☆ لیصنعوا له تاجاً و سریراً

کہ جو فوراً تخت زریں تیار کریں اور ایک نیا تاج بھی تیار کریں کہ جو جواہرات سے آراستہ ہو، تین دن تک مکمل اہتمام آرائش ہوتا رہا، شہر سجتا رہا، دمشق کے مضافات سے پانچ لاکھ 500000 تماشائی عورتیں اور مرد جمع ہوئے

پاک قافلہ کی پاک پردہ دار مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے یہ تین دن شام سے باہر گزارے، ...... پاک قافلہ کے ساتھ جو لشکر کوفہ سے آیا تھا اس نے یہ تین دن کس طرح گزارے؟ تاریخ کے الفاظ یہ ہیں کہ

☆ و جعلوا یضربون الدفوف و المذامیز و یشربون الخمر

کہ ساری رات دفیں بجاتے، گیت و رقص و سرود کی محفلیں سجاتے، اور شراب پیتے رہتے، تین دن اسی طرح گزر گئے، تیسرا دن ہوا تو ملعونِ شام نے حکم دیا کہ استقبال کے انتظامات مکمل ہیں، اب نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیہن سے کہو کہ دمشق میں تشریف لے آئیں

یزید ملعون نے دربار میں رؤسائے شہر کو جمع کیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں آلِ نبیؐ کا استقبال خود دیکھوں، مگر سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ کس طرح دیکھوں؟

بنی کندہ کا ایک سردار اٹھا اور کہا کہ اے ملعون! تو میری دعوت قبول کر کیونکہ تو

جانتا ہے کہ شہر دمشق کا جو باب الجیرون ہے اس سے ملحق محلّہ بنی کندہ کا ہے، تو آج کی دعوت بنی کندہ میں کھا، جب قافلہ شہر میں داخل ہونے لگے تو تو دروازے پر چڑھ کر قافلہ کو شہر میں داخل ہوتے بھی دیکھ لینا اور استقبال بھی دیکھ لینا، اس ملعون نے یہ دعوت قبول کر لی

16 ربیع الاول 61 ہجری = بمطابق 14 دسمبر 680ء اتوار کے دن علی الصبح یہ ملعونِ ازل محلّہ بنی کندہ میں مہمان ہوا

شہر کے لوگوں کو جب یہ خبر ملی کہ آنے والے قافلہ نے بابِ جیرون سے داخل ہونا ہے تو ساری مخلوق اس دروازے پر ٹوٹ پڑی، شامی فوج کے سرداروں نے ملعونِ شام کو بتایا کہ یہاں اتنی مخلوق ہے کہ قافلہ کے اندر داخل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اب ہم کیا کریں؟...... جس وقت ملعونِ شام نے یہ بات سنی تو کہا کہ تم پاک قافلہ کو بابِ جیرون کی بجائے بابِ جابیہ سے لے آؤ

بابِ جابیہ سے بابِ جیرون کا درمیانی فاصلہ اگر فصیل کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے پیمائش کیا جائے تو 2300 میٹر یا زیادہ سے زیادہ 11 فرلانگ بنتا ہے، بابِ جیرون شہر کی فصیل کا مشرقی دروازہ ہے، اگر اس دروازے سے جنوب کی طرف سفر کیا جائے تو شہر کے قبلے والی طرف یعنی جنوب کی طرف بابِ جابیہ ہے

پہلے ملعون شام کا پروگرام تھا کہ بابِ جیرون پر سوار ہوکر پاک قافلہ کا استقبال دیکھے گا مگر جس وقت پروگرام تبدیل ہوا تو اس ملعون نے بھی بابِ جیرون کی بجائے بابِ جابیہ پر کھڑے ہوکر پاک قافلہ کے استقبال کا پروگرام بنایا، مگر مخلوق کو بھی یہ اطلاع مل گئی، وہ بھی بابِ جیرون کو چھوڑ کر بابِ جابیہ کی طرف دوڑ

پڑی، یہ ملعونِ ازل بابِ جابیہ پر آ کر سوار ہوا، جب پاک قافلہ فصیل کا موڑ کاٹ کر بابِ جابیہ کے سامنے آیا تو اچانک لشکر کے علم ظاہر ہوئے

یہاں ایک عرض کرتا چلوں کہ عرب کے لوگ اگر کوا بولے تو برا شگون سمجھتے تھے جس وقت اس ملعون کی نظر لشکر پر پڑی تو عین اسی وقت ایک کوے نے فصیل پر بیٹھ کر اپنی زبان میں نوحہ پڑھنا شروع کیا، اس نے کوے کو دیکھ کر اشعار پڑھے ﴿☆﴾

لما بدت تلك الحمول و اشرفت

تلك الرؤس علىٰ ربىٰ جيرون

نعب الغراب فقلت صح او لا تصح

فلقد قضيت من الرسول ديونى

یعنی جس وقت سواریاں اور سرہائے اطہر بابِ جیرون کے نشیب و فراز سے ظاہر ہوئے تو کوے نے بولنا شروع کر دیا

اس ملعونِ ازل نے اس کوے سے مخاطب ہو کر کہا تو بین کر یا نہ کر، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام قرض ادا کر چکا ہوں، اب میں شگون سے بے نیاز ہو گیا ہوں، تو بول یا نہ بول، میں نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا ہے، اچھا کیا ہے یا برا، مگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سارے قرض اتار چکا ہوں، احد اور بدر کے سارے ادھار ادا کر چکا ہوں، میں نے امیر کائنات علیہ الصلواۃ والسلام سے اپنے بزرگوں کے بدلے لئے ہیں، آج میں بہت خوش ہوں، پھر اس نے استہزائیہ انداز میں بکواس کی کہ آج کوئی نجف جا کر امیر نجف علیہ الصلواۃ والسلام سے کہہ دے کہ آپ کی پاک بیٹیاں آج

میرے شہر میں آ گئی ہیں، بدر میں آپ نے ہمارے ستر آدمی مارے تھے، آج آپ کی بیٹیوں کے شام میں آنے سے میرے سارے ارمان پورے ہو چکے ہیں
ادھر پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کا قافلہ بابِ جابیہ کے سامنے آیا، دروازہ کے اندر سے لوگوں کا شور باہر سنائی دیا، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن اور معصوم بچوں کے دلوں کی دھڑکن تیز ہوگئی، جس وقت قافلہ پاک دروازہ کے سامنے آیا تو پہرے داروں نے دروازے کے کواڑ کھولے، پردہ داروں کو سامنے ہجوم نظر آیا ڈھولوں نقاروں کی آوازیں اور مخلوق کا سمندر نظر آیا
اس وقت جناب شریکۃ الحسین صلواۃ اللہ علیہا نے ایک دفعہ بازار کے ہجوم کی طرف نگاہ کی، پھر قافلہ کی بے سروسامان مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی طرف نظر کی، جن کی آغوشوں میں معصوم بچے تھے، اس کے بعد معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اونٹوں کو رکنے کا حکم دیا، چلتا ہوا پورا کارواں رک گیا
امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وارث روتے ہوئے پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کے محمل کے قریب آئے اور عرض کیا کہ پھوپھی اماں آپ نے محمل کیوں رکوائے ہیں؟
معظّمہ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے لعل! ذرا سامنے بازار میں مخلوق کا ہجوم دیکھو، پانچ لاکھ تماشائیوں کو رقص کرتے ہوئے دیکھو، میرے لٹے ہوئے قافلہ کے پردہ دار دیکھو، شام کے بدمعاشوں کے انداز دیکھو، اور پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے پردے بھی دیکھو، اور مجھے یہ بتاؤ کہ اس رش میں سے میں کیسے گزر کروں؟ میں پردہ دار ہوں، پہلے مخلوق کو یہاں سے ہٹا دو، یا فضل کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام سے کہو کہ وہ آ کر میرے پردے کا انتظام کرے، میں نے بہو بیٹیوں کو

لے کر گزرنا ہے...... جس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے یہ فرمایا تو جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام نے رونا شروع کردیا

اچانک امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر متحرک ہوا، انہوں نے پاک بہن سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بازار کے رش سے آپ نہ گھبرائیں کیونکہ مثل خدا آپ ہر وقت غیر نگاہوں سے محفوظ ہیں، آپ کو کوئی دیکھ سکتا ہی نہیں ہے، آج موقع ہے، ان لوگوں کو حق جتلادیں، غیروں کے ماحول میں بیمار کو خون کے آنسو نہ رلائیں

سب عزادار گریہ و بکا کے ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے رہو کہ

سادات کے آباد ہونے کا موسم جلد آئے ، یہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن جو آج شام فتح کرنے کیلیئے اس نجس ماحول میں تشریف لائی ہیں ان کے دکھ درد ختم ہوں ہمارے آقا و مالک شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد تشریف لائیں، تمام مظالم کا حساب ظالمین سے لیا جائے

آلِ نبیؐ نے بہت صبر کیا، اب دکھوں کا موسم ختم ہو، تمام درد رسیدہ مخدرات عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن کے پاک سروں پر ان کے سہاگ کا سایہ ہو، اور ان کو ابدی خوشیاں نصیب ہوں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمْ عَجلَ اللّٰہُ فَرَجہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 2

﴿بازارِ شام﴾

(واقعہ سہل ابن سعد شہروری)

حصہ اول

دوستو! کل سے میں داخلہءِ شام کے موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں، آج اس سلسلے کی دوسری کڑی پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر سب سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ماضی میں قدیم شہروں کے گرد ایک فصیل بنائی جاتی تھی، یہ ایک بہت بڑی، اونچی اور چوڑی دیوار ہوتی تھی، اس کا مقصد شہر کو دشمن کے حملوں سے محفوظ رکھنا ہوتا تھا ان فصیلوں میں برج بنائے جاتے تھے، ان کے درمیان بڑے بڑے دروازے ہوتے تھے، جن میں سے ہاتھی گھوڑے اور اونٹ وغیرہ آسانی سے گزر سکتے تھے جن لوگوں نے ملتان یا لاہور کے شہر دیکھے ہوں وہاں آج بھی یہ گیٹ موجود ہیں اور آج جو دروازے موجود ہیں ان میں سے ایک سامان سے لدا ٹرک باآسانی گزر سکتا ہے

اسی طرح قدیم شہر دمشق کے صرف چار دروازے تھے، بعد میں اور دروازے بھی بنائے گئے، یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا، جس کی فصیل کی اونچائی سات میٹر یعنی تقریباً

22 فٹ تھی ، اور دیوار کی لمبائی تقریباً 4900 میٹر یعنی تقریباً پانچ کلومیٹر تھی ، شہر کی شکل بیضوی تھی ، اور کل رقبہ 12 مربع یعنی 300 ایکڑ تھا
فصیل کے باہر ایک خندق تھی ، جو 8 فٹ گہری اور 20 فٹ چوڑی تھی ، ان دروازوں کے باہر لکڑی کے پل تھے ، اگر شرقاً غرباً باب شرقی کی طرف سیدھا سفر کیا جاتا تو فاصلہ 1500 میٹر تھا ، اور شمالاً جنوباً یعنی باب فرادیس سے باب صغیر کی طرف فاصلہ 750 میٹر تھا ، بعد ازاں شہر کو وسعت دی گئی اور فصیل میں کچھ نئے دروازے بھی رکھے گئے ، فصیل کے دروازوں کے فاصلوں کی ترتیب یوں تھی

بابِ جابیہ سے باب صغیر تقریباً 500 میٹر ہے

باب صغیر سے باب کیسان تقریباً 1300 میٹر ہے

باب کیسان سے باب شرقی یا بابِ جیرون تقریباً 500 میٹر ہے

بابِ جیرون سے باب التما (توما) تقریباً 800 میٹر ہے

باب التما سے باب السلام تقریباً 500 میٹر ہے

باب السلام سے باب الفرادیس تقریباً 400 میٹر ہے

باب الفرادیس سے باب الفرج تقریباً 300 میٹر ہے

باب الفرج سے باب الحدید تقریباً 200 میٹر ہے جو قلعہ کے اندر کھلتا ہے

باب الحدید سے باب جناز یا باب النصر تقریباً 100 میٹر ہے

باب الجناز (النصر) سے باب الجابیہ 300 میٹر کے فاصلے پر ہے

شہر کے بیرونی دروازوں کے علاوہ اندرونِ شہر کئی اور دروازے بھی تھے ، یعنی دمشق کا جو قدیم شہر تھا اس کی فصیل میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر برج بنے ہوئے

تھے، ان برجوں میں بڑے بڑے دروازے تھے جو عموماً عشاء کے بعد بند کر دیئے جاتے تھے، ان دروازوں کے نام یہ ہیں () باب نو در () باب الفیل () باب البادیہ یا باب الحجاج () باب الخیزران () باب البرید () باب الجیرون وغیرہ یہاں یہ بتاتا چلوں کہ بابِ جیرون نام کے تین دروازے تھے، ایک دروازہ فصیل شہر کا، دوسرا اسی نام کا دروازہ قدیم شہر کا، اور تیسرا دروازہ مسجد امیہ کا تھا، ایک سیدھ میں ہونے کی وجہ سے یہ ایک ہی نام سے موسوم تھے، یہ دروازے دشمن کے حملے کے مقابلے میں دفاعی طور پر بنائے گئے تھے

﴿جغرافیہ شام﴾

شام کے بارے میں سارے جغرافیہ دان لکھتے ہیں کہ یہاں آب و ہوا بڑی خوشگوار اور موسم طہران سے ملتا جلتا تھا، موسم گرما میں بجائے شدید گرمی کے یہ فرحت افزا مقام ہوتا تھا، سردیوں میں کافی سردی اور برف باری بھی ہوتی تھی، یہ برفباری دسمبر سے فروری کے آخر تک رہتی تھی، بعض اوقات (Snow fall) برفباری کا دورانیہ طویل بھی ہو جاتا تھا

زمانہ قدیم سے یہ ملک باغات کی وجہ سے مشہور تھا، پانی کی فراوانی تھی، بادام، زیتون، انگور، سرد ملکوں کے پھل اور میوے یہاں بکثرت پیدا ہوتے تھے، یہاں کے لوگوں کی رنگت عموماً سرخ و سفید ہوتی تھی، اور ملک کو خوبصورتی کی وجہ سے عروس البلاد بھی کہا جاتا تھا، قدیم روم (موجودہ ترکی) کے بادشاہ اسے بنت روم کہتے تھے، سیاحت اور سفرناموں کی کتابوں کو کتب مسالک کہا جاتا ہے، ان

کتابوں میں لکھا ہے کہ دمشق کے دو حصے تھے، ایک اندرون فصیل اور دوسرا حصہ بیرونِ فصیل تھا، اندرونِ فصیل والے حصے کا رقبہ 300 ایکڑ کے برابر تھا یہیں قصرالاخضر تھا جو معاویہ نے اپنے لئے بنوایا تھا، بعد میں یہ قصر یزید ملعون کے نام سے مشہور رہوا، یہ قصر جامع مسجد کی جنوبی طرف ایک گلی تھی جس کے جنوبی طرف یہ واقع تھا، فصیل سے باہر والے حصے کو سوادِ شام کہا جاتا تھا، یہ چھوٹی چھوٹی بستیوں اور محلوں پر مشتمل تھا، زراعت اور پرورش حیوانات کے پیشوں سے تعلق رکھنے والے افراد یہاں آباد تھے، یہاں اس وقت کافی باغات بھی تھے

شہر کے شمال مغربی طرف کوہِ قاسیون یا کوہ جیرون نامی ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو آجکل جولان کے نام سے مشہور ہے، جس پر اسرائیل کا قبضہ ہے، یہی جولان کی پہاڑیاں شام اور اسرائیل کے درمیان تنازعہ کا سبب ہیں

جولان کے پہاڑی سلسلہ میں آج بھی دو پہاڑیاں قاسیون اور جیرون کہلاتی ہیں اسی پہاڑی سلسلے میں وہ غار آج بھی موجود ہے جہاں اصحابِ کہف نے پناہ لی تھی جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے، قاسیون کے سلسلے کا یہ حصہ کوہِ کہف کہلاتا ہے

شام شہر کے جنوبی طرف اس دور میں ایک لق و دق میدانی علاقہ تھا

بازارِ شام

میں اپنی کئی تقاریر میں یہ گذارش کر چکا ہوں کہ ماضی کے بازار آجکل کے بازاروں کی طرح باضابطہ سڑک کے دونوں طرف کچی پکی دکانوں کی شکل میں نہیں ہوتے تھے، بلکہ چھوٹے چھوٹے میدان تھے جن میں ہمارے جمعہ یا اتوار

بازاروں کی طرح بازار لگتے تھے، لوگ بازار میں اپنے اپنے تھڑے بنا لیتے تھے اور صبح سویرے اپنا اپنا سامان گھروں سے لاکر ان تھڑوں پر سجا دیتے تھے، شام تک خرید وفروخت ہوتی تھی، شام کے وقت دکاندار اپنا مال واپس اپنے گھروں کو لے جاتے تھے، پہلے ہر قسم کے سامان کا ایک ہی بازار ہوتا تھا، بعد میں وسعت شہر کی وجہ سے ہر چیز کا الگ الگ بازار لگنے لگا، مثلاً قصابوں کا بازار، لوہاروں کا بازار وغیرہ وغیرہ

باب الفرج اور بابِ جابیہ کے درمیان زمانہ قدیم میں ایک قلعہ تھا، جس کے جنوب مشرقی طرف بالکل قریب ہی باب الجناز یا باب النصر ہے، لیکن 61 ہجری میں اس نام کا کوئی دروازہ نہ تھا، یہ بعد میں بنایا گیا تھا، بابِ جابیہ سے شمال کی طرف ایک راستہ جامع مسجد اموی تک آتا تھا، گلیوں سمیت اس کا فاصلہ 800 میٹر تھا اور اس کے شمالاً جنوباً راستے پر دونوں طرف بازار تھا، جس کی ایک طرف اس زمانہ میں 100 سے زیادہ دکانیں لگتی تھیں، یہی بازار آجکل سوق الحمیدیہ کے نام سے مشہور ہے، اس کی موجودہ شکل یہ ہے کہ یہ باب النصر سے سیدھا جامع مسجد امیہ تک آتا ہے، اس کی موجودہ لمبائی 500 میٹر ہے

صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سہل ابن سعد شہزوری روایت کرتے ہیں کہ 60 ہجری کا واقعہ ہے کہ میں نے حج کی نیت سے موصل سے مکہ کا سفر کیا، مگر ہمارا قافلہ دیر سے مکہ پہنچا، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام احرام توڑ کر مکہ سے روانہ ہو چکے تھے، ہم آتے ہی مناسک حج میں مصروف ہو گئے اور ہمیں یہ علم ہی نہ ہو سکا کہ امام علیہ الصلواۃ والسلام مکہ سے عراق روانہ ہو چکے ہیں، ہم نے حسب معمول حج سے فارغ ہو کر

بیت المقدس جانے کا پروگرام بنایا، اور وہاں سے ہم بدر اور تبوک والے راستے سے بیت المقدس پہنچے

یہاں ہم زیارات سے مشرف ہوئے اور کافی دن یہاں ہمارا قیام رہا

61 ہجری 8 ربیع الاول کو ہم نے واپس موصل جانے کا ارادہ کیا، ہمارے سامنے دو راستے تھے، ایک راستہ بیت المقدس سے سیدھا بعلبک جاتا تھا جو 7 دن کی مسافت پر تھا، دوسرا راستہ دمشق سے ہوتا ہوا بعلبک جاتا تھا، یہاں سے دمشق تک 7 دن لگتے تھے اور دمشق سے بعلبک مزید ایک دن کا سفر تھا

تمام قافلہ والوں نے مشورہ کیا کہ دمشق والے راستے سے ایک دن زیادہ لگتا ہے اس لئے ہمیں بعلبک کے راستے سفر کرنا چاہیے، مگر ہمارے قافلہ میں کئی یہودی اور عیسائی بھی تھے جو ہم سے پہلے بیت المقدس کی زیارت کیلئے آئے ہوئے تھے، انہیں بھی موصل کی طرف جانا تھا، ان میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ اگرچہ دمشق کے راستہ سے ایک دن زیادہ لگتا ہے لیکن پھر بھی بہتر ہے کہ ہم دمشق والے راستے پر سفر کریں، اس طرح دمشق کی سیر بھی ہو جائے گی، کیونکہ سارا عرب دمشق کو عروس البلاد کہتا ہے اور اہل روم اسے بنت روم کہتے ہیں، اس لئے ہم دمشق کا شہر دیکھنا چاہتے ہیں یہ سن کر سارے قافلہ نے دمشق کی طرف جانے سے اتفاق کیا

ہم 9 ربیع الاول کو بیت المقدس سے روانہ ہوئے، اور 16 صفر 61 ہجری مطابق 14 دسمبر 680ء بروز اتوار دمشق میں داخل ہوئے، یہاں عجیب منظر دیکھا کہ

☆رایت الاسواق معطلة و الدکاکین مغلقة علق الحجب والسور و الدیباج

بازار اور کوچے خالی ہیں، دکانیں بند ہیں، دروازوں پر ریشمی پردے پڑے ہیں

جب ہم بازار پہنچے تو دیکھا کہ لوگ جوق در جوق صدر دروازہ کی طرف جا رہے ہیں، مگران کی حالت عجیب ہے

☆اهلها في فرح و سرور و هم بانواع الزينة مزينون

اہل شہر بہت خوش نظر آ رہے تھے، انہوں نے اپنے آپ کو مختلف چیزوں سے آراستہ کیا ہوا تھا، یعنی ہر قسم کی زیب و زینت کے ساتھ خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھے☆ و هم فرحون مستبشرون

خوش ہوکر ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے، میں بڑا حیران ہوا کہ آخر وجہ کیا ہے؟ لوگ اتنے خوش کیوں ہیں؟ یہ سوچ کر میں آگے بڑھا، تاکہ دیکھوں کہ ماجرا کیا ہے؟ صدر دروازے کی طرف روانہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ لوگوں کا بے پناہ ہجوم شہر میں خوشی منا رہا ہے☆و بالدف و الطبول لا عبون

لوگ دفوں اور ڈھول تاشوں کے ساتھ کھیل تماشے میں مصروف تھے، سڑک کے دونوں جانب دو رویہ قطاروں میں کھڑے تھے، درمیان میں لاتعداد لونڈیاں رقص کر رہی تھیں، میں نے شہر کے مکانوں کی طرف نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ہر مکان کے بالاخانے اور چھتوں پر امراء اور رؤساء تکیے لگائے بیٹھے تھے

☆و عندهم النساء يلعبن بالدفوف و الطبول

اوران کے سامنے بھی چھجوں پر عورتیں رقص کر رہی تھیں، دف اور ڈھول باجے بجا رہی تھیں، اوران کے ہاتھوں میں شراب کے جام تھے

سہل ابن سعد کہتا ہے کہ میں بڑا حیران ہوا کہ لوگ اتنے خوش کیوں ہیں؟ میں چلتا ہوا ہجوم کے درمیان آ گیا، ہر طرف نگاہ کی کہ کسی سے پوچھوں کہ کیا معاملہ ہے؟

اچانک اس مجمع سے ایک طرف مجھے ایک سفید ریش بزرگ نظر آیا، جو دیوار کی ٹیک لگائے کھڑا تھا اور رو رہا تھا

☆ فتقدمت علی الشیخ و سلمت علیه و سالت عن اسمه

جناب سہل کہتے ہیں کہ میں اس بزرگ کی طرف چل پڑا، مجمع کو ہٹاتا ہوا اس کے قریب پہنچا، میں نے اسے سلام کیا اور اس کا نام پوچھا

☆فرد علی السلام و قال اسمی سلیمان

اس بزرگ نے بطریق احسن سلام کا جواب دیا اور بتایا کہ میرا نام سلیمان ہے

☆ فقلت له یا شیخ مالی اری الناس مجتمعین فرحین و کل منهم یعانق مع الآخر و یقول هذا یوم مبارك ألکم عید لا یعرفه المسلمون

میں نے اس بزرگ سے پوچھا کہ اے شیخ! یہ بتا کہ یہ جو لوگ جمع ہیں اور بڑے خوش ہیں اور ایک دوسرے سے یوں معانقہ کر رہے ہیں کہ جس طرح بعد نمازِ عید مسلمان ایک دوسرے کو گلے لگا کر عید مبارک دیتے ہیں، کیا آج تمہاری کوئی ایسی عید ہے کہ جسے دوسرے مسلمان نہیں جانتے

☆قال یا شیخ نراك غریبا ما اسمك

اس بزرگ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ تو مسافر نظر آتا ہے، تیرا نام کیا ہے؟

☆فقلت انا سهل ابن سعد قد رایت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں نے اسے بتایا کہ میرا نام سہل ابن سعد ساعدی شہزوری ہے اور میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں

☆فاخذ بیدی و عدل بی الی الناحیة عن الناس و قال لی یا هذا مالناعیداً ثم بکی بکاء شدیدا

اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک طرف لے گیا، جب ہم ایک طرف جا کھڑے ہوئے تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، اور وہ کہنے لگا کہ آج ہماری کوئی عید نہیں ہے، یہ کہہ کے وہ دھاڑیں مار کر رونے لگا

☆ فقلت له یا شیخ حدثنی رحمك الله فمسح عینیه و هو فزع فقال لی ماعجبك السماء لا تمطر دماً و الارض لا تنخسف باھلھا ما لنا عید بل یفرحون علیٰ شهادة الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

میں نے اس سے کہا کہ تو روتا جا رہا ہے مگر بتاتا کچھ نہیں ہے، یہ بھی کہتا ہے کہ آج عید نہیں ہے، یہ لوگ خوشیاں منا رہے ہیں، آپ رو رہے ہیں، مجھے کچھ تو بتاؤ کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ اس بزرگ نے میری پیشانی کو چوما اور رو کر کہا کہ میں حیران ہوں کہ آسمان سے خون کی بارش کیوں نہیں ہوئی، یہ زمین پھٹ کیوں نہیں گئی اور یہ لوگ غرق کیوں نہیں ہوئے؟ تجھے معلوم نہیں ہے کہ یہ لوگ امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کی خوشیاں منا رہے ہیں، سہل کہتا ہے کہ یہ بات میرے وہم و گمان سے باہر تھی اور یہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا، کہ یہ کلمہ گو کہاں، اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنا کہاں؟، فوراً میں نے سوال کیا کہ ☆ من الحسین علیہ الصلواۃ والسلام آپ کون سے حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی بات کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا

☆قال حسین ابن علی علیہما الصلواۃ والسلام

میں فرزند امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کی بات کر رہا ہوں، سہل کہتا ہے کہ میں پھر بھی نہیں سمجھا، کیونکہ میں امت سے یہ توقع ہی نہیں کر سکتا تھا، میں نے فوراً سوال کیا ☆ ما اسم امه صلواۃ اللہ علیہا...... ان کی والدہ ماجدہ کا نام کیا ہے؟

☆قال سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا بنت محمد ﷺ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس نے کہا کہ میں رو اس لئے رہا ہوں کہ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کے لخت جگر کو شہید کر دیا گیا ہے، اور یہ لوگ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کی خوشیاں منا رہے ہیں

جناب سہل کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر مجھے ایسے محسوس ہوا کہ جیسے کسی نے میرے دل میں نیزہ پیوست کر دیا ہو، میرے دل میں قیامت برپا ہوئی

☆ فلما سمعت ذالك لطمت وجهي و اشتد قلقي و بكيت انا و ذالك الشيخ حتى غشي عليه

میں نے منہ پر ماتم کیا اور سلیمان سے گلے لگ کے اتنا رویا کہ ہم دونوں بے ہوش ہوگئے

☆ فلما افاق سئلت عنه مما جرى على الحسين علیہ الصلواۃ والسلام فبكى الشيخ و قال لي هذا الراس الحسين علیہ الصلواۃ والسلام و عترت محمد علیہم الصلواۃ والسلام يهدى بهم من ارض العراق

جب میری آنکھ کھلی تو میں نے سارے واقعات سلیمان کی زبانی سنے کہ عراق کے حاکم نے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک فرعونِ شام یزید ملعون کی طرف بطور تحفہ بھیجا ہے، جو آج شام آ رہا ہے، اس لئے یہ لوگ خوشیاں منا رہے ہیں

☆فقلت واعجباه يهدى راس الحسين علیہ الصلواۃ والسلام والناس يفرحون

میں نے کہا کہ کتنی افسوسناک بات ہے کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر تحفہ بن کے آئے اور مخلوق خوشیاں منائے

☆ فقلت من اى باب يدخل() فاشار الىٰ باب الجابيه

میں نے پوچھا کس باب سے وہ پاک سر شہر میں داخل ہوگا ؟ اس نے اشارے سے بتایا کہ باب الجابیہ کی طرف سے داخل ہوگا ، اور یہ سب لوگ اس کے استقبال کیلئے کھڑے ہیں، چلتے چلتے ہم باب الجابیہ کے قریب پہنچے

☆ قائل يقول الراس يدخل من هذا الباب فوقفت هناك

اس وقت ایک شخص نے اعلان کیا کہ پاک سر اسی دروازہ سے داخل ہوگا ، یہ سن کر ہم وہیں انتظار کرنے لگے، میرے سامنے مخلوق کا ایک اژدھام تھا جو جشن منانے میں مصروف تھا

تاریخ بتاتی ہے کہ قافلہ پاک کے استقبال کیلئے آنے والے لوگوں کی تعداد پانچ سے سات لاکھ کے قریب تھی ، یعنی سات لاکھ تماشائیوں کے ساتھ شہر کی سڑکیں بھری ہوئی تھیں اور سب ڈھول ، دفوں اور طنبوروں کو بجاتے ہوئے استقبال کیلئے موجود تھے

☆و كنت اشد حزن لفرحهم

اور انہیں جشن مناتے دیکھ کر میرے غم کی انتہا باقی نہ رہی

لوگ آہستہ آہستہ جمع ہوتے رہے، میں سر جھکائے رو رہا تھا کہ اچانک طبل ، ڈھول اور نقاروں کی لئے تبدیل اور بلند ہوئی، مجمع کی آواز تیز ہوئی ، نقاروں کی ردھم بدلی ، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو اس وقت فرعونِ شام یزید ملعون اپنے گماشتوں کے ساتھ بابِ جابیہ پر آ سوار ہوا ، اس ملعون نے فاخرہ لباس پہنا ہوا تھا ، اس کے سر پر سونے کا تاج تھا ، نیچے موجود مخلوق کی طرف دیکھ کر اس ملعون نے قہقہہ بلند کیا ، اور اسے خوش کرنے کی خاطر مخلوق نے نعرے لگانا شروع کر

دیئے، اتنے میں بابِ جابیہ کی طرف سے فوجی طبل بجنے کی آواز آئی، اور آوازیں بلند ہونے لگیں کہ ''وہ آ گئے، وہ آ گئے''

میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ فصیل شہر کا بہت بڑا دروازہ آہستہ آہستہ کھلنا شروع ہوا دروازہ کھلنے کے بعد سامنے مجھے ایک لشکر نظر آیا

☆ حتیٰ ریت الرایات تسعون و تسعة

اس لشکر کے آگے 99 جھنڈے لہرا رہے تھے، جب وہ ذرا قریب ہوئے تو پتہ چلا کہ یہ 99 سردار تھے جو گھوڑوں پر سوار تھے، ان کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے، اور ہر ایک سردار کے پیچھے ایک فوج تھی جس کی تعداد کا مجھے علم نہیں ہے

جو دستہ فوج کا اندر آتا تھا وہ دروازہ عبور کر کے واپس دروازے کی طرف اپنے گھوڑوں کا رخ کر لیتا تھا، کیونکہ ملعون شام دروازے کی چھت پر کھڑا اسلامی لے رہا تھا، اس طرح دروازے کے سامنے 99 فوجی دستے قطاروں میں آ کھڑے ہوئے، میں نے دوبارہ بابِ جابیہ کی طرف نگاہ کی تو سامنے ابلق رنگ کے گھوڑے پر سوار ایک ملعون اپنے گھوڑے کو رقص کراتا ہوا اندر داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں ایک لمبا نیزہ تھا جس پر ایک سر تھا، میں نے سلیمان سے پوچھا کہ یہ کون ملعون ہے؟ اور کس کا پاک سر اٹھائے ہوئے ہے؟

اس نے بتایا کہ یہ گھوڑے سوار شمر ذوالجوشن ضبابی ملعون ہے اور اس کے ہاتھ میں امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک رات کے مہمان جناب حر بن یزید ریاحی علیہ السلام کا پاک سر ہے

جناب سہل روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے غور سے دیکھا تو جناب حر علیہ السلام کے

کان سے ایک کاغذ بندھا ہوا لٹک رہا تھا، ہم پوچھنا ہی چاہتے تھے کہ یہ کاغذ کیسا ہے؟ عین اسی وقت ایک منادی نے ندا دی کہ یہ جناب حر علیہ السلام کا سر پاک ہے، اور یہ جو کاغذ ان کے کان کے ساتھ آویزاں ہے اس پر وہ قصیدہ لکھا ہوا ہے کہ جو جناب حر علیہ السلام نے شب عاشور مدحِ امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تحریر کیا تھا اور اس میں فرعونِ شام اور اس کے آباء واجداد کی مذمت تھی

جناب سہل کہتے ہیں کہ اس ملعون کے بعد ایک اور سوار آیا جس کا گھوڑا سجا ہوا تھا میں اسے پہچانتا تھا کہ یہ نمیر بن ابی جوشن ضبابی تھا، اس کے ہاتھ میں ایک عمود نور تھا جس پر ایک سر اطہر تھا، جس کا سرخ وسفید رنگ بہت دلکش تھا، میں سوچنے لگا کہ یہ خوبصورت جوان کون ہوگا؟ کہ اتنے میں منادی نے ندا دی کہ یہ جناب عباسؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چھوٹے بھائی جناب جعفرؑ بن علیؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر ہے

اس کے بعد ایک اور گھوڑا سوار ملعون اندر آیا، اس کے ہاتھ میں بھی ایک عمود نور پر ایک سر اطہر تھا، میں نے پوچھا کہ یہ ملعون کون ہے اور یہ سر اطہر کس کا ہے؟

سلیمان نے بتایا کہ یہ انس بن حارث بعجی ملعون ہے، اور اس ملعون نے جناب عباسؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوسرے چھوٹے بھائی کا سر اٹھایا ہوا ہے، جن کا پاک نام عبید اللہ بن علیؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام ہے، میں دیکھ بھی رہا تھا اور رو رو کر افسوس بھی کر رہا تھا کہ ایسے حسین وجمیل نوجوان بے دردی سے شہید کرنے کے لائق تو نہیں تھے

انس ملعون کے بعد گھوڑے پر سوار عمود نور لئے جابر السعدی ملعون آیا، اس نے جناب عونؑ بن علیؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام کا سر پاک اٹھایا ہوا تھا، اس کے بعد جو سوار اندر داخل ہوا اس کا نام سلیمان نے عمیر بن شجاع کندی ملعون بتایا، یہ خوارج میں سے

تھا، اس کے ہاتھ میں یحییٰ بن علیؑ علیہما الصلواۃ والسلام کا سر مبارک تھا، اس کے بعد ایک اور ملعون رقص کرتا ہوا ظاہر ہوا جس کا نام قیس بن ابی مرہ خزاعی تھا، اس کے ہاتھ میں جو عمود نور تھا اس پر جناب مسلم بن عقیل علیہما الصلواۃ والسلام کے بڑے بیٹے جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر تھا، اچانک بازار میں منادی کی ندا گونجی کہ اب جو سوار آ رہا ہے اس ملعون کا نام قشعم جعفی ہے، اس نے اٹھارہ سال کے جوان کا سر پاک اٹھایا ہوا ہے، جو سرکار ابوالفضل العباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کے بڑے بیٹے محمد علیہ الصلواۃ والسلام کا ہے، یہ کہتا ہے کہ قشعم جعفی ملعون گھوڑے کو رقص کراتا ہوا اندر داخل ہوا، اس کے عمود نور پر موجود سر پاک کو دیکھ کر مجھے کوفہ کی مسجد میں امیرالمومنین علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کا منظر یاد آ گیا، کیونکہ یہ شہزادہ بلا تشبیہ اپنے پاک دادا کی تصویر تھا، اسی طرح میں ہر پاک سر کو دیکھتا اور روتا رہا

سہل ابن سعد الساعدی روایت کرتا ہے کہ اسی طرح ظالم سوار سرہائے اطہر کو لے کر آتے رہے، اور سڑک پر قطار میں اس طرح کھڑے ہوتے گئے کہ ان کا رخ واپس بابِ جابیہ کی طرف تھا، کیونکہ دروازے کی چھت پر ملعونِ شام کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا، میں نے دیکھا کہ 18 گھوڑے سوار سر پاک لئے ہوئے آ کھڑے ہوئے، مکانوں کی چھتوں پر سوار عورتوں میں کہرام بپا ہوا

اتنے میں محمد بن اشعث بن قیس کندی ملعون گھوڑے کو رقص کراتا دروازہ سے اندر داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں عمودِ نور پر چودہ پندرہ سال کے کسی نفیس ترین شہزادے کا سر پاک تھا، تاریخ تو خاموش ہے، مگر میرا دل کہتا ہے کہ سر پر شگن کے سہرے بھی ہوں گے، مقنع بھی ہوگا، اس کی آمد کے ساتھ ہی اعلان ہوا کہ یہ اس

پاک دولہا کا سر ہے کہ جس نے کربلا میں سہرا باندھا تھا، جس کی دلہن کیلئے پاک مہندی آنسوؤں سے تیار کی گئی تھی، یہ مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی بڑی دختر صلواۃ اللہ علیہا کا سرتاج ہے، اس کی لاش پر ہم سب نے مل کر اس کی دلہن کے بال کھلائے تھے یہ سن کر عورتوں نے بے تحاشہ بین کرنا شروع کر دیئے اور پوچھا کہ اس کی دلہن کا کیا حال ہے؟ وہ زندہ ہے یا چل بسی ہے؟ کیا وہ اس قافلہ کے ساتھ ہے؟

اس کے بعد ایک گھوڑے سوار داخل ہوا

☆بیدہ لوآء منزوع السنان و علیه راس من اشبه الناس برسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس کا نام مرہ ابن قیس ابدی الھمدانی تھا، اس کے ہاتھ میں ایک جھنڈا تھا جس پر ایک چودھویں کا چاند طلوع ہوتا ہوا نظر آیا، میں نے جب غور سے دیکھا تو مجھے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوانی یاد آ گئی، یہ ہمشکل پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر تھا، عام طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پاک شہزادے کو حصین بن نمیر ملعون نے شہید کیا تھا، مگر حقیقت یہ ہے کہ تین ملاعین نے مل کر پاک شہزادے کو شہید کرنے کا پروگرام بنایا تھا، ان میں حصین بن نمیر بھی تھا، مگر جس ملعون کے تحفے کو پاک شہزادے نے اپنے سینہ پر قبول کیا تھا، وہ منقذ بن مرہ ابن قیس ابدی الحمدانی تھا، یہ ملعون جوان تھا، جب سرہائے اطہر بازار میں آنے لگے تو اس کے ملعون باپ نے کہا کہ میں کربلا نہیں جا سکا تھا، اس لئے آج شبیہ پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک سر کو اٹھا کر بازار میں میں جاؤں گا، یہ ملعون فخریہ سر پاک اٹھا کر بازار میں آیا اور لوگوں کو بتایا کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کو میرے بیٹے نے زین ذوالجناح سے زمین پر اتارا تھا

سر پاک کی کیفیت یہ تھی کہ ریش اطہر میں خون جما ہوا تھا، گلاب سے زیادہ نازک لب پیاس کی وجہ سے زرد تھے اور آنکھیں بند تھیں، مگر یوسف آل محمدؐ علیہ الصلواۃ والسلام کے حسن کی شعاع نے بازار کو مطلع انوارِ بنایا ہوا تھا، مرہ بن قیس داخل شہر ہوا تو چھتوں پر سوار عورتوں میں گریہ و ماتم کا کہرام مچ گیا، سب عورتیں رو رو کر یہ کہہ رہی تھیں کہ یہ تو بعینہ ہم شکل نبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، آلِ محمدؐ علیہم الصلواۃ والسلام کا سرمایہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسے ظلم وستم سے شہید کیا گیا ہے کہ اس کی بھیگی مسوں میں خون جم چکا ہے، اور زلفوں کا رنگ متغیر ہو چکا ہے، خدا جانے کہ اس کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے کس طرح اس کے غم کو برداشت کیا ہوگا، کسی کو اس کی بے عیب جوانی پر ترس نہیں آیا، اس طرح بے درد بننا تو انسانیت سے بھی بعید ہے، اس طرح کے حسینوں پر ظلم نہیں کرنا چاہیے تھا، گھروں کی زینت تو جوان بیٹے ہوتے ہیں، انہیں اس طرح بازار میں نہیں لایا جاتا، ماؤں بہنوں کے سامنے اس طرح بیدردی سے سر نہیں اٹھائے جاتے

سہل روایت کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ پھر ایک ایسا سر پاک داخل ہوا کہ جس کے اٹھانے والے کئی افراد تھے، جو باری باری تبرکاً اس سر پاک کو اٹھا کر چل رہے تھے، سب سے پہلے خولٰی بن یزید اصبحی ملعون نے لیا، پھر اس کے جوان بیٹے حواش بن خولٰی ملعون نے لیا، چند قدم چل کر عمر بن منذر ہمدانی ملعون نے لے لیا، مگر بابِ جابیہ کے داخلے کے وقت

☆ فاذا نحن بفارس بیدہ لواء منزوع السنان علیه راس من اشبه الناس وجهاً برسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہم نے دیکھا کہ ایک گھوڑا سوار داخل ہوا، جس کے ہاتھ میں ایک جھنڈا تھا، اس کی نوک پر ایک پاک سر تھا، جب میں نے سر پاک پر نگاہ کی تو مجھے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل شبیہ نظر آئی، آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ سر کس کا تھا؟

یہ سر پاک شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا تھا

☆ راس الحسین علیہ الصلواۃ والسلام کالبدرالطالع بید خولی بن یزید الاصبحی علیه العن و هو ینادی انا صاحب الرمح الطویل

جناب سہل بتاتے ہیں کہ شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا رخ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح بازار میں طلوع ہوا، جسے خولیٰ بن یزید ملعون نے ادب سے اٹھایا ہوا تھا وہ فخریہ اشعار پڑھتا ہوا اندر داخل ہوا کہ میں لمبے نیزے والا جوان ہوں، ہم ساری آل محمد علیہم الصلواۃ والسلام کو شہید کر کے آئے ہیں، سہل کے بیان کے مطابق جب یہ سر ہائے اطہر داخل دمشق ہو رہے تھے تو شہر میں تیز ہوا چل رہی تھی، جب خولیٰ ملعون یہ سر اطہر لے کر سامنے آیا تو میں دیوار کے ساتھ کھڑا تھا

☆رایت راس الحسین علیہ الصلواۃ والسلام فی هیبة عظیمة و النور یسطع منه کنور الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں نے دیکھا کہ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے رخ اقدس سے ہیبت اِلٰہیہ کا اظہار رہو رہا تھا اور ان کے رخِ انور سے اس طرح شعاعیں نکل رہی تھیں کہ جس طرح عالم جلال میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخِ انور سے نکلتی تھیں

☆ و لحیة مدورة و قد خالطها بشیب و قد خضبت بالوسمة والریح یلعب بلحیة یمیناً و شمالاً

امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی ریش اطہر مدور یعنی گولائی میں تھی، اس پر آثارِ ضعیفی نمایاں تھے، اور خضاب کے آثار بھی تھے، یعنی جس طرح کوئی شخص خضاب استعمال کرتے کرتے کچھ عرصہ ترک کر دے، مطلب یہ ہے کہ ریش مبارک کے بالوں کی جڑیں سفید تھیں، بازار میں تیز ہوا کی وجہ سے ریش اطہر کے موئے مبارک آہستہ آہستہ دائیں بائیں لہرا رہے تھے، اس بات پر مجھے بہت حیرت ہوئی کہ

☆ هو متبسماً الى السما شاخصا ببصره نحو الافق المعانية

ان کے لب ہائے اطہر متبسم و متحرک تھے، واضح طور پر محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آپ مسکرا رہے ہوں، ان کی آنکھیں یہ بتا رہی تھیں کہ وہ آسماں کی طرف دیکھ کر لوح محفوظ کا مطالعہ فرما رہے ہیں، کسی کسی وقت لبوں سے آواز آتی تھی کہ

☆ و سيعلموالذين ظلموا اى منقلب ينقلبون

میں نے سر اطہر کی طرف دیکھ کر عرض کیا کہ آقا! آپ تو دوشِ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوار ہیں، یہ آپ نے کیا رنگ اپنایا ہے؟ یہ عماری تو آپ کے شایانِ شان نہیں ہے کہ جس پر سوار ہو کر آئے ہیں، آپ بہت جلد ضعیف ہو گئے ہیں، شاید جوان بیٹوں کی اموات کے صدمات کا اثر لیا ہے

بعض کتب مقاتل میں ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے بعد جب امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر بازار میں آیا تو ان کی نگاہ مسلسل اپنے جوان بیٹے پر تھی

جناب سہل کہتے ہیں کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر کو میں نے بازار میں سفر کرتے ہوئے دیکھا، انہیں اپنے جوان لعل سے اتنی محبت تھی کہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے

جوان بیٹے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے رخ انور سے نگاہ نہیں ہٹاتے تھے، بلکہ جس طرف پاک شہزادے کا سر اطہر جاتا، آپ کا رخ مبارک بھی اسی سمت پھر جاتا تھا

مزید کہتے ہیں کہ میں دیوار کی ٹیک لگائے کھڑا تھا کہ ایک ملعون سیاہ رنگ کے گھوڑے پر سوار ہو کر دروازے سے داخل ہوا، اس کے ہاتھ میں جھنڈا تو تھا مگر اس پر کوئی سر نہیں تھا، مجھے سلیمان نے بتایا کہ یہ ملعون حکم بن طفیل کوفی ہے بروایت دیگر ثعلبہ بن مرہ کلبی ملعون تھا، میں نے سلیمان سے پوچھا کہ اس کے ہاتھ میں جو جھنڈا ہے اس پر سر کیوں نہیں ہے؟ سلیمان نے رو کر بتایا کہ تمہاری نظر کمزور ہے، بلکہ تم شکر کرو کہ تمہاری نگاہ ضعیف ہے، آپ یہ قیامت خیز منظر دیکھ ہی نہیں سکتے، یہ ملعون تو تمام ملاعین سے زیادہ ظلم کرتا ہوا آ رہا ہے، اس کے رقص کرتے گھوڑے کی گردن کی طرف دیکھو، سہل کہتے ہیں کہ اب جو میں نے نگاہ کی تو اس ملعون کے گھوڑے کی گردن میں قرآن کی ایک حمائل نظر آئی، غور سے دیکھا تو بالکل امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کا چہرہ تھا، میرے پوچھنے پر سلیمان نے بتایا کہ یہ سرکار ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر ہے، جو پورے گھر اطہر کے ناز تھے، جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا کے پردوں کے ضامن تھے، بلکہ ان کا اصل پردہ یہی تھے، منزلِ معراج پر موجود رہنا اس لئے پسند نہیں کرتے کہ یہ مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو اس ماحول میں دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے ہیں، منزلِ معراج پر سے انہیں پاک بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن کے محمل نظر آتے تھے، جوان کا دل برداشت نہیں کر سکتا، جب ان معظّمہ بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن کو اس حالت میں دیکھتے ہیں تو یہ خاک پر گر

پڑتے ہیں، یہ بہت زیادہ غیور ہیں اور مشکل لمحات سے گزر رہے ہیں
راوی کہتا ہے کہ میں یہ کیفیت دیکھ کر مصروفِ گریہ تھا کہ مکانوں کی چھتوں پر سوار اور مصروفِ نظارہ عورتوں میں گریہ و بکا کا اتنا شور بلند ہوا کہ بازار میں بجتے ہوئے ڈھول اور ساز بند ہوگئے، اس وقت ہم نے دیکھا تو ایک ملعونِ ازل گھوڑے پرسوار بڑے دروازہ سے برآمد ہوا، اس کے ہاتھ میں جھنڈا تھا جس پر ایک ایسا سر نظر آیا کہ میں جگر کو پکڑ کر بیٹھ گیا، صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہ چھ ماہ کے ایک معصوم کا سر تھا، اس معصوم کی معصومیت شام کی ہر عورت کو رلا رہی تھی، جس وقت وہ معصوم کا سر اٹھا کر بازار میں آ کھڑا ہوا، اس وقت شام کی عورتوں کی آواز شہر میں بلند ہوئی کہ ہمیں بتاؤ یہ کس ماں کی مامتا کا جنازہ ہے؟ کوئی اس ماں کے درد کا کیا اندازہ کرسکتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی اسے شہید کیا گیا ہے کیونکہ گلے کا زخم ابھی تازہ ہے......شام کی کل عورتوں نے ماتم کرتے ہوئے ظالم سے کہا کہ اے ملعونِ ازل! اتنے کمسن معصوم تو گہواروں کے لائق ہوتے ہیں، تو نے انہیں ظلم کے معراج پر اٹھا رکھا ہے، کیا نونہالوں کو یونہی اٹھایا جاتا ہے؟ تجھے اس صغیر پر ترس نہیں آیا، یہ معصوم اپنی ماں سے بچھڑا ہوا ہے، اس لئے اس کا چہرہ مرجھایا ہوا ہے، ناممکن ہے کہ اس کی ماں نے اس کی رحلت کو برداشت کیا ہو، اس وقت بابِ جابیہ سے باہر ایک محمل سے اس معصوم کی ماں کا بین سنائی دیا کہ یہ معصوم میری آغوش کی رونق اور میری مامتا کی کل دولت ہے، اس کے دنیا سے جاتے ہی بیوہ ماں کی زندگی ویران ہوگئی ہے، مجھے چند لمحوں کیلئے میرے لعلؑ کا سر لے دیں، یہ تو لوریاں سننے کا عادی ہے، اور ایک مدت گزر گئی ہے کہ یہ

ماں کی آغوش سے محروم ہے

سارے مومنین اپنے بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ یہ دعا کریں کہ ان پاک مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے دکھ ختم ہوں، یہ پھر سے اپنے وطن میں آباد ہوں، جیسا کہ آباد ہونے کا حق ہے، ان کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کیلئے زیادہ سے زیادہ خوشیاں لے کر جلد تشریف لائیں، تا کہ ہر مستور کا دل شاد ہو، اپنے فخر روزگار بیٹوں کو سہرے پہنا کر ہر ماں کے دل کو قرار آئے

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجّل فَرَجھُم بِقَائمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 3

﴿بازارِ شام﴾

(واقعہ سہل ابن سعد شہر وری)

حصہ دوم

دوستو! گذشتہ کچھ دنوں سے قافلہءِ تسلیم و رضا کے داخلہءِ شام کے موضوع پر میں کچھ نہ کچھ عرض کر رہا ہوں، اور اس سلسلے کی تیسری کڑی آپ کے سامنے پیش ہے کل میں نے عرض کیا تھا کہ جس وقت قافلہءِ تسلیم و رضا شام کے شہر دمشق میں داخل ہوا تو اس وقت ملعونِ شام یزید ابن معاویہ نے بابِ جابیہ پر کھڑے ہو کر ان کے استقبال کے منظر کو دیکھنے کا پروگرام بنایا تھا

کل میں نے یہ بھی آپ کو بتایا تھا کہ باب الفرج اور بابِ جابیہ کے درمیان ایک قلعہ تھا، اس قلعہ کی فصیل کے مغربی طرف باب الحدید نامی ایک دروازہ تھا، یہ سارا لوہے کا بنا ہوا تھا، اس قلعہ کی جنوب مشرقی دیوار کے ساتھ باب الجناز ہے، جو باب النصر یا باب السعادۃ بھی کہلاتا ہے

کل ہی میں نے بتایا تھا کہ 61 ہجری میں فصیل شہر میں باب الجناز نام کا دروازہ نہیں تھا، اسے بعد میں سلطان عبدالحمید نے بنوایا تھا، باب الجناز سے مشرقی

طرف جو بڑی سڑک ہے، جسے مدحت پاشا روڈ کہتے ہیں، اس کے جنوبی سرے پر باب جابیہ تھا، جب بابِ جابیہ سے شہر میں داخل ہوں تو بالکل سامنے والی سڑک مدحت پاشا روڈ ہے، یہ جنوب مغرب سے شمال مشرق کی طرف شہر میں سے سیدھی گزرتی ہوئی باب شرقی تک جاتی ہے

سوق الحمیدیہ

چھٹی صدی ہجری کے دوران شام میں جو بازار بنائے گئے تھے ان کی تعداد 40 کے قریب تھی، اس سے پہلے اس شہر میں بہت کم بازار تھے، ویسے ہر دور میں اس شہر کے مشہور بازار یہ تھے (1) سوق الحریر (2) سوق الذہبین (3) سوق الدشت (4) سوق الوراقین (5) سوق البزورین (6) سوق السلاح (7) سوق الحقمق (8) سوق السروجیہ (9) سوق الساروجہ (10) سوق المناخلیہ (11) سوق القباقبیہ (12) سوق الحمیدیہ

سوق الحمیدیہ کو سلطان عبدالحمید کے نام پر مشہور کیا گیا تھا، یہ بازار پہلے والا بازار نہیں ہے اور یہ بات درست ہے کہ کئی ادوار میں یہ تعمیر اور منہدم ہوتا رہا، آج کا بازار حالت اور مقام کے لحاظ سے ماضی سے بہت مختلف ہے، محمد پاشا بن مصطفیٰ المعظم کے عثمانی دور 1185 ہجری میں یہ از سر نو تعمیر ہوا تھا، اس نے یہ شہر اپنے گھر کے قریب بنوایا تھا جو آج بھی مدرسہ احمدیہ کے نام سے موجود ہے اور اس بازار کے وسط میں ہے، اس کے مغربی سرے پر سوق الاروم، اور مشرقی کنارے پر سوق العصرونیہ تھے، جن کے درمیانی حصے میں 120 دکانیں تھیں، 1303 ہجری

میں اس کا مشرقی حصہ سوق المسکیہ تک تعمیر ہوا تھا، 1338 ہجری میں یہ بازار جل گیا تھا، پھر 1409 ہجری تک مسلسل یہ تعمیر ہوتا رہا

موجودہ صورت یہ ہے کہ اگر باب الجناز سے شہر میں داخل ہوں تو سیدھے سوق الحمید یہ میں آتے ہیں، یہ بالکل سیدھا مسجد اموی تک جاتا ہے، لیکن واقعہ ءِ کربلا کے وقت باب الجابیہ سے داخل ہوکر ایک راستہ فصیل شہر کے ساتھ ساتھ شمالی مغربی طرف آتا تھا جو قدیم قلعہ کی جنوب مشرقی طرف سے سابقہ سوق الحمید یہ میں داخل ہوتا تھا، یہاں سے جامع مسجد تک کئی موڑ تھے، اور باب الجابیہ سے جامع مسجد کا فاصلہ تقریباً 850 میٹر تھا، اس کے جنوب مشرقی طرف بابِ جابیہ تک بنی کندہ آباد تھے، بار بار تفصیلی ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قافلہ پاک اسی راستہ سے شہر میں داخل ہوا تھا

اس کے نام کی کئی وجوہات بیان ہوئی ہیں، ایک تو درسِ حمید یہ (موجودہ درسِ احمد یہ) کی وجہ سے یہ حمید یہ کہلایا، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سلطان حمیدالدین کی وجہ سے یہ حمید یہ مشہور رہوا، اور بعض لوگوں کے خیال کے مطابق قدیم قلعہ سے ملحقہ شارعِ حمید یہ ہے جو قلعہ کے جنوب مشرق سے شروع ہوکر جامعہ اموی کے مغربی دروازے تک جاتی ہے، اس کی وجہ سے یہ سوق الحمید یہ کہلایا

اس شہر میں مدحت پاشا نام کی ایک مرکزی سڑک ہے، جسے اب لوگ شارع طویل بھی کہتے ہیں، یہ رومی دور کی سڑک ہے، یہ تقریباً شرقاً غرباً ہے، اس میں جو اسواق ہیں ان میں سے ایک سوق درویشیہ ہے، دوسرا سوق بزوریہ ہے، اس کے جنوبی طرف سوق الحمید یہ کے موازات ہیں، بازارِ درویشیہ میں داخلے کے

دوراستے ہیں، مغربی طرف سوق الحمید یہ ہے، یہ قدیم درویشیہ بازار درویش پاشا کے نام سے مشہور تھا، اس کو بعد میں مدحت پاشا روڈ بنایا گیا جو تا حال موجود ہے

قلعہء دمشق

یہ قلعہ رومی دور میں تعمیر ہوا، مگر اس وقت اسے بطور قلعہ نہیں بنایا گیا تھا بلکہ ابتدائی طور پر یہ ایک نظارہ گاہ تھی، صلاح الدین ایوبی کے دور میں جب صلیبی جنگوں کی ابتدا ہوئی تو اس وقت اسے ایک محفوظ قلعہ کے طور پر از سر نو تعمیر کیا گیا، یہ 570 ہجری کی بات ہے، بعد میں صلاح الدین کے بھائی ملک العادل نے اس کی توسیع کی تھی یہ قلعہ 160x220 میٹر ہے، اس کے گرد ایک خندق بنائی گئی تھی جس کی گہرائی اس وقت 50 میٹر تھی، اس کے چار برج بنائے گئے تھے جو نگرانی کیلئے استعمال ہوتے تھے

اب میں اپنا بیان وہاں سے مربوط کرتا ہوں کہ جہاں کل پہنچایا تھا، جس دن پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام نے شہر دمشق میں داخل ہونا تھا، اس دن ملعونِ شام بنی کندہ کا مہمان تھا، اور قافلہ پاک کی آمد سے قبل یہ ملعون اپنے تمام گماشتوں کے ساتھ قلعہ کے راستے بابِ جابیہ پر آ کر کھڑا ہو گیا کہ استقبال کا منظر دیکھ سکے، اور سارے مروانی، عثمانی اور ابوسفیانی ملاعین بھی اس کے ہمراہ تھے، شہر کے اندر لاکھوں کا ہجوم نقاروں، شہنائیوں اور طنبوروں کی دھن پر رقص میں مشغول تھا، اٹھارہ نیزہ بردار گھوڑوں پر سوار پہلے آ کر دروازے کے سامنے کھڑے ہو گئے،

انہوں نے سر ہائے اطہر والے نیزے زمین میں گاڑ دیئے اور اپنے گھوڑوں کا رخ واپس دورازے کی طرف کر دیا، کیونکہ ملعونِ شام کھڑا اسلامی لے رہا تھا بعد میں ڈھولوں اور نقاروں کی آواز تیز ہوتی گئی، گیت گاتی اور رقص کرتی ہوئی لونڈیوں کے گیت ورقص میں بھی تیزی آئی

سہل ابن سعد نے جب دروازے کی طرف نگاہ کی

☆اذا رايت باربعين شقة تحمل علىٰ اربعين جملا و النسا و الاطفال اقطاب الجمال بغير وطاء وغطاء

تو دیکھا کہ کئی محمل دروازہ میں سے برآمد ہوئے، جن پر مستورات اور معصوم بچے سوار تھے، یہ تعداد میں 40 تھے، ان کے کجاوے تو تھے مگر وطاوغطا سے خالی تھے...... ذاکرین کا یہ پڑھنا کہ پاک پردہ داروں نے کجاوے کے بغیر اونٹوں کی پشت پر سفر کیا، درست نہیں ہے، کیونکہ عربی میں کجاووں کو اقطاب کہتے ہیں اور ملکہءِ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا ایک مرثیہ ہے☆مدينة جدنا لا تقبلينا

اس مرثیہ کے ایک شعر میں وہ فرماتی ہیں کہ

لقد هتكوا النساء و حملوها

على الاقطاب قهراً اجمعينا

امت ملعون نے مستوراتِ توحید صلواۃ اللہ علیہن کی عزت کا ذرہ بھر خیال نہ کیا اور سب کو جبراً کجاووں میں سوار کیا

دوستو! آج وہ دور نہیں کہ جب قدیم اشیاء کو صرف الفاظ میں ظاہر کیا جاتا تھا کیونکہ ماضی کی ہر شے مشاہداتی تھی، اس لئے عرض کر رہا ہوں کہ پرانے زمانہ

میں اونٹوں پر کجاوے ہوتے تھے، ہمارے علاقہ کے اور عرب دنیا کے کجاووں میں یہ فرق تھا کہ عرب کے کجاوے دو چھوٹی چارپائیوں کی شکل کے ہوتے تھے، جنہیں اونٹ کے پالان پر باندھ دیا جاتا تھا، ان کو اقطاب کہتے تھے، اگر کجاووں پر مستورات کو سفر کرنا ہوتا تھا تو ان کجاووں پر لکڑی کا ایک فریم سا کھڑا کیا جاتا تھا جسے سرائیکی میں ''مہارا'' اور عربی میں ''وطا'' کہتے تھے، یہ کئی شکلوں کے ہوتے تھے، عام طور پر کھجور کی شاخوں کو کجاوہ کے اوپر باندھ کر بنا لیتے تھے، مگر صاحب ثروت شرفاء کے یہ مہارے بڑے خوبصورت اور رنگدار ہوتے تھے، ان کے اوپر کلس بھی ہوتے تھے، ان پر بڑی مینا کاری کی جاتی تھی، ہمارے علاقہ میں ہر گھر میں یہ مہارے ہوتے تھے، کیونکہ میں نے نہ صرف یہ دیکھے ہیں بلکہ ایسے کجاووں میں خود سفر بھی کیا ہے کہ جن پر بہت خوبصورت مہارے بنے ہوئے تھے ہمارے علاقہ میں ان کے سر پوش بھی بڑے خوبصورت ہوتے تھے یہ سندھی رِلّی کی طرح چھوٹے چھوٹے رنگین کپڑے کے ٹکڑوں سے بنائے جاتے تھے، ان کے بھی عجیب عجیب نمونے ہوتے تھے، عربی میں ان کو ''غطا'' کہتے ہیں

پاک مخدراتِ عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن کے سفر کے بارے میں جتنی روایات ملتی ہیں ان سب میں کجاووں کا ذکر ہے، مگر ان پر وطا وغطا کا ذکر نہیں ہے

وطا اور غطا کے معنی سمجھنے میں اگر کسی اُردو دان سے غلطی ہوئی ہو تو یہ ایک الگ بات ہے، ورنہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن نے بغیر کجاوہ اونٹوں پر سفر کیا

ایک اور ضروری وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ذاکرین سے یہ سنتے آئے ہیں

کہ پاک قافلہ کو شام سے نومیل دور روکا گیا تھا، اور پھر انہیں نومیل چل کر بازارِ شام تک آنا پڑا، اور وہ بازار میں دربارِ ملعون تک پیدل چلتے رہے

ذاکرین سے سن کر میں نے بھی اپنے ابتدائی نوحہ جات کو اسی طرح منظوم کیا مگر جب تاریخ اور بالخصوص کتب مقاتل کا بغور مطالعہ کیا تو مجھے یہ کہیں نہ ملا کہ پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن کو پیدل بازار سے گزارا گیا تھا، بلکہ جناب سہل بن سعد ساعدی یا جزلم بن کثیر کی روایات کے مطابق یہ ہے کہ ہم نے چالیس اونٹ دیکھے جن پر پردہ دار سوار تھے

اس دور میں کتب مقاتل کی تعداد تین ہزار سے زائد ہے، ان میں ماخذ کی کتب سو سے بھی کم ہیں، میں ان میں سے اکثر کا مطالعہ کر چکا ہوں اور مجھے پیدل چلنے کی روایت کہیں نہیں ملی، عدم وجدان عدم وجود کی دلیل نہیں ہوتا شاید کسی صاحب مقتل نے یہ روایت لکھی ہو مگر میں نے اپنے محدود مطالعہ میں ایسی کوئی روایت نہیں دیکھی کہ جس میں پیدل چلنے کا ذکر ہو

آمد برسر مطلب ...... سہل ابن سعد کہتے ہیں کہ میں نے یہ تو سنا تھا کہ آج امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام اور ان کے پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے افراد کے سرہائے اطہر شام میں آ رہے ہیں، مگر مجھے یہ علم نہیں تھا کہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن بھی ساتھ تشریف لا رہی ہیں، سرہائے اطہر کے بعد جب محمل دروازہ سے اندر داخل ہوتے ہوئے نظر آئے تو میں بہت حیران ہوا، غور سے دیکھا تو

☆یقدمھم علی ابن الحسین علیہما الصلواۃ والسلام علیٰ بعیر الکبیر مغلول الیدین و رجلین

پہلے اونٹ پر شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وارث امام زین العابدین علیہ الصلواۃ

والسلام سوار تھے اور ان کے ہاتھوں میں تسلیم و رضا کے زیور چمک رہے تھے، صبر و شکر کے پھول قدموں کو چوم رہے تھے، اس قافلہ کے پچھلے محملوں پر تطہیر کے پردہ دار سوار تھے اور ان محملوں سے رہ رہ کر یہ آواز آتی تھی

☆ واحسیناً ۔ واعباًسا ۔ وامحمدًا

اس موقع پر مخلوق کا اتنا ہجوم ہوا کہ پاک محمل بڑی مشکل سے دروازہ عبور کر پائے بعدازاں ان محملوں کا رخ بھی دروازے کی طرف کر دیا گیا تا کہ یزید ملعون کو خوش کیا جاسکے

تاریخ میں منقول ہے کہ امینۃ الامامت پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بازارِ شام میں چار خطبات انشاء فرمائے ہیں، ان میں سب سے پہلا خطبہ اسی مقام پر ارشاد فرمایا

اس کی وجہ یہ تھی کہ جس وقت ملعونِ شام کے سامنے شہداء کے سرہائے اطہر اور چالیس محمل آئے تو اس ملعونِ ازل نے ایک مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ نخوت و تکبر میں فخریہ طور پر اپنے کاندھے اچکائے، یہ حرکت دیکھ کر زینت اسد کردگار معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو جلال آیا، پہلے انہوں نے آہستہ سے فرمایا کہ اے شام کے لوگو! ہم کچھ کہنا چاہتے ہیں، ہماری بات سنو

لاکھوں کا ہجوم، ڈھول تاشے بج رہے ہوں، شہنائیوں، نقاروں، گانوں اور تالیوں کے شور میں کون یہ آواز سنتا، جب کسی نے بھی اس فرمان پر توجہ نہ دی تو اس وقت جلالت اِلٰہیہ کے رخ انور پر جلال کی سرخی نمودار ہوئی اور فرمایا کہ کیا تم لوگوں نے ہمیں مجبور اور بے اختیار سمجھا ہے؟ واللہ ہم مجبور نہیں، رضائے

اِلٰہی کے اسیر ہیں، اس کے بعد فقط ایک مرتبہ فرمایا ''اسکتوا'' خاموش ہو جاؤ
بس یہ فرمان نہیں گویا اللہ کا حکم کن فیکون تھا کہ جس کو سنتے ہی پورے بازار پر
سکوتِ مرگ طاری ہو گیا، شہنائیوں کے سُر ٹوٹے، نقاروں نے لے توڑی، اور
ہر شے پر سکتہ طاری ہو گیا، لوگوں کی دلوں کی دھڑکنیں جامد ہوئیں، سانسوں کی
آمد و شد بے ربط ہوئی ☆حتیٰ سکنت الاجراس فی اعناق الابل
حتیٰ کہ اونٹوں کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیاں ساکت ہو گئیں، جس گھوڑے نے
زمین سے پیر اٹھایا ہوا تھا، وہ پیر واپس زمین پر نہ رکھ سکا، جن کے سم زمین پر تھے
وہ زمین سے گویا جکڑ گئے، گہرے سناٹے نے پورے بازار کو اپنی لپیٹ میں لے
لیا، یعنی غیرتِ اِلٰہیہ نے اپنے جبروتیہ اختیارات کا ہلکا سا مظاہرہ فرما کر پوری
کائنات کو دم بخود کر دیا، وقّی مرحوم فرماتے ہیں کہ یہ کوئی عام حکم نہ تھا کہ صرف
بازار پر لاگو ہوتا کیونکہ حکم امام جب حامل عمومیت ہو تو اس کا نفاذ تحت الثریٰ سے
عرش اعلیٰ تک ہوتا ہے بلکہ ازل و ابد بھی اس کے دامن میں سمٹ کر پابند ہو جاتے
ہیں، اسی لئے جو ملکوت و کروبیاں اندرونِ عرش مصروفِ تسبیح تھے، ان کی زبانیں
گنگ ہو گئیں، اور جو مؤ کلانِ کائنات لکھنے کے عمل میں مصروف تھے، ان کی قلمیں
اپنی اپنی جگہ منجمد ہو گئیں، ملکوتِ ارض و سما کی عبادت معطل ہوئی کیونکہ امیۃ
الامامت صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا تھا کہ ''اُسکُتُوا'' ساکت ہو جاؤ
جس وقت پوری کائنات کی نبضیں رکیں تو اس وقت ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا
☆ بسم الله الرحمن الرحيم() الحمد لله رب العالمين.....................
تا اینکہ فرمایا کہ اے ملعونِ ازل! ☆

فالعجب کل العجب من اقدامك لقتل حزب الله النجباء لحزب الشیطان الطلقاً

تعجب ہے بلکہ کلی تعجب ہے تیرے اس منحوس اقدام پر کہ تو نے یہ کیسا غلط کام کیا ہے کہ اللہ کی پاکیزہ، بے مثال اور نجیب جماعت کو تو نے اس شیطانی جماعت سے شہید کرا دیا ہے کہ جو آزاد کردہ غلاموں کی بد بخت نسل ہے

لفظ ''طلقا'' کے معنی آزاد کردہ کے ہیں، لیکن یہ مراد بھی لی جا سکتی ہے کہ جن کو مہلت دی گئی، یعنی اس دنیا میں چند دن کی آزادی دی گئی، تو نے اس شیطانی جماعت سے اتنا بڑا کام کروایا، شیطان کی طرح ان لوگوں کو بھی کچھ دن کی آزادی ہے......

☆فکد کیدك وسع سعیك و ناصب جهدك فوالله لا تمحوا ذکرنا و تمیت وحینا و هل رایك الا ضنداً و ایامك الا عدداً

آپ نے بڑے جاہ وجلال سے فرمایا کہ اوملعون! تو فریب کے جتنے جال بچھا سکتا ہے بچھا لے، اپنی تمام کوششیں بروئے کار لے آ، تو اپنے جہود انکار کے طوفان کو جتنا جوش دے سکتا ہے دے، رب ذوالجلال والاکرام کی قسم! کہ ہمارا ذکر سرمدی کبھی نہیں مٹ سکے گا اور ہمیشہ ہمیشہ رہے گا، خالق کائنات کی قسم! صبح ازل سے شام ابد تک ہمارے گھر میں سے سلسلۂ وحی والہام اِلٰہیہ کبھی منقطع نہ ہوگا، یعنی ہمارے افرادِ خانہ ہمیشہ ☆ما ینطق عن الھویٰ کے مصداق ہی رہیں گے

اوملعون ازل! تیرا گمان کتنا ناقص وفاسد ہے، تجھے معلوم نہیں کہ تیرے دن گنے جا چکے ہیں، مگر ہماری حکومت ابدی اور دائمی ہے

عجیب بات یہ ہے کہ ملکہ عالمینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پہلے خطبہ میں دعائے تعجیل فرج

بھی فرمائی ہے، اس موقع پر اپنے آخری لختِ جگر عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو یاد کر کے فرمایا

☆اللهم خذ لنا بحقنا و انتقم ممن ظلمنا و احلل غضبك بمن سفك و قتل حماتنا

اے رب ذوالجلال والاکرام! ہمارے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو جلد بھیج جو ظالمین سے ہمارا انتقام لے، اور تیرے غضب کو موقع ءِ اظہار ملے، کیونکہ اِن لوگوں نے تیرے غضب کو دعوت دی ہے، اور ہمارے حامیوں کو شہید کیا ہے، انہوں نے ہمارے مہمانوں کو قتل کیا ہے، اب ان سے جلد ہمارا انتقام لیا جائے

یہ بھی عجیب بات ہے کہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اس مقام پر اپنے پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے انتقام کے ساتھ ساتھ اپنی حمایت کرنے والوں کے انتقام کو بھی طلب فرمایا ہے

راوی کہتے ہیں کہ جس وقت ملکہ عالمینؑ صلواۃ اللہ علیہا خطبہ ارشاد فرمارہی تھیں تو یوں لگتا تھا جیسے منبر کوفہ سے منبر سلونی کا وارث خطبہ دے رہا ہو، اسد کردگار کے لہجے کی گھن گرج سے پورا بازار ہل رہا تھا، ایک ایک فقرے سے سلونی سلونی کا انداز چھلک رہا تھا، خطبہ کے ہر لفظ سے خیبر شکن کی گونجدار آواز کی کڑک دلوں پر ضربیں لگا رہی تھی، مگر کیفیت یہ تھی کہ کوئی نگاہ پاک پردے کو مس بھی نہیں کر رہی تھی، گویا بازارِ شام کو عرش اِلٰہی بنا کر پردۂ توحید میں سے آپ بابا کے پاک لہجے میں کلام فرمارہی تھیں

یہ بھی عرض کردوں پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا لہجہ حقیقت میں ایسا نہ تھا، بلکہ بازار میں ایسا لہجہ اس لئے اختیار فرمایا کہ کوئی نگاہ نہ محملوں کو مس کر سکے اور نہ کوئی کان ان کی حقیقی پاک آواز سن سکے، یعنی آپ کی پاک آواز کو بھی غیروں کی

سماعت سے پردہ تھا، کیونکہ آپ کی ذاتِ اقدس ہمیشہ ہمیشہ انسانی حواسِ خمسہ و عشرہ سے باپردہ رہی ہے، یہی وجہ ہے کہ راویانِ روایات کا بیان ہے کہ

☆کانها تفرغ عن لسان امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام

گویا وہ اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک لہجے میں مصروفِ خطبہ تھیں

ایک اور ضروری وضاحت کہ کئی قدیم ذاکرین سے متاثر ہو کر آجکل کے علماء وذاکرین یہ بیان کرتے ہیں کہ بازارِ شام میں پاک قافلہ پر پتھروں کی بارش کی گئی تھی جس کی وجہ سے ان کے لباس خون آلودہ ہو گئے، یہی نہیں بلکہ بازارِ شام کی دیواریں اور سڑکیں پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے خون سے رنگین ہو گئیں

دوستو! میں پوری ضمانت اور دیانت داری کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ میں نے ماخذ کی کسی ایک کتاب میں بھی کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی ایسی نہیں دیکھی کہ جس میں سنگ باری کا ذکر ہو

میں نے اپنے دور کے ایک فاضل و عالم کی کتاب مقتل میں یہ الفاظ دیکھے کہ ظالمین نے پتھروں کی بارش کر دی، جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے اپنی اصلاح کی خاطر ان سے پوچھا کہ آپ مجھے اس کتاب کا نام بتائیں کہ جہاں سے یہ روایت آپ نے لی ہے، کیونکہ پتھروں کی بارش کے متعلق میں نے تو کہیں پڑھا نہیں ہے، وہ کہنے لگے کہ پڑھا تو میں نے بھی نہیں ہے مگر ذاکرین کے بیان سن سن کر میں نے بھی لکھ دیا ہے

ایک اور دوست نے بحارالانوار کا حوالہ دیا، تو میں نے کہا کہ میرے پاس بحار کے تین نسخے موجود ہیں، جو بیروت، طہران اور تبریز کے مطبوعہ ہیں، ان تین

نسخوں میں مجھے تو یہ روایت نہیں ملی ہے، آپ نے کون سا نسخہ پڑھا ہے؟
کہنے لگے کہ میں نے ایک اردو مترجم کی کتاب بحار میں دیکھا ہے، یعنی اردو ترجمہ کرنے والوں نے بھی کئی کتابوں میں اپنی طرف سے پتھروں کی بارش یا سنگ باری کی روایت درج کر دی ہے، لیکن میں نے کسی کتاب میں نہیں دیکھی
ہاں یہ ضرور ہے کہ پہلے میں نے بھی ذاکرین سے متاثر ہو کر ایسے نوحے لکھے تھے کہ جن میں پتھروں کی بارش کا ذکر ہے مگر جب حقیقت حال معلوم ہوئی تو پھر ایسا کوئی نوحہ نہیں لکھا
جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ عدم وجدان عدم وجود کی دلیل نہیں ہوتا، شاید کسی صاحب مقتل نے لکھا بھی ہو، مگر میری نظر سے نہیں گزرا
میری تحقیق کے مطابق بازار میں سنگباری نہیں ہوئی ہے، بازارِ شام کے حوالہ سے صرف ایک پتھر کی روایت موجود ہے، مگر وہ بھی پاک پردہ داروں کو نہیں بلکہ امام مظلومؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کے بارے میں ہے، اور روایان کا اختلاف ہے کہ وہ پتھر سر اقدس تک پہنچا بھی تھا یا نہیں
اس کے دو راوی ہیں، سہل ابن سعد اور جزلم ابن کثیر اس روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس وقت قافلہ پاک کے محمل محلّہ بنی امیہ میں داخل ہوئے، وہاں سڑک کے دونوں طرف بلند و بالا عمارتیں تھیں، ان عمارتوں کے چھجے بازار کی طرف تھے، آج کل بھی پرانی عمارتوں کے بازار کی طرف بڑھے ہوئے چھجے آپ نے دیکھے ہوں گے، ان چھجوں یا بالکونیوں میں لوگ کرسیاں رکھ کر بازار کا نظارہ کرتے ہیں یہ چھجے لکڑی کے بنے ہوتے ہیں، اسی طرح ان مکانات کے بھی چھجے تھے، عربی

زبان میں ان کو روشن کہا جاتا ہے یعنی یہ نظارہ گاہیں ہوتی ہیں
روای کہتا ہے کہ ہم قافلہ پاک کے ہمراہ تھے، جب یہ کاروان غرباء اس محلے میں داخل ہوا تو ہماری نظر ایک نظارہ گاہ پر پڑی

☆اذا نظرت الیٰ روشن علیہ خمس نساء و فیهن عجوز کبیرة السن قد احدودب ظهرها

ہم نے دیکھا کہ وہاں پانچ عورتیں بیٹھی تھیں، جن میں سے ایک بڑھیا تھی، اس ملعونہ کی پیٹھ میں ضعیفی کی وجہ سے بہت زیادہ خم تھا یعنی وہ کبڑی تھی اور اس کی نظر بھی کمزور ہو چکی تھی، وہ اپنے ساتھ بیٹھی عورتوں سے کہہ رہی تھی کہ جب امام مظلومؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر میرے سامنے آئے تو مجھے بتانا کیونکہ میں نے ان سے اپنے شوہر حنظلہ بن عتبہ (معاویہ کا ماموں) کا انتقام لینا ہے، (یہ ملعون جنگ بدر میں امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلوار سے واصل جہنم ہوا تھا) اس ملعونہ کے ہاتھ میں ایک پتھر بھی تھا

☆فلما صار راس الشریف محاذیاً للروش و ثبت العجوز الی حجر فاخذته بیدها

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر اس نظارہ گاہ کے مقابل آیا تو معراج پر ہونے کی وجہ سے وہ عورتوں کے بالکل سامنے تھا، اس وقت عورتوں نے اس ملعونہ کو بتایا کہ یہی امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر ہے، اس ملعونہ نے یہ تحفہ امام کو پیش کیا، اب یہاں دو روایات ہیں، ایک یہ ہے کہ یہ تحفہ امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمایا، دوسری روایت کے مطابق ابھی وہ تحفہ پیش کرنے کا ارادہ ہی کر رہی تھی کہ جناب شریکۃ الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی نگاہ پڑی، آپ

نے فرمایا کہ ہمیں مجبور سمجھ کر نہ مارو، ہم کائنات پر مکمل تصرف کی قدرت رکھتے ہیں، یہ فرما کر حکم دیا کہ☆ یا نار خذی هذه اے آتش جہنم! پکڑ اس ملعونہ کو یہ حکم دینا تھا کہ قصر پر قیامت ٹوٹ پڑی، اس عمارت کی بنیادوں سے آگ کا ایک شعلہ اٹھا اور ایک سیکنڈ میں بجلی کی طرح اس شعلے نے پورے قصر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، ہمیں بنیادوں سے چوٹی تک بس ایک شعلہ نظر آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ساری عمارت جل کر بھسم ہوگئی

سہل ابن سعد کہتے ہیں کہ میں یہ دیکھ کر فوراً اسی پر ہجوم سڑک پر سجدۂ شکر بجالایا

اب یہاں کئی روایات ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جناب سہل کہتے ہیں کہ ہم نے دعا کی اور قصر زمین بوس ہوگیا اور اس ملعونہ بڑھیا سمیت تمام عورتیں فی النار ہوگئیں، کتابوں میں سوائے اس ایک پتھر کے کسی اور کا ذکر میری نظر سے نہیں گزرا، ان وضاحتوں کے بعد میں واپس اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں

بابِ جابیہ سے محمل روانہ ہوئے، جناب سہل کہتے ہیں کہ میں نے پاک محملوں تک پہنچنے کی کوشش کی، اور رہجوم کو ہٹاتا ہوا کافی دیر کے بعد محملوں تک پہنچ گیا، پہلے اونٹ پر جناب سجاؑد علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار تھے، میں ان کے قریب گیا اور

☆و سلمت عليه فرد علی السلام و قال لی يا سهل حشرك الله معنا يوم القيامة ما تریٰ الیٰ ما فعل بنا

میں نے سلام کیا، تو آپ نے فرمایا کہ اے سہل! اللہ کل تجھے ہمارے ساتھ محشور کرے، پھر بڑے مایوس لہجہ میں فرمایا کہ سہل! دیکھ رہے ہو نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہمارے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہے؟ میں نے انہیں پرسہ دیا اور تعزیت کی

پھر سوچا کہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن سے بھی ان کے بھائیوں کیلئے تعزیت کروں، یہ سوچ کر میں ان کے محملوں کی طرف روانہ ہوا، اس کاروانِ تسلیم ورضا کے آگے آگے پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کی کنیزوں کے محمل تھے

☆اقبلت جارية علىٰ بعير مهزول بغير وطاء و علىٰ وجهها برقع خز

ایک کمزور سے ناقہ پر ایک پاک کنیز سوار تھیں، محمل پر پردہ نہ تھا، مگر ان کے رخ پاک پر ریشم کا برقعہ تھا

کچھ صاحبانِ مقتل نے لکھا ہے کہ وہ جناب معصومہؑ بنت الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا تھیں، اور انہی کے پاک رخ پر ریشمی برقع تھا، جبکہ میں اس رائے کو درست نہیں سمجھتا کیونکہ عربی زبان میں جب بھی کہیں زرخرید غلام کیلئے لفظ غلام بولا جائے تو اس کا مطلب واقعی غلام ہی ہوتا ہے مگر جب یہی لفظ کسی آزاد فرد کیلئے بولا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے ''لڑکا یا چھوکرا'' بعینہٖ اسی طرح لفظ جاریہ اگر کسی کنیز کیلئے بولا جائے تو اس سے مراد واقعی کنیز ہی ہوتا ہے، مگر یہی لفظ جب کسی آزاد کیلئے بولا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے ''لڑکی یعنی چھوکری''

اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب سہل جیسا بزرگ شخص پاک گھر کی کسی مستور کیلئے یہ لفظ استعمال کرنے کی گستاخی کا مرتکب نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ خلافِ ادب ہے، جبکہ وہ اس پاک گھر کی شان وعظمت سے اچھی طرح واقف تھے، اس لئے لازماً وہ کسی پاک کنیز ہی کا محمل ہوگا جس کے بارے میں انہوں نے عرب کے دستور کے مطابق یہ لفظ ''جاریہ'' استعمال کیا ہے

بازار کے واقعات بیان کرنے والوں میں دوست اور دشمن دونوں شامل ہیں،

دشمنوں نے جو منہ میں آیا لکھ دیا، مگر دوستوں نے اس گھر کی کنیزوں کے برقع کا ذکر کیا ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس پاک گھر کی کنیزیں بھی باپردہ تھیں تو کیا مخدرات عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن بغیر برقع و پردہ کے ہوں گی ؟

میں اپنی اگلی مجلس میں اس بارے میں کچھ عرض کروں گا

جناب سہل کہتے ہیں کہ میں بمشکل مجمع عبور کر کے محملوں کے قریب گیا، اور ملکہ عالمینؑ صلواۃ اللہ علیہا کی ناقہ کے سینے پر ماتھا رکھا

☆و سلمت علیها فرددت علی السلام وقالت لی من انت یرحمك الله

اور سر جھکا کر آہستہ اور نہایت ادب سے سلام عرض کیا، مخدومہ شہزادیؑ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہمارا بھی تم پر سلام ہو، اللہ تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟

☆لم یسلم علینا احدا غیرك منذ قتل اخی و سیدی الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

کیونکہ جس دن سے ہمارے پاک بھائی مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام شہید ہوئے ہیں ہمیں کسی نے بھی سلام نہیں کیا اور نہ ہی ہمیں لائق سلام سمجھا، البتہ ہر قسم کا ظلم کیا، ہم پاک رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل البیت ہیں مگر ہمیں امت بازار میں لے آئی ہے، جب میں نے یہ بات سنی تو عرض کیا ☆

فقلت لها یا سیدتی صلواۃ اللہ علیہا انا سهل بن سعد رایت جدك رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میں نے عرض کیا کہ آپ کے پاک نانا کا صحابی اور آپ کا غلام سہل ابن سعد ہوں یہ فطرتی امر ہے کہ جب کسی دکھی اور دل شکستہ کو عالم غربت میں کوئی ہمدرد نظر آئے تو اس کے صبر کے سب بندھن ٹوٹ جاتے ہیں، اور وہ ضبط و برداشت سے گزر جاتا ہے، جب میں نے یہ کہا کہ آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں تو یہ

سن کر آپ نے ایک سرد آہ بھری

☆ قالت یا سهل اما ترای الی ما فعلت بنا امة جدی

فرمایا سہل! کیا دیکھ رہے ہو؟ کہ نانا کی امت ہمارے ساتھ جو کچھ کر رہی ہے یہ ہمارے نانا کی امت ہے اور اُنہی کے کلمہ گو کہلاتے ہیں کہ جنہوں نے ہم پر بے انتہا ظلم کئے ہیں، اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہائے اطہر کتنی بے دردی سے اٹھائے پھر رہے ہیں، آج پاک رسولؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کو بازار دکھائے ہیں، ہمارے محمل بازاروں میں لے آ کر خود جشن منا رہے ہیں

پرسہ داری اور تعزیت کے بعد میں نے رو کر عرض کیا کہ اے پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا! غلام کے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم فرمائیں، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ

☆واشع لنا عند صاحب الرس ان یتقدم به امام المطایا

سہل! ان ظالمین سے کہو ہمارے شہداء کے سر پاک محملوں سے کچھ دور لے جائیں کیونکہ ان سروں کو دیکھ کر مستورات کا دکھ پھر تازہ ہو جاتا ہے، خاص طور پر جس ظالم کے پاس میرے یتیم لعل امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا سر ہے اسے کہو کہ وہ محملوں سے آگے چلا جائے، میں چاہتی ہوں کہ دلہن کو دولہا کا سر نظر نہ آئے، بار بار میرے بھائی کی بیوہ بیٹی کا دکھ تازہ ہو رہا ہے

دوسرا جس ظالم کے ہاتھ میں میرے بھائی کا سر ہے اسے بھی کہو کہ وہ دور چلا جائے کیونکہ میرے ہمراہ بیوہ بھابیاں ہیں، ان کے آلام نہ بڑھائیں

☆قال سهل فدنوت من صاحب الراس فقلت له هل لك ان تقضی حاجتی و تاخذ منی اربع مائة دینار قال ما هی قلت تقدم الراس الشریف امام الحرم صلواۃ اللہ علیہن

ففعل و استراحت النساء صلوٰۃ اللہ علیہن فدفعت الیه ما وعدته

جناب سہل کہتے ہیں کہ میں اس ملعون کے قریب گیا کہ جس نے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر اٹھایا ہوا تھا، میں نے اس سے کہا کہ میری ایک خواہش ہے اگر پوری کر دے تو میں تجھ کو چار سو دینار انعام دوں گا، اس نے خواہش پوچھی تو میں نے اسے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر محمل سے دور لے جانے کو کہا، وہ ملعون پیسوں کی لالچ میں آ گیا اور میری بات مان لی، تب پاک مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن نے مجھے دعائیں دیں

اس کے بعد مجھ سے دریافت فرمایا کہ سہل! کیا تم نے مدینہ جانا ہے؟

میں عرض کیا کہ میرا ارادہ تو یہی ہے کہ پہلے موصل جاؤں گا اور وہاں سے پھر مدینہ جاؤں گا، انہوں نے فرمایا کہ

☆یا سهل اذا وصلت الی مرقد جدی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقرء منا السلام و قل له یا رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی رایت بعینی بناتك مطرودین عن الاوطان شائعین فی البلدان

جب مدینہ جانا تو ہمارے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار پر جا کر کہنا کہ مسافر بیٹیاں بہت بہت سلام عرض کر رہی تھیں اور ہماری طرف سے عرض کرنا کہ آپ کی درد رسیدہ بیٹیوں کو جناب عباسؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت نے بہت لوٹا ہے، تطہیر کے ماحول میں رہنے والوں کو بہت سے بازار اور دربار دکھائے ہیں، اب ہم شام میں آ کر اتنے زیادہ پریشان ہوئے ہیں کہ سابقہ تمام دکھ ہمیں بھول گئے ہیں، کاش آپ ان گستاخ اور ظالم لوگوں میں ہمیں آتے ہوئے دیکھتے

ہماری طرف سے یہ عرض بھی کرنا کہ آپ کی پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن کہہ رہی تھیں کہ ہمیں دعا کرنا، ہمیں مسلسل دکھ دیئے جا رہے ہیں، دکھوں کے بادل چھائے ہوئے ہیں، ہمیں یہی دکھ بے چین کر رہا ہے کہ ہمارے ساتھ آپ کی بہو بیٹیاں ہیں، بازاراور لوگوں کے ہجوم میں ہمارا غیور بیٹا سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام بہت زیادہ گھبرا گیا ہے سارے عزادار مل کر ان آنسوؤں بھری آنکھوں کے ساتھ دعا کریں کہ ہمارے آقا و مولا منتقم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد تشریف لائیں تاکہ آلِ عبا علیہم الصلواۃ والسلام کے تمام دکھ ختم ہوں، جناب عون و محمد علیہما الصلواۃ والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کا گھر دنیا میں پھر آباد ہو، سرکارِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام ان تمام بہن بھائیوں کو اپنے گھروں میں آباد و شاد دیکھیں، تمام دکھوں اور دردوں کا بدلہ لیا جائے تاکہ سلطانِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک دل کو چین نصیب ہو

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 4

﴿بازارِشام﴾

(واقعہ سہل ابن سعد شہروری)

حصہ سوم

گذشتہ کئی روز سے بازارِشام پر گفتگو جاری ہے اور آج اس موضوع کا چوتھا حصہ پیش کررہا ہوں

دمشق شہر کو ماضی میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے، یہ کب آباد ہوا تھا؟ یہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں، آج یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس شہر کے قریب موجود بڑے اور مشہور شہروں سے اس کا فاصلہ کتنا ہے، دمشق سے بعلبک ایک دن کے فاصلہ پر ہے جو کم و بیش 55 کلومیٹر ہے، دمشق سے صیدا اور بیروت تین دن کے فاصلہ پر ہیں یعنی 85 کلومیٹر ہے، دمشق سے اقصیٰ اور الغوطہ ایک دن، حوران دو دن، حمص چار دن، حماہ چھ دن، بیت المقدس سات دن، مصر اٹھارہ دن، غزہ آٹھ دن، حلب دس دن کے فاصلہ پر ہیں، دمشق اور بغداد کا فاصلہ 230 فرسخ اور دمشق سے صفین 100 سو فرسخ کے فاصلہ پر ہے

یہ ملک شام ہمیشہ قیصر روم کے ماتحت رہا، معاویہ ابن ابوسفیان ملعون کے دور تک

روم کوخراج دیا جاتا تھا، یہ خراج ایک سال زرِ خالص کی شکل میں اور ایک سال مسلمان لڑکیوں کی شکل میں ادا ہوتا تھا، مگر یہ بات راز کے طور پر عام لوگوں سے مخفی رکھی جاتی تھی، یہ راز اس وقت فاش ہوا کہ جب زہرہ نامی ایک لڑکی سے رومی سپاہی نے دست درازی کی، تو اس زہرہ کے عاشقِ صادق تمیمی نام کے ایک لڑکے نے رومی سپاہی پر حملہ کیا، تو رومی سپاہی نے کہا کہ لڑتے کیوں ہو؟ ہم تو اس سال خراج میں لڑکیاں لینے آئے ہیں، اس وقت سب لوگوں کو پتا چل گیا کہ رومی بغرض تجارت نہیں بلکہ خراج کی وصولی کیلئے آتے ہیں کیونکہ ہم ان کے باج گزار ہیں، اس کے بعد رومیوں کے خلاف تحریک چلائی گئی، جس میں سارے نوجوانوں نے حصہ لیا، اور معاویہ ابن ابوسفیان ملعون کے خلاف آواز اٹھائی گئی معاویہ ملعون نے سیاسی حربہ استعمال کیا اور ان نوجوانوں کو روم کے خلاف لڑنے پر آمادہ کیا، نوجوانوں نے جناب ابوایوب انصاری کو بھی شامل کیا، اور روم جانے کیلئے ایک بحری بیڑا تیار کیا گیا، جس کا نام اسی متنازعہ لڑکی کے نام پر رکھا گیا تھا یعنی ''زہرۃ الروم'' ...... یہ پہلا اسلامی بحری بیڑا تھا

فرعونِ شام نے یزید ملعون کو بھی شکر کے ساتھ بھیجنے کا پروگرام بنایا مگر ساتھ ہی اسے یہ تاکید بھی کر دی کہ لشکر کو روانہ کر کے تم واپس آ جانا، اور اس ملعون نے ایسا ہی کیا تھا، جہادِ روم پر جانے والوں کا انجام یہ ہوا تھا کہ پیچھے سے ان کی رسد منقطع کر دی گئی تھی، وہ کئی ماہ تک قسطنطینہ کا محاصرہ کئے بیٹھے رہے، اور سبھی بھوکے پیاسے وہیں موت سے ہمکنار ہوئے، جناب ابوایوب انصاری بھی وہیں شہید ہوئے تھے، جن کا مزار آج بھی قسطنطینہ کی فصیل کی دیوار کے ساتھ موجود

ہے، میں نے اجمالاً ذکر کیا ہے، تفصیلات کیلئے کتاب زہرۃ الروم کا مطالعہ کریں

﴿باب صغیر﴾

جو افراد زیارات کیلئے شام جا چکے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ شام میں کئی مشاہد مشہور ہیں، مثلاً باب الصغیر کے سامنے بلال بن حمامتہ اور تین امہات المومنین سلام اللہ علیہم کی مزاریں ہیں، یہیں پر بی بی ام الحسن صلواۃ اللہ علیہا بنت امام جعفرؑ صادق علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب فضہ سلام اللہ علیہا کی مزاریں بھی ہیں، امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کی دختر جناب بی بی (خ دی ج ہ) صلواۃ اللہ علیہا، اور پاک معصوؑمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا دختر امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے مشاہد مقدسہ بھی اسی مقام پر ہیں، آج اس مقام کو قبرستانِ غریباں یا قبرستانِ مسافراں کہا جاتا ہے

بابِ جابیہ کے قریب جناب اویس کی مزار مشہور ہے، مگر ان کا اصل مدفن رقہ (صفین) میں ہے، باب الفرادیس کے قریب مشہد راس الشریف ہے، اب ان معلومات کے بعد اپنے موضوع کو آگے بڑھاتا ہوں

میں عرض کررہا تھا کہ 16 ربیع الاول 61 ہجری اتوار کا دن ہے، بازارِ شام میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم ہے، آراستہ بازار میں لاکھوں تماشائی ہیں، ہزاروں کی تعداد میں ہندوستانی اور حبشی لڑکیاں گلیوں میں محو رقص ہیں، شارع عام کے علاوہ محلے اور گلیوں کی عمارتوں کی چھتوں پر بھی ہجوم ہے، اور اس ہجوم کا شمار مشکل ہے، اسی ہجوم کے درمیان کئی محمل آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آرہے ہیں

☆منعهم من العبور فى المعابر و السكك

لوگوں کے رش کی وجہ سے انہیں گلیاں اور بازار عبور کرنے میں بار بار رکاوٹ ہورہی ہے، جس کی وجہ سے چند فرلانگ کا فاصلہ طے کرتے تقریباً چھ گھنٹے لگ گئے محمل چلے آرہے ہیں، آگے آگے گھوڑا سوار فوج ہے جن کے ہاتھوں میں نیزے ہیں اوران نیزوں پر سرہائے اطہر سوار ہیں، چاروں طرف رقص وسرود عروج پر ہے، جس کی وجہ سے ایک ایک موڑ پر کافی دیر لگ رہی ہے، اونٹوں کو راستہ ملنا دشوار ہے، لوگ عید مبارک دیتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ☆الیوم کالعید الکبیر آج کا دن ہماری بہت بڑی عید کا دن ہے

گلیوں کے موڑ کاٹتا ہوا یہ کاروانِ غریباں سوق الحمیدیہ میں داخل ہوا اور یہاں ایک عجیب واقعہ پیش آیا

جناب سہل سے روایت ہے کہ جب ہم بیت المقدس میں مصروف زیارت تھے تو ایک نصرانی بھی مقدس ہیکل کی زیارت کو آیا ہوا تھا جو موصل کا باشندہ تھا، اس نے ہمارے قافلہ کا علم ہونے کے بعد ہم سے درخواست کی کہ معلوم نہیں دوسرا قافلہ کب یہاں سے روانہ ہو اس لئے روانہ ہوتے وقت مجھے ساتھ لے لینا، جب قافلہ تیار ہوا تو وہ نصرانی نظر نہ آیا، میں نے اپنے قافلہ والوں سے کہا کہ میرا اس سے وعدہ تھا اس لئے مجھے اجازت دیں کہ میں اس کا پتا کرلوں کہ وہ کہاں ہے؟

پچھلی رات کے وقت ہم اسے ڈھونڈنے نکلے تو دیوار گریہ کے قریب وہ دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر دعا مانگ رہا تھا، ہم نے اس کا شانہ ہلایا اور بتایا کہ موسم سرما ہے، قافلہ والے تمہارے منتظر ہیں، ہم نے تجھے بتایا بھی تھا کہ آج رات روانگی ہے، تو عین موقع پر غائب ہوگیا، چل اب جلدی کر

وہ نصرانی ہمارے ساتھ چل پڑا، مگر میں سوچتا رہا کہ اس نصرانی نے اتنے خضوع اور خشوع سے کیا دعا مانگی ہوگی؟ راستہ میں میں نے اس سے پوچھا کہ بھائی نصرانی! تم نے یہ کون سی دعا مانگی ہے؟ تیری گریہ وزاری کو دیکھتے ہوئے مجھے یقین ہے کہ یہ دعا ضرور قبول ہوئی ہوگی، مگر تو نے مانگا کیا تھا؟ اس نے بتایا کہ آخری رات میں نے مقدس ہیکل کے ہر مقام پر یہی دعا مانگی کہ اے خداوند یسوع مسیح میں اپنی زندگی گزار چکا ہوں، اب مجھے موت آئے تو راہِ حق میں قربانی کی شکل میں آئے، اور خود مجھے بھی یقین ہے کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے

جناب سہل کہتے ہیں کہ جب میں بازار میں آیا تو وہ نصرانی میرے ساتھ نہیں تھا، مگر جب پاک قافلہ کے ساتھ چلتا ہوا میں سوق الحمیدیہ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ نصرانی میرے ساتھ کھڑا ہے، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اطہر کو عمرابن منذر ہمدانی ملعون نے اٹھایا ہوا تھا، اور وہ ملعون ایک سجے سجائے گھوڑے پر سوار فخریہ اشعار پڑھتا ہوا آ رہا تھا، اس وقت اس نصرانی نے میرا شانہ ہلا کر پوچھا بھائی سہل! یہ کس کا سر ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ یہ پاک شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کا سر اطہر ہے، میں نے بات کو ٹالنے کی کوشش کی مگر عین اسی لمحے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لب مبارک متحرک ہوئے اور ایسی آواز آئی جس طرح قرآن کی تلاوت سے قبل کوئی قاری اپنا گلا صاف کرتا ہے، اس کے بعد لبوں کی جنبش سے قرآن کی یہ آیت فضا میں بلند ہوئی

☆لا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون

یہ گمان نہ کرنا کہ ظالمین کے اعمال سے خدا بھی غافل ہے

اس وقت اس نصرانی نے دوبارہ میرا شانہ ہلایا اور سرِ اطہر کی قسم دے کر پوچھا کہ بتاؤ یہ کس کا سرِ اطہر ہے؟ یہ تو کوئی فخرِ مسیح ہے، جناب عیسیٰ علیہ السلام نے خود مردے زندہ کیئے تھے، اگرچہ صلیب پر ان کا سارا جسم موجود تھا مگر وہ خود نہیں بولے تھے، یہ کون سی ہستی ہے؟ جو بغیر جسم کے کلام کر رہی ہے

جب اس نے مجھے قسم دی تو میں نے روتے ہوئے اسے بتایا کہ ہمارے پاک نبیؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کے چھوٹے فرزند مولا امام حسینؑ ابن علیؑ علیہا الصلواۃ والسلام کا سرِ اطہر ہے، یہ سننے کی دیر تھی کہ

☆فکشف الله عن بصره فادرکة السعادة

خالق نے اس کی آنکھوں سے حجاب ہٹا دیئے، اس کے مقدر کا ستارہ چمکا، خوش نصیبی نے بڑھ کر اسے گلے لگایا، اس نے اپنی جاگتی آنکھوں سے ملائکہ کی صفوں میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کو سر میں خاک ڈالے روتے ہوئے دیکھا

☆هو متقلداً سيف تحت ثيابه

اس نے اپنے لباس میں کہیں تلوار چھپائی ہوئی تھی، یہ ساری باتیں سن کر وہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سرِ اطہر کو طرف چل پڑا، ہجوم کو عبور کرتے ہوئے یہ نصرانی اس مقام پر جا پہنچا کہ جہاں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سرِ اطہر کا نیزہ زمین میں گڑا ہوا تھا

☆و قال عند الرس یا بن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس نیزہ کو تھام کر اس نے بلند آواز میں کہا کہ یا بن رسولؐ اللہ! میں گواہی دیتا

ہوں کہ آپ بھی حق پر ہیں، اور آپ کا اللہ بھی برحق ہے، آپ کے پاک نانا بھی رسولؐ برحق ہیں، اور آپ کا دین بھی حق ہے، رو رو کر اس نے یہ شہادتیں دیں

☆ وانتضیٰ بسیفه و شد به علی القوم و قتل منهم رجالاً کثیراً ونکس منهم فرساناً فعلت الصیحة

اس کے بعد فوراً اس نے گریبان سے تلوار نکالی اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر کے عمر ابن منذر ہمدانی ملعون پر حملہ کر دیا، پہلے ہی وار میں اسے واصل جہنم کیا، پھر فوجِ شام پر حملہ کر دیا اور کافی سارے ملاعین کو جہنم کا راستہ دکھایا، کئی گھوڑے سوار گھوڑوں سمیت دوزخ کا ایندھن بن گئے، مگر یہ غریب تنہا تھا، ادھر شام کی فوج نے مل کر حملہ کر دیا، بازار میں افراتفری مچ گئی

☆فتکاثروا علیه و قطعوه بالسیوف ارباً ارباً

سہل کہتے ہیں کہ اس ہنگامہ آرائی میں اور تو کچھ نظر نہ آیا مگر جب فوجیں ایک طرف ہوئیں تو سنگلاخ زمین پر خاک وخون میں غلطاں اس نصرانی کی لاش کے ٹکڑے نظر آئے، اس طرح وہ نصرانی اپنی منزلِ حق پر پہنچ کر معراجِ سعادت پر فائز ہوا ☆انا للہ و انا الیه راجعون

اس ہنگامے کے وقت جناب فاتحِ شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک دائی سے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے؟ دائی پاک نے جواب دیا کہ ایک نصرانی نے آپ کے مظلوم بھائی صلواۃ اللہ علیہا کے حضور اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے، اس وقت پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ایک آہِ سرد بھری اور فرمایا کہ

☆ واعجباه النصرانی یتجشمون لدین الاسلام و امة محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفعلون

باهله کما تریٰ

تعجب کا مقام ہے کہ نصرانی عظمت دین کیلئے جان کے نذرانہ دے رہے ہیں اور جو کلمہ گو کہلاتے ہیں، وہ ناموسِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جو سلوک کر رہے وہ تم دیکھ رہی ہو

واقعہ اخطل حلبی

تاریخ بتاتی ہے کہ جب ملعون شام قافلہ پاک کا استقبال دیکھ کر فارغ ہوا تو اس نے قصر اخضر میں آ کے محفل جمائی، دورانِ محفل اَذانِ ظہر ہوگئی، اس نے جلدی جلدی تیاری کر کے فوراً مسجد میں آ کے نماز پڑھائی، اس وقت تک تسلیم و رضا کا مقدس کاروان جامع مسجد کے دروازے پر پہنچ چکا تھا، جب یہ ملعون نماز سے فارغ ہوا تو ایک ملعون خطیب نے اپنا خطبہ شروع کر دیا، جس میں اس ملعون خطیب نے بنی امیہ کی مدح سرائی کی اور اہل بیت اطہار علیہم الصلواۃ والسلام کے بارے میں زبان درازی کی، (خدا اس ملعون پر لعنت کرے) جب خطبہ ختم ہوا تو ملعونِ شام واپس اپنے قصر میں آیا، ابھی اس نے کھانا کھانا تھا

محل میں اس کے آنے سے پہلے سارے مروانی، عثمانی اور ابوسفیانی ملاعین اور رؤسائے شام جمع تھے، وہ بڑے ہال میں ریشمی قالین بچھائے، تکیوں کی ٹیک لگائے بیٹھے تھے، اورانہوں نے ایک محفل مشاعرہ کا اہتمام کیا ہوا تھا، کیونکہ ملعونِ شام کی فتح کی خبر سن کر حلب کا ایک شاعر اخطل حلبی آیا ہوا تھا، دوسرے شعراء کی طرح اس کا پیشہ بھی کسی رئیس یا حاکم کی شان میں قصیدہ گوئی تھا، اور اسی پر اس کی

گزر اوقات تھی ، جب اخطل حلبی نے ملعونِ شام کی فتح کی خبر سنی تو یہ بھی ایک قصیدہ لکھ کر شام کے محل میں حاضر ہوا کہ چار پیسے مل جائیں گے

جب ملعونِ شام محل میں آیا تو سب لوگ تعظیماً کھڑے ہوئے ،اس نے پوچھا کہ یہ آج نیا انتظام کیا ہے؟ اسے اہل محفل نے بتایا کہ یہ حلب کا بہت مشہور شاعر اخطل ہے، یہ آج ایک قصیدہ لکھ کر لایا ہے اور تیرے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے، اس لئے ہم نے یہ انتظام کیا ہے، ملعون نے کہا کہ تم لوگ بیٹھو میں ابھی آتا ہوں، یہ کہہ کر ملعون محل کے اندر گیا، سارے لوگ انتظار کرنے لگے، تھوڑی دیر بعد یہ ملعون محل کے اندر سے ظاہر ہوا، دائیں بائیں دو سیاہ فام غلام ننگی تلواروں کے ساتھ اور پشت پر بھی چھ یا سات دوسرے حبشی غلام اسی طرح بے نیام تلواروں کے ساتھ چل رہے تھے، اس ملعون نے سیاہ رنگ کی ریشمی عبا پہنی ہوئی تھی ،سر پر سنہری تاج تھا، اہل محفل دیکھ کر پھر تعظیماً کھڑے ہوئے ، یہ ملعون متکبرانہ انداز میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا صدر محفل کی مسند کے قریب آیا، سب ملاعین کو بیٹھنے کا اشارہ کیا، پھر خود بھی مسند پر بیٹھ گیا

کتب تاریخ کے مطابق یزید ملعون خود بھی ''نسیب'' یعنی عشقیہ یا مجازی شاعری کا دلدادہ تھا، اور خود بھی شاعر تھا اور عاشق مزاجی میں تو مشہور تھا

جب سب ملاعین بیٹھ گئے تو اس نے ہاتھ کے اشارے سے اخطل حلبی کو قصیدہ سنانے کا حکم دیا، اخطل حلبی نے اپنا قصیدہ شروع کیا جس میں بنی امیہ کے سارے ملاعین کی مدح تھی ، اور آل اللہ کے پاک افراد کے خلاف بکواس تھی ، اس وقت سارے خوشامدی درباری ہر شعر پر اچھل اچھل کر داد دے رہے تھے، داد و

آفرین کے نعروں سے پورا ہال گونج رہا تھا، ادھر شاعر کو بے تحاشا داد مل رہی تھی اور یہ ملعون تکیہ کی ٹیک لگائے اہل دربار کی حماقت وخوشامد پر زیرلب مسکرارہا تھا حلب کا شاعر ہرزہ سرائی میں مصروف تھا کہ اچانک قصر کے صدر دروازے پر ایک شور بلند ہوا، جسے سن کر ساری محفل پر سکتہ طاری ہوگیا، خاموشی کے عالم میں اس نے ایک غلام کو اشارہ کیا کہ جا اور پتا کر کہ یہ شور کیسا ہے؟ غلام دوڑ کر گیا اور فوراً واپس آ کر بتایا کہ صدر دروازے پر طشتیہ غلام آئے ہیں، ان کے ہاتھوں میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر ہے جسے وہ پیش کرنا چاہتے ہیں، لوگ سر اطہر کی زیارت میں مصروف ہیں، یہ انہی کی آوازوں کا شور ہے

اس دور میں بادشاہوں کے دربار میں آنے والے تحائف بڑے بڑے طشت زریں میں رکھ کر پیش کیے جاتے تھے، اس ملعون نے بھی طشتیہ غلاموں کا ایک دستہ بنایا ہوا تھا جو ہمیشہ سرخ لباس پہنتے تھے اور تحائف کو طشت میں سجا کر اس ملعون کے سامنے پیش کیا کرتے تھے، ملعون نے کہا کہ انہیں کہو کہ تھوڑی دیر انتظار کریں، کیونکہ میں نے ابھی کھانا کھانا ہے اور محفل شعر بھی جاری ہے

کسی ملعون نے اسے آگاہ کیا کہ وقت بہت کم ہے، اور تجھے ابھی نماز عصر بھی پڑھانا ہے، اس ملعون نے غلاموں سے کہا کہ یہیں دسترخوان بچھا دو، میں کھانا بھی کھاتا رہوں گا اور اخطل کا قصیدہ بھی سنتا رہوں گا، قصیدہ دوبارہ شروع ہوا، غلاموں نے دسترخوان بچھایا، کھانا لگ گیا، اس ملعون نے اسے اشارے سے کہا طشتیہ سے کہو کہ وہ سر اطہر لے آئیں کیونکہ میرے پاس وقت بہت کم ہے

منظر یہ تھا کہ یہ ملعون رؤسائے شام کے ساتھ کھانا کھانے میں مصروف تھا، اخطل

حلبی کا قصیدہ جاری تھا، سارے درباری داد دینے میں مصروف تھے کہ صدر دروازے سے طشتیہ غلام ظاہر ہوئے، جن میں سے ایک کے ہاتھ میں سونے کا ایک طشت تھا اور دوسرے غلام نے اپنے ہاتھوں پر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر اٹھا رکھا تھا، اس وقت سر کی کیفیت یہ تھی کہ زلفوں میں گردِ سفر جمی تھی، رخ انور پر تازہ خون نظر آ رہا تھا، میں سمجھتا ہوں کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک رخساروں پر اپنے معصوم لعل کا تازہ خون موجود ہوگا، وجہ یہ ہے کہ پہلی مرتبہ جب سر اطہر اس ملعونِ ازل کے سامنے پیش کیا گیا تھا تو اسے غسل نہیں دیا گیا تھا بلکہ دوسرے دن سر اطہر کو غسل دے کر پیش کیا گیا تھا

جب یہ سر اطہر قصر کے کمرے میں داخل ہوا تو لوگوں کی توجہ شاعر کے قصیدہ سے ہٹ گئی اور انھوں نے سر اطہر کو دیکھنا شروع کیا، اس وقت اخطل حلبی نے دیکھا کہ غلام بڑی بے دردی اور بے ادبی سے پاک سرِ کو اٹھائے لا رہے ہیں

اخطل نے بڑے ناگوار لہجے میں ان غلاموں سے کہا کہ یہ کیسی بدبختی اور قساوت قلبی کا مظاہرہ ہو رہا ہے؟ فرعونِ شام نے کھانا کھاتے ہوئے مڑ کر قہر بھری نگاہوں سے اخطل کو دیکھا مگر کہا کچھ نہیں، پھر غلام کو اشارہ کیا کہ یہ پاک سر میرے سامنے رکھ دو

جلدی جلدی ایک غلام آگے بڑھا اور سنہری طشت اس کے پاس رکھا، پھر دوسرے غلام نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا پاک سر اس انداز میں سنہری طشت میں رکھا کہ سرکارؐ علیہ الصلواۃ والسلام کا رخِ انور یزید ملعون کی طرف تھا

جب سب لوگوں نے سر اطہر کو اس انداز سے رکھا ہوا دیکھا تو سب کے چہروں پر

موت کی زردی چھا گئی اور موت کے سناٹے نے پورے محل کو اپنے شکنجے میں کس لیا ملعونِ شام کو کھانا بھول گیا، موت کے سناٹا چھایا ہوا تھا، کافی دیر بعد اس ملعون نے اس جمود اور خاموشی کو توڑا، اس نے سر اطہر کی طرف دیکھ کر ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ اے شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام! میں نے ایک چیز سے آپ کو محروم کیا ہے اور آپ نے بھی مجھے ایک چیز سے محروم کر دیا ہے، فرق صرف یہ ہے کہ میں نے جس شئے سے آپ کو محروم کیا ہے وہ نقد ہے، اور آپ نے جس شئے سے مجھے محروم کیا وہ ادھار ہے، اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کون نقصان میں رہا ہے اور کون فائدے میں رہا ہے؟

وہ ملعونِ ازل یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے آپ کو نعوذ باللہ دنیا سے محروم کر دیا جو نقد ہے اور آپ نے مجھے آخرت سے محروم کیا ہے جو بظاہر ادھار ہے یعنی میں زیادہ فائدے میں رہا ہوں

اخطل حلبی کے علاوہ کسی نے اس شعر پر اسے داد نہیں دی

اس وقت لب ہائے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام متحرک ہوئے اور فرمایا کہ

☆فسیعلموا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

عنقریب ظلم کرنے والے ظالمین کو معلوم ہو جائے گا کہ کون گھاٹے میں رہا

ان حالات میں ملعونِ شام نمازِ عصر پڑھانے نہ جا سکا، بلکہ محل میں آکے سو گیا اور نمازِ مغرب کے بعد اس کی آنکھ کھلی

اس دوران ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بہو بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن مسجد کے دروازہ پر پیشی کے انتظار میں کھڑی رہیں، اس ملعون نے پیغام بھیجا کہ آج میں مسجد میں نہیں

آ ؤں گا، اس لٹے ہوئے قافلہ کو کل میرے سامنے محل میں پیش کیا جائے

یہ حکم سن کر ملاعین شام نے پاک پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو ایک عارضی نور محل میں پابند رضا کیا، یہ نور محل مسجد سے ملحق تھا مگر انتہائی بوسیدہ حالت میں تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی بھی وقت یہ عمارت زمین بوس ہو جائے گی

کسی پاک کنیز نے یہ بات کی کہ یہ چھت کسی وقت بھی گر سکتی ہے، تو باہر کھڑے ہوئے ظالمین نے اس پر یہ تبصرہ کیا کہ ان مظلوموں کی اپنی قسمت، آج یہ چھت کے گرنے سے خوفزدہ ہیں، کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے یہ انہیں علم نہیں ہے کیونکہ ان کیلئے زندان میں بھی شہادت ہے، اور کل دربار میں ملعونِ شام ان کو شہید کرنے کا حکم دے دے گا

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن زندان میں تشریف لے آئیں، یہ شام شہر میں پہلی رات تھی، رات بڑی مشکل سے گزری، ایک طرف شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ماں جوان بیٹے کی یاد میں اشک بہا رہی تھیں تو دوسری طرف شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے معصوم لعل کو لوری دیتی رہیں، کسی بھی پاک مستور کو وطن واپس جانے کی کوئی امید نظر نہیں آتی تھی، ام المصائب بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہر ایک کو تسلی دیتی رہیں، ماؤں کی آغوشوں میں معصوم لعل تڑپتے رہے، ہر بین پر جنابِ سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کو ساری رات غش پہ غش آتے رہے، رو کر فرماتے تھے کہ نانا! میں یہ لٹا ہوا قافلہ کہاں لے جاؤں؟

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ ان بے آسرا پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے وارث جلد تشریف لائیں، ہم مدینہ منورہ کی بحال کی گئی رونقیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں

ان پاک مخدرات عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن کے جوان بیٹے سہرے سجائیں، سبھی پردہ دار یہ منظر دیکھیں کہ بیٹوں کیلئے یہ پاک معظّمہ بیبیاں صلواۃ اللہ علیہن اپنے ہاتھوں سے سہرے اور مقنعے تیار کریں اور ان کے اجڑے چمن میں ابدی بہار آئے

سب مل کر دعا کرو کہ ان طیب وطاہر ہستیوں کے گھر آباد ہوں، تمام پاک مستورات سکون کے ساتھ وطن میں پھر آباد ہوں، مولا امام حسن علیہ الصلواۃ والسلام کے لختِ جگر ابدی خوشیوں کے موسم لے کر گھر پاک میں جلد آئیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰى آلِہِ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 5

﴿بازارِ شام﴾

حصہ چہارم

نئے شامل ہونے والے مومنین کو یہ آگاہ کرنا ضروری ہے کہ میں سابقہ کئی مجالس میں قافلہء تسلیم و رضا کی بازارِ شام میں آمد کے حالات کو بیان کرر ہا ہوں اور آج اس سلسلہ کی یہ پانچویں کڑی ہے

یہ بھی عرض کردوں کہ بازارِ شام اور شام غریباں کے موضوعات بیان کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، بلکہ اپنی زبان کو تلوار کی دھار پر چلانے کے مترادف ہے، کیونکہ ذراسی غفلت سے انسان ابدی ہلاکت کا شکار ہو جاتا ہے، عرفاء کا قول ہے

چوں حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

یعنی اگر تو نے پاک ہستیوں کی عظمت اور حفظِ مراتب کا خیال نہ رکھا تو کافر ہو جائے گا، یہ موضوعات ایسے ہیں کہ میں عام ذاکرین بھائیوں کو نصیحت کروں گا کہ منبر پر بہت کم بیان کریں، کیونکہ ان مقدس ہستیوں کے بارے میں معمولی سی غفلت بھی قابل معافی نہیں ہے، اور سارے کیئے کرائے پر پانی پھر جاتا ہے، گویا یہ زبان کی پل صراط ہے کیونکہ یہ نہایت ادب کا مقام ہے

عام طور پر ہم ذاکرین سے سنتے اور کتب مقاتل و روضہ میں شام کے بارے میں

پڑھتے رہتے ہیں کہ وہاں پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے پاس چادریں بھی نعوذ باللہ موجود نہیں تھیں اور پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن ہر چوک یا ہر بازار میں ردائیں مانگتی رہی تھیں، مگر کسی نے نہیں دی تھیں، یہ وضعی قسم کی روایات ہیں، کچھ روایات کا تعلق اس دور سے ہے کہ جب بنی عباس نے بنوامیہ کے خلاف تحریک چلائی تھی اور واقعہءِ کربلا کو ایک سیاسی اشو بنایا گیا تھا، کچھ روایات ہمارے محترم ذاکرین نے بنائی ہیں، جو زیادہ رُلانے کیلیئے کچھ بھی گھڑ سکتے ہیں، اور کچھ ذاکرین اس معاملہ میں بے قصور بھی ہیں، اس لئے کہ نہ وسیع مطالعہ، نہ عربی فارسی سے واقفیت، صرف دوسرے ذاکرین پر انحصار کرتے ہیں، ورنہ ایسی روایات سوئے ادبی کے مترادف ہیں، ان کا بیان کرنا خلافِ ادب اور خلاف واقعہ ہے

ایک روایت جو جناب سہل بن سعد سے مروی ہے جس میں ملکہ عالمین شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سہل سے فرمایا تھا کہ تم ان ظالمین سے کہو کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر محملوں سے دور لے جائیں تاکہ یہاں مخلوق کا ہجوم نہ ہو

کافی علماء نے اس روایت پر اپنا اظہار خیال کیا ہے مگر مجھے آقائے دربندی کی رائے بہت زیادہ پسند آئی ہے کہ جس میں انہوں نے اس بات پر تبصرہ کیا ہے کہ کیا کوئی شخص پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو دیکھنے کی جرأت کر بھی سکتا ہے یا نہیں؟ ایک طویل گفتگو کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ

☆لا يستطيع العيون و الا بصار الخائنة ان تنظر اليهن و لا تقدر القلوب ذات الريبة ان تتخيل فيهن

کسی خائن نگاہ کو یہ طاقت نہیں تھی کہ پردۂ توحید کی مالک مستورات صلواۃ اللہ علیھن کے پردے پر نگاہ کر سکتی، اور نہ کسی نجس ذہن کو یہ مجال تھی کہ وہ حدودِ پردہ یا ان کے حریم ذات میں اپنے خیال کو داخل کر سکے یا جھانک سکے، یعنی ان کے انوارِ باہرہ کے چوگرد اللہ کا حفاظتی پردہ آویزاں تھا، جس کے اندر نہ تو کوئی نگاہ داخل ہو سکتی تھی اور نہ ہی کوئی خیال جھانک سکتا تھا، وہ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ

☆ان الاعین والابصار والافئدة لو فعلت فعلها بالريبة والخيانة بالنسبة اليهن لابتليت فی حال عجلت العقوبة والعذاب فی شانها

خدانخواستہ اگر کوئی نجس دماغ یا فاسد نظر ان کے حریم وحدت مزاج میں جھانکنے کی کوشش کرتی تو ان کی عظمت وشان کے پیش نظر رب ذوالجلال والاکرام اسی وقت اس کو عذاب الیم میں مبتلا کر دیتا، اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ ان پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیھن کو کسی شامی نے نہیں دیکھا، اس کا ثبوت خود جناب سہل بن سعد ساعدی کا یہ فقرہ ہے کہ

☆والله ما نظرت اليكم بريبة

اللہ کی قسم کوئی بدبخت نگاہ آپ کو دیکھ ہی نہیں سکتی

اس کے بعد علامہ دربندی فرماتے ہیں کہ ☆ان آية التطهير تشمل هذا المقام

یہ پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیھن کا وہ مقام ہے کہ جو آیۂ تطہیر کے حکم میں شامل ہے، کیونکہ رجس کو آل محمد علیہم الصلواۃ والسلام سے دور رکھا گیا ہے، پھر کسی کافر و ظالم کی نجس نگاہ کیسے ان کو مس کر سکتی تھی؟

☆ ان هذا من خواص حرم النبوة المطلقة والولاية اما ترىٰ الى ما اعطا لله

وہ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ناموسِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص میں سے ایک خاصہ ہے کہ کوئی انہیں دیکھ ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ خود نہ چاہیں یا اللہ تعالیٰ توفیق عطا نہ کرے، یعنی ولایت مطلقہ کا یہ مقام ہے کہ جب تک وہ نہ چاہیں کوئی انہیں دیکھ نہیں سکتا، جیسے آج کے زمانہ میں انہی کے فرزند ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف ہم میں موجود بھی ہیں، مگر جب تک وہ خود نہ چاہیں کوئی انہیں دیکھ نہیں سکتا اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ پاک مخدراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتیں کہ ان کے پردۂ تطہیر پر کسی بد بخت کی نگاہ پڑے، تو جب وہ چاہتی ہی نہیں تھیں تو یہ کیسے ممکن تھا کہ نعوذ باللہ کوئی ان کو بازار میں دیکھ سکتا، جب کوئی ان کو دیکھ نہیں سکتا تو انہیں چادریں مانگنے کی کیا ضرورت تھی؟ جب کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا تو ان پر ظلم کیسے کر سکتا تھا؟

جیسا کہ کچھ نام نہاد مقررین بیان کرتے ہیں کہ انہیں (نعوذ باللہ) تازیانے یا طمانچے یا پتھر مارے گئے، آیت اللہ دربندی کہتے ہیں کہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سہل کو فرمایا تھا کہ ظالمین سے کہیں کہ وہ سرہائے اطہر کو محملوں سے دور لے جائیں تاکہ لوگوں کی نگاہیں محملوں کی جانب نہ اٹھیں ......تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے ہمراہ اصحابِ باوفا کی مستورات بھی موجود تھیں، جو غیر معصوم تھیں، جن پر نگاہ پڑ سکتی تھی

☆انهن اقرب الناس الى اصحاب الولاية المطلقة و من معادن الرحمة و الكرم و الجود و العفو فلم يردن ان يجعل الله العذاب على الناظرين

وہ مستورات سلام اللہ علیہم چونکہ پردہ دارانِ توحید و رسالت، معادنِ عصمت و رحمت،

مالکانِ کرم وجود وعفو کے انتہائی قریب تھیں، اس لئے اُن پر نظر پڑتے ہی سارے اہل شام پر عذاب اِلٰہی کے نازل ہونے کا خطرہ تھا، اور رحمتؐ للعالمین کی کریم بیٹیاں صلواۃ اللہ علیھن نہیں چاہتی تھیں کہ نزولِ عذاب اِلٰہی سے یہ مخلوق برباد ہوجائے اس لئے ایسا انتظام کیا گیا کہ نہ تو ان پر کسی ملعون کی نجس نگاہ پڑے، نہ آلِ ابلیس کو دی گئی مہلت کے وعدے میں فرق آئے، یہ بھی دشمن کی حفاظت کا مظاہرہ تھا، نہ کہ اپنے بچانے کی کوشش تھی

دوسری وجہ یہ تھی کہ سرہائے اطہر جب پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیھن کو بازار میں دیکھتے تھے تو ان پر گریہ طاری ہوجاتا تھا، اس لئے فرمایا کہ ان کو محملوں سے دور لے جاؤ تاکہ ان کے دکھ میں اضافہ نہ ہو

ہمارے کچھی کے متقدمین ذاکرین اکثر فرماتے تھے کہ جس وقت پاک محمل شام آئے تو ان کے اونٹوں کو زانوؤں سے اوپر کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا

اسی ضمن میں سید پیر گانموں شاہ واصف مرحوم کے اشعار آج تک بہت مشہور ہیں

کرے جے تحقیق طالب حق دا شرع دا مسئلہ ضرور ڈیکھے
نہیں عقائد او بے قواعد جو ناری ہووے تے نور ڈیکھے
امر محالے غلط خیالے جو کافر ہووے تے حور ڈیکھے
طرف کجاویاں دے سر اٹھا کے اگر کوئی بے شعور ڈیکھے
نہ زانواں توڑیں اُٹھ ڈِسیجن حضوری نوری نقاب ہووے
قسم خدا دی شہیدؐ کربل دے غم دا رونون ثواب ہووے

ترجمہ......انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر حق کا کوئی طالب آج بھی اس ضمن میں تحقیق کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ پہلے مسائل شرعی سے واقفیت حاصل کرے

اے بے قواعد لوگو! یہ بات تو عقیدہ کے ہی خلاف ہے کہ کوئی ناری یا جہنمی شخص انوارِ الٰہیہ کا مشاہدہ کر سکے

یہ بات قطعاً ممکن ہی نہیں بلکہ امرِ محال ہے اور انتہائی غلط خیال ہے کہ کوئی کافر و مشرک آدمی جنت کی کسی حور کو دیکھ سکے یا دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہو

بعینہٖ اسی طرح کہ جیسے کوئی ناری نور کو یا جہنمی حور کو نہیں دیکھ سکتا......کوئی بے شعور ظالم کسی پردہ دار مستور کو ہرگز نہیں دیکھ سکتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی بے شعور بدبخت پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنے کی جرأت کرتا بھی تھا

تو اسے زانوؤں سے اوپر وہ اونٹ ہی نظر نہیں آتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حضوری اور نوری پردہ یا نقاب ان محملوں پر محیط تھا یعنی وہ سبھی پردہ دار انوارِ الٰہی کے دبیز پردوں میں رہتے ہوئے نگاہِ غیر سے ہمیشہ کیلئے محفوظ و مامون تھے

خدا کی قسم شہید کربلا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے غم میں رونا باعث اجر و ثواب ہے

اسی سے ملتا جلتا خیال کسی اور قدیم بزرگ کا بھی ہے جو مجھے بہت پسند ہے، وہ فرماتے ہیں کہ شریعت کا مسئلہءِ خاص ہے کہ ناری نور کو نہیں دیکھ سکتا

قرآن اور اسلام یہی بتاتے ہیں کہ کافر حور کو نہیں دیکھ سکتا

پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بازار میں کوئی شخص کسی پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا کو دیکھ سکتا

جامع مسجد بنی امیہ

آ ج کل زائرین جس جامع مسجد کو عبدالملک بن مروان ملعون کی مسجد کے طور پر جانتے ہیں، اور انہیں یہ بھی بتایا جا تا ہے کہ یہی یزید ملعون کا دربار بھی تھا، اجمالی طور پر میں اس کی تاریخ بتانا چاہتا ہوں

آ ج سے چار ہزار سال پہلے یعنی کم و پیش دو ہزار سال قبل مسیح شام میں آتش پرستی کا رواج تھا، یہی مسجد آتش پرستوں کی عبادت گاہ تھی، پھر جب آرامی قبیلے نے اسے فتح کیا تو انہوں نے اسے اپنی عبادت گاہ میں تبدیل کیا، اور اپنے خدا کا بت یہاں رکھ دیا جس کا نام ''خدد'' تھا، یہاں انہوں نے کئی سال خدد خدا کی پوجا کی، جب مصری قوم نے آرامیوں پر فتح پائی تو انہوں نے اپنے خدا رامون اور ہامون کی پوجا اسی مسجد میں کی، مصری قوم کے بعد پھر یونانی قوم یعنی ہلنی دور کا زمانہ ہے جو پہلی صدی عیسوی کا ہے، اس دور میں یہاں رومیا یعنی ترکیوں کی حکومت قائم ہوئی، انہوں نے یہاں اپنے دیوتا جیوپیٹر (ستارہ مشتری) کی عبادت شروع کر دی، ان کے ساتھ ایرانی آتش پرست لوگ بھی برابر کی تعداد میں موجود تھے، اس لئے مسجد کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا، آدھے حصہ میں آتش کدہ بنایا گیا، اور آدھے حصہ میں جیوپیٹر کی پوجا ہوتی رہی

ترکی اور ایرانی اقوام میں جب عیسائیت کی تبلیغ ہوئی تو وہ لوگ دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، نصف عیسائی ہوگئے اور نصف آتش پرست ہی رہے، بہ الفاظِ دیگر ایرانی قوم نے عیسائیت قبول نہیں کی اور وہ آتش پرست ہی رہے، وہ زوراسٹر

(زرتشت) کے ماننے والے تھے، مگر جیوپیٹر کے پجاری عیسائی ہوگئے، جس کی وجہ سے آدھی مسجد کلیسا (گرجا) بن گئی اور آدھے حصہ میں آتش کدہ کی شکل میں قائم رہی، اس کلیسا کا نام قدیس یوحنا رکھا گیا اور اسے ماری یوحنا بھی کہا جاتا تھا 17 ہجری میں مسلمانوں نے شام کو فتح کیا تو انہوں نے اس آتش کدہ کو ختم کر کے مسجد میں تبدیل کردیا، مگر دوسری طرف کے کلیسا کو باقی رہنے دیا گیا، اس وقت یہ مسجد 150x35 میٹر رقبے میں تھی، فرعونِ شام معاویہ کے دور میں اس کی توسیع کا منصوبہ بنایا گیا اور مشورہ ہوا کہ عیسائیوں کو کلیسا کی رقم ادا کر کے اسے بھی مسجد میں شامل کرلیا جائے مگر عیسائیوں نے انکار کردیا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر ایسا کیا گیا تو قیصر روم کی طرف سے دی جانے والی امداد بند کردی جائے گی، جس کی وجہ سے مسجد کی توسیع نہ ہوسکی، جس وقت عبدالملک بن مروان برسراقتدار آیا تو اس نے جبراً عیسائیوں سے کلیسا لے کر مسجد کو وسیع کیا، عیسائیوں کو واجبی سا معاوضہ بھی دیا گیا، 86 ہجری میں اس مسجد کی تعمیر نو کا کام شروع ہوا، اس پر 22 کروڑ دینار خرچ ہونا تھے، مسجد ابھی نامکمل تھی کہ ولید بن عبدالملک حکمران بنا، سات سال تک آہستہ آہستہ مسجد کی تعمیر کا کام جاری رہا، جسے بعد میں سلیمان بن عبدالملک نے مکمل کرایا، آج جو قبے مسجد میں نظر آتے ہیں اولین زمانہ میں یہ نہیں تھے مثلاً قبۃ الغوارہ، قبۃ الساعات اور قبۃ النسر وغیرہ یہ بعد میں تعمیر ہوئے ہیں، اسی طرح کئی محراب ہیں مثلاً امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے محراب، تو یہ عباسی دور میں بنے تھے، مقام ابوبکر، مقام عمر وغیرہ یہ مقامات بھی بعد کے تعمیر کردہ ہیں مقام ابوبکر کے بارے میں روایت ہے کہ یہ مشہور اموی خطیب ابوبکر بن حرث

بن کعب کے نام پر مشہور ہوا، اور مقام عمر عمرو ابن عاص کے نام سے یزید ملعون کے آخری ایام میں مشہور ہوا، مقام عثمان پہلے سے موجود تھا کیونکہ یہاں خلیفہ عثمان کی عزاداری ہوتی تھی، یہاں اموی نوحہ خوان خلیفہ عثمان کا خون آلودہ کرتا سامنے لٹکا کر اور اس کی بیوی نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیاں سامنے رکھ کر نوحہ خوانی کرتے تھے، اور سارے شامی تیسرے خلیفہ کی ماتمداری کیا کرتے تھے

واقعاتِ آتش زنی

دوستو! یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ مسجد چھ مرتبہ آتش زدگی کی لپیٹ میں آئی، پہلی مرتبہ یہ واقعہ نیمہ شعبان کی رات 461 ہجری میں مصری فوج کے جرنیل بدرالجمالی کی شام آمد کے موقع پر پیش آیا، اس کے بعد پھر ایک دفعہ ماہِ شعبان میں یہ مسجد جلی، جس میں مقام ابوبکر اور مصحف عثمانی بھی جل گئے، عجیب بات یہ ہے کہ آتش زنی کے تمام مواقع پر پاک خاندانِ رسالت سے منسوب تمام مقامات محفوظ رہے تھے

ابوابِ مسجد

باب الزیادہ

اگر مسجد بنی امیہ میں نماز پڑھی جائے تو جنوب مشرق کی طرف رُخ کرنا پڑتا ہے، یہ جو قبلہ کی طرف والی دیوار ہے، اسی میں ایک دروازہ باب الزیادہ تھا، شاہانِ ترکیہ عثمانیہ کے دور میں اسے باب العنبرین کہا جاتا تھا، اس کا ایک نام باب القوانین بھی تھا، اس دروازہ کے سامنے شرقاً غرباً ایک سڑک تھی جس کے دوسری

طرف قصرالاخضر یعنی فرعونِ شام کا محل تھا، یہ دروازہ اس کے محل سے تھوڑی دور اسی سڑک پر تھا، اوراس سڑک پر صرافہ بازار بھی لگتا تھا

﴿باب الجیرون﴾

باب الجیرون نام کا ایک دروازہ شام کے شہر کی بیرونی فصیل میں بھی تھا جس کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے، اس باہر والے دروازہ کے سامنے اندرونی شہر کا جو دروازہ تھا اسے بھی باب الجیرون کہا جاتا تھا، اسی طرح مسجد کا جو دروازہ اس جانب کھلتا تھا اسے بھی بابِ جیرون ہی کہا جاتا تھا یہ دروازہ باقی تمام دروازوں سے بڑا تھا، یعنی جب لوگوں کا کوئی زیادہ اجتماع ہوتا تھا تو یہی دروازہ استعمال کیا جاتا تھا، جب اس دروازہ کے ساتھ ہی قبہ ساعات تعمیر ہوا تو اس دروازے کو بھی باب الساعات کا نام دیا گیا، اسے باب الکلاسہ اور باب البادین بھی کہا جاتا تھا، یہ مقام راس الحسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہے

﴿باب الناطفین﴾

اموی مسجد کی شمالی جانب باب الناطفین کے نام سے ایک دروازہ تھا، جسے باب العمارہ یا باب الفرادیس بھی کہا جاتا تھا کیونکہ یہ دروازہ فصیل شہر میں موجود باب الفرادیس کی جانب کھلتا تھا، اس دروازہ کے سامنے عمر بن عبدالعزیز ملعون نے اپنا گھر بنوایا تھا، اس کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ قافلہءِ تسلیم و رضا اسی دروازہ سے مسجد میں داخل ہوا تھا، اس دروازہ سے مسجد کے اندر آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقام قیام تک معصوؑمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے سات مرتبہ تھکاوٹ کی وجہ سے

زمین کو زینت بخشی تھی

﴿باب الفیل﴾

یہ دروازہ قصر الاخضر یعنی موجودہ قصر یزید ملعون سے متصل ایک گلی میں تھا، اسی جگہ پر ایک واقعہِ فیل ہوا تھا، جس کی وجہ سے یزید ملعون کی ملعونہ ماں کو بڑی نیک نامی اور عظیم شہرت حاصل ہوئی تھی

﴿باب المسکیہ﴾

یہ وہ دروازہ ہے جس کے چوکاٹھ کے ساتھ شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر آویزاں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس دروازے سے ہمیشہ مشک وعنبر کی خوشبو آتی ہے کیونکہ عربی زبان میں مشک کو مسک کہتے ہیں، اسی بناء پر اس کا نام باب المسکیہ مشہور ہو گیا

﴿باب النوفرہ﴾

ایک روایت کے مطابق پہلی مرتبہ سر ہائے اطہر اس دروازے سے مسجد میں لائے گئے تھے

﴿باب الخلفاء﴾

جامع مسجد امیہ میں مشرقی جانب قصر الاخضر کے سامنے یہ ایک چھوٹا سا دروازہ تھا کہ جس میں سے خلفائے بنی امیہ نماز یا خطبات کیلئے مسجد میں آیا کرتے تھے

﴿باب الساعات﴾

دوستو! یہ حقیقت ہے کہ جس وقت قافلہِ تسلیم و رضا شام گیا تو اس وقت وہاں اس نام کا کوئی دروازہ موجود نہیں تھا، بلکہ بعد میں اس مقام پر یہ دروازہ بنایا گیا تھا کہ جہاں پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو کئی ساعات یا گھنٹے تک پیشی کی انتظار میں کھڑے رہنا پڑا تھا، لیکن اس کا نام باب الساعات اس لئے رکھا گیا تھا کہ اس دروازے کے اندر ایک قبہ الساعات بنوایا گیا تھا کہ جو وقت بتانے کیلئے تھا، اور اس دروازے پر ایک بلند مینار یا ٹاور جیسی عمارت تھی کہ جہاں سے ایک آدمی وقت کا اعلان کرنے کیلئے ہر پہر کے بعد طبل بجا کر لوگوں کو یہ بتاتا تھا کہ اب دن یا رات کا کون سا پہر ہے، اس کی آواز سارے شہر میں گونجتی تھی، گویا یہ جدید گھنٹہ گھر کی ایک قدیم شکل تھی، چونکہ یہ دن کی گھڑیاں یا ساعات اور پہر بتاتا تھا، اسی بناء پر یہ باب الساعات کہلایا

پہلے دور میں تو کوئی باضابطہ انتظام نہیں تھا، مگر 555 ہجری میں اس کا انتظام کیا گیا اور ابوالفضل محمد بن الکریم حارثی دمشقی (جسے موید الدین کا خطاب دیا گیا تھا) یہ اپنے وقت کا بہت بڑا مہندس (علم ہندسہ کا ماہر) تھا، اسے کہا گیا کہ تم مسجد کے اندر مشرقی طرف ایک قبہ بنواؤ کہ جس کی ترتیب اس طرح ہونا چاہیے کہ اس کے بارہ ستون ہوں اور ان پر دھوپ اس طرح پڑے کہ دھوپ یا سایہ کو دیکھ کے پتا چل جائے کہ اب کون سا پہر شروع ہے، اس نے یہ قبہ یہاں بنوایا جو کئی سال تک تعمیر ہوتا رہا، اس قبہ کا نام قبۃ الساعات تھا، قبہ کی تکمیل کے بعد 559 ہجری میں یہ مہندس فوت ہوگیا، اس قبہ کی وجہ سے اس کے ساتھ والے دروازے کو باب الساعات کہا جاتا تھا، اس دروازہ پر گھڑی نورالدین زنگی نے نصب کرائی تھی

شاید اس کی وجوہات کچھ اور بھی ہوں مگر قرین عقل یہی ہے

آمدم برسر موضوع

شام کا بازار ہے، سوق الحمید یہ سے کاروانِ غریباں سفر کرتا ایک چوک میں آ پہنچا، یہاں سے ایک سڑک جامع مسجد دمشق جاتی تھی اور دوسری سڑک یزید ملعون کے محل کو جاتی تھی، ایک اور سڑک شہر کے محلوں کی طرف جاتی تھی، ملعون شام کا حکم تھا کہ غریبوں کے اس قافلہ کو جامع مسجد دمشق کے سامنے روک دیا جائے، قافلہ کو لے کر ملاعین جامع مسجد کی طرف چلے

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آج کل اسے مسجد بنی امیہ کہتے ہیں، یہ موجودہ مسجد عبدالملک بن مروان نے بنوائی تھی، سابقہ دور میں باب الساعات تو موجود نہیں تھا مگر اس مقام کے پاس ہی قدیم فوجی چھاؤنی تھی، پھر اسے شاہی اصطبل میں بدل دیا گیا، اور قافلہ پاک کے آنے کے بعد اس جگہ ایک دروازہ لگایا گیا جس کا نام باب الساعات رکھا گیا، اس کے لوہے کے طاقوں کی موٹائی تقریباً آٹھ انچ ہوگی، یہ اب بھی موجود ہے، اس مقام سے کچھ دور باب النودر نام کا ایک دروازہ تھا، یہ دروازہ جامع مسجد کی طرف آنے والی گلی میں لگا ہوا تھا، یہ گلی پندرہ سولہ فٹ چوڑی تھی، اس دروازہ کے پیچھے ایک کوچہ تھا جسے سوق المسجد کہتے تھے اور یہ قصر یزید ملعون علیہ لعن میں جانے کیلئے استعمال ہوتا تھا

قافلہ پاک باب الساعات کے مقام پر مسجد سے کچھ فاصلہ پر آ کھڑا ہوا، دروازہ ابھی دور تھا کہ امت نے محمل بٹھا کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

پاک دستار کے وارث! سامنے مسجد ہے، اب پاک مستورات کو محملوں سے اتارو کہ یہاں سے مسجد تک آپ کو پیدل جانا پڑے گا

محمل بٹھا دیئے گئے، مگر تماشائیوں کا بے پناہ ہجوم تھا، اور گلی کل پندرہ فٹ چوڑی یعنی کافی تنگ تھی، راستہ ملنا ناممکن نظر آتا تھا، قافلہ پاک کو روک کر مسجد میں اطلاع بجوائی گئی کہ کاروانِ غریباں دروازۂ مسجد پر آ گیا ہے، وہاں سے جواب ملا کہ قافلہ کو فی الحال کھڑا رہنے دیا جائے کیونکہ مسلمان نمازِ ظہر پڑھ رہے ہیں

اب آپ اندازہ کر لیں کہ بازار میں وقت کتنا لگا ہوگا؟ صبح کے پہلے پہر یعنی آٹھ یا نو بجے قافلہ بابِ جابیہ سے داخل ہوا، اور تقریباً دو بجے بعداز دوپہر باب الساعات پر پہنچا، اور پھر شام کے پانچ بجے تک قافلہ پاک اسی جگہ کھڑا رہا

تاریخ اور مقاتل کی کتب کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس بازار کے سفر میں دو مقامات ایسے ہیں کہ جہاں بھیڑ بہت ہی زیادہ تھی، پہلا موقع وہ تھا کہ جب ملعونِ شام بابِ جابیہ پر کھڑا قافلہ کا استقبال دیکھ رہا تھا، دوسرا موقع یہی باب الساعات والی جگہ ہے، دو بجے سے شام کے بعد تک قافلہ پاک کو ہجوم کی وجہ سے آگے بڑھنے کا موقع نہ مل سکا، بلکہ قافلہ واپس باب النودر کی طرف آیا، یہاں سے سوق المسجد کے راستے قصر یزید ملعون سے ہوتا ہوا مسجد میں آ پہنچا، آج بھی اس مقام پر ایک چبوترہ موجود ہے جہاں پاک قافلہ نے کئی گھنٹے کھڑے ہو کر گزارے تھے، نمازِ مغرب تک قافلہ مسجد میں کھڑا رہا، مسجد کے شمعدان، فانوس اور مشعلیں روشن کر دی گئیں، یہاں ایک مشہور واقعہ ہوا کہ جو مقتل کی تقریباً تمام کتابوں میں درج ہے

پاک قافلہ جس وقت باب الساعات پر پہنچا تو اس وقت مسجد میں نمازِ ظہر ہورہی تھی لوگ نماز پڑھ کے باہر نکلے، سرہائے شہداء کو دیکھتے رہے، پھر نمازِ عصر کیلئے اَذان ہوئی، لوگ پھر نماز کیلئے چلے گئے، بعد از نمازِ عصر لوگ گھروں کو روانہ ہوئے تو سب سے آخر میں ایک ضعیف شامی آیا، اس کا نام میری نظر سے نہیں گزرا، عصا کے سہارے چلتا ہوا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وارث امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کے آگے سے گزرا، اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ یہ مظلوم کون ہیں؟

جب قریب پہنچا تو اس نے سر اٹھا کر جنابِ سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام پر نگاہ کی، اور انہیں دیکھ کر کہا کہ لاکھوں حمد وثناء ہے اس اللہ کیلئے کہ جس نے تمہاری برپا کردہ شورش کو ختم کیا اور مسلمانوں نے سکھ سانس لیا، بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام سر جھکائے کھڑے تھے، یہ سن کر انہوں نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ اے ضعیف! کیا تو قرآن پڑھتا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ جی ہاں، میں روزانہ تلاوت کرتا ہوں، آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ آیت پڑھی ہے کہ

☆قل لا اسئلکم علیه اجراً الا المودة فی القربی

کہنے لگا میں جانتا ہوں، آپ نے پھر فرمایا کہ تو نے یہ آیت بھی ضرور پڑھی ہوگی

☆و آت ذالقربیٰ حقه

وہ ضعیف کہنے لگا جی ہاں، میں یہ آیہ مبارکہ بھی جانتا ہوں

اس کے بعد فرمایا کہ تو نے یہ آیت تو پڑھی ہوگی

☆ واعلموا انما غنمتم من شئی ء فان لله خمسه و للرسول و لذی القربیٰ

عرض کیا کہ حضور یہ بھی جانتا ہوں، مگر اس دوران اس ضعیف کی کیفیت یہ تھی کہ ہر

سوال کے ساتھ اس کے چہرے کا رنگ بدل رہا تھا اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے، امام علیہ الصلواۃ والسلام فرماتے ہیں کہ کیا تو نے یہ آیت بھی پڑھی ہے؟

☆انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهرکم تطهیرا

ضعیف کہتا ہے کہ آپ یہ آیات تو پڑھ رہے ہیں، مگر ان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟ کیونکہ یہ ساری کی ساری آیات صرف محمدؐ وآل محمدؑ علیہم الصلواۃ والسلام سے مخصوص ہیں، کسی غیر کا تو ان سے کوئی واسطہ نہیں، کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی کسی غیر کا ان آیاتِ مبارکہ میں کوئی حصہ ہے، مگر آپ یہ آیات کیوں پڑھ رہے ہیں؟

جب اس نے یہ کہا کہ یہ تو پاک عترت کی شان کی آیات ہیں تو سرکارؑ نے فرمایا کہ

☆والله نحن عترت نبیك صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ کی قسم ہم تیرے نبی کی عترت ہیں، اس وقت وہ ضعیف رو پڑا، اور تھوڑی دیر تک سر جھکائے روتا رہا، پھر سوالیہ انداز میں پوچھا کہ......بالله انتم هم

کیا آپ واقعی پاک عترتِ نبیؐ ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ...... با لله نحن

فرمایا کہ پروردگارِ عالم کی قسم! ہم تیرے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت ہیں اور میرے ساتھ تمہارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن محملوں پر سوار ہیں

یہ ضعیف شامی شرمساری کے عالم میں کافی دیر تک سر جھکا کر روتا رہا، اس کے بعد بعد امام علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف دیکھ کر عرض کرتا ہے کہ ☆فقال هل لی من توبة

کیا مجھ جیسے گناہ گار کی کوئی توبہ کی گنجائش بھی ہے؟ فرمایا کہ ہاں ہے، یہ ضعیف فوراً قدموں پر گر پڑا، اور قدموں کو پکڑ کر عرض کیا کہ......☆اللهم انی اتوب الیك

کافی دیر تک یہی کہتا رہا، پھر کہنے لگا کہ آقا! یہ اونٹ مجھ پر سے گزار دیں کیونکہ

میں زندہ رہنے کے قابل نہیں رہا، اور تو آپ کی کوئی نصرت نہیں کرسکتا، اپنی جان تو قربان کرسکتا ہوں، پھر یہ شامی محملوں کے قریب آیا، اونٹوں کے پاؤں پکڑ کر رو رو کر کہتا ہے

☆التوبه التوبه و شهق شهقة و فارق روحه من البدن

اس کے بعد اس نے ایک بین کیا اور اس کی روح پرواز کرگئی

☆ انا لله و ان الیه راجعون

نمازِ ظہر سے نمازِ عشاء تک ☆اقیموا علیٰ درج المسجد یہ پاک قافلہ دروازۂ مسجد پر کھڑا رہا، پیش ہونے کی اجازت نہیں ملی، آخر کار یہ حکم پہنچا کہ اب ہمارے پاس وقت نہیں ہے، کل صبح ان مظلومین کو دربار میں پیش کیا جائے

یہاں میرا سوال یہ ہے کہ اگر پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن کو پیش ہی نہیں کرنا تھا تو دوپہر دو بجے سے نمازِ عشاء تک انہیں مخلوق کے اژدھام میں مسجد کے دروازے پر کھڑا کیوں کیا گیا؟؟؟

رات ایک بوسیدہ نور محل میں گزری، صبح کو یزید ملعون نے کہا کہ قافلہ پاک دربارِ مسجد میں پیش نہ ہو بلکہ پہلی پیشی قصر یزید ملعون میں ہوگی

قافلہ کو دربار میں آنے کا حکم دے کر اس نے دعوتِ طعام کا اہتمام کیا، جس میں مروانی، عثمانی اور ابوسفیانی ملاعین کے علاوہ چند رؤسائے عرب بھی شامل تھے

دربار آراستہ ہوا، دسترخوان لگایا گیا، مہمانوں کی آمد شروع ہوئی، کافی دیر ہوگئی کیونکہ بلائے گئے سبھی مہمان پہنچتے تب ہی کھانا کھایا جاتا، کھانا کھانے کے بعد پاک قافلہ کی پیشی تھی، قصر دارالامارہ سے باہر قافلہ پیشی کے انتظار میں کھڑا تھا

اسی دوران کا واقعہ ہے کہ جب سرہائے اطہر معراج کی منزل پر فائز تھے، اور لٹے ہوئے پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن تطہیر کے پردوں میں موجود کھڑے تھے، اوران کے چاروں طرف زنجوج و ہنود لڑکیاں محورقص تھیں، فرعون شام کی دعوت میں شرکت کیلئے مروان کا بھائی عبدالرحمٰن بن حکم آیا، یہ ملعون قافلہ کے قریب سے گزرا، کیونکہ راستہ یہی تھا، جس وقت یہ سرہائے اطہر کے قریب سے گزرا تو اس نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کی طرف نگاہ کی، اورخوشی سے ناچتے مجمع کو بھی دیکھا، اس وقت یہ ملعون بے ساختہ دھاڑ مار کر رویا، اور امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر والے نیزہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو اس عالم غربت میں دیکھنا میرے دل پر بہت گراں گزر رہا ہے، میں اس حال میں آپ کونہیں دیکھ سکتا، اس کے بعد یہ رقص کرتے ہوئے مجمع سے مخاطب ہوا اور انہیں کہا کہ کیا تمہیں تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منہ نہیں دکھانا ہے؟ کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر کے خوشیاں منا رہے ہو؟

کتب تاریخ کے مطابق پاک قافلہ کو تین گھنٹے یہاں انتظار کرنا پڑا

آج آپ کو میں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ قافلہ پاک کو قصر بنی امیہ کے صدر دروازے سے دربارِ لعین تک کتنے مراحل سے گزرنا پڑا تھا

صدر دروازے سے دربار تک پانچ بڑی بڑی حویلیاں تھیں جہاں سے قافلہ پاک نے گزرنا تھا، ہر حویلی میں سات سو سیاہ فام رومی غلام مامور رہتے تھے

﴿پہلا دروازہ﴾

پہلا دروازہ عبور کر کے سامنے مستطیل شکل کی ایک بڑی حویلی تھی، جس کے درمیان میں ایک سڑک تھی جس کی دونوں طرف رومی طرزِ تعمیر کے خوبصورت کمرے تھے، جن کے دروازں پر ریشمی پردے پڑے تھے، یہاں پہرے پر مامور سات سو غلام سپاہیوں کے روپ میں سفید لباس اور کالے عمامے پہنے، تلواروں کو بے نیام کیئے پہرہ دیتے تھے، حویلی میں داخلے کے بعد دوسرا دروازہ نظر آتا تھا، یہ بھی پہلے دروازے کی طرح بہت بڑا تھا

﴿ دوسرا دروازہ ﴾

پہلے دروازے کے بعد سامنے دوسرا دروازہ آتا تھا، اسے عبور کرنے کے بعد سامنے بڑی حویلی تھی، درمیانی سڑک کی دونوں جانب دورویہ رومی طرز تعمیر کے بنے ہوئے خوبصورت کمروں کی قطاریں تھیں، ان کمروں کے دروازوں پر سبز ریشم و دیباج کے پردے پڑے تھے، مصری قالین بچھے تھے، ان پر کرسیاں لگی ہوئیں تھیں، یہ صحن امراء کیلئے مخصوص تھا، یعنی اگر کوئی علاقہ کا رئیس اس ملعون سے ملنے آتا تھا تو یہاں کرسی پر بیٹھ کر انتظار کرتا تھا، یہاں بھی سات سو غلام سیاہ لباس اور سیاہ عماموں میں ملبوس پہرہ دیتے تھے اور آنے والوں کی خدمت خاطر بھی کرتے تھے

﴿ تیسرا دروازہ ﴾

دوسرے صحن کو عبور کرنے کے بعد سامنے تیسرا دروازہ تھا، جس کے بعد پھر ایک بہت بڑی حویلی تھی، جس کی سجاوٹ پہلے والی حویلیوں سے زیادہ تھی، ریشمی رومی

پردے، مصری قالین، اور خوبصورت کرسیاں لگی ہوئیں، یہاں صرف وہ رؤساء ہی آ سکتے تھے کہ جنہوں نے بنوامیہ کا مخصوص لباس پہنا ہوا ہوتا تھا، یہ لباس مکمل سیاہ ہوتا تھا، فوجی جرنیل وغیرہ جو آتے تھے وہ اس حویلی میں آ کر کرسیوں پر بیٹھتے تھے، یہاں بھی سات سو حبشی غلام مکمل سفید لباس اور عماموں میں آنے والوں کی ہر قسم کی خدمت کرتے تھے

﴿چوتھا دروازہ﴾

جس وقت چوتھا دروازہ عبور ہوتا تھا تو اس کے سامنے ایک بڑا وسیع صحن تھا جس کے دونوں طرف خوبصورت محل تھے، جن میں ریشمی اور نہایت نفیس قسم کے قالین بچھے ہوئے تھے، اور کمروں میں ریشمی پردوں کا مکمل انتظام کیا گیا تھا، اور صحن کے درمیان سڑک کے دونوں اطراف سات سو رومی غلام موجود رہتے تھے، جن کے سبز ریشمی لباس ہوتے اور ان سب کی کمر کے ساتھ سرخ ریشمی پٹکے بندھے ہوتے جو سونے کی تاروں سے مزین تھے، یہ وہاں ہر وقت ڈیوٹی پر مامور رہتے تھے

﴿پانچواں دروازہ﴾

پانچویں دروازہ کے سامنے ایک دستہ خوبصورت غلاموں کا کھڑا ہوتا تھا، جن کی کمر کے ساتھ سنہری پٹیاں، ہاتھوں میں لمبے لمبے عصائے شاہی، جن پر موتی اور جواہرات جڑے ہوتے تھے، ان کے سروں پر موتیوں کا تاج ہوتا تھا، اس فوجی دستے کا نام طشتیہ تھا، اس نام کی دو وجوہات تھیں، پہلی یہ کہ اس زمانہ میں ہر بادشاہ کے دربار میں غلاموں کا ایک دستہ ہوتا تھا جو بادشاہوں یا امراء کی طرف

سے آئے ہوئے تحائف کو سونے کے طشت میں رکھ کر بادشاہ کی خدمت میں پیش کرتا تھا، دوسری وجہ یہ لکھی ہے کہ جب امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سرِ اطہر دربار میں آیا تو ان غلاموں نے سونے کے طشت میں رکھ کر پیش کیا، اس لئے طشتیہ نام مشہور ہو گیا......مگر پہلی وجہ زیادہ درست معلوم ہوتی ہے

پانچواں دروازہ عبور کر کے سامنے ایک خوبصورت صحن آتا تھا جو زیادہ وسیع نہیں تھا، اس کے باہر محدود کمرے تھے، دائیں طرف والے کمرے دراصل شاہی حمام تھے، قصر کے دروازے سے یہاں تک قالین بچھے ہوئے تھے تا کہ غسل کے بعد اس ملعون پر دھول مٹی وغیرہ نہ پڑے

اس صحن میں سات سو نو جوان لڑکے سرخ ریشمی لباس میں، سنہری کمر بند سجائے ہر وقت مستعد رہتے تھے، ان کے کمر بند زربفت اور سونے کے ہوتے تھے، ان کے شانوں پر یاقوتی گلابی رنگ کے دوپٹے پڑے ہوتے تھے، اور سروں پر سیاہ ریشمی عمامے ہوتے تھے، یہ خاص غلامانِ یزید ملعون علیہ لعن والعذاب تھے

تمام حویلیوں کے غلاموں نے سونے کے زیور بھی پہنے ہوتے تھے، اس سے آگے قصرِ فرعون کا داخلی دروازہ تھا، اور اس کے اندر سے ایک راستہ دربارِ یزید ملعون کو جاتا تھا، دوسرا راستہ ہندہ بنت عامر کے گھر کو جاتا تھا

میں نے یہ ساری تفصیل اس لئے بیان کی ہے کہ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان پانچ دروازوں سے مالکانِ تطہیر صلواۃ اللہ علیہن نے کیسے گزر کیا تھا

پاک مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن قصرِ ملعون کے بیرونی دروازہ پر پیشی کے انتظار میں کھڑی تھیں، کہ اتنے میں ایک سپاہی نے اطلاع دی کہ اب پاک پردہ

دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو دربار میں لایا جائے، جب جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے یہ حکم سنا تو ایک مرتبہ اپنے لٹے ہوئے قافلہ کی ہر مستور کوغور سے دیکھا، سب کے چہروں پر زردی چھائی ہوئی تھی، معصوم بچے ماؤں نے اپنے ساتھ لپٹا لئے، پاک مخدومہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ گھبرائیں نہیں، میں آپ کے ساتھ ہوں، تمام مخدراتِ عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن مخدومہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے ہمراہ روانہ ہوئیں، جونہی پہلا دروازہ عبور کیا تو صحن میں موجود سات سو غلاموں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، ان کا نعرہ سن کر ہر دروازے کے اندر جو غلام موجود تھے انہوں نے یکے بعد دیگرے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے، چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے دل دہل گئے، جب دوسرا دروازہ عبور ہوا پھر تمام غلاموں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے چہروں پر زردی بڑھنے لگی، اس طرح باری باری دروازے عبور کرتے گئے، جب چوتھے دروازے کو عبور کیا پھر نعرۂ تکبیر بلند ہوا، مستورات نے گریہ شروع کیا، جناب شریکۃ الحسین صلواۃ اللہ علیہا نے پھر تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں ہم ساتھ ہیں، جب قافلہ پاک نے پانچواں دروازہ عبور کیا تو حسب معمول وہاں موجود غلاموں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا، جس کے جواب میں اہل دربار نے نعرۂ تکبیر لگایا، سامنے چھٹا دروازہ نظر آیا جو قصر یزید ملعون کا داخلی دروازہ تھا، جس وقت ام المصائب معظّمہ کونین بی بی صلواۃ اللہ علیہا اس دروازہ کی دہلیز پر پہنچیں تو آپ زمین پر بیٹھ گئیں، امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وارث جناب سجّادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے آگے بڑھ کر عرض کیا پھوپھی اماں! آپ نے کیوں زمین کو زینت بخشی ہے؟ یہاں پر بیٹھنا تو ہرگز مناسب نہیں ہے، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ

علیہا نے رو کر فرمایا کہ میرے لختِ جگر لعل! اگر یہاں بیٹھنا ہمارے لئے مناسب نہیں ہے تو کیا اندر جانا مناسب ہے؟

ذرا مجھے دیکھو کہ میں کون ہوں، اور آگے کس کا دربار ہے؟ میں والیءِ نجف شہنشاہ امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دختر ہوں، عصمت کے ماحول کی پروردہ ہوں اور سامنے ازلی بدکردار موجود ہیں، میرے ساتھ رسولؐ کی بہو بیٹیاں ہیں، اور اب ہم نے دربار میں پیش ہونا ہے جو سب سے مشکل مرحلہ ہے، مجھے شرم آتی ہے کہ ازل کی پردہ دار مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو کس طرح لے کر جاؤں

سارے مومنین مل کر دعا کریں کہ ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی ہتک حرمت کا انتقام لینے کیلئے ان کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جلد تشریف لائیں، ان پاک پردہ داروں کو دوبارہ آباد کرنے والی پاک ذات فوراً ظہور پذیر ہوں، تاکہ پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے دکھوں کا ازالہ ہو، جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو دوبارہ آباد دیکھیں، تاکہ ان کے قلب مضطر کو ابدی تسکین نصیب ہو

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمؑ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰى آلِهٖ اَجمَعِين

یا هوالوهاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 6

﴿ دربارِ شام ﴾

(حصہ اول)

11 دسمبر 680ء بمطابق 13 ربیع الاول 61 ہجری بروز جمعرات شام غریباں کا لٹا ہوا قافلہ دمشق شہر کے باہر آ پہنچا، تین دن یہاں قیام رہا، سجتے رہے بازار، آراستہ ہوتے رہے دربار، حتیٰ کہ گلی کوچوں کو بھی سجایا گیا، یعنی امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک شہزادیوں اور بہوؤں کے استقبال کی تیاریاں ہوتی رہیں

14 دسمبر 680ء بمطابق 16 ربیع الاول 61 ہجری بروز اتوار صبح 8 بجے قافلہ شہر میں داخل ہوا، نمازِ ظہر کے وقت کاروانِ تطہیر مسجد بنی امیہ کے دروازے پر پہنچا نمازِ ظہر سے نمازِ عشاء تک یہیں انتظار کرتے رہے مگر دربار میں پیش نہ ہو سکے ایک رات زندان میں گزارنے کے بعد اگلے دن مسجد کی بجائے قصر یزید ملعون میں پیش ہونے کا حکم ملا، اس قصر کو قصر الاخضر بھی کہا جاتا تھا

17 ربیع الاول بروز سوموار صبح 8 بجے کاروانِ تطہیر قصر یزید ملعون کے دروازہ پر پہنچا، کافی انتظار کے بعد حکم ملا کہ پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کو محل کے اس حصہ میں بھیج دیا جائے کہ جہاں دربار میں آنے والے بیٹھ کر ملعون کے تخت پر آنے کا انتظار کرتے ہیں، یہ بھی حکم ہوا کہ پہلے شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سراطہر پیش

کئے جائیں، کل میں نے یہاں تک بیان کیا تھا کہ کاروانِ وحدت دربارِ یزید ملعون کے بیرونی احاطہ تک پہنچا، جہاں انہیں انتظار کرنے کا حکم دیا گیا

جناب سہل ابن سعد کہتے ہیں کہ میں صبح صبح قصر ملعون کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا تا کہ دیکھوں کہ سرہائے اطہر کیسے پیش کئے جاتے ہیں؟

اچانک کاروانِ تطہیر کی دربار کے دروازہ پر آمد ہوئی، آگے آگے عمر ابن سعد ملعون تھا، اس کے ساتھ شمر ذی الجوشن ملعون تھا، ان کے ہمراہ بشر بن مالک، محضرہ بن ثعلبہ، بردہ بن عوف ازدی، طارق بن ظبیان، شیث بن ربعی، خولی بن یزید اصبحی، لعنت اللہ علیہم اجمعین آرہے تھے، میں یوں ہی کہوں گا کہ ان کے ہاتھوں میں شجر طوبیٰ کی شاخیں تھیں، جن پر کچھ شہداء نے منزلِ معراج کو زینت بخشی ہوئی تھی، مگر ہر شہید کا سر اطہر ''بل احیا'' کی مہندی سے آراستہ تھا، ان ملاعین نے سارے شہداء کے پاک سر طوبیٰ کی شاخوں سے اتارے، سامنے ملعونِ شام کے غسل خانے تھے☆ان غسلوه و سرحوالحية

جہاں ایک ایک سر کو غسل دیا گیا، ریش مبارک میں کنگھی کی گئی، پھر ملاعین نے سونے کے طشت منگوائے

☆و وضعوا فيهم رؤس الشهداء علیہم الصلواۃ والسلام

تمام سرہائے شہداء کو سونے کے طشتوں میں رکھا گیا، ریشمی رومالوں سے ڈھانپا گیا، پھر سروں کو اٹھا کر باہر آئے، جب حفاظتی فوجیوں، دربانوں اور غلاموں کی نگاہیں ان سروں پر پڑیں تو انہوں نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے، جس وقت دربان اور غلام نعرے لگا رہے تھے تو ملعونِ شام دربار میں آنے کی تیاریوں میں

مصروف تھا، نعروں کی آواز سن کر اس نے ایک غلام کو بھیجا کہ جا کر معلوم کرو کہ یہ نعرے کیوں بلند کئے جا رہے ہیں؟ غلام نے آ کر بتایا کہ تیرے گماشتے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک خاندان کے سر ہائے اطہر اٹھا کر دربار کے دروازے پر آئے ہیں، اس وقت یزید ملعون نے بکواس کی کہ آج میرے جنگ بدر کے مقتول بہت خوش ہوں گے، کیونکہ آج میں نے ان کا انتقام لے لیا ہے

چونکہ اموی، مروانی، عثمانی اور سفیانی ملاعین ورؤساء ابھی نہیں پہنچے تھے، اس لئے حکم ہوا کہ ابھی باہر ہی ٹھہرو، سارے ملاعین سر ہائے اطہر کو اٹھائے قصر یزید ملعون کے دروازہ پر انتظار میں کھڑے ہو گئے، اِدھر سفیانی، مروانی، عثمانی اور اموی ملاعین ایک ایک کر کے آنا شروع ہوئے، یہ لوگ آتے رہے اور گزرتے رہے، اسی دوران مروان بن حکم ملعون ادھر سے گزرا، اس نے طشت اٹھائے ہوئے ملاعین سے پوچھا کہ ان میں کیا ہے؟ ایک ملعون نے بتایا تو یہ ہنسا اور اپنی عبا کے کونے کو پکڑ کر رقص کے انداز میں ایک چکر لگایا، اور خوشی کے عالم قہقہے لگاتا ہوا یہ ملعون دروازہ سے قصر میں داخل ہوا

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ اس زمانہ میں دربارِ عام مساجد میں لگائے جاتے تھے، اور دربارِ خاص قصر دارالامارہ میں لگتا تھا، چونکہ یہ دربارِ خاص تھا، اس لئے ملعون نے اپنے قصر ذلالت میں لگایا تھا

اس وقت دربار کی وضعی صورت یہ تھی کہ یہ دربار مستطیل شکل کا بہت بڑا ہال تھا، ایک سرے پر صدر دروازہ تھا جو ایک بڑے گیٹ کی طرح تھا، جہاں نیزہ بردار فوجی دستہ پہرہ دیتا تھا، اندر موصل کے قالین بچھے تھے، صدر دروازہ کے سامنے

اس ہال کمرہ کے دوسرے سرے پر ایک دروازہ تھا جو اس ملعون کے زنان خانہ میں کھلتا تھا، زنان خانہ کے اُس دروازہ کے سامنے ملعونِ ازل یزید بن معاویہ کا تخت تھا، جس کے سامنے ایک لمبی چوڑی میز رکھی گئی تھی، جو لمبائی میں صدر دروازہ کی طرف اور چوڑائی میں تخت کی طرف تھی، میز سے صدر دروازہ تک تقریباً دس فٹ چوڑی جگہ چھوڑ دی گئی تھی، جس کے دونوں طرف نوسو 900 سنہری کرسیاں لگی ہوئیں تھی، ان کرسیوں کا رخ تخت کی طرف تھا، دروازہ کے سامنے خالی جگہ چھوڑنے کا مقصد یہ تھا کہ غیر ملکی وفود کو تخت تک رسائی میں دقت نہ ہو، درمیانی میز کے دونوں طرف کرسیوں پر انتہائی اہم لوگ بیٹھا کرتے تھے، تخت کے پیچھے جو دروازہ تھا اس کے آگے ایک چبوترا تھا جو ایک بڑی سٹیج کا کام دیتا تھا، پشت کی جانب والے دروازہ پر باریک ریشمی پردہ آویزاں تھا، جس کے پیچھے بیٹھ کر بنی امیہ کی عورتیں دربار کی کاروائی دیکھا کرتی تھیں، تخت کے بالکل ساتھ دونوں طرف سنہری کرسیوں پر اس ملعون کے مشیر اور صلاح کار بیٹھتے تھے، یہ سب بنی امیہ کے ناخلف تھے، انھی میں سے ایک سرجون رومی بھی تھا، ان کرسیوں کے پیچھے غیر ملکی سفیروں کی کرسیاں ہوتی تھیں

قافلہ پاک کی آمد والے دن سر پاک پیش ہونے سے قبل بنی امیہ کے تمام ناخلف دربار پہنچ چکے تھے، ان کے سامنے بڑی میز پر پھل اور میوہ جات وغیرہ کے تھال سجے تھے، درمیان میں مشروبات کی صراحیاں اور جام قرینے سے رکھے گئے تھے، دربار مکمل سجا ہوا تھا، کچھ کرسیاں ابھی خالی تھیں کہ ملعون نے ایک غلام کو حکم دیا کہ باہر جاکر آواز دے کہ اب مظلومین کربلا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاک سر پیش کیئے جائیں

سہل ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ جب کوفی ملاعین سر ہائے اطہر کے طشت اٹھائے دربار میں داخل ہوئے تو ایک ایسی خوشبو پھیلی کہ پورا دربار مہک اٹھا، اورامام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر سے ایک ایسا نور ساطع ہوا کہ جس سے پورا دربار جگمگا اٹھا

☆فادنى به فلما راه ساطعاً بالضيا تعجب منه

نور ساطع ہوتے ہی دربار پر ایک سکتہ طاری ہوگیا، ملاعین کوفہ نے باری باری تخت کے سامنے والی میز پر سر ہائے اطہر کے سنہری طشت ترتیب وار رکھے، جن پر ریشمی رومال پڑے تھے، فرعونِ شام تخت پر بیٹھا تھا، اس کے ہاتھ میں بید کی چھڑی تھی، جس کا دستہ سونے کا تھا، طشت سے نور ساطع ہوتا دیکھ کر یہ ملعون حیرت زدہ ہوگیا، یہ دیکھنے کیلئے کہ اس طشت میں کیا ہے؟ فوراً ملعون نے بید کی چھڑی سے رومال ہٹایا، چونکہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر والا طشت اس ملعونِ ازل کے ہاتھ سے کچھ دور پڑا تھا جہاں تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچ پا رہا تھا، اس لئے رومال ہٹانے کیلئے اس نے چھڑی استعمال کی، مگر اس کی یہ گستاخی دیکھ کر دربار میں موجود بہت سے آدمی اٹھ کھڑے ہوئے، اور ملعونِ ازل کو اس گستاخی سے روکا، سب سے پہلے سمرہ بن جندب صحابی فوراً اٹھا اور کہا کہ

☆قطع الله يدك يا يزيد عليك لعن الله

او ملعونِ ازل! اللہ تیرے ہاتھ قطع کرے، تو اتنی جسارت اور گستاخی کر رہا ہے؟ بید کی چھڑی کجا اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر پاک کجا، پچھلی کرسی پر موجود ابو بریدہ اسلمی صحابی نے محسوس کیا کہ ملعونِ ازل نے دندان مبارک سے گستاخی

کی ہے، وہ فوراً اٹھا اور رو کر کہنے لگا کہ

☆ویحك یا یزید ملعون اتنکث بقضیبك ثغر الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں نے خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ

☆ یرشف ثنایاہ و ثنایا اخیہ الحسن علیہ الصلوٰۃ والسلام

وہ ان کے اور ان کے بھائی سرکار امام حسنؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندانِ مبارک پر بوسے دیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں بھائی جوانانِ جنت کے سردار ہیں

یزید ملعون نے کہا کہ اگر تم صحابی رسول نہ ہوتے تو میں ابھی تم دونوں کو قتل کر دیتا

ان دونوں نے بہ یک زباں کہا کے اے ملعونِ ازل! ہمارے صحابیِٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا تجھے خیال ہے مگر ان کی اولادِ طاہرہ کا تجھے کچھ احساس تک نہیں ہے...... یزید ملعون نے حکم دیا کہ انہیں دربار سے باہر نکال دیا جائے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسی روایت سے یہ اشتباہ پیدا ہوا ہے کہ فرعونِ شام یزید بن معاویہ ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دندانِ مبارک پر گستاخی بھی کی تھی، مگر درحقیقت اس نے رومال چھڑی سے اتارا تھا، اور یہ بھی اتنی بڑی گستاخی ہے کہ جو ہر غیور کیلئے ناقابل برداشت ہے

جب اعتراض کرنے والوں سے دربار خالی ہوا تو فرعونِ شام نے کوفی ملاعین سے کہا کہ اب مجھے کربلا کی جنگ کا حال سناؤ، اس وقت زجر بن قیس ملعون اٹھا

اس ملعون نے پہلے ہر ایک طشت سے رومال ہٹایا، اس کے بعد کربلا کی جنگ کا مختصر حال سنایا، یزید ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر پاک سے مخاطب ہو کر

کہا کہ مجھے اپنی حکومت بہت پیاری تھی، جسے بچانے کیلئے میں نے آپ کو شہید کیا ہے، پھر ایک لمبی چوڑی بکواس میں اپنے بدر میں قتل ہونے والے کافر رشتہ داروں کے انتقام کی بات کرتے ہوئے ایک شعر پڑھا

☆کیف رایت الضرب یا حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام

اے شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام! یہ بتائیں کہ میری ضرب کیسی لگی ہے؟

اس ملعون کا یہ شعر سن کر مروان ملعون اٹھا اور اس نے ناچتے ہوئے گانا شروع کیا

﴿☆﴾

یا حبذا بردك فی الیدین

ولونك الاحمر فی الخدین

شفیت نفسی من دم الحسینؑ

اخذت ثاری و قضیت دینی

﴿﴾

تیرے ہاتھوں کو ٹھنڈک اور رخساروں کو سرخی مبارک ہو، امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے خون سے ہمارے دل کے زخموں کو شفا مل گئی ہے اور ہم نے انتقام لے کر آج اپنا قرض ادا کر دیا ہے

یہ اشعار سن کر دربار میں موجودگان نے ہنسنا شروع کر دیا، اس وقت مروان کا بھائی عبدالرحمٰن اٹھ کر اہل دربار سے مخاطب ہوا کہ تم اس قدر خوش ہو رہے ہو، کیا تم نے مرنا نہیں ہے؟ کیا کل تم نے ان کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش نہیں ہونا ہے؟ کل جب ان کی خدمت اقدس میں جاؤ گے تو کیا وہ تمہارا گریبان نہیں پکڑیں گے؟ اس کے بعد وہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کے پاس آیا،

اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ کو اس حال میں دیکھنا میرے لئے دشوار اور ناقابل برداشت ہے، پھر یہ شعر پڑھا

﴿☆﴾

سمیة امی نسلها عدد الحصیٰ

و بنت رسول الله لیس لها نسل

﴿﴾

زیاد کی ماں سمیہ کی نسل تو دنیا میں سنگریزوں سے بھی زیادہ ہو، اور افسوس ہے کہ سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کی پوری نسل ختم کر دی جائے

یہ کہہ کر وہ روتا ہوا باہر چلا گیا

اس کے جانے کے بعد یزید ملعون نے پھر اشعار پڑھنا شروع کئے اور کہا کہ

☆لیت اشیاخی ببدر شهدوا

کاش! آج میرے بدر والے ملعون بزرگ ہوتے اور دیکھتے کہ میں نے ان کا کیسا انتقام لیا ہے، وہ ضرور مجھ سے کہتے کہ تیرے ہاتھ شل نہ ہوں

بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام نے صرف حکومت اور اقتدار کی خاطر نعوذ باللہ عوام کو فریب دیا تھا حالانکہ نہ ان پر کوئی وحی نازل ہوئی اور نہ ہی قرآن نازل ہوا

ملعون کے یہ اشعار پڑھتے ہی اہل دربار کے رنگ فق ہو گئے کہ یہ تو خود کو اسلام کا بادشاہ اور خلیفۃ الرسول کہلاتا ہے اور خود ہی اسلام اور رسول اسلام کے خلاف کفر و بکواس کا مرتکب ہو رہا ہے، کچھ لوگوں نے کہا کہ اب ہم کیا کر سکتے ہیں؟ ہم اس کی بیعت کر چکے ہیں، اب یہ جو کچھ بھی کہے ہمیں اسی کو دین ماننا پڑے گا، مگر زیادہ لوگ ایسے تھے کہ جو اس بات سے مطمئن نہ ہوئے

☆فرای یزید ملعون تغیر وجوه اهل الشام و خاف مما شاهد الناس
یزید ملعون نے جس وقت لوگوں کے بگڑتے ہوئے تیور دیکھے تو لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگ ان جناب کو جانتے ہو؟ یہ وہ جناب ہیں کہ جو اپنے جدامجد کو میری جداخبث سے افضل فرمایا کرتے تھے، یہ بات تو چلو میں کلمہ کی خاطر مان لیتا ہوں مگر یہ بھی فرماتے تھے کہ ہماری والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا یزید ملعون کی ناپاک ماں سے افضل تھیں، کلمہ کی پاس خاطر کرتے ہوئے میں یہ بھی تسلیم کر لیتا ہوں، مگر یہ اپنے پدر بزرگوار صلواۃ اللہ علیہا کو میرے ملعون باپ سے افضل سمجھتے تھے، حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ ان کے پاک بابا صلواۃ اللہ علیہا نے میرے ملعون باپ سے اقتدار کی جنگ لڑی تھی آخر اللہ کی ذات نے نعوذ باللہ فیصلہ میرے ملعون باپ کے حق میں کر دیا یہ جناب یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں یزید ملعونِ شام سے افضل ہوں، یہ بات کرتے وقت یہ اس بات کو فراموش کر دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ☆اللهم مالك الملك توتیٰ الملك من تشا
یعنی حکومت دینا اللہ کا کام ہے، وہ جسے چاہتا ہے یا جسے اہل سمجھتا ہے عطا فرما تا دیتا ہے
اس ملعون کا مطلب یہ تھا کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو نعوذ باللہ خدا نے حکومت کے قابل نہیں سمجھا ہے، جبکہ مجھے اس کا اہل سمجھتے ہوئے حکومت دے دی ہے
یہ تاویلِ علیل سن کر سارے درباری مطمئن ہو گئے اور کسی نے یہ نہیں کہا کہ اگر یہ سچ ہے تو پھر جناب موسیٰ علیہ السلام سے (نعوذ باللہ) فرعون افضل ثابت ہوتا ہے

سلیطہ خاتون سلام اللہ علیہا

جنابِ سہل کہتے ہیں کہ میں دربار میں موجود تھا، یہ ملعون شراب کے نشے میں مدہوش تھا، جہاں سر پاک رکھے تھے اس میز اور اس ملعون کے تخت کے درمیان ایک خالی طشت رکھا ہوا تھا، جو بطور تھوکدان استعمال کیا جاتا تھا، یزید ملعون مسلسل شراب پی رہا تھا، اور جام کے پیندے میں بچ جانے والی شراب سرکار امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کو دکھا دکھا کر خالی طشت میں انڈیل رہا تھا اور ساتھ ہی یہ بکواس بھی کر رہا تھا کہ آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کو حرام قرار دیا تھا، آج دیکھو ہم سب آپ کے سامنے بے حجابانہ شراب پی رہے ہیں، آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کے برتن استعمال کرنے سے منع فرمایا تھا مگر آج خود آپ ہی کے سر اطہر کو ہم نے سونے کے طشت میں رکھا ہوا ہے

یہ ملعون ازل اپنی بکواس بازی میں مصروف تھا کہ اچانک اس کے زنان خانے کا دروازہ کھلا اور اس کی معتمد کنیزوں میں سے ایک کنیز سلیطہ خاتون (جو ملعون کے بچوں کی دیکھ بھال پر مامور تھی) سیڑھیاں اترتی ہوئی قریبی کرسیوں کے باہر سے گزر کر ملعون کے تخت کے سامنے آ کھڑی ہوئی، اور اس سے یوں مخاطب ہوئی

☆ قطع الله يديك و رجليك و حرقك الله بنارك الدنيا قبل الآخرة

خدا تیرے ہاتھ پاؤں قطع کرے، اور آتش جہنم سے قبل اس دنیا میں تجھے زندہ جلائے ......ملعون نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ تو کیا کہہ رہی ہے؟ کیا تو ہوش میں تو ہے؟ اس نے غضب ناک ہو کر کہا کہ

☆قطع الله راسك ما هذا الكلام

اللہ تیرا سر قلم کرے تو یہ کیسی بکواس کر رہا ہے؟ کیا تجھے شرم نہیں آتی ،ملعون بولا کہ ہم تجھے گھر کی ایک بزرگ خاتون سمجھتے ہیں ،تو دربار میں کیوں آئی ہے اور تیری اس ناراضگی کی وجہ کیا ہے؟

سلیطہ خاتون نے رو کر کہا کہ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے محل کے کام کاج سے فارغ ہوکر اپنے کمرے میں جا کر سونے لگی ،ابھی میں غنودگی میں تھی کہ میں نے دیکھا کہ فلک کے دروازے کھل گئے ،آسمان سے ایک سیڑھی کے ذریعے کئی نوجوان سبز لباس میں ملبوس اترے، انھوں نے تیرے محل کے صحن میں ایک بہت بڑا خوبصورت سرخ قالین بچھایا ،اس پر ایک نورانی مسند لگائی ،اور انتہائی مؤدبانہ انداز میں اس مسند کے قریب کھڑے ہوگئے ،اب جو میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک نورانی شخصیت نے اترنا شروع کیا ،انہیں دیکھ کر یہ غلامانِ سبز قبا احتراماً جھک گئے ،میں نے اس نورانی شخصیت کو غور سے دیکھا

☆و هو دری اللون و قمری الوجه مربوع القامة و مدور الهامه

ان کا رنگ اطہر آبدار موتی کی طرح سفید تھا ،رخِ انور ماہِ چہاردہم کی طرح درخشاں تھا ،موزوں قدوقامت اور وجیہہ اور بارعب ہستی کے مالک تھے ،آہستہ آہستہ چلتے اور قالین پر سے گزرتے ہوئے مسند پر تشریف فرما ہوئے

چند لمحے سر جھکائے خاموش بیٹھے رہے ،پھر سر اٹھا کے سبز قبا غلاموں کو حکم دیا کہ حضرت آدم ،حضرت نوح ،حضرت ابراہیم ،حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام کو بلالاؤ ،چند لمحوں میں سارے انبیاء آگئے ،مگر سب سیاہ پوش تھے ،ان کے بال کھلے

ہوئے تھے، سروں میں خاک تھی، آنکھوں سے آنسو جاری تھے، اسی سوگواری کی حالت میں وہ سب مسند کے قریب آ کر بیٹھ گئے

اس کے بعد آسمان سے ایک نورانی عماری اتری، عماری کو دیکھتے ہی سب انبیاء تعظیماً کھڑے ہو گئے اور سر جھکا دیئے، شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مسند چھوڑی اور استقبال کیلئے عماری کے قریب تشریف لے آئے، اس عماری سے ایک مستور برآمد ہوئیں، جن کے ساتھ لاتعداد حورانِ جنت تھیں، جنہوں نے سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے، میں نے ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کو دیکھا کہ ان کی زلفیں پریشان تھیں، انہوں نے مسند کو زینت بخشی، پھر حورانِ جناں کو حکم دیا کہ جناب حوا، جناب سارا، جناب مریم اور مادر موسیٰ سلام اللہ علیہن کو بلا لاؤ، پھر ایک دوسری حور کو حکم دیا کہ ہماری پاک والدہ ملیکۃ العرب صلواۃ اللہ علیہا سے بھی جا کر عرض کرو کہ آج میرے پاس یہاں تشریف لے آئیں، میرا گھر خالی ہو گیا ہے، وہ آ کر میرے درد کا درماں کریں، میرے فرزند کربلا میں شہید ہوئے ہیں، مجھے اپنے لعل ؑ کا پرسہ دیں پھر فرمایا کہ میں اپنے فرزند کی صف ماتم کہاں کہاں بچھاؤں؟ میں کربلا میں روؤں، کوفہ میں روؤں، شام کی راہوں میں روؤں، ملعون کے دربار میں صف ماتم بچھاؤں یا ملعون کے قصر میں ماتم بپا کروں، میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آتا

تمام پاک مستورات باری باری آئیں اور قالین پر بیٹھ گئیں، سب نے سر جھکا کر رونا شروع کر دیا، اس وقت ملکہءِ عالمین معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بابا کی طرف دیکھ کر فرمایا

☆ یا ابتاہ الا تریٰ ما فعلت امتك بولدی الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

بابا جان ! آپ خود دیکھیں کہ آپ کی امت نے میرے لختِ جگر کے ساتھ کتنا برا سلوک کیا ہے، تین روز کے بھوکے پیاسے مظلوم کو بے دردی کے ساتھ زین ذوالجناح سے اتارا ہے، پھر اِن ملاعین نے انہیں بے گور وکفن چھوڑ دیا اور ان کے سرِ اطہر کو بہت سے شہر پھراتے ہوئے یہاں شام میں لے آئے ہیں

شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ، تمام انبیاء اور رسل علیہم السلام میں گریہ کا کہرام بپا ہوا ، اس کے بعد معظّمہ ءِ کونین بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بابا ! اب شام میں تو ظلم کی کوئی حد باقی نہیں رہی ، اس وقت میری بیٹیوں کو دربار کی ناقابل برداشت پیشی کا سامنا ہے، وہ تھوڑی دیر بعد دربار میں پیش ہوں گی ، دربار میں میری بہو بیٹیاں جائیں گی ، خدا جانے کہ یہ ملعونِ ازل ان پر کیا ستم ڈھائے گا ، مگر اب وہ ظلم سہنے کی قابل نہیں ہیں

سلیطہ خاتون نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہا کہ پھر میں نے دیکھا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف اشارہ کیا ، ستر جوان سبز پوش آسمان سے نازل ہوئے ، ان سب کے ایک ہاتھ میں سیاہ علم اور دوسرے ہاتھ میں آتشیں ہتھیار تھے جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے ، انہوں نے محل کے صحن میں قیام کیا اور پھر اپنے ہتھیاروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ

☆ یا نار خذی صاحب هذا الدار

اے آتش جہنم ! اس محل کے مالک کو فوراً پکڑ...... اچانک ان ہتھیاروں سے آگ کا ایک شعلہ نکلا اور اس نے تیرے سارے محل کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ، تو ان جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں دوڑ رہا ہے اور چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے ’’ النار ، النار ‘‘

مگر تو جس طرف بھی جاتا ہے آگ کے شعلے تیرا راستہ روک لیتے ہیں، میں نے تجھے آگ کے ان شعلوں میں جلتے ہوئے دیکھا ہے

یزید ملعون نے جس وقت یہ بات سنی تو غضب ناک ہوکر سلیطہ خاتون سے کہا کہ میں تجھے قتل کردوں گا، تو نے بھرے دربار میں میری بے عزتی کی ہے

سلیطہ خاتون نے روتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مجھے اس بات کا کوئی خوف ہی نہیں ہے، تو لاکھ مرتبہ مجھے قتل کرا دے، مگر اب ان مظلوم ترین پاک ذوات علیہم الصلواۃ والسلام سے دست ظلم اٹھالے، میں چاہتی ہوں کہ تو پاک مخدراتِ عصمت و طہارت صلواۃ اللہ علیہن کو دربار میں آنے پر مجبور نہ کر، اگر اب بھی تو جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا سے معافی مانگ لے تو شاید تیرے تمام ظلم معاف ہو جائیں گے، اور ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی عزت و احترام کو ملحوظ رکھ، یہ تو کریم ازل ہیں، شاید تجھے معاف کردیں گے، کیونکہ تو نے مظالم میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے، تطہیر قدیر کی پروردہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو تو نے بازاروں میں پھرایا ہے، تو نے انہیں شہر کا ہر چوک دکھایا ہے، جو آج تک کبھی گھر سے باہر نہیں آئی تھیں، تو نے انہیں شام میں بلوایا ہے، انہیں دربار میں لے آ کر تو نے بہت ظلم کیا ہے

سارے عزادار آنسوؤں کی اس بارش میں اپنے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی پاک بارگاہ میں التجا کریں کہ آقا! اب ہم غریبوں کی درد بھری فریاد سن لیں، پاک پردے کا دکھ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اب تو ان مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کا ظالمین سے انتقام لیں، بازاروں اور درباروں میں جانے والی پاک بیبیوں کو

دوبارہ وطن میں آباد کریں، جناب ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام اپنی پاک بہنوں کے گھر آباد دیکھیں تاکہ ان کے زخمی دل کو فرحت اور سکون حاصل ہو

۞

۞ آمین یارب العالمین ۞

۞

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 7

﴿دربارِ شام﴾

(حصہ دوم)

دمشق کا شہر ہے، قصر بنی امیہ ملعون کے اندر دربارِ خاص لگا ہوا ہے، ملعونِ ازل یزید ابن معاویہ تخت پر بیٹھا ہے

☆و علیٰ راسه تاج مکلل بالدر ھو علیٰ سریر مملكة فی غایت الغرونهایة السرور

اس ملعون کے سر پر سونے کا تاج ہے، جس میں موتے جڑے ہیں، غرورِ شاہی میں غرق فرعون بن کر تخت پر بیٹھا ہے اور بہت خوش ہے، اس کے سامنے طشت میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر رکھا ہوا ہے، وہ ملعون حکم دیتا ہے کہ اب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوگیا ہے، سامنے والی میز پر کھانا لگایا جائے، معززین کی کرسیاں کھانے کی میز کے قریب لگائی جائیں، پھر اس نے حکم دیا کہ اسیرانِ کربلا میں سے جو مرد ہیں، انہیں دربار میں لایا جائے

صاحبانِ مقتل کا اس بات میں اختلاف ہے کہ پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن اور امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام ایک ساتھ دربار میں تشریف لائے، یا پہلے سر ہائے اطہر پیش ہوئے، پھر اسیرانِ کربلا میں سے صرف مرد پیش ہوئے، بعد ازاں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن تشریف لے آئیں

جب ہم واقعاتِ دربار بہ نظرِ تحقیق دیکھتے ہیں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ تمام اسیران ایک ساتھ پیش نہیں ہوئے، پہلے سرہائے اطہر، پھر مردوں کا قافلہ، اور آخر میں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن پیش ہوئیں، یہاں امام سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا

☆ قال علیؑ ابن الحسینؑ ادخلنا یزید ملعون و نحن اثنیٰ عشر رجلا مغللون

کہ جب ہمیں دربار میں پیش کیا گیا تو ہم بارہ مرد زنجیروں میں پابند تھے

اس روایت میں جو مردوں کی تعداد بیان کی گئی ہے اس میں بھی اختلاف موجود ہے، یعنی اسی روایت میں کچھ لوگوں نے مردوں کی تعداد 12 لکھی ہے، کچھ نے 16 اور کچھ صاحبانِ مقاتل نے 18 بیان کی ہے، یعنی اس روایت کو بیان کرنے والوں نے بھی اس کی عبارت پر اتفاق نہیں کیا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ کسی راوی نے ان 12 یا 18 افراد کے نام تحریر نہیں کئے ہیں اگر کسی راوی نے نام لکھنے کی کوشش کی ہے تو صرف چھ 6 افراد کے نام درج کئے ہیں، اور عجیب بات یہ ہے وہ درج شدہ نام بھی بذاتِ خود متنازعہ مسئلہ ہیں، جو نام لکھے گئے ہیں، وہ یہ ہیں

(1) جناب امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام

(2) جناب امام محمدؐ باقر علیہ الصلواۃ والسلام

(3) جناب حسن مثنیٰ ابن امام حسنؑ علیہما الصلواۃ والسلام

(4) جناب عمرو ابن حسینؑ علیہما الصلواۃ والسلام

(5) جناب عقبہ بن سمعان علیہ السلام

(6) جناب سدیف حبشی علیہ السلام

اس سے زیادہ تفصیل کسی نے بیان نہیں کی ہے، جب ہم ان ناموں پر غور کرتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلواۃ والسلام شدید زخمی حالت میں کوفہ رہ گئے تھے، انہیں بنی فراز کے سردار اسماء بن خارجہ نے امان دی تھی کیونکہ ان کی پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا کا تعلق بنی فراز سے تھا، اس لئے ان کا دربارِ شام میں آنا قرائن سے ثابت نہیں ہوتا ہے، جناب عمرو ابن حسینؑ علیہا الصلواۃ والسلام کے متعلق مؤرخین متفق ہیں کہ مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا اس نام کا کوئی فرزند تھا ہی نہیں، جناب عقبہ بن سمعان علیہ السلام کے بارے میں دو روایات ہیں

پہلی روایت یہ ہے کہ وہ میدانِ کربلا میں زخمی ہوئے، انہیں گرفتار کر کے کوفہ میں ابن زیاد ملعون کے دربار میں پیش کیا گیا، انہوں نے ابن زیاد ملعون سے کہا کہ ہم تو شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدۂ گرامی صلواۃ اللہ علیہا کے غلام تھے، ہماری تم لوگوں سے تو کوئی دشمنی نہیں ہے، انہی کے حکم سے ہم شریک جنگ ہوئے تھے، یہ بات سن کر ابن زیاد ملعون نے ان کو رہا کر دیا تھا

دوسری طرف امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی جو زیارات موجود ہیں، ان میں جناب عقبہ بن سمعان علیہ السلام کو شہدائے کربلا میں شامل کیا گیا ہے، اور ان پر درودِ سلام بھی ہے، اس لئے ان کا دربارِ شام میں آجانا ثابت نہیں ہوتا

اگر ہم جمع بین الروایتین کے کلیہ پر عمل کریں، یا بلحاظ درایت دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ روایت یزید ملعون کے دربار کی بجائے دربارِ ابن زیاد ملعون کے بارے میں ہوسکتی ہے، کیونکہ وہاں کوفہ میں جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلواۃ والسلام بھی دربار میں موجود

تھے، اور کچھ دوسرے شہداء کو ان کے اہل قبیلہ انتہائی زخمی حالت میں لے آئے تھے، اور ابن زیاد ملعون سے ان کی جان بخشی کروائی تھی، ان میں سے بھی زیادہ تر لوگ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چند دنوں میں درجہِ شہادت پر فائز ہو گئے اس کے بعد لفظ ''مغللون'' بھی وضاحت طلب ہے، یعنی زنجیروں میں جکڑ کر پیش کیا گیا تھا، اس امر میں بھی اختلاف ہے کہ کیا کربلا سے شام تک جنابِ سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام کو زنجیروں میں مقید رکھا گیا تھا یا صرف درباروں کی پیشی کے وقت اسیر کیا جاتا تھا

خود امام علیہ الصلواۃ والسلام کی روایات موجود ہیں کہ ہمیں دربارِ یزید ملعون کے باہر رسیوں سے اسیر کیا گیا، اور ہمیں ترک و روم کے اسیروں کی طرح پیش کیا گیا

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سابقہ حکمرانوں کے دستور کے مطابق اِنہیں بھی دربار میں لانے سے قبل اسیر بنایا گیا، کیونکہ اس زمانہ میں عام دستور یہی تھا کہ مجرم کو پابند کر کے ہی پیش کیا جاتا تھا، شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بارے میں جو دستور عطا فرمایا تھا اس کے مطابق کسی مستور یا شریف اور خاندانی فرد کو دربار میں اس طرح پیش نہ کیا جائے کہ جس سے اس کی عزتِ نفس مجروح ہو، مگر بنی امیہ کے جملہ ملاعین کا مقصد حیات ہی پاک ذوات علیہم الصلواۃ والسلام کی دشمنی تھا، اس لئے سابقہ دستور کو برقرار رکھا گیا

دوسری بات یہ ہے کہ پہلے دن تو پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے افراد کو پیش کرنے کا موقع ہی نہیں ملا، رات انہیں ایک زندان میں بسر کرنا پڑی، دوسرے دن انہیں پابند رضا کر کے دربار کے در تک لایا گیا، مگر صبح سے دوپہر تقریباً 12 بجے

تک انہوں نے قصر ملعون کی بیرونی حویلی میں پیشی کا انتظار کیا، اس کے بعد امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ دوسرے مردوں کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم ملا

جناب امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے روایت ہے کہ جب ہم دربار میں پہنچے تو وہ ملعون بدبخت رؤسائے شام کے ہمراہ کھانا زہر مار کر رہا تھا، ہمیں اس کے سامنے پہنچایا گیا تو اس نے ایک گوشۂ چشم سے ہمیں دیکھا اور کھانا کھاتے ہوئے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس وقت محضرہ بن ثعلبہ ملعون نے اسے بتایا کہ

☆هذا علیؑ ابن الحسینؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام

یہ امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرزند ہیں جن کا نام پاک علیؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے

ملعونِ شام نے پھر استفسار کیا کہ ایک علیؑ ابن الحسینؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام کو تو اللہ نے کربلا میں شہید کروا دیا تھا، یہ کون سے علیؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں؟

اس بات کا جواب خود جناب امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا اور فرمایا کہ وہ میرے چھوٹے بھائی تھے، جن کو اللہ نے نہیں، تم لوگوں نے بے دردی سے شہید کیا ہے

فرعونِ شام نے ویسے کھانا کھاتے ہوئے تبصرہ کیا کہ یہ بھی کتنی عجیب بات ہے کہ آپ کے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دونوں بیٹوں کا نام علیؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھا ہے، کیا انہیں کوئی اور نام نہیں مل سکا تھا؟ امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے پاک والدگرامی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے والدین سے اس درجہ الفت و مؤدت تھی کہ انہوں نے اپنے ہر بیٹے کا نام اپنے پدرِ بزرگوار کے نام پر رکھا ہے، تاکہ وہ جس فرزند کو بھی آواز دیں پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد تازہ ہوتی رہے، اے ملعونِ ازل! صرف یہی نہیں بلکہ انہوں نے اپنی تمام پاک دختران صلوٰۃ اللہ علیہن کے نام اپنی پاک

والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا کے نام پر رکھے ہیں، تا کہ وہ جس کو بھی یاد فرمائیں پاک والدہ گرامی علیہ الصلواۃ والسلام کی یاد ہمیشہ تازہ رہے

دستر خوان جس میز پر بچھایا گیا تھا اسی میز پر ایک طرف امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر بھی موجود تھا، ملعونِ شام نے سر اطہر کی طرف دیکھتے ہوئے بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام سے کہا کہ آپ کے والد ماجد علیہ الصلواۃ والسلام نے میرے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا تھا مگر ☆الحمد لله الذی قتله فکفا فیه

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے انہیں شہید کیا اور مجھے کفایت وحمایت عطا کی

جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو کہ جس نے ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کروایا ہے، مگر اے ملعون! یہ بتا اور سوچ کر بتا کہ کیا تو نے یہ زبان اللہ کے خلاف کھولی ہے؟ ملعون نے فوراً یہ آیت پڑھی

☆وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر......الخ

امام علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ تو نے بے محل یہ آیت پڑھی ہے، یہاں یہ آیت موزوں ہے کہ

☆ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا فی کتاب من قبل ...... الخ

ملعون نے جلدی جلدی کھانا ختم کیا اور ہاتھ دھو کر تخت پر آ بیٹھا، امام سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم تجھ سے ایک بات کرنا چاہتے ہیں، ملعونِ شام نے کہا کہ

☆قل ولا تقل ھجراً

آپ بے شک کلام کریں مگر میرے خلاف کوئی بات نہ ہو، امام علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ تو ظاہری طور پر ہماری جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتا ہے

☆ما ظنك برسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رانی بهذا الصفة

تیرا کیا گمان کہ اگر آج ہمارے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں رسیوں میں اسیری کی حالت میں دیکھیں تو کیا وہ تجھ سے خوش ہوں گے؟ ملعونِ شام نے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ دیر بعد حکم دیا کہ

☆امر یزید بالحبال فقطعت من اعناقهم و اکناقهم

ان سارے اسیروں کی گردنوں اور شانوں کی رسیاں کاٹ دو، یہ کہہ کر ملعون خود تخت سے اترا، امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب آیا، کمر سے ایک خنجر نکالا اور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تسلیم و رضا کے زیور خود قطع کرنے لگا، اور سرکارؑ سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے زیور میں خود اپنے ہاتھوں سے کیوں اتار رہا ہوں؟

امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ☆ان لایکون علی منة غیرك

تو ہمیں یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ یہ زیور اتارنے میں ہم پر تو خود احسان کر رہا ہے اور اس احسان میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے، یعنی تو جتلا کر احسان کرنا چاہ رہا ہے، اس نے تسلیم کیا کہ واقعی یہی بات میرے دل میں ہے

تاریخ شاہد کہ جس وقت اس ملعونِ ازل نے جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے چار سالہ لختِ جگر سرکار امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زیور اتارے تو

☆فجعل تشخب وداج دما

ان زیورات کے ایک ایک مقام سے خون رسنے لگا، یہ ملعونِ ازل واپس اپنے تخت پر آ بیٹھا، اس نے سارے دربار پر ایک طائرانہ نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ

﴿ جنابِ سدیف علیہ السلام ﴾

دربار کے دروازہ کے قریب ایک حبشی جوان کھڑا تھا، جس کے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے، آنکھوں سے نابینا تھا، رخسار پھٹے ہوئے تھے، اور دونوں زخمی رخساروں سے خون جاری تھا، لشکر شام کا ایک فوجی اس حبشی جوان کے پیچھے کھڑا تھا، جس نے اپنے نیزہ کی نوک اس کی گردن پر رکھی ہوئی تھی، مگر وہ حبشی برابر مصروفِ گریہ تھا

فرعونِ شام نے یہ منظر دیکھ کر شامی ملعون سے پوچھا کہ یہ شخص تو نابینا ہے، اور ہے بھی شاید غلام، تم نے اسے کیوں قید کر رکھا ہے؟ جبکہ یہ نہ تو بھاگنے کے قابل ہے اور نہ ہی لڑنے کے، ایک تو تم نے اسے سختی سے باندھا ہوا ہے، دوسرا ظلم یہ کر رہے ہو کہ اس کی گردن سے نیزہ کی نوک بھی نہیں ہٹاتے، میں نے حکم دیا ہے کہ سب کی رسیاں کاٹ دو، مگر تم لوگوں نے اس کی رسیاں بھی نہیں کاٹی ہیں، آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اس شامی ملعون نے جواب دیا کہ اس حبشی کو ہم نے اس لئے سختی سے باندھ رکھا ہے کہ اگر اس کے ہاتھ آزاد کریں تو یہ ماتم کرنا شروع کر دیتا ہے، اگرچہ اس کے رخسار زخمی ہیں مگر پھر بھی یہ ماتم کرنے سے باز نہیں آتا ہے، اور اس کی گردن پر نیزہ اس لئے رکھا ہوا ہے کہ جب یہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک نام لے کر بین کرتا ہے تو کوئی برداشت نہیں کرسکتا

فرعونِ شام نے کہا کہ اسے میرے پاس لاؤ، میں خود پوچھتا ہوں کہ اسے کیا

صدمہ ہے؟ جس کی وجہ سے یہ ماتم اور بین کرتا ہے، وہ شامی فوجی نیزہ کی نوک سے دھکیلتا ہوا انہیں ملعونِ شام کے سامنے لے آیا، ملعون شام نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تیرا نام کیا ہے؟ اور تو کیوں رو رہا ہے، اور ماتم کیوں کرتا ہے؟

حبشی جوان نے روتے ہوئے جواب دیا کہ میرا نام سدیف ہے، مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا پروردہ ہوں، ہمشکل پیمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا غلام ہوں، میں ایک بدقسمت اور کم نصیب انسان ہوں کہ اپنے آقا و مولا، اپنے نورِ چشم اور قرارِ قلب کی شہادت کے بعد آج تک زندہ ہوں، اس ملعون نے پوچھا کہ سدیف یہ بتاؤ کہ تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا کہ نابینا ہوگئے، جناب سدیف نے رو کر کہا کہ اے ظالم! شاید تو میرے جذبات کو نہ سمجھ سکے مگر حقیقت یہ ہے کہ میری آنکھوں کا حقیقی نور تو وہی پاک شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام تھا کہ جو تمام آل محمد علیہم الصلواۃ والسلام کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھا، جب میں نے انہیں بہت مشکل سے زین ذوالجناح سے اترتے دیکھا تو میری آنکھوں کا نور ختم ہوگیا، کاش کہ میں کچھ دیر پہلے اندھا ہوجاتا کہ انہیں شہید ہوتے ہوئے نہ دیکھتا

ملعونِ شام نے کہا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام میری پھوپھی زاد بہن کے فرزند تھے، میں ان کی زیارت تو نہیں کرسکا مگر ان کے حسن و جمال کی بہت زیادہ تعریف سنتا رہتا ہوں، میں نے یہ بھی سنا ہے کہ خاندانِ رسالت کے تمام افراد علیہم الصلواۃ والسلام کو اس شہزادے کی حسین جوانی پر بڑا ناز تھا، میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جناب شریکۃ الحسینؑ معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو ان سے اتنا پیار تھا کہ اٹھارہ سال تک انہیں پردوں میں رکھا گیا تھا، تم چونکہ انہی کے غلام ہو اس لئے

مجھے کچھ ان کے بارے میں بتاؤ کہ وہ پاک شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام کتنا خوبصورت تھا؟
جناب سدیف علیہ السلام نے جواب دیا کہ ان کے بے عیب حسن کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے، نہ ہی ایسے الفاظ موجود ہیں اور نہ ہی میرے پاس ایسی زبان ہے کہ جس سے میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے حسن بے مثال کی تعریف کرسکوں میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا یہ فرزند اتنا خوبصورت اور حسین تھا کہ لاکھوں یوسف ان کی نعلین چومنا فخر سمجھتے تھے، ان کی پاک زلف ہائے عنبریں کے ہر پیچ وخم میں لیل ونہار کے ہزاروں قرآن پوشیدہ تھے، ان کی زیرلب مسکراہٹ تمام آلِ نبیؐ اور خصوصاً گھراطہر کی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے دلوں کیلئے حقیقی چین وسکون وقرار تھی، اس بات کا غم مجھے کھائے جا رہاہے کہ وہ پاک شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام اس قدر ظلم وستم سے شہید ہونے کے قابل نہیں تھا

ملعونِ شام نے کہا کہ تو مجھے کربلا کے حالات سنا، کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے پیارے لختِ جگر کو جنگ کی اجازت کیسے دی؟ کیسے انہیں رخصت کیا تھا؟ وہ خیام سے کیسے روانہ ہوئے؟ انہوں نے کس انداز میں جنگ کی؟ پھر کوفیوں نے ان کو زین سے کیسے اتارا تھا؟ ان کی شہادت کی تفصیلات بیان کرو

جناب سدیف علیہ السلام نے فرمایا کہ روزِ عاشور میں مسلسل اپنے آقا زادے کے ساتھ رہا، جس وقت پاک شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے بابا سے جنگ کی اجازت لی تو میں ان کے قدموں پر گر پڑا، میں نے روکر عرض کیا کہ آقا زادے! آپ میدان میں نہ جائیں، پہلے مجھے اجازت دیں، میں آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام

پر اپنی جان فدا کرنا چاہتا ہوں، میری یہ بات سن کر انہوں نے مجھے گلے لگایا اور فرمایا کہ سدیف! پاک بابا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فدا ہونے کا حق تجھ سے زیادہ ہمارا ہے، ہماری روانگی اور شہادت کے بعد جہاں تک ممکن ہو سکے تم ہمارے مظلوم اور ضعیف بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت اور مدد کرنا، ان کا خیال رکھنا، کیونکہ میرے بابا ضعیف ہیں، اور مجھے یقین ہے کہ اس بھرپور جوانی کے عالم میں ہماری شہادت کے صدمات کو وہ زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکیں گے، تم ہمارے بعد ایک تو ہمارے ستم رسیدہ مظلوم بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کرنا، اور دوسرا انہیں تسلی اور دلاسہ بھی دینا، اور عرض کرنا کہ جوان فرزند تو ہوتے ہی اسی لئے ہیں کہ دکھ کی گھڑی میں والدین پر اپنی جان قربان کر دیں، آپ اس صدمہ کو زیادہ محسوس نہ کریں اور دل کو غم نہ لگائیں

جناب سدیف علیہ السلام نے آہِ سرد بھر کر کہا کہ میں بڑا بدقسمت ہوں کہ ایسے آقا زادے کو شہید ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود بھی زندہ ہوں، میں تمہیں کیسے اور کیا بتاؤں کہ امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جوان بیٹے کو بڑی مشکل سے اجازت عنایت کی تھی، پاک شہزادہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب میدان میں تشریف لائے تو تین دن کی بھوک اور پیاس کے باوجود انہوں نے زبردست جنگ کی، تیری فوج میں موجود ماہرین فن حرب وضرب ان کی شجاعت اور فنونِ جنگ کے عظیم مظاہرے پر حیران وسرگرداں تھے، ان کی تلوار کی ضرب کی تاب کوئی مردِ جری نہیں لا سکتا تھا، میں ایک بلند ٹیلے پر کھڑا ان کی جنگ دیکھ رہا تھا، مگر امر کی پابندی میں مجبور تھا کہ ان کی نصرت نہیں کر سکا، میں نے دیکھا کہ جب تمہاری تمام فوج میرے آقا

زادے کے سامنے عاجز آنے لگی تو اس وقت ایک ملعونِ ازل نے قوانین جنگ کے خلاف، دھوکہ دیتے ہوئے، چھپ کر ان کے پاک سینے پر نیزہ کا وار کیا، انہوں نے پابند امر ہوکر اسے رضائے اِلٰہی کا تحفہ سمجھتے ہوئے اپنے سینہ پر قبول فرمایا، ظالم کا یہ وار اتنا شدید تھا کہ رضائے اِلٰہی کا وہ پھول سینہ سے گزر کر ایک بالشت پشت سے باہر نکل آیا، شہزادے کے ہاتھ سے گھوڑے کی لگام چھوٹ گئی، تلوار دائیں طرف گری، عمامہ بائیں جانب گرا، دوڑتے ہوئے گھوڑے نے اپنے قدم روکے، شہزادہ زین پر جھک گیا، اور گھوڑے سے فرمایا کہ مجھے جلدی خیام لے چل، مگر نازک مزاج شہزادہ زین پر سنبھل نہ سکا، تو فوراً اپنی باہیں گھوڑے کے گلے میں ڈال دیں، اور آہستہ آہستہ آواز دی......یا ابتاہ ادرکنی بابا جان بیٹے کا آخری سلام قبول فرمائیں

جناب سدیف کہتے ہیں کہ جس وقت یہ منظر میں نے دیکھا تو فوراً دوڑ کر میدان میں پہنچا، پاک شہزادہ غش کی حالت میں تھا، گھوڑا فوجوں میں سے بھاگتا ہوا گزر رہا تھا مگر اسے راستہ نہیں مل رہا تھا، کیونکہ ہر طرف سے فوجوں کا ہجوم تھا اور تمام بزدل اور کمینہ خصلت لوگ زخمی اور بے بس شہزادے کو ظلم بھرے تحائف پیش کرنے میں مصروف تھے، اچانک گھوڑے کو راستہ ملا تو وہ خیام کی طرف بھاگا

اس وقت پاک شہزادے کی حالات یہ تھی کہ آنکھیں بند تھیں، باہیں گھوڑے کی گردن میں تھیں، اور سارا جسم اطہر زین سے اتر چکا تھا، ابھی خیام کی پہلی قنات 20 قدم دور تھی کہ شہزادے پاک کے ہاتھ گھوڑے کی گردن سے چھوٹ گئے

میں نے جلدی پہنچنے کی کوشش تو بہت کی مگر جب میں ان کے قریب پہنچا تو شہزادہ

علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے آخری لمحات تھے، مجھے وہ منظر قیامت تک نہیں بھول سکتا کہ ان کے سینہءِ اطہر سے خون اچھل کر بہہ رہا تھا، ان کے خوبصورت گھونگھریالے بال خاک اور خون میں تیر رہے تھے، گھوڑا کچھ دور جا کے واپس آیا تو پاک شہزادے نے دوبارہ گھوڑے کی گردن میں باہیں ڈالنے کی کوشش کی اور فرمایا کہ اے عقال! مجھے خیام میں لے چل، میری پھوپھیاں صلواۃ اللہ علیہن میرا انتظار کر رہی ہوں گی، ممکن ہے وہ میدان میں آ جائیں، میرے پاک بابا ضعیف ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کے میدان میں آنے سے پہلے تو مجھے فوراً خیام میں پہنچا دے

شہزادے نے دوبارہ باہیں گھوڑے کے گلے میں ڈالیں، مگر جونہی گھوڑا روانہ ہوا، باہیں چھوٹ گئیں، زمین کربلا متزلزل ہوئی، میں نے دوڑ کر پاک شہزادے کو سنبھالنے کی کوشش کی، کہ ادھر خیام سے چند مخدراتِ عصمت مستورات صلواۃ اللہ علیہن برآمد ہوئیں، کاش کہ میری آنکھیں نہ ہوتیں اور میں وہ منظر نہ دیکھ سکتا، میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا اور منہ پر ماتم کرنا شروع کیا، پھر مجھے ہوش نہیں رہا، ماتم کے جوش میں میری آنکھیں معظّمہءِ کونین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے نورِ نظر پر قربانی پیش کرنے کیلئے باہر آ گئیں، میری آنکھیں تو قربان ہو گئیں مگر پاک مخدراتِ عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن کے بین مجھ سے برداشت نہیں ہو رہے تھے، میں مصروف ماتم تھا کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جوان بیٹے کی لاش سے علیحدہ لے گئے، میں نے سرکارؐ کے قدموں پر سر رکھ کر التجا کی کہ مجھے جنگ کی اجازت دے دیں کہ میرا دل پھٹا جا رہا ہے، اور میں اپنے آقا کا انتقام لینا چاہتا ہوں

امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے مجھے اپنے گلے سے لگایا اور فرمانے لگے کہ سدیف! تجھے اس حال میں کیسے روانہ کروں؟ تو نے تو میرے نورِ چشم پر اپنی آنکھوں کا نور قربان کر دیا ہے، کسی نابینا کو میدان میں بھیجتے ہوئے مجھے حیا آتی ہے

یہ کہتے ہوئے کہ ''ہائے میرے جوان آقا'' جناب سدیف زمین پر گرے، اسے گرتے ہوئے دیکھ کر یزید ملعون نے اپنے منہ پر طمانچے مارنا شروع کر دیئے، جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے دوڑ کر سدیف کا سر اپنی آغوش میں لیا، اور باوفا غلام کے رخساروں پر اپنے رخسار رکھ کر فرمایا کہ تیرے منہ کے ایک ایک زخم پر سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام لاکھ جان سے قربان ہو، مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کے رخساروں سے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا خون جاری ہے، دستور ہے کہ پیاروں کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے، آپ کی یہ حالت دیکھ کر بھائی کی شہادت کا صدمہ تازہ ہو رہا ہے، اسی لئے عالم رنج و محن میں میں بیٹھا رو رہا ہوں

اس وقت دربارِ یزید ملعون میں ''ہائے اکبرؑ...... ہائے اکبرؑ'' کی صدائیں بلند ہوئیں، بنی امیہ کی عورتوں میں گریہ و ماتم کا کہرام بپا ہوا

جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے سدیف کے رخساروں پر بوسہ دے کر فرمایا کہ جوان بھائی کی طرح تو بھی مجھ بیمار کو عالم غربت میں تنہا چھوڑ گیا ہے، جس وقت تو اپنے آقا زادے کے پاس پہنچے تو ان کے سینۂ اقدس پر بوسہ دے کر ہماری طرف سے عرض کرنا کہ بیمار بھائی بہت بہت سلام دے رہا تھا، انہیں یہ پیغام بھی دینا کہ بیمار بھائی ریش مقدس چوم کر کہہ رہا تھا کہ بھائی! میں اکیلا رہ گیا ہوں، پھوپھیاں اور بہنیں دربار میں آ گئی ہیں، کوئی تو آئے اور بیمار کے ساتھ مل کر ان پاک پردہ

داروں صلواۃ اللہ علیہن کے پردے کا انتظام کرنے میں میری مدد کرے

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے عزادار اور ماتم دار! ذرا دامن دعا دراز کرتے ہوئے اپنے پاک شہنشاہ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی خدمت میں عرض کرو کہ اب تو لازم ہے کہ آپ جلد تشریف لا کر اس پاک شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی لوٹی گئی خوشیاں انہیں واپس دلوائیں، تمام احباب اور پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام انہیں دوبارہ آباد و شاد دیکھیں، اس پاک شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام کی سہرہ بندی کے مناظر ان کے وفادار غلام جناب سدیف علیہ السلام کو دیکھنا نصیب ہوں، بلکہ یہ اپنے ہاتھ سے چن علیؑ اکبر پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی شادی کا انتظام و اہتمام کریں تاکہ ان کا دل ٹھنڈا ہو، اپنے نورِ چشمین کو سہروں میں سجا ہوا دیکھ کر ہی ان کی آنکھوں کا نور پھر سے لوٹ آئے گا

ہمارے پاک وارث عجل اللہ فرجہٗ الشریف تمام گھر والوں کو فوراً سے بھی پہلے اس پاک شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام کی خوشیاں دکھائیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَیهِ وَ عَلٰی آلِهٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 8

﴿دربارِ شام﴾

(حصہ سوم)

کچھ واقعات ایسے ہیں کہ جن کا بیان کرنا ہمارے لئے انتہائی مشکل ہوتا ہے، ان میں سے چند واقعات یہ ہیں، مثلاً

نمبر 1 ......شام غریباں کے واقعات

نمبر 2 ...... کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک کے واقعات

نمبر 3 ......ملعون کے دربار میں پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کا داخلہ بیان کرنا

گویا یہ پل صراط پر چلنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہے، اسی لئے میں عرض کروں گا بلکہ دست بستہ ذاکرین ومقررین حضرات سے گذارش کروں گا کہ ان واقعات کو بیان ہی نہ کریں تو بہتر ہے، کیونکہ یہ راستہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے، اگر ذراسی بھی لغزشِ زبان ہوئی تو انجام ابدی جہنم ہے

ایک تو مصائب بیان کرنے والوں کے دل میں مومنین کو زیادہ رلانے کی خواہش انہیں زیادہ سے زیادہ مظالم بیان کرنے پر اکساتی ہے، دوسری طرف پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کی عظمت کا تقاضہ یہ ہے کہ حد ادب برقرار رہے، اور کوئی توہین آمیز لفظ زبان سے صادر نہ ہو

اکثر ذاکرین ومقررین اور علماء کرام مسلماتِ شیعہ سے لاعلم ہوتے ہیں، یعنی ہمارے مسلک کے بنیادی عقائد کے تسلیم شدہ مسائل سے ناواقف ہوتے ہیں، اس لئے مصائب خوانی کی ہوس میں وہ شیعہ اثنا عشریہ مسلک و مذہب کے بنیادی اوراہم حقائق ونظریات اورعقائد کو پامال کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں، اگرچہ کچھ لوگ ان مسلماتِ شیعہ سے واقف بھی ہوتے ہیں، مگر وہ بھی زیادہ گریہ و زاری کی خواہش میں ان چیزوں کو پس پشت ڈال دیتے ہیں، میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ میرے فاضل احباب دورانِ فضائل تو انہی مسلماتِ شیعہ کی بنیاد پر اپنی صداقت ثابت کر رہے ہوتے ہیں، مگر ذکر مصائب شروع ہوتے ہی اپنی ایک گھنٹے کی گفتگو کی تردید شروع کر دیتے ہیں، اور مصائب خوانی کی ہوس کے اسیر ہو کر اپنی سابقہ پوری تقریر ہی فراموش کر دیتے ہیں

مومنین کرام کا حال یہ ہے کہ وہ عقل گھر چھوڑ کر مجلس میں آتے ہیں، اور وہ ذاکر یا مقرر کی کسی بات پر غور کرنا گوارا ہی نہیں کرتے

اس مقام پر ایک مسلّمہ بیان کرتا ہوں تاکہ واقعاتِ مصائب کو پڑھنے، سننے اور بیان کرنے میں مصائب و روایات کو ایک درست پیمانہ دستیاب ہو سکے

مذہب شیعہ کے مسلمات میں یہ شامل ہے کہ تبرکات انبیاء و اوصیاء، اور ودائع نبوت ورسالت پر کسی غیر معصوم کا تصرف ناممکن ہے، بلکہ یہ تبرکات ذخائر نبوت وامامت میں مذخور اور محفوظ ہو جاتے ہیں

جیسا کہ جناب داؤد علیہ السلام کی زرہ، جناب یوسف علیہ السلام کی قمیص، تابوتِ سکینہ، عصائے موسیٰ علیہ السلام، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات یعنی زِرہٗ ذوالفصول،

عمامہءِ سحاب، درازگوش یعفور، ناقہءِ غضبہ، اور امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کے تبرکات یعنی ذوالفقار، مرتجز، اور ذوالجناح وغیرہ کے بارے میں شیعہ مسلّمہ عقیدہ یہ ہے کہ یہ تمام اشیاء کسی غیر معصوم کے قبضہ وتصرف میں نہیں ہیں بلکہ ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے پاس موجود اور محفوظ ہیں، چونکہ یہ ودائع نبوت ورسالت ہیں، اس بناء پر کوئی غیر معصوم انہیں اپنی مرضی سے مس بھی نہیں کرسکتا فاضل صاحبِ سعادت الدارین نے بھی یہ بات اپنی کتب میں بیان کی ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی وہ تلوار جو کوئی ملعون لے گیا تھا، وہ ذوالفقار نہیں تھی، کیونکہ ذوالفقار تو ودائع نبوت ورسالت میں سے تھی، اسی طرح انہوں نے بہت سی چیزوں کا اقرار کیا ہے اور تسلیم کیا ہے کہ وہ ودائع نبوت ورسالت میں شامل تھیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے ذخیرۂ نبوت وامامت میں مذخور کرلیا تھا میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو جو چیز بھی ودائع نبوت وامامت میں شامل ہوگی، شیعہ مسلّمہ ہے کہ اسے کوئی غیر معصوم اپنی مرضی سے اپنے تصرف میں نہیں لاسکتا اب یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جتنا تعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی زرہ، تلوار یا درازگوش وغیرہ سے تھا، کیا اتنا سا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی پاک مستورات یا مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کا نہیں تھا؟

اور اگر اس سے لاکھوں کروڑوں درجے زیادہ ان کا تعلق شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا تو پھر ان کے حالات اور واقعات بیان کرتے ہوئے ان مسلمات کو کیوں بھلا دیا جاتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مقام صبر تھا...... میں کہتا ہوں کہ صبر کی بھی ایک حد ہوتی ہے

اگر صبر اس حد سے گزر جائے تو وہ اپنی جملہ خوبیاں کھو دیتا ہے، یعنی صبر کے جملہ محاسن پس پشت چلے جاتے ہیں، بلکہ حد سے گزرنے پر صبر ایک بہت بڑی برائی بن جاتا ہے، یہ بات میں ایک مثال سے سمجھاتا ہوں

ایک شخص کے جوان بیٹے کو کسی نے قتل کر دیا، اس نے راہِ خدا قاتل کو معاف کر دیا تو یہ حسنِ صبر ہے جو مستحسن ہے، اور اگر اسی شخص کی جوان بیٹی کے ساتھ کوئی شخص نازیبا حرکت کرے، اور وہ شخص یعنی بیٹی کا باپ کہے کہ میں صبر کرتے ہوئے کوئی کارروائی یا مواخذہ نہیں کرتا، تو یہ صبر نہیں بلکہ بے غیرتی ہے، کیونکہ بہن یا بیٹی کے معاملہ میں کسی شخص کا چشم پوشی کر کے گزر جانا صبر میں شمار نہیں ہوتا ہے، بلکہ تمام دنیا کے غیور یہی فیصلہ دیں گے کہ یہ بے غیرتی ہے

عزت اور غیرت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی بات سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام جیسے ہزاروں جوانوں کی شہادت کو معاف کر دینے کو تو صبر کہا جا سکتا ہے، مگر پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت و امامت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ ایک معمولی سی گستاخی پر صبر نہ تو پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کا کوئی فرد کر سکتا ہے اور نہ ہی وہ جبار و قہار اور قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ کر سکتا ہے

اعتقادات میں ایسے صبر کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہوتی کہ جس میں الوہیت اور اس کے اختیارات و قدرت کے ساتھ ساتھ اس کے وجود پر بھی ضرب لگے

ایک ہندو کا واقعہ ہے کہ وہ آٹے کا بت بنا کر اس کی عبادت کیا کرتا تھا، ایک دن آنکھیں بند کئے وہ کوئی جاپ یا پاٹ کرنے میں محو تھا کہ ایک بھوکا کتا آیا اور آٹے سے بنا بت اٹھا کر بھاگ گیا، جب اس نے آنکھ کھولی تو کتا دروازہ پار کر

رہا تھا، وہ ہندو اس کے پیچھے دوڑا، مگر کتا جلدی سے کوڑے کے ڈھیر پر بیٹھ کر بت کو کھانے لگا، ابھی اس نے دو منہ مارے تھے کہ ہندو پہنچ گیا، اور کتے کو بھگا کے فوراً اس بت کو اٹھا لیا، اسے چوما، آنکھوں سے لگایا، سینہ سے لگایا، پھر اسے مخاطب ہو کر کہا کہ " میں ہزار جان سے قربان جاؤں تیرے اس عظیم صبر پر، کہ نہ تو کتا مرا، اور نہ ہی کوڑے کے ڈھیر کو آگ لگی، تیرے صبر کے صدقے جاؤں"

ہمارا عقیدہ ایسا گھٹیا اور قبیح نہیں ہوسکتا کہ کوفہ و شام کے کتے پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ جیسی بھی زیادتیاں کرتے رہیں، ہم اس ہندو کی طرح کہتے رہیں کہ " آپ کے صبر کے قربان، نہ شامی اور کوفی ملاعین فی النار ہوئے، اور نہ بازاروں اور درباروں کو آگ لگی"

دوستو! اس معاملہ میں شیعہ خیر البریہ کا ایک مستحکم اور واضح عقیدہ ہے کہ جس روایت میں بھی صبر قبیح کا اظہار رہوتا ہو، وہ دروغ گوئی یعنی گھڑا ہوا جھوٹ ہے

کچھ لوگوں کا یہ خیال بھی ہے کہ (نعوذ باللہ) یہ آلِ محمد علیہم الصلواۃ والسلام کا امتحان تھا

میں یہاں عرض کروں گا کہ فلسفہءِ امتحان کیا ہے؟ تمام دنیا کے سکالرز یہی کہتے ہیں کہ امتحان اس لئے لیا جاتا ہے کہ انسان کے پاس ہر چیز کا ایک پیمانہ موجود ہے مگر عقل و شعور و علم کی پیمائش کرنے کیلئے کوئی آلہ نہیں ہے، بہ ایں وجہ مجبوراً میموری ٹیسٹ (Memory test) یعنی صلاحیتوں کا امتحان لیا جاتا ہے کہ صلاحیتوں کی جانچ کا کوئی اور طریقہ نہیں ہے، اسی لئے سلسلہءِ امتحان قائم کیا جاتا ہے کہ انسان کی جملہ صلاحیتوں کو پرکھا یا جانچا جاسکے

اب پہلے تو آپ یہ سوچیں کہ یہاں آلِ محمد علیہم الصلواۃ والسلام کا امتحان اللہ تعالیٰ لے رہا

تھا یا انسان لے رہا تھا؟...... اگر اللہ تعالیٰ امتحان لے رہا تھا تو کیا اس کے پاس بھی پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کی صلاحیتوں کو پرکھنے کا کوئی آلہ نہیں تھا؟ کیا اسے معلوم نہیں تھا کہ انہیں مجھ سے کتنا پیار ہے اور میرے لئے کتنی قربانیاں دے سکتے ہیں؟

وہ تو ''علیٰ کل شئٍ علیم'' کا مصداق ہے، اسے امتحان لینے کی کیا ضرورت تھی؟

دوستو! میری یہ بات ہمیشہ کیلئے یاد رکھنا، بلکہ اسے اپنے ذہن میں نقش کر لینا اور کبھی نہ بھلانا کہ خدا ورسول کے کسی ملعون دشمن کا پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو مس کرنا، ان کی چادریں نوچنا، انہیں بے پردہ کرنا، انہیں زدوکوب کرنا، انہیں زخمی کرنا، ان کے ہاتھوں میں رسن پہنانا، اور انہیں کھینچتے یا دھکیلتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا، یہ سب باتیں بالکل جھوٹ پر مبنی ہیں، ان کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے، درحقیقت یہ باتیں اس پروپیگنڈہ کا حصہ ہیں کہ جو بنی عباس کے ملاعین نے بنی امیہ کے خلاف نفرت پھیلانے کیلئے کیا تھا، اور اسی سے انہوں نے اپنی سیاست کی دکان چمکائی تھی، اور داستانِ ظلم کو توہین کی حد تک پھیلا کر عوام کو بنی امیہ سے متنفر کیا تھا، واقعہ کربلا اور شام کو کیش (cash) کرواکے انہوں نے اپنی حکومت قائم کی تھی

یہاں میں صاحب ناسخ التواریخ کا ایک خوبصورت بیان نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں، وہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ یہ روایت سب کتابوں میں لکھی گئی ہے کہ اہل بیت اطہار علیہم الصلواۃ والسلام کے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو مکشفات الوجوہ روزِ روشن میں محفلوں اور بازاروں میں عام لوگوں کے سامنے لایا گیا تھا مگر ایسی روایات

پڑھ کر یا سن کر آپ لوگوں کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان روایات کا تعلق پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کی محترمہ ومعظّمہ مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے ہے بلکہ

"چنانکه مکرراشارت رفت ایں نسوانِ معظّمه و مطهّره صلواۃ اللہ علیہن در محمل جائے داشته ودرپرده بوده اند"

جیسا کہ اس سے قبل بار بار اس بات کو دہرایا جا چکا ہے کہ یہ معظّمہ اور مطہرہ مستورات صلواۃ اللہ علیہن دورانِ سفر باپردہ محملوں میں سوار رہی ہیں، اور مسلسل پردے میں رہی ہیں، آگے چل کے لکھتے ہیں کہ

"اگر مکشفات الوجوه یا بدوں ستربوده اند بناتِ غیر بالغه و نسوانِ غیر معظّمه مثل پاره کنیزها و زنهائے اصحاب وخدام اهل بیت بوده چه ربات سرادقِ طهارت زنان و بناتِ رسالت صلواۃ اللہ علیہن بدیگر مردم قیاس نشوید عیون وابصار خائنه را آں استطاعت نباشد که بدیشاں نگران گردد وقلوب مریضه را توانائی نیفتد که دربارهء ایشاں رتبت تخیل یابد، دیدارِ اشقیاء را دردیدهءِ ناموس کبریا مقام دیدار نیست وقلوب ناپاك رادرمورد حریم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امید ادراك نبا شد"

اگر کچھ مستورات کے چہرے بے حجاب تھے بھی تو وہ پاک خاندان کی مستورات صلواۃ اللہ علیہن نہیں تھیں بلکہ ان میں کچھ معصوم بچیاں تھیں، کچھ کنیزیں تھیں، کچھ اصحاب اور خدام کی مستورات تھیں، فرماتے ہیں کہ پروردۂ سرادقاتِ طہارت دختر انِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کا کسی سے قیاس کرنا بھی مناسب نہیں ہے، کیونکہ خائن

اور بدشعار آنکھوں کو اتنی طاقت ہی نہیں دی گئی تھی کہ ان کی طرف نگاہ اٹھائی جا سکتی ، نیز کفر و شرک کی امراض میں مبتلا دلوں میں اتنی جرأت کا تصور بھی محال ہے کہ وہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیھن کے حریم ذات کے اندر چشم تخیئل سے جھانک بھی سکتے ، اور نگاہِ اشقیا کو یہ صلاحیت ہی نہیں بخشی گئی تھی کہ وہ ناموسِ کبریا کی طرف نظر کر سکتے

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ یہ بالکل اسی طرح ہوتا ہے کہ جیسے قبل از طلوع یا بعد از غروبِ آفتاب انسان شعاعِ شمس کو دیکھتا ہے مگر شمس نظروں سے اوجھل ہوتا ہے ہوسکتا ہے کہ کسی نے شعاعِ انوار کا مشاہدہ کیا ہو، مگر کسی ناپاک نگاہ نے شمس عصمت توحید کو بالکل نہیں دیکھا تھا...... آیہءِ تطہیر اس بات کی روشن دلیل اور بہترین استدلال ہے، نیز واقعہءِ جنابِ سہل ابن سعد کا یہ فقرہ بھی گواہ ہے کہ

☆والله مانظرت اليكم بريبة

اللہ کی قسم آپ کی ذاتِ اقدس کی طرف کسی کی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی

معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیھا کا بین کرنا ، اور سہل ابن سعد کا بے ہوش ہوجانا ، ان کے اس مرتبہءِ غیبی پر حجت مبرہن ہے

جملہ شیعانِ امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کا بھی یہی عقیدہ ہے، اس لئے جو روایت اس عقیدے کے خلاف نظر آئے ، چاہے میری کتاب ہی میں کیوں نہ ہو، اس کو رد کرنا واجب ہے، اور ایسی توہین آمیز روایات پڑھنا یا سننا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے

اب ذرا واقعاتِ دربار سنیں

جس وقت امام سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کے ہاتھ آزاد ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے

اپنی جیب سے تسبیح نکالی اور پڑھنا شروع کی، ساتھ ساتھ ملعون سے گفتگو بھی جاری تھی، ملعونِ شام کی نگاہ پڑی تو اس نے فوراً کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں آپ مجھ سے گفتگو بھی فرما رہے ہے اور تسبیح کی گردش میں بھی کوئی فرق نہیں آ رہا ہے

امام علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہماری جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ جو شخص بعد نمازِ صبح تسبیح ہاتھ میں لے کر کہے

☆اللهم انی اصبحت اسبحك و امجدك و احمدك و اهلك بعدد ما يدير

تو شام تک تسبیح کی خالی گردش بھی تسبیح لکھی جاتی ہے، اور بعد از نمازِ عشاء تسبیح ہاتھ میں لے کر یہی دعا پڑھے اور لفظ ''اصبحت'' کی جگہ ''امسیت'' لگا دے تو پھر وہ چاہے تسبیح پڑھے یا نہ پڑھے، صبح تک اس کی تسبیح شمار ہوگی

کھانا زہر مار کرنے کے بعد ملعونِ شام شراب اور شطرنج میں مصروف ہو گیا، اور اس کے بدقماش ساتھیوں نے بھی شراب نوشی شروع کر دی، مگر اس دوران وہ ملعونِ ازل امام علیہ الصلواۃ والسلام سے مصروفِ کلام رہا

اس زمانہ میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ ہر نماز کی اَذان سے پہلے شاہی نقارخانہ میں بادشاہِ وقت کی بادشاہی کا نقارہ بجایا جاتا تھا، انہی باتوں کے دوران نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو قصر یزید ملعون کے نقارخانہ میں اس کی شاہی کی نوبت بجی، اس وقت ملعونِ شام کے ساتھ اس کا ملعون بیٹا خالد بیٹھا تھا، اس نے امام علیہ الصلواۃ والسلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا آپ سن رہے ہیں؟ میرے باپ کی شاہی کا نقارہ پورے ملک شام میں بج رہا ہے، امام علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ تھوڑی دیر ٹھہر جا، پھر ہماری شاہی کا نقارہ یا نوبت بھی سن لینا، شاہی نوبت بند ہوئی تو مؤذن نے گلدستۂ

اَذان سے اَذان شروع کی، اس وقت امام سجّادعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خالد ملعون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب ہماری شاہی کا نقارہ بج رہا ہے، اسے غور سے سن، اور یہ بات سمجھ لے کہ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ تیرے ملعون باپ کی شاہی کا نقارہ فقط چند دن بجے گا، پھر بند ہو جائے گا، مگر ہماری شاہی کا نقارہ قیامت کے بعد بھی بجتا رہے گا

اَذان ختم ہوئی تو ملعونِ شام نماز کیلئے مسجد بنی امیہ چلا گیا اور پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن پیش نہ ہوسکے، جس وقت ملعونِ شام نماز کیلئے مسجد میں چلا گیا تو امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام واپس پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن کے پاس تشریف لے آئے، دوبارہ جب دربار آراستہ ہوا تو پھر آپ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے ہمراہ دربار میں تشریف لے گئے، اکثر روضہ خوان اور ذاکرین یہ بیان کرتے ہیں کہ مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو 9 گھنٹے تک دربار میں کھڑا رہنا پڑا، اس کی حقیقت یہ ہے کہ پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن صبح تقریباً 8 بجے قصرِ ملعون کے دروازہ پر تشریف لائے، تین گھنٹے ملعون کے بلاوے کا انتظار کرنا پڑا، پھر قافلہ پاک کو انتظارگاہ یا دربار کی بیرونی حویلی میں بلایا گیا، اس کے بعد صرف مرد حضرات کو دربار میں پیش کیا گیا، مگر مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو انتظارگاہ میں ساڑھے تین یا چار گھنٹے انتظار میں گزارنا پڑے، لیکن اس بات کا ذکر کسی کتاب میں نہیں ہے کہ اس دوران کسی نے کھانا یا پانی پیش کیا یا نہیں، اور وہاں انہوں نے نماز کس طرح ادا کی

بعد از نمازِ ظہر ملعونِ شام نے دوبارہ دربار آراستہ کرایا، تخت کے پیچھے بنی امیہ کی

عورتیں آ کر بیٹھ گئیں تا کہ دربار کی کاروائی دیکھ سکیں

☆ثم دعی بالنسا والصبیان

جب 900 کرسیاں لوگوں سے پر ہوگئیں یعنی سب لوگ آ گئے تو اس وقت ملعون شام نے محضرہ بن ثعلبہ ملعون کو حکم دیا کہ جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام سے کہو کہ پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن کو دربار میں لے آئیں

جنابِ امام سجاد علیہ الصلواۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ دنیا کی کسی ماں نے محضرہ جیسا کمینہ اور بدبخت بیٹا پیدا نہیں کیا، بس آپ اسی بات سے اس ملعون کی شقاوت کا اندازہ کرلیں، یہی ملعون پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے قافلہ کو دربار میں لے کر آنے پر مامور ہوا، 900 ملاعین کی نگاہیں دروازے پر لگی تھیں کہ محضرہ بن ثعلبہ نے بہ آوازِ بلند پاک قافلہ کی آمد کا اعلان کیا

اس وقت ملکہءِ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آسمان کی طرف دیکھا، آنکھوں میں آنسو آ گئے، رو کر فرمایا کہ میرا خالق! ہمارے پردے کی عظمت وشان کو تو بہتر جانتا ہے، میرے ہمراہ سادانیوں کا لٹا ہوا کارواں ہے، اوران میں مزید کوئی دکھ برداشت کرنے کا اب حوصلہ بھی نہیں ہے، میرے اللہ! تو خود سوچ کہ ہم کون ہیں اور یہ دربار کس کا ہے؟ خالق! اپنا وعدہ یاد کر، ☆انك لا تخلف المیعاد بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا، یہ فرما کر ایک نظر پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن پر کی اور کہا کہ یہ ٹھیک ہے سامنے ملعونِ ازل اور شرابی کا نجس و رِجس دربار ہے اور بدقماش افراد سے کرسیاں بھری ہیں، مگر خالق کا ہم سے ایک وعدہ ہے کہ

☆انما یرید الله لیذهب عنكم الرجس...... رِجس چاہے کسی بھی شکل میں کیوں نہ

ہو، نجس جسم ہو، نجس نگاہ ہو، یا نجس خیال ہو، وہ ہمیں تو کیا، ہماری کنیزوں کی نعلین کو بھی مس نہیں کر سکتا، کوئی بھی نجاست ہماری حد تطہیر کو عبور نہیں کر سکتی، اٹھو چلیں، مظلوم بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر ایک منزل اور سہی

جس وقت پاک شریکتہ الحسینؑ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے دربار جانے کا فیصلہ کیا تو آسمانوں میں زلزلہ آیا، عرشِ اِلٰہی متزلزل ہوا، ملکوتِ ارض وسما میں غیرتِ ملکوتی جوش کھانے لگی، اور دربار میں میز پر رکھا ہوا جناب عباؑس علمدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر تڑپا، خوفِ عذابِ اِلٰہی سے زمین کانپنے لگی، دوسری طرف خود خالق کائنات نظام عالم کو معطل فرما کر پردہ دارانِ توحید صلوٰۃ اللہ علیہن کا پردۂ تطہیر بن کر ساتھ روانہ ہوا، چونکہ ان پاک بیبیوں صلوٰۃ اللہ علیہن نے اتنے زیادہ دکھ برداشت کرتے ہوئے توحید کا پردہ بچایا تھا یعنی توحید کو اپنے پاک پردہ کی امان میں لے لیا تھا، اس لئے اب ☆ھل جزا الاحسان الا الاحسان کہنے والا یہاں خود ان کے پردے بچانے آ گیا، دربار کی نجس فضا کو اِن آنے والوں کے شایانِ شان بنانے کیلئے حاملین عرش کو حکم ملا کہ دربار میں ان کے گرد قناتیں لگا دی جائیں، کیونکہ تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میرا بھرم رکھنے والی مقدس ترین مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن کو آج پردے کی سخت ضرورت ہے...... اللہ کے نظام حفاظت میں رہتے ہوئے پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہن دربارِ یزید ملعون کے دروازہ تک آئیں، جیسے ہی ان کے پاک قدم دربار میں آئے تو رعب وجلالِ اِلٰہی کا یہ عالم تھا کہ سب ملاعین کے سر جھکے ہوئے تھے اور وہ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے

دربار میں داخل ہونے والے مرد اور مستورات کی تعداد صاحبانِ مقتل نے 44

لکھی ہے، مگر یہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کتنے مرد، کتنی مستورات اور کتنے بچے تھے، جس وقت پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیھن دربار میں تشریف لائیں تو تخت کے پیچھے پس پردہ بیٹھی ہوئی بنی امیہ کی عورتوں میں گریہ و ماتم کا کہرام بپا ہوا

☆نسا اھل یزید وبنات المعویه ملعون و اھله فولولن و اقمن الماتم

یزید ملعون کے خاندان کی عورتیں رونے اور تڑپنے لگیں، ان کی آواز سن کر جو اہل دربار آہستہ آہستہ رو رہے تھے، وہ بھی بہ آوازِ بلند گریہ و بکا کرنے لگے، اور بناتِ رسولؐ صلواۃ اللہ علیھن دربار میں تشریف لے آئیں

☆فبکی النا س و بکی اھل دراره حتی علت الاصوات

تمام موجودگان میں گریہ کا یہ عالم تھا کہ سارا دربار ماتم کدہ بن گیا

اس وقت ملعونِ شام کے تخت کے ساتھ والی کرسی پر مروان ملعون کا بھائی یحیٰی بن حکم بیٹھا تھا، جب دربار میں گریہ و ماتم کا کہرام دیکھا تو

☆ضرب یزید فی صدر یحییٰ

یزید ملعون نے یحیٰی کے سینے میں مکا مار کر کہا کہ کیا دیکھ رہا ہے؟، جا اور ان عورتوں کو چپ کرا، یحیٰی بن حکم نے کہا کہ ہیں تو وہ سچی، مگر میں جاتا ہوں، یہ پس پردہ پہنچا، اور عورتوں سے خاموش ہو جانے کو کہا تو ساری عورتیں اس کے پیچھے پڑ گئیں، رو کر کہنے لگیں کہ تم سب بے غیرت ہو گئے ہو، تم لوگوں میں خاندانی حمیت وغیرت کا ذرہ بھی باقی نہیں رہا، ہمیں کچھ کہنے کی بجائے پہلے جا کر اس فرعونِ شام ملعون سے پوچھ کہ سامنے جو شہزادہ علیؐ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ گرامی صلواۃ اللہ علیہا کھڑی ہیں، کیا ان کے ساتھ تیرا کوئی رشتہ نہیں ہے؟ دربار میں جو شہزادہ امیر

قاسم علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کھڑی ہیں، کیا ان سے بھی تیرا کوئی رشتہ نہیں ہے؟ ...... یزید ملعون کی پھوپھی نے پردے سے منہ باہر نکال کر اور پکار کر کہا کہ اے ملعونِ ازل! تجھے تو خاندان کی عزت کا احساس ہی نہیں رہا مگر یہ دو پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہا میری سگی بھانجیاں ہیں

یحییٰ بن حکم نے وہیں سے یزید ملعون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تیری پھوپھیاں تجھ سے کہہ رہی ہیں کہ ان کو پہچان، تو نے تو پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کی دشمنی میں اپنی عزت کا جنازہ نکال دیا ہے، تو نے سارے خاندان کی ناک کٹوا دی ہے، سمیہ ملعونہ (زیاد کی ماں) کا تو اس پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام سے کوئی رشتہ ہو نہیں سکتا کیونکہ وہ رذیل و ذلیل نسل کی ہے، مگر ان مستورات میں سبھی تیری دشمن نہیں ہیں، ان میں تیری پھوپھی کی بیٹیاں بھی بھرے دربار میں موجود ہیں

یزید ملعون نے غضبناک ہو کر کہا کہ ☆اسکت یا بن الطرید

اے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دھتکارے ہوئے ملعون کا بیٹا! تو چپ رہ

اس کی یہ بات سن کر یحییٰ بن حکم سر جھکا کر بولا کہ تیری اس حرکت سے نہ ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل رہے ہیں اور نہ ہی زندہ رہنے کے قابل رہے ہیں

یہ کہہ کے وہ دربار سے نکل گیا

☆وغاب عن الخلق فلم یرہ احد لا حیاً ولا میتاً

اس کے بعد یحییٰ بن حکم ایسے غائب ہوا کہ پھر کبھی اس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا ہے

اصل میں ابوسفیان ملعون نے اپنی ایک لڑکی کا رشتہ ثقفی قبیلہ میں طائف کے سردار

جناب عروہ بن مسعود کے بیٹے ابی مرہ بن عروہ ثقفی کے ساتھ کیا تھا، اسی ابی مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی دو پاک شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہا پاک گھر کی زینت بنی تھیں، ان میں سے ایک شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک اور دوسری شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ تھیں، یہ دونوں مخدراتِ عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہا اس وقت دربار میں موجود تھیں، جس کی بنا پر بنی امیہ کے زن ومرد حمیت عرب کے تحت رو رہے تھے، انہیں پاک خاندان کی دیگر مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے دربار میں آنے کا کوئی احساس نہیں تھا

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن کی طرف کسی شامی یا کوفی ملعون کی نگاہ نہیں اٹھ سکتی تھی، چاہے بازار ہو یا دربار، کیونکہ نورِ توحید ان کے پردوں کا محافظ ونگران تھا

قافلہ پاک دربار میں پہنچا تو یہی ہنگامہ آرائی شروع ہوگئی، ملعونِ شام سوچنے پر مجبور ہوا کہ اب میں ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو پس پردہ بھیج دوں یا زندان میں بھیجوں، یزید ملعون کی ایک بہن کا نام ہند تھا، اور اس کی ایک بیوی کا نام بھی ہند تھا جو عبداللہ بن عامر کی بیٹی تھی، اس ملعون کی بہن ہند نے دیکھا کہ گلستانِ تطہیر کی دو معصوم کلیاں دربار میں کھڑی ہیں، ایک چار سال کی اور دوسری پانچ سال کی ہے، جب یہ دربار میں داخل ہوئیں تو ان دونوں بہنوں نے اپنی آستینوں سے اپنے چہرے چھپا رکھے تھے، ایک پاک معصوؑمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا تھیں، ایک ان کی چھوٹی پاک بہن صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا تھیں، جب ان دونوں بہنوں کی نگاہ اپنے پاک بابا کے سر پر پڑی، تو وہیں مرکوز ہو کر رہ گئی

ہند بنت معاویہ کا بیان ہے، میں نے دیکھا کہ ان دونوں معصوم بچیوں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور آنسو رواں تھے، کیونکہ وہ دشمن کے خوف سے رو بھی نہیں سکتی تھیں اور اس حال میں اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کو دیکھ کر برداشت کرنا بھی ان کیلئے بہت مشکل ہو رہا تھا، میں نے اس وقت یزید ملعون کو پکار کر کہا کہ ظالم! کمسن بچیوں پر اتنا ظلم کرنا جائز نہیں ہے کہ ان کے بابا پاک علیہ الصلواۃ والسلام کا سر سامنے طشت میں پڑا ہے، کوئی بیٹی اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھ کر برداشت نہیں کرسکتی، کیا تجھے اتنا بھی احساس نہیں ہے کہ ان معصوم بچیوں کے دل پر کیا بیت رہی ہے؟

جب ملعونِ ازل نے بہن کی یہ بات سنی تو اس نے فوراً سرِ اطہر کو پھر سے رومال سے ڈھانپ دیا، اور بہن سے کہا کہ ان معصوم شہزادیوں کو پس پردہ بلوا لو، جب اس ملعون کی ایک کنیز دونوں شہزادیوں کو اندر لے گئی تو ہند نے کنیز سے پوچھا

☆من هذه التی لها حجاب قالت هذه بنات الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا

یہ کون شہزادیاں ہیں اور انہوں نے اس طرح کیوں پردہ بنایا ہوا ہے؟ اسے بتایا گیا یہ مظلوم شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی دختران ہیں

جب کنیز نے تعارف کرایا تو پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے بے تحاشا رونا شروع کر دیا

☆حتی کادت روحها تقلع

اتنا گریہ فرمایا کہ معلوم ہوتا تھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے گی فوراً اموی عورتوں نے دلاسہ دیتے ہوئے پوچھا کہ آخر اتنا گریہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا کہ

☆کیف لا تبکی من لیس لها حجاب

ہم کیسے گریہ نہ کریں؟ جبکہ ہم بے حجاب دربار میں آ گئی ہیں، حالانکہ اس سے قبل تو ہمارے در کی کنیزیں بھی کبھی اس حال میں گھر سے باہر نہیں آئی تھیں، ہم اپنے تمام احباب کے ساتھ اپنے گھر میں آباد تھیں، ان ظالمین نے کربلا میں ہمارا گھر لوٹ لیا، ہمیں بے آسرا کر دیا، پھر عرب کے شہروں میں ہمیں پھرایا گیا، ہماری ہتک حرمت کی گئی، ہماری تشہیر کی گئی، اب ہم کس منہ سے وطن جائیں گے؟

تمام حبدارملں کے دعا کریں کہ ان پاک مستورات مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو بازاروں اور درباروں میں لے آنے کی متعلق ملاعین سے مواخذہ کیا جائے، ان کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف تلوارِ انتقام بے نیام فرما کرامت ملعونہ سے حساب لیں کہ کس طرح تم نے ان غریبوں کو بے وارث سمجھ کر بازاروں میں پھرایا تھا؟ تم کو پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹیوں پر رحم کیوں نہیں آیا تھا؟ اور کس جرم میں ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو دربار میں بلوایا گیا تھا

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 9

﴿دربارِ شام﴾

(حصہ چہارم)

دمشق کا شہر ہے، ملعونِ شام کے محل میں دربارِ خاص لگا ہوا ہے، اللہ کا نظام جبروتیت کارفرما ہے، ملکوتِ ارض وسما نے نظام عالم پر ہنگامی تصرف کیا ہوا ہے، کیونکہ جن مخدراتِ عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک نعلین نے عرش کو زینت بخشی تھی ، وہی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن جبروتیت کے پردہ میں داخلِ دربار ہیں ، جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے دردربار پرآیت تلاوت فرمائی ☆

واذا قرات القرآن جعلنا بینك و بین الذین لا یؤمنون بالآخرة حجاباً مستورا

جس وقت آپ قرآن پاک کی تلاوت فرمارہے ہوتے ہیں تو آپ کے اوران لوگوں کے درمیان ایک ایسا حجاب اور پردہ حائل ہوجاتا ہے کہ جوخود بھی نظرنہیں آتا ہے اورنہ ہی صاحب حجاب یعنی آپ نظرآتے ہیں

یہ وہ آیت ہے کہ جوشب ہجرت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلاوت کی تھی اورکفار مکہ کے سامنے ایک حجاب آ گیا تھا کہ وہ حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونہیں دیکھ سکے تھے

ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے دربار کے دروازہ پر جب یہ آیت تلاوت فرمائی تو پردۂ

تطہیر کے باہر حجابِ مستور کی قنات قائم ہوئی، تمام اہل دربار کی نگاہوں اور دلوں پر پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تصرف فرمایا، اب ظاہر ہے کہ صرف وہی کچھ ہو سکتا تھا جو کچھ انہوں نے چاہنا تھا، یعنی انہی کی مرضی پر موقوف تھا، جو کچھ وہ چاہ رہی تھیں، وہی ہو رہا تھا، ان کی رضا کے خلاف کچھ ہونا ناممکن تھا

اس رنگ اور انداز میں پردۂ تطہیر کی سات قناتوں اور حجابِ مستور کے پردہ میں ملکہءِ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی بہو بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن شام کے دربار میں وارد ہوئیں قافلہ پاک پر نظر پڑتے ہی یزید ملعون کے خاندان کی عورتوں نے گریہ ماتم اور واویلا شروع کر دیا جس کی تفصیل میں کل مجلس میں عرض کر چکا ہوں

جب قافلہ پاک دربار میں آیا تو اسے تخت کے سامنے بٹھا دیا گیا، جب پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن تخت کے سامنے آئیں تو بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے فرعونِ شام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ملعون! ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر انصاف کر کہ تیری مستورات تو پردے کے اندر بیٹھی ہیں، اور جن کا تو بظاہر کلمہ گو ہے، ان کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن کو تو نے دربار میں بٹھایا ہوا ہے، کیا اسی کو مسلمانی کہتے ہیں؟ کیا یہی اسلام ہے؟

☆فبكى الناس و بكى اهل داره ...... یہ سن کر سارے اہل دربار نے رونا شروع کر دیا اور اس کی عورتوں میں بھی دوبارہ کہرام بپا ہوا، یزید ملعون نے عرض کیا کہ ☆فقال يزيد عليه لعن يا ابن اخت انا لهذا كنت اكره

اے میرے ہمشیرزادے! میں تو اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا تھا

ابن مرجانہ عبید اللہ ابن زیاد پر اللہ کی لعنت ہو جس نے آپ کو اس حال تک پہنچایا

ہمشیر زادہ کہہ کر مخاطب کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا سگا بھائی سمجھ رہا تھا کہ جن کی والدۂ گرامی صلواۃ اللہ علیہا یزید ملعون کی پھوپھی زاد تھیں، اس کے بعد فرعونِ شام نے عرض کیا کہ پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن پس پردہ تشریف لے جائیں، جب مقدس مستورات صلواۃ اللہ علیہن پس پردہ یعنی محل کے زنان خانہ میں تشریف لے گئیں تو اس وقت یزید ابن معاویہ ملعون نے کہا کہ اے سردارانِ کوفہ! اب تم مجھے کربلا کی جنگ کی کچھ تفصیلات سناؤ

اس وقت زجر بن قیس ملعون نے کہا کہ ہم کیا حال سنائیں

☆ان الحسین علیہ الصلواۃ والسلام جا فی نفر من اصحابہ و عترتہ فھجمنا علیھم و کان یلوذ بعضھم بالبعض

امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام اپنے اصحاب اور پاک عترت علیہم الصلواۃ والسلام کے ہمراہ جونہی کربلا تشریف لائے، ہم سب نے مل کر ان پر ہلہ بول دیا، اور وہ ڈر کے مارے ایک دوسرے کے پیچھے اس طرح چھپنے کی کوشش کرنے لگے کہ جس طرح کوئی باز کبوتروں کی ڈار پر حملہ کرتا ہے اور وہ اس کے حملہ سے بچنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، بعینہٖ اسی طرح تمام بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام اپنی جانیں بچانے کی سعی لا حاصل کرتے رہے مگر انہیں کہیں پناہ نہیں ملی، بس ہمیں اتنی سی دیر لگی ہوگی کہ جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے صاف کیا جاتا ہے یا یوں سمجھ لے کہ جتنی دیر قیلولہ کیا جاتا ہے، ہم نے سب کو شہید کر دیا، ان کی لاشیں خاک وخون میں غلطان زمین کربلا پر بے گور وکفن پڑی تھیں، جس وقت زجر بن قیس ملعون نے یہ بات کہی تو فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پردے کے اندر سے فرمایا کہ

☆ اسکت یا الکع الرجال ثکلتك الثوکل ایها الکذاب ان سیف اخی الحسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام لم یترك فی الکوفة بیتاً الا و فیه باك و باکیة و نائح و نائحة

اوزنا زادہ! خاموش رہ، رونے والیاں تیری لاش پہ روئیں، جھوٹا، کذاب، میرے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام نے تلوار کے ایسے جوہر دکھائے کہ تو کوفہ کے ہر گھر میں جھانک کے دیکھ، تجھے کوئی گھر ایسا نظر نہیں آئے گا کہ جس میں صف ماتم نہ بچھی ہو......کوئی ایک گھر ایسا نہیں ہے کہ جہاں تمہاری عورتیں اور مرد اپنے مقتولین کا سوگ نہ منا رہے ہوں

امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کی فصاحت و بلاغت کی وارث مخدومہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے عالم جلال میں دربارِ یزید ملعون میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا، پس پردہ لہجہءِ حیدری میں آواز توحید گونجی اور فرمایا کہ......☆ الحمد الله رب العالمین و صلی الله علیٰ محمد و آله اجمعین و صدق الله کذلك یقول ثم کان عاقبة الذین اساوا السوء ان کذبوا بایات الله و کانوا بها یستهزؤن ....الخ

حمد ہے عالمین کے رب کی، اور صلواۃ ہے ہمارے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، کہ جن کی آل کے متعلق رب ذوالجلال نے سچ فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی نشانیوں کی تکذیب کی یا آیات اللہ کا مذاق اڑایا، ان کا بہت برا انجام ہے

☆اظننت یا یزید لعنة الله علیك حیث اخذت علینا اقطار الارض و آفاق السماء فاصبحنا نساق کما یساق الاسراء ان بنا هوانا علی الله

اس خطبہ کے ترجمہ سے پہلے میں ایک لفظ کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں ''ظننت''یعنی تو نے یہ گمان کرلیا ہے یا فرض کرلیا ہے یا یہ تیری خوش فہمی ہے

اس سارے خطبہ کو اس لفظ کے تناظر میں دیکھنا لازم ہے

﴿ترجمہ﴾

فرمایا تو نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تو نے ہم پر زمین کے کنارے تنگ کردیئے ہیں، تو نے یہ فرض کرلیا ہے کہ آسمانوں کی بلندیاں اور افق تو نے ہمارے لئے محدود کر دیئے ہیں، تیری یہ خوش فہمی ہے کہ تو نے ہمیں اسیر کر کے بازاروں کی تنگ گلیوں میں پھرایا ہے، تو نے یہ فرض کرلیا ہے کہ تو نے اللہ جل جلالہ کے سامنے ہمارا مرتبہ اور وقار کم کردیا ہے، تو نے یہ گمان بھی کیا ہے کہ تجھے عزت حاصل ہوئی ہے، یہ سب تیری خوش خیالی اور خوش فہمی ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے

اوملعونِ ازل! تو آج اس ظاہری ملک اور حکومت دنیا کے حصول پر بڑا خوش ہے اور یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ ہماری حکومت اِلٰہیہ اور سلطنت جبروتیہ پر تو قابض ہوگیا ہے

☆ مهلا مهلا انسيت قول الله و تعالىٰ ولا تحسبن الذين كفروا انما نملی لهم خير لانفسهم انما نملی لهم ليزدادوا اثماً و لهم عذاب مهين

ٹھہر ٹھہر، کیا تجھے فرمانِ خدا بھول گیا ہے، اللہ فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے کفر وانکار کا راستہ اپنایا وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ جو تھوڑی سی مہلت انہیں دی گئی ہے یہ ان کیلئے کسی خیر پر مبنی ہے، درحقیقت اس مہلت دینے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جی بھر کے گناہ کرلیں، تاکہ کوئی حسرت نہ رہے، اور پھر ان کیلئے اذیت ناک اور ذلالت آمیز عذاب تیار ہے

یہ طویل خطبہ ہے جس کے آخر میں ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے دعائے تعجیل فرمائی ہے

☆ اللهم خذ بحقنا و انتقم ممن ظلمنا و احلل غضبك فی حق من سفك لنا دمائنا

و قتل حماتنا

فرماتی ہیں کہ اے رب ذوالجلال والاکرام !اب ہمارا حق تو وصول کر اور جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے ان سے انتقام لے، جنہوں نے ہمارا خون بہایا ہمارے حامیوں اور مددگاروں کو شہید کیا ان پر اپنی آتش غضب کو برقرار کر، یعنی ہمارے پاک منتقم لعل عجل اللہ فرجہ الشریف کو جلد ظاہر فرما...... آمین

اس خطبہ میں ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ اے ملاعین جو کچھ تم دیکھ رہے ہو یہ صرف تمہارے گمانِ باطل اور خیالِ فاسد کی پرچھائیاں ہیں ہمارا اس حال میں یہاں آنا تمہارا سرابِ نظر ہے جو حقیقت سے لاکھوں مراحل کے فاصلے پر ہے، ہماری ذاتِ اقدس تمہارے عقول ناقصہ اور افہام نجس وتخیئل رجس سے ہمیشہ اسی طرح مخفی رہی ہے جس طرح اللہ جل جلالہ نمرودی توہمات سے مخفی تھا، یہ حقیقت نہیں ہے، ہم جو کچھ دکھا رہے ہیں وہ دیکھنے پر تم مجبور ہو اور یہ تمہارے خبیث عزائم اور رذیل ارادوں کی ایک تصویر ہے

میں عرض کروں گا کہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کا دربار شام میں آنا کوئی چھوٹی سی یا معمولی بات نہیں ہے بلکہ اس سے بڑا مصائب اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا کہ آلِ محمد علیہم الصلواۃ والسلام کی پاک مخدراتِ عصمت مستورات صلواۃ اللہ علیہن ایک ظالم و جابر اور شرابی کے دربار میں تشریف لائیں، اگر چہ اللہ کی طرف سے پردے کا محکم نظام تھا، تطہیر کی سات قناتیں استوار تھیں، حجاباً مستورا کا پردہ لگا ہوا تھا، مگر پھر بھی انہیں دربار میں آنا تو پڑا تھا، جن کی پاک والدہ گرامی قدر صلواۃ اللہ علیہا کا جنازہ رات کی تاریکی میں اٹھایا گیا تھا، ان کا دربار میں آنا کوئی معمولی بات نہیں ہے،

صرف یہی بات کافی ہے کہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کجا اور ظالم کا دربار کجا یہ بھی یاد رہے کہ کوئی لمحہ ان کی جبروتیت وقدرت وتصرف سے خالی نہیں رہا، بلکہ ان کا ہر قدم ایک معجزہ تھا، ان کی ذات فلا یظھر علیٰ غیبه احداً کی مصداق تھی اور نظام کائنات ان کے تصرف میں تھا، جو یہ چاہ رہے تھے وہی ہو رہا تھا، آپ واقعاتِ دربار پر غور کریں کہ جس وقت پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن پس پردہ تشریف فرما ہوئے تو اس وقت ایک شامی بڈھا ملعون داڑھی اور سر پر مہندی لگائے ملعون کے دربار میں آیا اور یزید ملعون سے کہا کہ سنا ہے تجھے کسی جنگ میں فتح ہوئی ہے ملعون کہتا ہے کہ ہاں مجھے اللہ نے فتح نصیب کی ہے، وہ بڈھا ملعون کہتا ہے کہ میں ایک اکیلا آدمی ہوں اور گھر کے کام کاج کیلئے کافی پریشان ہوں، میں نے سنا ہے کہ جنگی قیدیوں میں کچھ کنیزیں بھی آئی ہیں

☆ هب لی جارية من الغنيمة ليكون خادمة عندى

مالِ غنیمت میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز مجھے عطا کر کہ میں اس سے خدمت کرواؤں گا اور وہ میرے گھر کو بھی سنبھالے گی

ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے جب اس ملعون کی یہ بات سنی تو فوراً جلال اِلٰہی کی سرخی رخ انور پر آئی اور فرمایا کہ

☆ اسكت يا لكع الرجال قطع الله لسانك و اعمیٰ عينيك و ايبس يديك

او زنا زادوں کی اولاد! زبان کو لگام دے، اللہ تیری زبان قطع کرے، تیری آنکھوں کو اندھا کرے، تیرے ہاتھ شل ہوں اور تیرا ٹھکانہ جہنم کو قرار دے

یہ فرمان نہیں اللہ کے امر کن فیکون کا مظاہرہ تھا، جیسے جیسے پاک زبان سے الفاظ

ادا ہوتے گئے عمل درآمد ہوتا گیا، جس وقت فرمایا کہ اللہ تیری زبان قطع کرے ابھی الفاظ ادا ہی ہوئے تھے کہ گدی سے کھینچ کر زبان باہر آ گئی، پھر بلا توقف فرمایا کہ اللہ تجھے اندھا کرے، الفاظ کی مکمل ادائیگی سے قبل ہی اس کے دیدے پگھل کر باہر آ گرے، جب یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تیرے ہاتھوں کوشل کرے، عین اسی وقت اس کے ہاتھ خشک ہوکر سیاہ ہو گئے، جس وقت فرمایا کہ تیرا ٹھکانہ جہنم ہو اسی وقت وہ ملعون کرسی سے گرا اور واصل جہنم ہو گیا

اس کے بعد ملعونِ شام سے مخاطب ہوکر فرماتی ہیں کہ اولادِ انبیاء کسی دنیا دار کی خدمت نہیں کرسکتی، یہ اِلٰہی قانون ہے، جو اسے جائز قرار دے وہ پہلے جملہ انبیاء کے دین وشریعت سے خارج ہوگا، پھر ایسا فتویٰ دے گا

واقعہ زہیر عراقی

تاریخ میں ایک عجیب واقعہ تحریر ہے کہ جس دن پاک قافلہ داخل دربار ہوا اسی دن عراق سے ایک مسخرہ شام آیا جس کا نام زہیر تھا اور عرب کے رؤساء وامراء کو ہنسانا، ان کا دل خوش کرنا اور انعام حاصل کرنا اس کا کام یا پیشہ تھا، یہی اس کا ذریعہِ معاش بھی تھا

یہ جب شام آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ملعون شام کو کسی جنگ میں فتح ہوئی ہے، یہ مسخرہ یہ بات سن کر اور خوشی کا موقع سمجھ کر دمشق آیا اور دربانوں کے ذریعے اندر آنے کی اجازت چاہی، ملعونِ شام نے اسے اندر بلوالیا، اس نے اندر آتے ہی اپنا فن یعنی مسخرہ پن شروع کر دیا، اس نے اپنے تماشے کے دوران

جناب امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف تمسخرانہ اشارہ کیا، بعض کے قول کے مطابق اس نے بھی ایک کنیز کا سوال کیا تھا مگر یہ بات غلط ہے اور جنھوں نے یہ لکھا ہے، انہوں نے شامی ملعون اور زہیر کے واقعات کو خلط ملط کر دیا ہے
اصل واقعہ یہ ہے کہ اس نے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف تمسخرانہ انداز میں صرف اشارہ کیا تھا، پردے کے اندر سے ملکہ عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا کی نگاہ پڑی تو فوراً جلال آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا کہ
☆قطع الله يدك يا عدو الله...... اے دشمن خدا اللہ تیرا ہاتھ قطع کرے
جب زہیر نے یہ آواز سنی تو چونکہ یہ ایک جہاں دیدہ آدمی تھا اور حجاز کے لب و لہجہ سے واقف تھا، وہ فوراً امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب آیا اور مؤدبانہ انداز میں عرض کیا کہ یہ پاک پردہ دار خاتون صلوٰۃ اللہ علیہا جنھوں نے ابھی کلام فرمائی ہے آپ کی کون ہیں؟ امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری پھوپھی محترمہ ہیں، اس نے مزید پوچھا کہ کیا آپ حجاز یعنی مدینہ کے رہنے والے ہیں؟
امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں ہم مدینہ کے رہنے والے ہیں، اس نے محلے کا نام پوچھا تو جناب سجّاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ محلّہ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام میں مسجد نبوی کے بالکل ساتھ ہمارا گھر ہے
زہیر عراقی نے متعجب ہو کر سوال کیا کہ وہ تو امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا گھر ہے، وہ آپ کا گھر کیسے ہو سکتا ہے؟ اس وقت امام سید ساجدین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے آگاہ فرمایا کہ جس پاک خاتون صلوٰۃ اللہ علیہا نے کلام کیا ہے یہی تو عالمین کی مالکہ اور سرکار امام حسینؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بہن ہیں، ہم ان کے فرزند اکبر علیؐ ابن الحسینؐ علیہا الصلوٰۃ

والسلام ہیں، ظالمین نے ہمارے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میدان کربلا میں ان کے تمام یاور وانصار سمیت شہید کر دیا ہے اور ہمیں اس حال میں یہ ملاعین شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ پھراتے ہوئے شام کے دربار میں لے آئے ہیں

زہیر عراقی نے روتے ہوئے عرض کیا کہ آقا! آپ اس حال میں دربارِ شام میں کیسے کھڑے ہیں؟ کیا امت ملعون کو اتنا خیال بھی نہیں آیا کہ جن کا کلمہ پڑھتے ہیں ان کی پاک اولاد کے ساتھ شریفانہ رویہ ہی اختیار کر لیتے، ان ملاعین کو کلمہ پڑھنے، نمازیں ادا کرنے یا حج وغیرہ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ کہ جب یہ دین کے مالک و وارث خاندان کے ساتھ اتنا ظالمانہ سلوک کر رہے ہیں

امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس امت کے مظالم کا کیا حال سناؤں؟ نمازِ حقیقی کو قتل کر کے اس امت نے نمازِ جمعہ ادا کی، تکبیر کو نیزوں پر چڑھا کر تکبیر کے نعرے لگائے، کعبۂ دین گرا کر یہ ملاعین شکرانہ کے نوافل پڑھتے رہے، اجر رسالت کے عوض انہوں نے ہمیں کوفہ سے دمشق تک کے تمام شہروں میں پھرایا

جب زہیر عراقی نے یہ سب کچھ سنا تو یزید ملعون سے مخاطب ہوا اور کہا کے اے ملعونِ ازل! تیرے اس ایمان اور اسلام پر اللہ کی لعنت ہو، تم کل شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ یہ کہہ کر زہیر عراقی روتا ہوا دربار سے باہر آیا، اپنی کمر سے تلوار نکالی اور بائیں ہاتھ سے اپنا دایاں ہاتھ قطع کر دیا، پھر وہ کٹا ہوا ہاتھ بائیں ہاتھ میں اٹھا کر دوبارہ داخل دربار ہوا، اور کٹا ہوا ہاتھ امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کیا، امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ یہ تو نے کیا کیا ہے؟ اس نے رو کر جواب دیا کہ آقا!

☆قد اجاب الله دعاء عمتك صلواۃ اللہ علیہا

آپ کی پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کی دعا اللہ نے قبول فرمائی ہے، کیونکہ وہ صدیقہء کونین پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی صدیقۃ الکبریٰ اور سچی بیٹی ہیں، اس لئے میں نے عملی طور پر ان کے پاک فرمان کی سچائی اور حقانیت کو ثابت کرنے کیلئے ایسا کیا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ جس ہاتھ سے میں نے آپ کی ذات کی طرف غلط اشارہ کیا تھا، اگر وہ مجرم ہاتھ میں قبر میں ساتھ لے جاتا تو اس کی وجہ سے مجھے آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے شرمسار ہونا پڑتا، اس لئے میں نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ ایسے گستاخ ہاتھ کو قطع کر دیا جائے

امام مظلوم کی دستار کے پاک وارث! خدا کیلئے مجھے معاف کرنا، میں بھول گیا ہوں کیونکہ مجھے آپ کے بارے میں علم نہیں تھا، اس لئے مجھ سے اتنی بڑی گستاخی سرزد ہوئی ہے، اب اس زندگی پر پشیمان ہوں کہ کیا میں یہی دن دیکھنے کیلئے زندہ ہوں، کاش کہ اس سے پہلے مجھ پر موت آ جاتی اور میں نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیہن کو اس کسمپرسی کی حالت میں دربار میں آتے ہوئے نہ دیکھتا

ابھی زہیر یہ گفتگو کر رہا تھا کہ اَذانِ عصر ہوئی، ملعونِ شام تخت سے اٹھا، دربار برخواست کرتے ہوئے اس نے حکم دیا کہ اب میں بہت زیادہ تھک گیا ہوں اس لئے نماز سے فارغ ہو کر میں اب آرام کروں گا، قافلہءِ تسلیم و رضا کو کل دوبارہ پیش کیا جائے، جب یزید ملعون اٹھ کر جانے لگا تو زہیر نے اسے پکار کر کہا کہ اے ملعونِ ازل! تو نماز پڑھنے کس لئے جا رہا ہے؟ یہ نماز تجھے کیا فائدہ دے گی؟ جبکہ تو اس پاک گھر کو تاراج کر چکا ہے کہ جو نماز کے مالکوں کا گھر تھا، تطہیر کی

مالک و وارث پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو بازاروں اور درباروں میں لے آیا ہے، اوران پر روا رکھے گئے ہر ظلم کوانتہا تک پہنچا چکا ہے، کیا اب نماز کا نام لیتے ہوئے تجھے شرم محسوس نہیں ہوتی ہے؟

پھر جناب زہیر نے بے تحاشہ رونا شروع کر دیا اور کہا کہ اس زندگی سے تو بہتر تھا کہ مجھے موت آ جاتی تا کہ میں یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے نہ دیکھتا، وارثانِ دین خدا کواس حال میں نہ دیکھتا، جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کواس طرح خون کے آنسو روتا نہ دیکھتا، جس طرح یہ ملاعین ازل پاک ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کو دربار تک لے آئے ہیں، مسلمان کہلوانے والوں کو یہ زیب نہیں دیتا تھا، کاش کہ یہ تمام دنیا برباد ہو جاتی مگر یہ ظلم نہ ہوا ہوتا

ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس وقت ملکہءِ عالمین معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ سجّاد بیٹے! اس شخص نے دشمن کے دربار میں ہماری پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی صداقت کی گواہی دی ہے اس لئے فوراً اس کا ہاتھ جوڑ دیں، جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے زہیر کا کٹا ہوا ہاتھ اٹھا کر اس کے بازو سے لگایا تو وہ پہلے کی طرح صحیح سالم ہو گیا

کچھ صاحبانِ مقتل نے یہ لکھا ہے کہ فرعونِ شام یزید ملعون نے زہیر عراقی کو شہید کروا دیا تھا، اور کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اسے شہید نہیں کیا گیا تھا بلکہ یہ روتا ہوا پہاڑوں اور جنگلوں میں چلا گیا تھا، پھر اس نے اپنی پوری زندگی دیوانوں کی طرح روتے ہوئے گزار دی تھی ...... (واللہ اعلم بالصواب)

اب دعا کا وقت ہے، اس لئے سارے مومنین مل کر دعا کریں کہ شام کے بازاروں اور درباروں کی تھکی ہوئی ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے دکھ اب ختم

ہو جائیں، ان کا پاک وارثؑ عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کے حقیقی منتقم کے روپ میں جلد از جلد تشریف لائیں تا کہ ان پاک ذوات علیہم الصلواۃ والسلام پر روا رکھے گئے ہر ظلم کا ظالمین سے انتقام لیا جائے، مطلع ولایت کے آخری پاک تاجدار عجل اللہ فرجہٗ الشریف اپنی پاک دادیوں صلواۃ اللہ علیہن کو پھر سے عظمت و شان کے ساتھ وطن میں آباد فرمائیں، اورانہیں اتنی خوشیاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نصیب ہوں کہ یہ پاک مخدراتِ عصمت مستورات صلواۃ اللہ علیہن تمام دکھ بھول جائیں اور پھر کبھی کوئی دکھ ان کی پاک نعلین کے سایہ کو بھی مس نہ کرے

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہِ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 10

﴿دربارِ شام﴾

(حصہ پنجم)

19 ربیع الاول 61 ہجری بمطابق 17 دسمبر 680 عیسوی بدھ کا دن ہے، ملعونِ شام دربار میں سنہری تاج پہنے اپنے تخت بد بخت پر بیٹھا ہے، تاج میں موتی جڑے ہیں، مگر جو خلعت اس نے پہنی ہوئی ہے وہ اس کے دادا صخر یعنی ابوسفیان کو شہنشاہ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر عطا کی تھی، ابوسفیان کی موت کے بعد اس کا ملعون بیٹا معاویہ عید کی نمازیں یہی خلعت پہن کر پڑھایا کرتا تھا، معاویہ ملعون کی وصیت تھی کہ مجھے مرنے کے بعد اسی خلعت کا کفن پہنایا جائے تاکہ ذریعہءِ نجات بن جائے، مگر یزید ملعون نے یہ خلعت بجائے کفن میں دینے کے اپنے لئے رکھ لی تھی، اس ملعون نے باپ ملعون کے معمول کو برقرار رکھتے ہوئے مرگ معاویہ ملعون کے بعد دونوں عیدین کی نمازیں یہی خلعت پہن کر پڑھائی تھیں، اور آج کے دن کو بھی مثل عید جان کر اس ملعون نے یہی خلعت پہنی ہوئی ہے

تخت کے سامنے ایک بڑی میز ہے، اس پر سونے کے طشت میں امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر رکھا ہے، یہ ملعون شراب کے نشہ میں بدمست ہو کے بکواس کر رہا ہے

☆یا حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام اتزعم ان اباك ساق علی الحوض

اے شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کا یہ فرمان ہے کہ آپ کے بابا ساقیءِ کوثر ہیں، آپ جا کے انہیں عرض کرنا کہ جب میں کوثر پینے کیلئے آؤں تو مجھے کوثر نہ دینا

آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ سونے کے برتنوں کا استعمال حرام ہے مگر آج آپ نے خود طشت زریں کو زینت بخشی ہوئی ہے

آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قاتل کفار ومشرکین ہیں آج انہیں دکھائیں کہ ان مشرکین کی اولاد نے آپ کو کیسے شہید کیا ہے؟

اس بکواس کے بعد اس نے اشعار پڑھنا شروع کیئے جن کا مفہوم یہ تھا کہ

ہائے کاش! آج میرے بدر واُحد میں مردار ہونے والے اجدادِ ملاعین ہوتے تو دیکھتے کہ میں نے کس طرح ان کا بھرپور انتقام لیا ہے

جس وقت ملعون کے جام میں شراب کی راب بچتی تو یہ اسے نیچے رکھے تھوکدان میں انڈیل دیتا ہے اور یہ شعر پڑھتا ہے کہ☆

قضا فی غفلة عمری کذالك یذهب الباقی
ادر کاس و ناولها الا یا ایها الساقی

تاریخ گواہ ہے کہ فرعونِ شام ملعون کے دربار میں پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کی یہ چوتھی پیشی تھی، مگر ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا، آج ملعون نے اپنا فیصلہ سنانا تھا مگر سابقہ پیشیوں میں ملعونِ شام کو یہ احساس ہوگیا تھا کہ پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کے خلاف میں کوئی فیصلہ صادر نہیں کرسکتا اور نہ ہی انہیں دوبارہ دربار میں لاسکتا ہوں، کیونکہ بنی امیہ بھی اس بات پر سخت ناراض تھے کہ

پہلی مرتبہ انہیں دربار میں کیوں بلایا گیا تھا، اُس پہلی پیشی کے بعد پاک خاندان کے پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن محل کے دوسرے دروازے سے داخل ہوتے اور پس پردہ تشریف رکھتے ہوئے وہیں سے دربار کی کاروائی کا مشاہدہ کیا کرتے تھے اور بنی امیہ کی عورتیں بھی ساتھ ہوتی تھیں

جب پہلی مرتبہ پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن پس پردہ تشریف لے گئے تھے تو بنی امیہ کی عورتیں پہلے تو مل کر گریہ کرتی رہیں، اس کے بعد تعارف کا سلسلہ شروع ہوا یزید ملعون کی بہن ہند بھی وہیں موجود تھی، معاویہ نے اس کا نام اپنی ملعونہ ماں کے نام پر رکھا تھا، یہ ملعونہ پاک پردہ داروں کے قریب آئی اور کہنے لگی کہ میں امیر المومنین (نعوذ باللہ) معاویہ کی بیٹی ہوں اور امیر المومنین (نعوذ باللہ) یزید کی بہن ہوں، میں شہزادگان عون ومحمدؐ علیہما الصلواۃ والسلام کی والدہ گرامی سے ملنا چاہتی ہوں، وہ کون ہیں؟ اس نے یہ باتیں بڑے فخریہ اور متکبرانہ انداز میں کیں، اس کا یہ انداز جناب امینۃ الامامت صلواۃ اللہ علیہا کو سخت ناگوار گزرا، جواباً فرمایا کہ

☆ ویلك ها انا ابنة الامام الزکی و الهمام التقی و الصمصام النقی امیرالمومنین و قاتل الناکثین و المارقین و القاسطین الذی قرن الله طاعة بطاعته و عقابه بمعصیة والذی فرض الله تعالیٰ ولایة علی البدوی و الحضری وهو مبید الاقران و الفرسان والمتوج بتاج الولایة و السلطان و هو الذی کسر اللات و العزیٰ و طهر البیت والصفا

خدا تمہیں برباد کرے...... امام زکی، ہمام تقی اور صمصام نقی کی دختر ہم ہیں، امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کہ جنہوں نے جمل والیوں کو برباد کیا، صفین والے ملاعین کی

گردنیں اڑائیں، نہروانیوں کو فی النار کیا، ان کی پاک دختر ہم ہیں، جن کی پاک ذات کی اطاعت کو اللہ نے اپنی اطاعت قرار دیا، ان کی نافرمانی کو اپنی معصیت قرار دیا، اور اللہ نے جن کی وِلا اور وَلایت کو تمام موجوداتِ عوالم کیلئے اولین فرض قرار دیا، ان کی دختر ہم ہیں کہ جن کے سر پر حکومت اِلٰہیہ اور اختیارِ اُلوہیت کا تاج ہے، جنہوں نے تمہارے خداؤں لات وعزیٰ کے پرخچے اڑائے، اور خانہ ءِ خدا کو اور مقام صفا کو بتوں کی غلاظت سے پاک کیا تھا، ان کی دختر ہم ہیں یہ فصاحت و بلاغت دیکھ کر ہند ملعونہ کے ہوش اڑ گئے، بوکھلا کر کہنے لگی کہ کیا ہوا اگر آج آپ کے چند جوان شہید ہو گئے، بنی عبد المطلب علیہم الصلواۃ والسلام نے ہمارے بھی تو خون بہائے تھے، آپ نے عتبہ بن ربیع کو مارا، ربیعہ کو مارا، حنظلہ (معاویہ ملعون کے بھائی) کو مارا، ابوجہل کو مارا، آپ نے بھی تو بہت سے اشرافِ بنی امیہ ملعون مارے تھے جو ابھی تک ہم نہیں بھلا سکے ہیں

پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ تو انہیں اشراف کہہ رہی ہے کہ جن کی مائیں مشہورات بالزنا والخنا تھیں، وہ خود بھی بدنام زمانہ تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں فوج کشی کی تھی، ان سے لڑائی کی تھی، تو ان ملاعین کا تقابل ہمارے نجیب وشریف جوانوں سے کر رہی ہے کہ جو سید شبابِ اہل جنت ہیں، فرزندانِ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جن کی خدمت کرنا جبرائیل ومیکائیل فخر سمجھتے تھے، تو ان پاک وطاہر ہستیوں کے ساتھ اپنے نجس وملعون افراد کو اشراف کہہ کر مقابلہ کر رہی ہے، تجھے شرم آنا چاہیے...... اس وقت بنی امیہ کی تمام عورتوں نے اسے لعنت ملامت کی کہ تجھے اتنی بدتمیزی نہیں کرنا چاہیے، اس موقع پر ایسی باتیں

چھیڑ بیٹھی ہے، خاموش ہو جا

راس الجالوت

ملعون کے دربار کا ایک اور واقعہ ہے کہ جب ملعونِ شام کا دربار آراستہ تھا، جناب امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام دربار میں کرسی نشین تھے، پیشی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ ایک دربان نے اطلاع دی کہ نواحِ دمشق میں رہنے والے یہودیوں کا سب سے بڑا عالم راس الجالوت حاضر ہونا چاہتا ہے، ملعونِ شام نے اسے بلوالیا، وہ آ کر کرسی پر بیٹھ گیا، فرعونِ شام نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟

وہ کہنے لگا کہ ہم تک تیری فتح کی خبر پہنچی ہے، رعایا ہونے کے ناطے میرا فرض بنتا ہے کہ میں تجھے مبارک دینے آؤں، بس اسی لئے آیا ہوں، تمہیں فتح مبارک ہو

ملعونِ شام نے کوئی جواب نہیں دیا اور دربار کی کاروائی شروع کرنے کا حکم دیا، حکم کی تعمیل میں معمول کی کاروائی شروع ہوئی

اسی دوران راس الجالوت کی نگاہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر پر پڑی، جب اس نے سر اطہر کو دیکھا تو پھر یہ اپنی نگاہیں ہٹا نہ سکا بلکہ اس کی نظریں سر اطہر پر مرکوز ہو کر رہ گئیں، دربار میں کیا ہوتا رہا اسے کچھ علم نہیں تھا، آخر جب اس سے ضبط نہ ہو سکا تو اس نے ملعونِ شام سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے یزید ملعون! مجھے سچ سچ بتا کہ یہ سرِ پاک کس کا ہے؟ ملعون نے کہا کہ تیرا اس سر سے کیا واسطہ تو کیوں پوچھتا ہے؟ اس نے بے تابی سے کہا کہ

☆ بالله عليك اخبرني ...... تجھے اللہ کا واسطہ مجھے ان کا تعارف کرا

ملعون بولا کہ یہ جناب امام حسینؑ ابن علیؑ علیہا الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر ہے
راس الجالوت نے پوچھا کہ کیا یہ وہی ہیں جو تمہارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے فرزند ہیں؟ ملعون نے کہا بے شک وہی ہیں، اس نے کہا کیا میں ان کو شہید کرنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟ ملعونِ شام نے کہا کہ اہل کوفہ نے ان کو خطوط لکھے تھے کہ آپ کوفہ تشریف لائیں اور خلیفہءِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن کر ہماری رہنمائی اور ہدایت کریں، ان کے بلانے پر جب یہ کوفہ کے نزدیک پہنچے تو کوفیوں نے ان سے دھوکا کیا اور آخر میں میرے عامل اُن سے مل گئے، پھر اِن کو اُنہوں نے شہید کر دیا، اور ان کا سر پاک اور اسیر مرد و زن میری طرف شام بھیج دیئے
راس الجالوت بولا کہ اگر خلافت کا کوئی جھگڑا تھا تو ساری دنیا کے صاحبانِ عقل سے اگر پوچھا جائے تو یہی فیصلہ دیں گے کہ فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں، یا کم از کم تجھ سے تو زیادہ حقدار ہیں، ملعون بولا کہ وہ کس طرح؟ راس الجالوت نے کہا کہ مجھے دیکھ، میں جنابِ موسیٰ علیہ السلام کی دختر کی اولاد میں سے ہوں، میرے اور ان کے درمیان 30 پشتوں کا فاصلہ ہے، مگر آج کے یہودی میری اتنی عزت کرتے ہیں کہ میرے قدموں کی خاک بطور سرمہ استعمال کرتے ہیں، اے محسن کش قوم! یہ تمہارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر کے بلافصل فرزند ہیں، اور تم لوگوں نے ان کو شہید کر دیا
☆والله انتم شر امة...... اللہ کی قسم تم لوگ بدترین امت ہو
ملعونِ شام نے غصے کے عالم میں کہا کہ اگر ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان نہ ہوتا کہ☆من آذیٰ معاهداً کنت خصمه یوم القیامة جن غیر مسلم لوگوں کو اسلامی

حکومت نے پناہ دی ہو، ان کو جو اذیت دے گا، کل روزِ قیامت ہم اس کے سب سے بڑے دشمن ہوں گے ......تو میں تجھے قتل کر دیتا

راس الجالوت نے برملا کہا کہ میری ہزار جان قربان جائے اس پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہ جنہوں نے ہم غیر مسلم لوگوں کی حفاظت کی اتنی زیادہ تاکید فرمائی ہے اور افسوس کہ انہی کی امت نابکار کے ہاتھوں خود ان کی اپنی اولاد محفوظ نہ رہ سکی

یہ کہہ کر اس نے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اطہر کی طرف نگاہ کی اور رو کر کہا

☆ یا ابا عبد الله علیہ الصلوٰۃ والسلام اشهدلی عند جدك انی اشهد ان لا اله الا الله و ان جدك محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول الله و انت ولالله بعده

اے فرزند رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ! آپ کل اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے میرے اس کلمہ کی گواہی دیں گے کہ اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ کے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور آپ ان کے بعد ولی ءِ برحق ہیں

ملعونِ شام نے کہا کہ اب چونکہ تو نے کلمہ پڑھ لیا ہے، اس لئے تجھ پر اولی الامر کی اطاعت واجب ہے، اور اس زمانے کا اولی الامر میں ہوں، اگر تو نے میری اطاعت سے انکار کیا تو تیرا خون مجھ پر معاف ہوگا، وہ رو کر بولا کہ جو اصل اولی الامر ہیں انہیں تو تو نے شہید کر دیا ہے، کوئی غاصب کیسے اولی الامر ہوسکتا ہے؟

ملعونِ شام نے جلاد کو حکم دیا کہ اس ضعیف کو شہید کر دے، جس وقت اس نے قتل کا حکم سنا تو اس نے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اطہر کو جلدی سے اٹھایا، ادب سے پیشانی ءِ اقدس پر بوسہ دیا، اور رو کر کہا کہ آقا! گزشتہ رات آپ کے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جنت کی بشارت دی تھی، اس لئے شہادت کا مجھے کوئی خوف نہیں

ہے مگر افسوس رہے گا کہ میں آپ کی کوئی امداد نہیں کر سکا

راس الجالوت کو شہید کر دیا گیا اور اس کی لاش کو یہودیوں کے حوالے کر دیا گیا، قبر تیار کر کے جس وقت وہ دفن کرنے لگے تو ایک نقاب پوش جوان تشریف لائے اور فرمایا کہ اس کا جنازہ ہم نے پڑھنا ہے، اور بعد تدفین تلقین بھی پڑھنا ہے

تمام یہودیوں نے اقتداء کی اور امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے جنازہ پڑھایا، پھر فرمایا کہ ہمارے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا، اور کہنا کہ نانا اب میں دکھوں سے تھک گیا ہوں، سارے یہودی قریب آئے اور دریافت کیا کہ حضور آپ کون ہیں؟ نقاب الٹ کر فرمایا کہ جس مظلوم کو امت نے شہید کر دیا ہے میں ان کی دستار کا وارث اور اپنے وقت کا امام علیؑ ابن الحسین علیہما الصلواۃ والسلام ہوں

صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ اس واقعہ پر کوئی تعجب نہ کرے کیونکہ

☆هذه من شئونات الولاية...... یہ کام آئمہ ہدیٰ علیہم الصلواۃ والسلام کے کاموں میں سے ایک عام کام ہے، جو کوئی بڑی بات نہیں ہے

دربار کی کاروائی شروع ہوئی، ملعونِ شام نے آج فیصلہ سنانا تھا، مگر شام کی فضا میں بغاوت کی بو محسوس کرتے ہوئے اس ملعون نے اہل دربار سے مشورہ کیا کہ ان سب اسیروں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟

کئی بد بخت ملاعین نے مشورہ دیا کہ تسلیم و رضا کے سارے قافلہ کو شہید کرا دے نعمان بن بشیر انصاری نے اٹھ کر کہا کہ (نعوذ باللہ) تو خلیفۂ رسول ہے، تو سوچ کہ اگر آج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر ہوتے تو کیا فیصلہ کرتے

ملعونِ شام نے کہا کیا تیرا مشورہ یہ ہے کہ میں ان کو رہا کر دوں ؟

نعمان بولا کہ میرا مشورہ تو یہی ہے ،ملعونِ شام نے امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف دیکھ کر کہا کہ اب آپ خود بتائیں آپ کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے؟

سرکارؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر تو شہید کرنا چاہتا ہے تو شہادت نہ صرف ہماری میراث ہے بلکہ باعث فخر ومباہات بھی ہے ،مگر تو ہمارے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو کسی امین انسان کے ذریعے وطن پہنچانے کا وعدہ کر، میں شہادت کیلئے تیار ہوں ،ملعونِ شام نے کہا کہ ان پردہ داروں کو آپ خود وطن لے کر جائیں گے، پھر اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں دونوں مشوروں کا درمیانی راستہ اختیار کرتا ہوں کہ نہ تو انہیں شہید کرتا ہوں اور نہ ہی آزاد کرتا ہوں

بس تا حکم ثانی اس قافلہ کو زندان میں قید رکھا جائے

تاریخ گواہ ہے کہ جس وقت جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام خیام سے روانہ ہوئے تو اس وقت وہاں 42 معصوم بچے موجود تھے کہ جنہوں نے پانی طلب کیا تھا

مگر زندان میں پہنچ کر جب جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے معصوم بچوں کو سنبھالا تو صرف 14 بچے باقی تھے، کچھ مؤرخین کے مطابق 18 بچے تھے

مگر تاریخ ہمیں یہ نہیں بتاتی ہے کہ باقی بچے کہاں کہاں اور کس حال میں جدا ہوئے، تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ جب یہ پاک قافلہ کربلا سے کوفہ وشام کی طرف روانہ ہوا تھا تو پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی تعداد چونسٹھ 64 تھی، مگر جب یہ پاک قافلہ زندانِ شام میں پہنچا تو اس وقت صرف 20 مستورات صلواۃ اللہ علیہن باقی رہ گئی تھیں، اب یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ باقی پردہ دار مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی

مزاریں کہاں کہاں بنیں ، اس بارے میں کوئی روایت میری نظر سے نہیں گزری شام کے جس نورمحل میں تطہیر کی مالک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن تشریف لائیں ، اس کے متعلق اہل مقتل لکھتے ہیں

☆ او قفهم فی منزل لا یکنهم من حر ولا برد لینظر فی امرهم و یری رایه فیهم

جب ظالم شام نے اہل دربار کے مشورے سن لئے تو بعد میں اس نے وارثانِ عرشِ الٰہی کو ایک ایسے نورمحل میں جگہ دی کہ جس میں نہ دھوپ کی رکاوٹ تھی ، نہ سردی سے بچاؤ کا کوئی انتظام تھا ، رات کو گھپ اندھیرا ہوتا تھا ، اور دن کو سائے کا نام نہ تھا ، سردی رات کو چین نہیں لینے دیتی تھی ، اور نہ ہی دن کو آرام ملتا تھا کئی روضہ خوان بیان کرتے ہیں کہ زندان میں شدید گرمی تھی مگر درحقیقت قافلہ پاک دسمبر کے مہینہ میں دمشق پہنچا تھا ، اور اس وقت دمشق میں شدید سردی کا موسم تھا ، کیونکہ دمشق ایک پہاڑی اور پرفضا مقام یعنی (Hill Station) ہے ، اور گرمیوں میں بھی وہاں شدید گرمی نہیں ہوتی ہے ، اس لئے زندانِ شام میں شدید گرمی کا ذکر کرنا درست نہیں ہے

جب فرعونِ شام نے دربار برخواست کیا اور یہ پیشی ختم ہوئی تو جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے ہمراہ مذکورہ نورمحل میں تشریف لائے ، اس وقت پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی کیفیت یہ تھی کہ سبھی خاک پر مسند نشین تھیں ، ہر کسی کی نگاہیں پیوند زمیں تھیں ، سبھی کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات تھی ، اس پاک قافلہ کا ہر فرد ایک دوسرے سے بات کرنے سے گریزاں تھا ، شاید بولنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی ، یا پھر کہنے سننے کو کچھ باقی نہیں رہا تھا ، شہدائے کرب و بلا علیہم

الصلواۃ والسلام کو یاد کر کے ہر پاک مستور گریہ کناں تھی، اس ظلم بھرے ماحول میں جب انہیں اپنا آباد چمن یاد آتا تھا تو غش کر جاتی تھیں

اس وقت شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے بین کیا کہ ہائے میرے سہروں والے لعل! مجھے اکیلا چھوڑ کر کہاں چلے گئے؟ آؤ میرا حال دیکھو، میں اپنی بیوہ بہو کو گلے لگا کر زندان میں گریہ کناں ہوں، میری جان! سہرے پہن کر بیوہ ماں کو کیوں چھوڑ گئے ہو؟ آپ کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کی مانگ میں سیندور تو نہیں ہے، مانگ میں خاک ڈال کر رو رہی ہے

کسی مستور کا بین آتا تھا کہ میرا بھیگی مسوں والا لعل! ذرا آ کے ماں کا حال تو دیکھو جس بیٹے کی ماں زندان میں ہو وہ غفلت کا مظاہرہ نہیں کرتا، وہ بیکس ماں کو ہر صورت زندان سے رہائی دلاتا ہے، ہر بیٹا زندان میں اپنی ماں کو تسلیاں دیتا ہے تیری راہوں میں آنکھیں بچھائے بیٹھی ہوئی ہوں

شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا رو کر فرماتی تھیں کہ میری آغوش کی رونق میرے معصوم لعل! مجھے کیوں تنہا چھوڑ گئے ہو، میری آغوش کا سکھ چین برباد ہو گیا، میری مامتا آنسو بہا رہی ہے، آؤ دیکھو میں خالی آغوش کو لوریاں دے رہی ہوں، تمہارا گھوارا بھی میرے پاس نہیں کہ اس سے دل بہلا لیتی، بس ایک دفعہ آ کر مجھے ماں کہو، یہی حسرت ہمیشہ مجھے تڑپاتی رہے گی

تمام حبدارمل کر دعا کریں کہ اب تو ان پاک مخدراتِ عصمت بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن کے دکھوں کا موسم ختم ہو، یہ سب از سر نو وطن میں اس طرح آباد ہوں کہ جس طرح آباد ہونے کا حق ہے، ہمارے امام زمانہ سرکار قائمؑ آل محمد عجل اللہ فرجہ الشریف تمام

ظالمین سے ہر ظلم کا حساب لیں، اب اس دنیا سے دشمنانِ آلِ محمد علیہم الصلواۃ والسلام کا نام و نشان مٹ جائے، ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی زندگی میں خوشیوں کی بہاریں آئیں، ہر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا حسین لختِ جگر واپس آ کر شگنوں کے سہرے پہنے، ہمارے پاک وارث کا مقصدِ عظیم پورا ہوتا کہ جناب عباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے غم زدہ دل کو چین اور اطمینان نصیب ہو

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمٌ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجهُ الشريف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰى آلِهِ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 11

زندانِ شام

(حصہ اول)

جب فرعونِ شام یزید ملعون کے ظلم بھرے دربار میں سے پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیھن کی پیشیوں کا سلسلہ ختم ہوا تو انہیں مسجد بنی امیہ ملعون کے قریب ہی مستقل قیام گاہ کے طور پر ایک نور محل ملا، اس سے پہلے جو عارضی رہائش گاہ میسر تھی وہ اور تھی کہ جہاں اولین چند دن قیام فرمایا تھا، اس عارضی رہائش گاہ کے بارے میں یہ تحریر ہے کہ اس کی دیواریں انتہائی بوسیدہ تھیں، جس کے متعلق ملعون کے سپاہی کہا کرتے تھے کہ نہ معلوم کب یہ دیواریں ان غریبوں پر گر جائیں

دراصل وہ جگہ زمانہ قدیم میں فرعونِ شام کی ایک فوجی چھاؤنی تھی، پھر فوجی گھوڑوں کا اصطبل بنی، پھر جب یہ جگہ زیادہ بوسیدہ اور ناکافی ہوئی تو اصطبل دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا

جب قافلہ پاک شام پہنچا تھا تو یہ اصطبل کھنڈر بن چکا تھا، اور ابتدائی چند روز قافلہ پاک کو اسی جگہ ٹھہرایا گیا تھا، پھر آخری فیصلے کے بعد جناب عیسیٰ علیہ السلام کی مسجد کو بطور زندان استعمال کیا گیا اور قافلہ پاک کو یہیں ٹھہرایا گیا تھا، یہ مسجد جناب زکریا و جنابِ یحییٰ علیہ السلام کی مسجد کے قریب ہی تھی، جسے بعد میں توسیع دے کر مسجد

بنی امیہ کا نام دیا گیا تھا، پھر عبدالملک بن مروان نے اس کی تعمیر نو کروائی تو جناب عیسیٰ علیہ السلام کی مسجد کو بھی اسی سے ملحق کر دیا گیا تھا، اور آج وہ مقام یعنی مسجد جناب عیسیٰ علیہ السلام کو زندان شام کہا جاتا ہے، یہی وہ جگہ ہے کہ جہاں آخری فیصلے کے بعد قافلہ پاک رہائش پذیر رہا تھا

آپ کی معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے یہ بھی بتاتا چلوں کہ قدیم زمانہ میں آج کی طرح باضابطہ زندان نہیں ہوتے تھے، عموماً لوگوں کو آزاد رکھتے ہوئے ایسے کمرے یا مکان دے دیئے جاتے تھے کہ جو ناقابل رہائش ہوتے تھے، یعنی چھت سے محروم یا بہت کم دروازوں والے ہوتے تھے، یوں بھی اس زمانہ میں مکانوں کے دروازے کم ہی ہوتے تھے یا پھر پوری حویلی کا ایک ہی دروازہ ہوتا تھا

وہ نور محل جو اسیران کربلا کی قیام گاہ بنا، وہ بھی دروازے کے بغیر تھا

البتہ جن لوگوں کو عقوبت خانوں میں رکھا جاتا تھا، وہ اکثر زیر زمین ہوتے تھے یا سرداب کو عقوبت خانہ قرار دیا جاتا تھا، مگر یہ انتہائی خطرناک اور بہت بڑے دشمنوں کیلئے ہوتے تھے .... پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کا جو نور محل تھا اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ عبدالملک بن مروان کی توسیع سے قبل مسجد بنی امیہ سے ملحق ایک گلی کے بالکل سامنے تھا، اس مسجد اور زندانِ شام کے درمیان ایک راستہ تھا جو قدیم شہر کو بازار سے ملاتا تھا، یعنی اگر لوگ سودا سلف لینے کیلئے بازار جاتے تو زندان کے سامنے سے گزرتے تھے

ایک وضاحت یہ بھی کرتا چلوں کہ قدیم بازار آج کی مانند نہیں ہوتے تھے بلکہ مستقل دکانوں کی بجائے کھلی جگہ کو بازار قرار دیا جاتا تھا، جہاں صبح کے وقت ہر

کوئی اپنا سامان گھر سے اٹھا کر لاتا، پھر کھجور کے پتوں کی چٹائیاں بنا کر سائے کا انتظام ہوتا، بعدازاں اس کے نیچے سامان لگا کر لوگ بیچنے کیلئے بیٹھ جایا کرتے تھے، گاہکوں کی آمد پر خرید وفروخت شروع ہو جاتی تھی، اور ضرورت مند اپنی اشیائے ضرورت خرید لیتے تھے، ہمارے ملک کے جمعہ بازار یا اتوار بازار اس زمانہ کے بازاروں سے ملتے جلتے ہیں، بعد میں تھوڑی سے ترمیم یہ ہوئی کہ پہلے ایک ہی بازار میں ہر قسمی اشیاء فروخت کی جاتی تھیں مگر بعد میں مختلف میدانوں کو مختلف بازاروں کا نام دیا گیا، یعنی کسی کا نام بازار آہنگراں اور کسی کو بازار قصاباں وغیرہ کہا جانے لگا، یعنی اشیائے ضرورت کی نسبت سے بازار تقسیم کر دیئے گئے، اور اکثر یہ بازار قصر دارالامارہ کے قریب ہی بنائے جاتے تھے

قدیم زمانہ میں رہائشی آبادی کھلی کھلی ہوا کرتی تھی، تنگ شہروں کا رواج نہیں تھا یہ رواج دوسری صدی ہجری میں شروع ہوا اور آٹھویں صدی تک یہ سلسلہ جاری رہا، شہروں کو تنگ کرنے کی وجہ شہر کی حفاظت تھی کیونکہ کھلی گلیوں میں دشمن کی فوج کا روکنا مشکل ہوتا تھا، پھر گھوڑوں کی یلغار کا سامنا کرنا اس سے بھی مشکل کام تھا، اس لئے بعد میں شہروں کو تنگ بنایا گیا کہ تنگ گلیوں میں چند آدمی کھڑے ہو کر آتی ہوئی فوج کو روک سکتے تھے

اپنے مقصد کی طرف آتا ہوں، زندانِ شام میں جتنے دن خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کا قیام رہا، اس عرصہ کے بہت سے واقعات مؤرخین نے بیان کئے ہیں، جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جتنا عرصہ پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کا قیام شام میں رہا آسمان کا رنگ سرخ رہا، اس دوران اگر کوئی درخت کاٹا جاتا تھا تو

شاخوں سے تازہ خون جاری ہو جاتا تھا، کوئی شخص اگر کسی پہاڑ سے پتھر جدا کرتا تو نیچے سے خون جاری ہو جاتا تھا، رات کو فضا میں گریہ و زاری کی آوازیں آتی تھیں، اور رات شبنم کی مانند خون برستا تھا، اس دوران جو واقعات پیش آئے میں ان میں سے ایک دو کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہیں کہ ایک دن شام کا رہنے والا ایک شخص نور محل کے سامنے سے گزرا، اس کے ہمراہ اس کی دختر بھی تھی، جس کا نام بعض لوگوں نے جمیلہ لکھا ہے، جب یہ دونوں باپ بیٹی بازار سے سودا سلف خرید کر واپس ہوئے تو شام کا وقت تھا، جس وقت جمیلہ نور محل کے سامنے آئی تو دیکھا کہ ایک چار پانچ سالہ شہزادی ہے، جو نور محل کی دیوار سے رخسار لگائے آہستہ آہستہ بین کر رہی ہے، آنکھیں بند ہیں، رو کر فرما رہی ہیں کہ "میرے بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام ہمیں آپ کب لینے آئیں گے؟ میں تو اس سنگلاخ زمین پر سو بھی نہیں سکتی" پھر فرماتی ہیں کہ "ہائے میرے معصوم صغیر بھیا! کیا تم بھی بہن کو بھول گئے ہو؟

جمیلہ یہ کیفیت دیکھ کے رک گئی، باپ کا ہاتھ چھوڑ کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی نور محل کے دروازے پر آ کھڑی ہوئی، پاک معصومؑہ صلواۃ اللہ علیہا آنکھیں بند کئے مصروف گریہ تھیں، جمیلہ دیکھتی رہی اور روتی رہی، ان کا بوسیدہ لباس دیکھ کر جمیلہ کو بڑا افسوس ہوا، تھوڑی دیر بعد باپ نے آواز دی جمیلہ! چلو گھر چلیں، جمیلہ روتی ہوئی باپ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اب میں گھر جا کر اپنا کپڑوں کا ایک نیا جوڑا لا کر اس معصومؑہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو دوں گی، باپ نے پوچھا کہ تو کیوں اپنے کپڑے دی گی؟ رو کر جمیلہ نے جواب دیا کہ اس معصوم کی حالت زار قابل رحم ہے، مجھے ترس

آ رہا ہے، اس لئے بطور صدقہ میں اپنے کپڑے لا کر پیش کروں گے
جس وقت اس نے صدقہ کا نام لیا تو اس کے باپ نے فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ بیٹی یہ بات پھر نہ کرنا، رو کر کہنے لگا کہ ان کو اس خستہ لباس میں نہ دیکھ، یہ کل کونین کی مالک ہیں، انبیاء و رسل علیہم السلام ان کی نعلین کا صدقہ کھاتے ہیں، تجھے نہیں معلوم کہ یہ دخترانِ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، یہ آل اللہ اجل و اکرم ہیں، ظالمین نے ان پر ظلم کیا، ان کا بستا گھر ویران کر دیا، میری بیٹی! تجھے نہیں معلوم مگر حقیقت یہ ہے کہ قرآنِ کریم انہی کے گھر نازل ہوا ہے، اللہ ان ملاعین پر لعنت کرے کہ جنہوں نے انہیں اس حال تک پہنچایا ہے، جمیلہ نے جب یہ بات سنی تو فوراً باپ سے کہنے لگی کہ اگر آپ ان کو اتنا عظیم مانتے اور سمجھتے ہیں تو پھر گھروں میں چھپ کو کیوں بیٹھے ہو؟ ان کی نصرت کیوں نہیں کرتے؟ جمیلہ فوراً واپس آئی اور پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے قدموں پر گری اور معافی مانگی، اس کے بعد باپ کے پاس آ کر کہتی ہے کہ

☆ ویل لهؤ لاء القوم یقرؤن القرآن و یدعون الاسلام و قد اسروا اولاد سید الانام و قتلوا سید شباب اهل الجنان و امام الانس والجان و الثبور و النار والوقود لهؤ لاء الیهود والقوم العنود ینکرون الحق و اهله ویتبعون الباطل و حزبه یحفظون طه و یس و یقتلون الامام المبین تبا و تعسا لهم و باعمالهم و افعالهم یقولون بالسنتهم مالیس فی قلوبهم و سیجزیهم الله جزاء الظالمین والکافرین و یدخلهم اسفل السافلین فی نار جهنم و یقرنهم بئس القرین انشاء الله تعالیٰ

تباہی اور بربادی ہے ان لوگوں کیلئے کہ جو تلاوتِ قرآن کرتے ہیں، اور جو دعویدارِ اسلام ہیں، مگر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اولاد کو اسیر کر لائے ہیں،

اور جوانانِ جنت کے سردار اور امام انس وجن کو شہید کر دیا ہے، ہلاکت اور آتش جہنم ایسے ہی یہودیوں اور اہل عناد کیلئے بنی ہے، کیونکہ انہوں نے حق اور اہل حق کا انکار کیا، باطل اور اہل باطل کا اتباع کیا ہے، یہ کیسی قوم ہے؟ کہ جو طٰہ اور یٰسین کی سورتوں کی تو حفاظت کرتی ہے مگر امام مبین علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کرتی ہے، یہ ملعون ہلاک اور برباد ہوں اپنے اقوال وافعال کی وجہ سے، کہ ان کا ظاہر اور ہے مگر باطن قبیح اور رذیل ہے، شاید ان کو علم نہیں کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ظالمین کو سزا دے گا اور انہیں اسفل السافلین میں جھونک دے گا، اور وہاں ان کے بدترین از خلائق قرین یعنی ساتھی مقرر کرے گا...... انشاء اللہ

درحقیقت ان الفاظ میں جمیلہ اپنے باپ کو سمجھا رہی تھی کہ تم لوگ کہتے کچھ ہو، عمل کچھ اور کرتے ہو، دل سے تو اس پاک گھر کی عزت کرتے ہو، مگر عملی زندگی میں ان کی کوئی مدد نہیں کرتے، اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا

یہ روتی ہوئی گھر واپس آئی، اور جب تک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن شام میں مقیم رہے، اس معصوم بچی نے اپنے گھر میں صف ماتم بچھائے رکھی

صاحب بحر المصائب لکھتے ہیں کہ مخدرات عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن کو اس نور محل میں آئے ہوئے ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ایک عفیفہ نام کی شامی عورت خریداری کی غرض سے بازار جاتے ہوئے نور محمل کے سامنے سے گزری، اس وقت چھوٹے چھوٹے معصوم بچے پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے پانی مانگ رہے تھے، مگر آپ خاموش تھیں، معصوم بچوں کی آواز سن کر اس ضعیف مستور کے قدم رکے، فوراً واپس گھر گئی، وہاں سے پانی اور تھوڑا سا کھانا لے کر نور محل واپس

آئی، اور آ کر عرض کیا کہ اے عراق کے مسافرو! میری یہ معمولی سی دعوت قبول کرو، پاک مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ تو نے یہ تکلیف کیوں کی ہے؟

وہ کہنے لگی کہ میں نے اپنی پاک معظّمہ ومطہرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے سنا تھا، وہ فرمایا کرتی تھیں کہ...... ☆ رعاية الايتام توجب قضاء الحوائج و حصول المرام

تیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنا مقصد اور حاجات کے حصول کا موجب ہوتا ہے

میں اس لئے ان یتیم بچوں کی خدمت کیلئے حاضر ہوئی ہوں

ام المصائب شریکتہ الحسین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پوچھا کہ تیری حاجت کیا ہے؟

اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، روکر عرض کیا کہ بی بی میرا بچپن مدینہ کی گلیوں میں گزرا ہے، میں ملکہ عالمین سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت گزار تھی، اور مجھے یہ شرف بھی حاصل ہے کہ میں دونوں جہانوں کی سیدۃ النساء صلواۃ اللہ علیہا کے پاک شہزادوں یعنی پاک حسنین شریفین علیہا الصلواۃ والسلام کی نعلین بردار رہی ہوں، مجھے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ میں شریکتہ الحسین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی بھی خادمہ رہی ہوں

جس وقت سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا کا دنیا سے وصال الیٰ اللہ ہوا تو اس کے بعد ہمارے گھر والے شام میں منتقل ہو گئے، اس دن سے آج تک میں نے اپنے گھر والوں کی بہت منت سماجت کی کہ مجھے کم از کم ایک مرتبہ جناب شریکتہ الحسینؑ مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی اور ان کے پاک بھائیوں کی زیارت کیلئے مدینہ لے چلو مگر میری کوئی نہیں سنتا ہے، آخر میں نے یہ معمول بنا لیا ہے کہ یتیموں اور اسیروں کی خدمت کر کے دعا کرواتی ہوں کہ مجھے میری پاک معظّمہ مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی زیارت نصیب ہو

جیسے ہی اس ضعیفہ مستورہ نے فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی والدہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا کا ذکر کیا تو فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش شروع ہوگئی، روتے ہوئے فرمایا کہ اے ضعیفہ! آج تمہاری تمام دعائیں قبول ہوگئی ہیں

ضعیفہ نے جلدی سے سوال کیا کہ کیا میں مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوسکوں گی؟ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ آج ہی ہوگی، وہ عرض کرنے لگی میں نے سنا ہے کہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا فرزند شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام بے حد حسین ہے، کیا مجھے ان کی بھی زیارت ہوسکے گی؟ آپ نے فرمایا وہ بھی آج ہی ہوگی، وہ ضعیفہ بہت خوش ہوئی، فوراً عرض کیا کہ کیا مجھے میری طیبہ وطاہرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی بھی زیارت ہوگی؟ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہاں وہ بھی آج ہی ہوگی

یہ سن کر وہ کہنے لگی کہ یہ بظاہر تو ناممکن ہے، کیونکہ مدینہ اتنی دور ہے کہ نہ تو ایک دن میں پاک مخدومہ بی بیؑ صلواۃ اللہ علیہا شام آسکتی ہیں، اور نہ میں مدینہ جاسکتی ہوں پاک ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اگر تمہیں وہ پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا یہیں مل جائیں تو تم کیا کروگی؟ اس نے روتے ہوئے عرض کیا کہ اے بی بی! خدا سے خیر مانگو، میری پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کہاں، شام کا بازار کہاں، وہ تو کبھی دن کے وقت اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر بھی نہیں گئیں، آپ شام کے بازار کی باتیں کررہی ہیں، عقیلۂ بنی ہاشم صلواۃ اللہ علیہا نے روکر فرمایا کہ ذرا مسجد کے مینار کی طرف دیکھ، تجھے کیا نظر آتا ہے؟ ضعیفہ نے ایک مرتبہ اوپر دیکھا پھر عرض کیا کہ مسجد کے مینار کو عرشِ معلیٰ بنا کر کسی غریب کا سرِ پاک آویزاں نظر آرہا ہے

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے روکر فرمایا کہ غور کر اور انہیں پہچاننے کی کوشش کر، یہی تیرے پاک آقا و مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام ہیں، اور جس سر پاک کی طرف ان کا رخ انور رہے وہ ہمشکل پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر ہے، ان دونوں باپ بیٹوں کو کربلا میں تقدیر نے لوٹ لیا ہے، جب اس ضعیف مستور نے یہ بات سنی تو اس نے ماتم کرنا شروع کر دیا، روتے ہوئے دریافت کیا کہ اگر یہ سر اطہر واقعی میرے شہنشاہِ معظم مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا ہے تو پھر یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں؟ اس وقت پاک معظّمہ ملکہءِ شرم و حیا صلواۃ اللہ علیہا نے سر جھکا کر فرمایا کہ جس کی زیارت کی تم متمنی ہو ہم وہی ہیں، اس شہنشاہِ معظم کی بڑی ہمشیر ہم ہی ہیں، ہم وہی ہیں کہ جس کی زیارت کو جنت سے حوریں آیا کرتی تھیں، جس کے رخ انور کے خدوخال سے بابا بھی واقف نہیں تھے، میں وہی قدسی مستور ہوں، اب مجھے اس لئے کوئی نہیں پہچانتا کہ میں وطن سے بہت دور کسمپرسی کی حالت میں ہوں، کبھی یثرب کی شہزادی تھی مگر اب بھائیوں کی شہادت کے صدمات نے میری یہ حالت بنادی ہے کہ کسی سے پہچانی بھی نہیں جاتی ہوں

ضعیفہ نے دیوار سے سر ٹکرا کر عرض کیا کہ واللہ میں نے اس طرح تو کبھی نہیں چاہا تھا کہ آپ کی زیارت مجھے اس حال میں ہو، میرے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ آپ اس طرح شام آجائیں گی، سرکارِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کے ہوتے ہوئے آپ کو اس حال تک کس نے پہنچایا ہے؟ آپ تو عرش کے مکین تھے، زندان تو آپ کے شایانِ شان نہیں تھا، آپ کو اس جگہ دیکھنے سے پہلے مجھے موت آجاتی تو بہتر تھا

جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ خدا نہ کرے شریفوں پر برا وقت آئے،

جب شرفاء پر مشکل وقت آتا ہے تو دشمن گستاخ ہو جاتے ہیں، دوست آنکھیں پھیر لیتے ہیں، ساری بات مقدر کی ہے، جن بہنوں کے بھائی نہ رہیں ان کے بخت زوال پذیر ہو جاتے ہیں، پھر انہیں بے وارث سمجھتے ہوئے ہر کوئی ظلم کرتا ہے، جب تک بھائیوں کا سایہ سر پر رہا تو ہر کوئی عزت وتکریم کرتا تھا، مگر بھائیوں کے بعد کوئی ہماری خبر گیری کرنے والا نہیں ہے، نہ ہی کوئی تسلی یا دلاسہ دینے والا ہے

سارے عزادار آنسوؤں کی اس برسات کے دوران دعا کرو کہ ان پاک طیبہ وطاہرہ مستورات صلواۃ اللہ علیہن کا انتقام جلد لیا جائے ، یہ سارے پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن دوبارہ وطن میں آباد ہوں، ان مظلومین کے منتقم حقیقی یعنی ہمارے بارہویں آقا عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا جلد ظہور رہو، دکھوں میں گھری تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن اپنے فخر روزگار بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ آباد وشاد رہیں، ان کے حسرت زدہ دلوں کی مرادیں بر آئیں

آمین یارب العالمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 12

زندانِ شام

حصہ دوم

پاک معصوؐمہ صلواۃ اللہ علیہا کا خواب

22 ربیع الاول 20 دسمبر ہفتہ کا دن ہے، شام کے شہر دمشق میں مسجد بنی امیہ کے ساتھ ایک نور محل ہے، جس کی چھت نہیں ہے، شدید سردی کا موسم ہے، تاریک شب ہے، پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن یہاں قیام پذیر ہیں، دکھی مائیں اپنے معصوم بچوں کو سلانے کی کوشش کر رہی ہیں، مگر ایک معصوم ہے کہ جو سونے کی بجائے دروازے کی دیوار کے پاس اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا انتظار کر رہی ہے، سب مستورات اسے پیار سے منت سماجت کر رہی ہیں کہ بیٹی اب تو سو جاؤ، مگر وہ سو نہیں رہی ہے، البتہ آہستہ آہستہ پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کو صدا دے رہی ہیں، معصوؐمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا تھوڑی دیر بعد دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں، اسی دوران انہیں تھوڑی دیر کیلئے نیند آئی، جب رات کافی گزر گئی تو اچانک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے پاک معصوؐمہ صلواۃ اللہ علیہا کے رونے کی آواز سنی تو سب پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن فوراً قریب آئیں، پاک معصوؐمہ صلواۃ اللہ علیہا کو گود میں لے کر

پوچھا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی ہم نے ایک خواب دیکھا ہے

اس خواب کو کچھ لوگوں نے دربارِ شام کے واقعات میں تحریر کیا ہے، اور اسے دربار میں سنائے جانے کی روایت بھی کی ہے، مگر سید ابن طاؤس لکھتے ہیں کہ

☆ قالت صلواۃ اللہ علیہا فلما کان فی الیوم الرابع من اقامتنا

پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب ہم نے یہ خواب دیکھا تو ہمیں آستانِ نور میں چوتھا دن تھا...... اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ خواب دربار میں پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی بجائے کسی اور کی زبانی بیان کیا گیا تھا یعنی معصومہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے خود دربار میں نہیں سنایا تھا

الغرض رات کے وقت پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے گریہ وزاری شروع کی، سب تسلیاں دیتے رہے مگر پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کے گریہ کرنے میں کمی نہیں آئی

جناب امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک بہن کو آغوش میں لیا، اور پیار کرتے ہوئے پوچھا کہ بہن! آپ اتنا زیادہ کیوں رو رہی ہیں؟ پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ ابھی ابھی ہم نے ایک خواب دیکھا ہے، پاک امام علیہ الصلواۃ والسلام نے پوچھا کہ آپ نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ رو کر فرمایا کہ

☆ یا اخی انی لم انم منذ قتل ابی علیہ الصلواۃ والسلام

بھائی جان! جب سے بابا رخصت ہوئے ہیں اس دن سے میں ایک رات بھی نہیں سو سکی، آپ جانتے ہی ہیں کہ جن مشکلات سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے ہیں، آج بہت زیادہ تھکاوٹ کی وجہ سے تھوڑی دیر کیلئے ہماری آنکھ لگی تو ہم نے خواب میں

دیکھا کہ جنت میں ایک عظیم نورانی قصر ہے جو یاقوت سرخ کا بنا ہوا ہے اور اس کے ستون زبرجد کے ہیں

جب ہم اس یاقوتی قصر کے قریب گئیں تو دیکھا کہ اس کا دروازہ کھلا ہوا ہے، ہم اس قصر میں داخل ہوئیں، جب اندر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک وسیع وعریض باغ ہے جس کے وسط میں صف ماتم بچھی ہے، وہاں پانچ بزرگوار تشریف فرما ہیں جن کی خدمت کیلئے غلاموں اور کنیزوں کا ہجوم ہے، ہم نے ایک کنیز سے پوچھا کہ یہ کون کون بزرگ ہیں جو صف ماتم پر گریہ کناں ہیں؟ وہ کنیز سر جھکا کر بولی کہ اے شہزادیءِ کونین صلواۃ اللہ علیہا ان میں سے ایک جناب آدم صفی اللہ ہیں، دوسرے جناب نوح نجی اللہ ہیں، تیسرے جناب ابراہیم خلیل اللہ ہیں، چوتھے جناب موسیٰ کلیم اللہ اور پانچویں جناب عیسیٰ روح اللہ ہیں، یہ پانچوں صاحب شریعت ہیں

اچانک اس یاقوتی قصر کا ایک دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک قمری الوجہ نورانی بزرگ سیاہ لباس میں ظاہر ہوئے، سارے انبیاء علیہم السلام فوراً تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے، جب قریب سے ہم نے اس بزرگ کی زیارت کی تو دیکھا کہ ان کی ریش مبارک گرد آلود ہے اور انہوں نے اپنی ریش اطہر کو ہاتھوں میں اٹھایا ہوا ہے، جب وہ بزرگ ہمارے بالکل قریب آئے اور ہم نے ان کے مقدس چہرہ کو غور سے دیکھا تو وہ ہو بہو ہمارے بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے ہم شکل تھے، اس سے ہم سمجھ گئے کہ یہ ہمارے پاک نانا تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

ہم نے ان کے قریب جا کر ادب سے سلام عرض کیا اور کہا کہ نانا جان! میں آپ کے غریب فرزند حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی دختر ہوں، آپ سے ملنے آئی ہوں

پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں گلے لگایا، سر کو بوسہ دیا اور رو کر فرمایا کہ تمہارے سر سے مجھے بیٹے حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خوشبو آ رہی ہے، میں نے عرض کیا کہ بابا کی شہادت کے فوراً بعد ہم نے پاک بابا کے گلے سے بہتے خون سے اپنا سر اطہر خضاب کیا تھا

وہی خوشبو آج تک موجود ہے، ان کے خون کی ایک عینی شاہد میں بھی ہوں

کافی دیر تک پاک نانا مجھے چومتے رہے اور روتے رہے، پھر مجھے گود میں لے کر محل کے اندر تشریف لے گئے، میں نے دیکھا کہ وہاں بھی ایک صف ماتم بچھی ہے اور پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا جناب حوا، جناب مریم، جناب آسیہ، جناب مادر موسیٰ سلام اللہ علیہم اور ملیکۃ العرب یعنی میری پردادی صلواۃ اللہ علیہا کے درمیان تشریف فرما ہیں، جنہوں نے میری دادی کو سہارا دیا ہوا ہے، میری پاک دادی کی حالت یہ ہے کہ

☆و یدھا موضوعة علیٰ راسھا

ان کے دونوں ہاتھ سر پر ہیں، اور یوں رو رہی ہیں کہ جیسے مائیں اپنے بیٹوں کی لاش پر بین کرتی ہیں، میری پردادی ان کو تسلیاں دے رہی ہیں، مگر ان کے گریہ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، انہوں نے ایک عجیب انداز اپنایا ہے کہ

☆بیدھا قمیص ملطخ بالدم

ان کے ہاتھ میں ایک خون آلود قمیص ہے، جسے گلے سے لگائے اور آنکھیں بند کئے بین کرتے ہوئے ماتم کر رہی ہیں، والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کے دلاسہ دینے کے باوجود وہ برابر بین کر رہی ہیں کہ

ہائے میرے غریب الوطن بیٹے! میں نے تو آپ کو نازوں سے پالا تھا، میں تو

آپ کے گریبان کی تنگی بھی برداشت نہیں کرسکتی تھی، بارش کی بوندوں اور دھوپ سے ہمیشہ بچائے رکھتی تھی، میں تو رات بھر جاگتی رہتی تھی کہ کس وقت میرے لعل کو پیاس لگے اور وہ پانی مانگے، ہائے میرا پیاسا حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹا

پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا آنکھیں بند کئے رو رہی تھیں کہ مجھے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی گود میں بٹھا دیا...... پاک معصوؑمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا جس وقت بچپن کے لہجہ میں مستورات کو خواب سنا رہی تھیں تو سب پر رقت طاری تھی

پاک معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا نے بیان فرمایا کہ جب شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش کے سپرد فرمایا تب بھی ان کی آنکھیں بدستور بند رہیں، میں نے آہستہ سے ان کے رخساروں سے اپنے رخسار ملا کر عرض کیا کہ

☆السلام علیک یا جدتاہ پاک دادی میرا اسلام قبول فرمائیں

پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھایا، اپنے رخ انور سے پریشان زلفیں ہٹائیں اور ہمیں اپنے سینہ سے چمٹا لیا، اس وقت ہم نے آنکھیں بند کرلیں، اور وہاں ہمیں اتنا سکون ملا کہ کچھ وقت کیلئے ہمیں تمام دکھ بھول گئے

بچوں کی ایک عادت ہوتی ہے کہ کسی بھی تکلیف کو وہ اس وقت تک خاموشی سے برداشت کرتے ہیں کہ جب تک وہ ماں سے دور ہوں، ماں کی آغوش میں آتے ہی اپنے دکھ درد بار بار دہراتے ہیں، بار بار بیان کرتے ہیں

پاک معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ مجھے پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش میں بہت سکون ملا، کافی دیر بعد ہم نے آہستہ آہستہ ادب سے کہا

☆جدتی علیٰ صغر سنی اوتمت

دادی جان! میرا حال دیکھیں، مجھے امت نے بچپن ہی میں یتیم کر دیا ہے، پاک معصومؑہ صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ میری بات سنتے ہی ☆فقامت لاطمة

پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا روتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئیں اور چہرے پر ماتم کرنا شروع کیا، مستورات انبیاء بھی شریک ماتم ہوئیں، جنت کی فضاؤں میں ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ کی صدائیں گونج رہی تھیں

جب انہوں نے ماتم کرنا شروع کیا تو ہم نے عرض کیا پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا! آپ تو جنت کے پرسکون ماحول میں رہتی ہیں، جبکہ ہمارا مسکن زندانِ شام ہے، آپ کی خادمائیں تو حوریں ہیں مگر شامی ملاعین ہر وقت ہماری نگرانی کرتے ہیں

جنت میں آپ کو تو ہر قسم کا آرام میسر ہے مگر ہماری گزر اوقات بڑی تکلیف دہ ہے معصومؑہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ مجھ سے پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میری پیاری معصوم بیٹی ☆بشرینی عن حال العلیل

مجھے اپنے بیمار بھائی کا حال سنائیں، وہ تو بہت زیادہ غیور ہے، اب ان کا کیا حال ہے، کیونکہ بازارِ شام اور غیرت مند کا تو کوئی جوڑ ہی نہیں ہے، میرے غیور بیٹے کا وقت کیسے گزر رہا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ میں ابھی زندان میں دیکھ کر آئی ہوں

☆هو مكبوب علىٰ وجه الارض

وہ زمین پر پیشانی رکھے رونے میں مصروف تھے اور اپنی پاک پھوپھی کے پردے کو یاد کر رہے تھے، پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا نے پھر مجھ سے فرمایا کہ سفر کا حال سنائیں

میں نے رو کے عرض کیا کہ پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا! سفر کا کیا حال سناؤں؟

پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن نے بے شرم و بے غیرت ظالمین کے درمیان بہت

مشکل وقت گزارا ہے، سفر کی صعوبات نا قابل بیان ہیں، میرے سجادؑ بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام بیمار تھے، ناقہ پر بیٹھنے کے قابل بھی نہ تھے، جہاں پاک قافلہ کا قیام ہوتا تو وہ خود اونٹ سے اتر نہیں سکتے تھے، میرے غیور بھائی کیلئے سفر کی یہ حالت نا قابل برداشت تھی، ضبط گریہ کی ہر ممکن کوشش کے باوجود کربلا سے شام تک ان کی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری رہے ہیں، شامی ملاعین انہیں شہید کرنے کی باتیں کرتے تھے، کبھی ظلم کرتے، کبھی ان کے ساتھ گستاخ ہو کر بولتے

پاک معصومؑہ صلواۃ اللہ علیہا کہتی ہیں کہ پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا مجھے گلے لگا کر ماتم کرتی رہیں جناب مریم، جناب حواؑ، اور جناب آسیہ روتی رہیں، پھر پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا یہ بتاؤ کہ میری بیٹیوں کا کیا حال ہے؟ اس وقت میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور بے ساختہ میرے منہ سے نکلا ''ہائے بازارِ شام'' میں چیخ مار کے پاک دادی صلواۃ اللہ علیہا کے سینے سے لگ گئی، میں بین کر کے روتی رہی، دادی اماں صلواۃ اللہ علیہا مجھے تسلیاں دیتی رہیں، رو کے فرماتی تھیں

☆کفی صوتك فقد قطعت نیاط قلبی

میری یتیم بیٹی! چپ ہو جاؤ، میرے دل کی نازک رگیں پھٹ رہی ہیں، میرا جگر برداشت نہیں کرسکتا، میری لاڈلی بیٹی صبر کرو، دیکھ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟

☆هذه قمیص ابیك الحسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ آپ کے مظلوم بابا کی خون آلود قمیص ہے جو میں ہر وقت اپنے ساتھ رکھتی ہوں

☆لا یفارقنی حتی القی الله

جب تک ہم سب کے منتقم حقیقی نہ آجائیں میں اسے اپنے سے جدا نہیں کروں گی

جب قیامت کے میدان میں ہماری آمد ہوگی تو یہی خون آلودہ لباس اپنے ہاتھوں پر بلند کرتے ہوئے عادل حقیقی کے سامنے ہم فریاد کریں گی کہ

☆الٰھی ھذا قمیص الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

اے رب العزت! یہ میرے مظلوم بیٹے حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا وہ لباس ہے کہ جو انہوں نے وداعِ آخر کے وقت خصوصی طور پر پاک ہمشیر سے طلب فرما کر زیب تن فرمایا تھا، اس پر میرے مظلوم لعل کا خون بھی دیکھ، اور یہ بھی دیکھ کہ اس پر تیروں، نیزوں، اور تلواروں کے کتنے نشان ہیں؟ کیا کوئی جگہ ایسی ہے کہ جو دست ظلم سے محفوظ ہو؟ آپ خود شمار کرلیں کہ 1950 زخموں کے نشان ہیں

اے خالق! تو خود انصاف کر کہ ظالمین نے کتنا ظلم کیا ہے، دوڑتے ہوئے گھوڑے سے میرے لخت جگر کو بے رحمی سے اتارا گیا، تیری ذات بہتر جانتی ہے کہ کس طرح میں نے بیٹے کا سر اپنی آغوش میں لیا تھا

پاک ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا فرمائیں گی کہ میرا خالق! تو میدانِ حشر میں شمر لعین کو بلا کر پوچھ کہ اس نے کس طرح میرے لعل کو شہید کیا تھا، اگر وہ انکاری ہو یا نہ بتائے تو میری معصومؑہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا سے پوچھ لینا کیونکہ جب ظالم میرے مظلوم پسر کی گردن پر صلوات پڑھ رہا تھا تو یہ معصومؑہ صلواۃ اللہ علیہا دیکھ رہی تھی، یہ میرے بیٹے کی شہادت کی عینی شاہد ہے، یہ شمر ملعون کی منتیں کرتی رہی تھی مگر اس سنگدل نے ذرہ بھر احساس نہ کیا، بیٹی کے سامنے اس ملعون نے اس کے باپ پر ظلم پہ ظلم کیا، بہنیں ستر قدم پر قرآن اٹھائے کھڑی تھیں

سب مومنین مل کر دعا کریں کہ خدا کرے اب جلد از جلد مظلوم امام حسینؑ علیہ الصلواۃ

والسلام کی پاک والدہ گرامی صلواۃ اللہ علیہا اپنے ہر لخت جگر کے گھر کو آباد دیکھیں، وطن میں اپنے بیٹے کے پسر علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کو سہرے پہنے دیکھیں، اپنے نورِ نظر کو اپنی بہوؤں کے ساتھ آباد دیکھیں، جناب سرکار وفا ابوالفضل العباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کو ابدی سکھ نصیب ہوں، وہ خود ہر ملعونِ ازل سے انتقام لیں تاکہ ان کے قلب مضطر کو سکون میسر ہو، اور ان کے زخمی جگر کو چین آئے، ان کے دل سے آلام و مصائب کے اثرات اس طرح زائل ہوں کہ پھر کبھی کوئی دکھ انہیں یاد ہی نہ آنے پائے

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 13

زندان شام

(حصہ سوم)

[پاک صغیرہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا]

شہنشاہِ معظم سرکار تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن کے بارے میں ذاکرین کے بیانات عجیب ہیں

بقول ان کے سرکار مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی تین دختران تھیں، مگر جب واقعات سامنے آتے ہیں یا تقسیم واقعات ہوتی ہے تو نا آشنائے حقیقت واقعات کو جھٹلاتے ہوئے اپنی لاعلمی کو چھپاتے ہیں، کیونکہ ان کے دماغ میں تین دختران کا نظریہ راسخ ہو چکا ہے، اس لئے اپنی اصلاح نہیں کرتے بلکہ تکذیب واقعات کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن کی تعداد پانچ ہے

پہلی دختر

تاجدار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پہلی پاک دختر جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کی حرم تھیں،

انہوں نے میدان کربلا میں اپنا ایک فرزند بھی قربان کیا جن کا اسم گرامی عبداللہ بن حسن مثنیٰ علیہما الصلواۃ والسلام ہے، بالکل آخری وقت جبکہ مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام سجدہ کی حالت میں تھے، یہ دوڑ کر خیام سے نکلے، جب یہ مقتل میں وارد ہوئے تو سنان بن انس ملعون مصروفِ ظلم تھا، جس وقت چار سالہ شہزادے نے ملعون کی تلوار بلند ہوتے دیکھی تو فوراً اپنے دونوں بازو امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر پر پھیلا دیئے، ملعون تلوار کا وار کر چکا تھا، تاریخ شاہد ہے کہ اس کمسن شہزادے کی دونوں باہیں کٹ کر تلوار کے ساتھ لپٹ گئیں، یعنی معصوم شہزادہ اتنا نازک اندام تھا، سنان ابن انس تلوار پھینک کے بھاگ گیا، بعد میں حرملہ ملعون نے اس پاک شہزادے کو شہید کیا

محققین شہزادے کا سن چار سال بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں یہ مولا امام حسنؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے فرزند تھے اور شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے بھائی تھے، یہ بات نا قابل فہم ہے

کیونکہ سن 50 ہجری میں مولا امام حسن علیہ الصلواۃ والسلام نے جام شہادت نوش فرمایا 61 ہجری میں واقعہءِ کربلا ہوا، یہ عرصہ 11 سال بنتا ہے، اور اس شہزادے کا سن 4 سال بتایا جاتا ہے، اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کے فرزند ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ مولا امام حسن علیہ الصلواۃ والسلام کے، صاحب لہوف سید ابن طاؤس نے انہیں فرزند جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلواۃ والسلام ہی تحریر کیا ہے، اور دختر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو ان کی والدۂ گرامی قرار دیا ہے، اس طرح آپ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے سگے بھانجے تھے، ان کا تفصیلی ذکر میری مقتل کی تیسری جلد میں

بیان ہو چکا ہے

﴿دوسری دختر﴾

دوسری پاک دختر وہ ہیں کہ جن کی شادی شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انتہائی نامساعد حالات میں ہوئی، آپ دونوں کی شادی کا مسئلہ بھی متنازعہ فیہ ہے، مگر اس پر مکمل بحث میں ان کے واقعات میں کر چکا ہوں

﴿تیسری دختر﴾

یہ دختر پاک بیمارِ مدینہ صلواۃ اللہ علیہا کے نام سے مشہور ہیں، اور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے حصہ کی بہن ہیں، کئی کوتاہ علم علماء ان کے پاک وجود ہی سے انکاری ہیں میں یہ عرض کروں گا کہ ان کے بارے میں شیخ السعید محمد بن محمد المعروف شیخ مفید اپنی کتاب الارشاد کے باب ''فی ذکر ولد الحسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام'' میں پوری تحقیق سے تحریر کرتے ہیں کہ شہزادی بیمار مدینہ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کا نام اور تھا مگر کنیت ام الاسحاق صلواۃ اللہ علیہا تھی، جو طلحہ بن عبداللہ تمیمی کی دختر تھیں

52 ہجری میں انہوں نے تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک حرم کو زینت بخشی

53 ہجری میں بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا درودِ مسعود ہوا

54 ہجری میں بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ نے رحلت فرمائی

56 ہجری میں شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک حرم میں تشریف لائیں، اور انہوں نے آتے ہی انہیں اپنی آغوش میں لے لیا، اور انہیں اس قدر شفقت مادری عطا کی کہ بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو ظاہراً اپنی حقیقی والدہ یاد بھی نہ رہیں

﴿چوتھی دختر﴾

یہ وہ پاک معصوؐمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہیں کہ جن کے بارے میں صاحب ریاض الاحزان بیان فرماتے ہیں کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام ہمیشہ انہیں اپنے ساتھ رکھتے تھے، جس طرح ایک انتہائی خوبصورت گلدستے کو انسان جدا نہیں کرتا، اسی طرح آپ اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو چومتے اور اپنے سینہ پر سلاتے تھے

امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جس گھر میں میری یہ دختر نہ ہو مجھے وہ گھر ویران نظر آتا ہے، ان کے واقعات سے ہر مومن آگاہ ہے، ان کی دنیا میں تشریف آوری 57 ہجری میں ہوئی، ان کی پاک مزار آج بھی شام کے قبرستانِ مسافراں میں ہے

﴿پانچویں دختر﴾

پانچویں دختر کا نام جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ہمشیر کے نام پر ہے، یعنی جناب (رق ی ہ صلواۃ اللہ علیہا) یہ شہزادہ علیؐ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام سے بڑی اور پاک معصوؐمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے اندازاً ایک برس چھوٹی تھیں، ان کی مزار زندان شام میں ہے، یہ جگہ آجکل مسجد عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے، زائرین کرام ان کی پاک مزار کا مشاہدہ کر چکے ہیں، اور مشاہدہ دلیل کا محتاج نہیں ہوتا ہے

میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تاجدار کربلا، نقطۂ دائرۂ انما، شبستان رب الارباب، لختِ دل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ پاک فرزند اور پانچ دختران پاک تھیں، اور پانچوں فرزند کربلا میں موجود تھے

مختلف مواقع پر میں سرکارؐ کی پاک شہزادیوں کا ذکر کرتا رہا ہوں اور کرتا رہوں گا ان تمام پانچ بیٹیوں کے اسمائے مقدسہ اپنی پاک دادی ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے نام پر تھے، سرکار رتاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے یہ بھی ثابت کیا کہ جس طرح مردوں میں ہمارا ہر مرد محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، اسی طرح مستورات میں سے ہماری ہر پاک مستور ثانی سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا ہے، اس گھر کا ہر فرد من حیث التکوین، من حیث المراتب اس مقام پر فائز ہے کہ جہاں فردِ اول ہے، یعنی یہ گھر کا گھر عین محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

اس پاک شہزادی کے واقعات تاریخ میں منتشر ہیں، یا الجھے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے مؤرخین کو ان کے بارے میں اشتباہات کا سامنا کرنا پڑا

اس معصومؐہ صلواۃ اللہ علیہا کا نام پاک عوام کے مجمع میں لینا سوء ادب ہے، اگر منبر پر ذکر ضروری ہو تو ان کا اسم گرامی ''صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا'' لینا چاہیے

تاریخ کی ہلکی سی جھلک بھی دیکھتے چلیں کیونکہ مضمون نیا ہو تو سوالات ذہن میں مچلتے ہیں، ان کا ازالہ بھی ضروری ہے

تاجدار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی تین دختران کا تصور سب سے پہلے صاحب الاغانی ابوالفرح اصفہانی ملعون نے پیش کیا تھا، ہمارے ایک مستند عالم شیخ مفید نے اپنی کتاب الارشاد میں صرف تین دختران کا ذکر کیا ہے، لیکن باقی دختران سے انکار نہیں کیا

بعد کے مؤرخین نے شیخ مفید کی اتباع کی، مگر ایک اضافہ یہ کر دیا کہ باقی دو دختران کے وجود سے انکاری ہو گئے، یعنی جو حالات پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا

سے متعلق تاریخ میں درج ہیں انہیں بیان کرنے کے بعد لکھ دیا جاتا ہے کہ غالبًا یہ پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہی ہوں گی، یعنی انہوں نے تاریخ کے بیان میں اپنے قیاس کو داخل کر دیا ہے

اب میں بتاتا ہوں کہ معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اور پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا میں بڑا واضح فرق کتب تاریخ میں موجود ہے

پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اور پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے نام پاک مختلف ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے، یہاں نام پاک دہرانے کی ضرورت نہیں ہے

واقعہءِ کربلا کے وقت پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا سن اطہر 4 سال اور پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا سن اطہر 3 سال ہے

پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی رحلت کی تاریخ 25 ربیع الاول 61 ہجری ہے

اور پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی رحلت دو ماہ بعد جمادی الاول میں ہے

پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا مزار مبارک قبرستانِ غریباں یا مسافراں میں ہے

جبکہ پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا پاک مزار پہلے زندان شام میں تھا جو اصل میں مسجد عیسیٰ تھی بروایت دیگر جناب صالح کی مسجد تھی مگر ماضی قریب میں ان کے نورانی جسد اطہر کو موجودہ زندان سے شمال کی طرف منتقل کیا گیا ہے کیونکہ پرانی لحد میں پانی بھر گیا تھا اور آج کل وہ مقبرہ اطہر زندان سے شمال کی طرف ہے

اتنے فرق لکھ کر مؤرخین خود انکار بھی کر دیتے ہیں حالانکہ ذکر تقریباً سب نے کیا ہے (بحار الانوار، مناقب ابن شہر آشوب، مناقب ابن نما، فصول المھمہ، فوادح حسینیہ، ریاض القدس اور ریاض الاحزان وغیرہ)

مگر اکثر نے شیخ مفید کی طرح اشتباہ کیا ہے یعنی واقعات کو اس طرح آپس میں مدغم کر دیا کہ میرے لئے ان کا مضمون پڑھنا اور واقعات بیان کر مشکل ہو گیا تھا بڑی کاوش کے بعد چند واقعات تلاش کئے ہیں مگر ہیں وہ بھی غیر مربوط بہر حال اپنی معلومات کا مختصر سا ذخیرہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں

ہوسکتا ہے کہ میرے بعد کوئی شخص ان پر مزید تحقیقی کام کرے

1280 ہجری بمطابق 1863 عیسوی خلافت عثمانیہ کے دور میں خلیفہ سلطان عبدالحمید عثمانی حکمران تھا، اس کے زمانہ میں دمشق میں ایک سید بزرگوار رہتے تھے، ان کا نام سید ابراہیم دمشقی تھا، یہ سید مرتضٰی علم الہدیٰ کے خاندان میں سے تھے، اس واقعہ کے وقت یہ 90 برس کے تھے، ان کی تین بیٹیاں تھیں، اولاد نرینہ سے محروم تھے، ان کی سب سے چھوٹی دختر نے خواب دیکھا کہ ان کے گھر میں ایک بہت کم سن پاک شہزادی تشریف لائیں اور اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ ہم شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی سب سے چھوٹی دختر ہیں، تم اپنے والد کو میری طرف سے کہو کہ حاکم شام جو خلیفہ سلطان عبدالحمید عثمانی کی طرف سے حاکم ہے، اسے ہمارا پیغام دیں کہ ہمارے مزار اطہر میں پانی داخل ہوگیا ہے، تم ہمیں فوراً دوسری جگہ منتقل کرواور وہاں ہمارا روضہ بھی تعمیر کرو

صبح سویرے بیٹی نے اپنا خواب والد کو سنایا مگر سید صاحب مرحوم نے حاکم کے دربار میں جانے کی جرأت نہ کی، دوسری رات سید ابراہیم دمشقی کی دوسری دختر نے بھی وہی خواب دیکھا، صبح کو انہوں نے والد ماجد کو خواب سنایا، مگر حاکم چونکہ بہت جابر تھا اس لئے وہ ڈر گئے اور کوئی عمل نہ کیا، تیسری شب سب سے بڑی دختر

کو پھر وہی حکم ہوا اس نے بھی خواب اپنے والد کو سنایا، سید بزرگوار فرمانے لگے کہ میں ڈرتا ہوں کہ حاکم میری بات کا مذاق نہ اڑائے، کیونکہ اس صغیرہ بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا کا ذکر عام محفلوں میں کیا نہیں جاتا، وہ جابر حاکم ہے کوئی اور مطلب نہ نکال لے

دوسرے یہ کہ علماء میں نبش قبر کو بہت بڑا جرم سمجھا جاتا ہے، شریعت بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ بلا وجہ قبر کشائی کی جائے، میں اسے کس طرح قائل کروں گا

آمدہ شب سید صاحب کو بذاتِ خود پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے ملامت آمیز لہجہ میں خطاب کیا اور رخِ انور کا جلال ملاحظہ کر کے سید مرحوم لرزتے ہوئے خواب سے بیدار ہوئے، صبح ہونے کا انتظار کرتے رہے صبح ہوتے ہی جا کے حاکم دربار سے اذن باریابی طلب کیا، دربار میں جا کر حاکم کو ساری بات تفصیل سے سنائی، اس نے کہا کہ آپ پہلے دن ہی چلے آتے اب آپ جا کر اعلان کرائیں، میں بھی اس موقع پر حاضر ہوں گا

حاکم شام نے سارے علماء اور پاک باز افراد کو جمع کر کے ساری بات دہرائی تمام افراد نے کہا کہ اس کار خیر میں تاخیر نہیں کرنا چاہیے، مگر مسئلہ یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی مزار اطہر کو کھودنے کا اہل نہیں ہے، اور پھر انہیں پاک مشہد سے نئے مشہد میں منتقل کون اور کس طرح کرے گا؟، ہم سب خطاکار ہیں اور وہ عصمت کردگار کی مالک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا ہیں، ہم وہ ہاتھ کہاں سے لائیں جوان کے جسم اطہر کو مس کر سکیں، وہ نگاہیں کہاں سے لائیں کہ جوان کے جسد اطہر کو دیکھ سکیں؟

یہ باتیں سن کر حاکم شام نے فیصلہ کیا کہ کل ہم سب ان کے مزار مقدس پہ جائیں گے، مشہد مقدس کے دروازہ پر جو قفل لگا رہتا ہے، ہم سب باری باری اسے ہاتھ لگائیں گے، جس کا ہاتھ لگنے سے قفل خود بخود کھل گیا تو ہم اس شخص کے بارے میں ان کا فرمان تصور کریں گے کہ وہی شخص مزار اقدس کو کھولے اور جب تک دوسری پاک مزار درست ہو وہی شخص انہیں اپنی آغوش میں لے کر بیٹھا رہے

صبح ہوئی تو شام کی عورتیں اور مرد پاک مزار کے گرد جمع ہوئے، علماء اور صاحب تقویٰ لوگوں نے غسل کیا، نماز ادا کی، اور پاکیزہ لباس پہن کر آ گئے

حاکم شام نے حکم دیا کہ اب ایک ایک کر کے در اطہر کے قفل کو ہاتھ لگاؤ سب نے ہاتھ لگایا مگر قفل نہ کھلا، آخر جناب سید ابراہیم دمشقی سے کہا گیا کہ اب آپ ہاتھ لگائیں، وہ صلوٰۃ کا ورد کرتے ہوئے آگے بڑھے اور جیسے ہی تالے کو ہاتھ لگایا تالا خود بخود کھل کر ان کے ہاتھ میں آ گیا، سب لوگ مزار پاک سے دور چلے گئے جناب سید ابراہیم نے اپنی مستورات کو بھی بلایا اور کدال لے کر کھدائی شروع کی کافی دیر بعد مزار شگافتہ ہوئی تو دیکھا کہ ایک بہت کم سن شہزادی صلواۃ اللہ علیہا سفید لباس میں آرام فرما رہی ہیں، مزار اطہر میں پانی تو موجود ہے مگر جسد اطہر سے کچھ دور پانی کی ایک دیوار سی بنی ہوئی ہے، سید ابراہیم فوراً مزار میں اترے، صلوات وسلام اور اشک فشانی کے ساتھ پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے جسد نورانی کو اٹھا لیا

جونہی جسد اطہر کو مزار مقدس سے باہر لایا گیا تو ساری قبر پانی سے فوراً بھر گئی شام کی عورتیں زیارت کیلئے جمع ہوئیں اور دوسری طرف حاکم شام نے شایان

شان مزار کی تعمیر کا حکم دیا، پاکباز کاریگر دوسرے مقام پر مزار بناتے رہے
یہ مزار مقدس پورے تین دن تعمیر ہوتا رہا اور آقا سید ابراہیم دمشقی پورے تین
دن پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو گود میں لئے بیٹھے رہے، انہیں کس حوائج بشریہ کی
ضرورت پیش نہیں آئی، نہ بھوک نہ پیاس، مستورات آتی رہیں اور روتی رہیں
یہ پورے تین دن اور تین راتیں روتے گزر گئیں جس وقت سید ابراہیم نے دوبار
دوسری جگہ پاک مشہد میں پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو سپرد لحد کیا تو ان کے ذہن
میں اولاد نرینہ کی آرزو ابھری، گویا انہوں نے زبان حال سے حصول اولادِ نرینہ
کی دعا کی، تاریخ شاہد ہے کہ ان کی یہ دعا مستجاب ہوئی اور 90 سال کی عمر میں
انہیں فرزند عطا ہوا، جن کا نام سید مصطفیٰ رکھا گیا اور وہ اپنے وقت کے بہت بڑے
صاحب تقویٰ اور عالم باعمل بزرگ تھے

اس واقعہ کو آیت اللہ ہاشم خرانی نے بھی لکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ نجف اشرف میں
مجھے شیخ جلیل جناب محمد علی شامی نے یہ واقعہ سنایا اور سید ابراہیم کی زوجہ جناب محمد
علی شامی کی دادی کی بہن تھیں، یہ ماضی قریب کا واقعہ ہے جو میں نے کئی کتابوں
میں دیکھا ہے، اس واقعہ کے بعد اب کسی کو اعتراض کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ پاک
صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی ذات بابرکات کے بارے میں شک کرے یا بحث کی
جائے کہ وہ ذات پاک ہیں یا نہیں ہیں

جملہ شہزادیوں کے اسمائے گرامی کے بارے میں گذارش ہے کہ جس وقت امام
وقت جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام دربار یزید ملعون میں تشریف لائے تھے تو انہوں نے
یہ وضاحت فرمائی تھی کہ ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام نے ہم سارے بھائیوں کے

نام ہمارے جد اطہر سرکار امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کے نام پر رکھے تھے، اور اپنی سبھی پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے اسمائے گرامی ان کی پاک جدہ طاہرہ سیدۃ النساء العالمین ملکہ ءِ دو جہاں صلواۃ اللہ علیہا کے پاک نام پر رکھے تھے

ملعون شام کے ناقص اعتراض کے جواب میں امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میرے پدر بزرگوار کو اپنے والدین سے اتنی محبت تھی کہ سب فرزندوں کے نام والد محترم ذی حشم کے نام پر رکھے تھے اور طیب و طاہر شہزادیوں کے نام اپنی سیدہ طاہرہ والدہ گرامی القدر صلواۃ اللہ علیہا کے نام پر رکھے تھے کہ دونوں کی یاد سے ایک لمحے کیلئے بھی کنارا کشی نہ ہونے پائے

شہزادیوں کی مزید تشخیص کیلئے ہر دختر کی کنیت اپنی پاک ہمشیرگان کے نام پر موزوں فرمائی تھی، پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی کنیت جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کے پاک نام پر پسند فرمائی تھی، اس مختصر سی تحقیق کے بعد واقعات سنیں

واقعات اگرچہ منتشر و بے ربط ہیں مگر جتنے بھی میسر آ سکے ہیں عرض کر رہا ہوں

صاحب حدائق الانس لکھتے ہیں کہ جس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام میدان کیلئے تیار ہوئے، اور روانگی کے وقت جب انہوں نے رکاب میں پاؤں رکھا تو درِ خیمہ سے آواز آئی کہ جلدی نہ کریں، ذرا سا رُک جائیں، پاک شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام نے خیام کا رخ کیا اور درِ خیمہ پر واپس تشریف لائے

صغیرہ آمدہ خود را بدامنش افگند

بگریہ گفت کہ اے اکبرؑ سعادت مند

کباب شد جگرم از عطش برادرِ جاں

رسید جاں بہ لبم از عطش برادرِ جاں

پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جوان بھائی کے دامن کو پکڑ کر روتے ہوئے عرض کیا کہ بھیا! پیاس سے میرا جگر کباب ہو رہا ہے، جان لبوں پر آ چکی ہے، آپ ہمارے لئے پانی لیتے آیئے گا

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک ہمشیر کو گود میں اٹھا لیا، گلے سے لگایا، خشک ہونٹوں کو چوما، اور فرمانے لگے میری بہنا! اگر قسمت نے یاوری کی اور میں زندہ خیام میں واپس آیا تو تمہارے لئے پانی ضرور لاؤں گا

پاک ہمشیر سے وعدہ کر کے ہمشکل پیمبر علیہ الصلواۃ والسلام روانہ ہو گئے، پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا خیام کے گرد کھدی ہوئی خندق کے پاس آ کھڑی ہوئیں

شب عاشور شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے خندق میں آگ روشن کرائی تھی، شب عاشور اور روز عاشور خندق میں آگ روشن رہی، پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا خندق کے پاس آ کھڑی ہوئیں، تمازتِ آفتاب، شدتِ لو اور حرارتِ آتش کی وجہ سے پیاس نے ایک دم اس معصوم شہزادی پر غلبہ کیا

پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے تین مرتبہ آواز دی ...... العطش، العطش، العطش

پیاس کی شدت جب نا قابل برداشت ہوئی تو پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا زمین پر گر پڑیں، جناب فضہ سلام اللہ علیہا پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو خیام میں لے آئیں، غشی کا عالم

تھا، پاک مستورات پاس بیٹھی تھیں، ہر مستور مصروفِ گریہ تھی، اچانک جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے آ کر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کی خبر دی، تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن درخیام پر آ گئیں، وہیں شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا بھی موجود تھیں کہ کنیز نے اطلاع دی کہ شہزادے پاک کی لاش آ گئی ہے...... شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے پوچھا کیا بیٹا علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام آ گئے ہیں؟ پاک کنیز نے عرض کیا جی ہاں وہ آ گئے ہیں، یہ گفتگو سن کر جناب صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا کہ

☆این اخی علیؑ الاکبر علیہ الصلواۃ والسلام

جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے مناسب نہیں سمجھا کہ شہادت کی خبر دیں پاک شہزادی فوراً اٹھیں اور ہر ایک سے پوچھنے لگیں کہ کیا میرے بھائی آ گئے ہیں؟ کسی نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ وہ شہید ہو گئے ہیں

ادھر خیمہ میں لاش رکھ کر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام باہر تشریف لے آئے تو پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا دامن پکڑ کر رو کے پوچھا

☆یا ابۃ این اخی علیؑ الاکبر علیہ الصلواۃ والسلام

بابا کیا میرے بھائی اکبرؑ علیہ الصلواۃ والسلام آ گئے ہیں؟ سرکارؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ کیوں پوچھ رہی ہو؟ پاک صغیرہ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بابا! وہ مجھ سے پانی کا وعدہ کر گئے تھے، میں ان سے پانی مانگتی ہوں، سرکارؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک شہزادی کی پیشانی سے زلفیں ہٹا کر بوسہ دیا اور فرمایا کہ بیٹی! آپ کے بھیا شہید ہو چکے ہیں

یہ سن کر پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بین کیا

☆وا اخاه واخاه فارادت ان تخرج من الفسطاط

شہزادی پاک صلواۃ اللہ علیہا بین کرتے ہوئے دوڑیں اور انہوں نے خیام سے باہر آنے کا ارادہ کیا، شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے دامن پکڑ کر فرمایا میری بیٹی! صبر کریں، جناب صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا روتے ہوئے بچپن کے لہجے میں فرماتی ہیں

☆یا ابتا کیف تصبر من قتل اخوھا

بابا وہ بہن کیسے صبر کرے کہ جس کا جوان بھائی بے دردی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوا ہو اور جس کا ضعیف بابا غریب ہو جائے

صاحبان مقتل متفقہ طور پر لکھتے ہیں کہ یہ شہزادی اپنے بابا کو بہت پیاری تھی

☆مالسبط مشعوف بها حبا فما زالت لدیه یشمها کالورد

پھولوں کے گلدستے کی طرح شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام انہیں اپنے گلے سے لگائے رکھتے تھے، جھک جھک کر یوں پیار کرتے تھے کہ جس طرح کسی پسندیدہ پھول کی خوشبو سونگھی جاتی ہے

جملہ صاحبان تاریخ و مقاتل نے اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کا ذکر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے وداعِ خیام کے وقت بھی کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ جس وقت شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن سے پہلی مرتبہ وداع ہو کر روانہ ہونے لگے تو اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے قریب آ کر جلدی سے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی عبا تھام لی

تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو اٹھا کر گلے لگایا، روایات میں بیان ہوا ہے کہ سرکار امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک دختر کے ساتھ عجیب رنگ میں

وداع فرمایا

☆وجعل يقبلها و قد نشفت شفتاها من العطش

امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کے ہونٹ چومنا شروع کیۓ جو پیاس کی شدت کی وجہ سے گلاب کے خشک پھولوں کی مانند ہو چکے تھے، پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے بالکل بچپن کے انداز میں سوال کیا

☆يا ابتاه اين تمضى عنا

بابا جان !علیہ الصلواۃ والسلام آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

امام کائنات علیہ الصلواۃ والسلام نے سر جھکا کر بیٹی کی پیشانی سے زلفیں ہٹاتے ہوۓ بوسہ ثبت فرمایا اور کہا کہ☆اجلسى عندالخيمة لعلى اتيك بالماء

میری لائق بیٹی صلواۃ اللہ علیکِ ! آپ خیام میں بیٹھیں، شاید ہم آپ کیلیۓ پانی لے آئیں

ذاکرین عظام تو امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا صرف ایک ہی وداع بیان کرتے ہیں مگر تاریخ شاہد ہے کہ آپ نے پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ تین مرتبہ وداع فرمایا

بروایت دیگر دورانِ جنگ سات بار خیمہ میں تشریف لاۓ اور سات مرتبہ وداع فرما کر روانہ ہوۓ، اس کی تفصیل تیسری جلد میں موجود ہے

جب دوسری مرتبہ وداع کرنے کیلیۓ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام تشریف لاۓ تو اس وقت یہ پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا خیام کی اوٹ میں بابا پاک علیہ الصلواۃ والسلام کے انتظار میں کھڑی تھیں

جیسے ہی ذوالجناح پاک خندق والے دروازہ میں داخل ہوا تو فوراً شہزادی پاک

صلواۃ اللہ علیہا نے دوڑ کر باگ پکڑ لی اور پہلا سوال یہی کیا کہ

☆یا ابتاہ ھل اتینی بالما

بابا! کیا آپ میرے لئے پانی لے آئے ہیں؟

دستورِ زمانہ ہے کہ اگر باپ کہیں سفر پر جا رہا ہو اور بچے کوئی فرمائش کریں تو واپسی پر ہر کوئی تو حال پوچھتا ہے، خیر و عافیت دریافت کرتا ہے، مگر بچے آ کر پہلے یہی پوچھتے ہیں کہ بابا کیا میری چیز لائے ہیں؟

شریف کائنات علیہ الصلواۃ والسلام سے جس وقت پاک بیٹی صلواۃ اللہ علیہا نے پانی کا سوال کیا تو امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے سر جھکا کر جواب دیا کہ بیٹی! میں پانی نہیں لا سکا

شرفاء کا دستور ہے کہ بیٹوں کے سوال کسی مجبوری کے باعث رد کر سکتے ہیں مگر بیٹیوں کا سوال رد کرتے ہوئے بڑی شرم آتی ہے

شہزادی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام، شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام، شہزادہ احمد بن حسنؑ علیہما الصلواۃ والسلام نے پانی مانگا تو شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پیشانی پر پسینہ نہیں آیا تھا

جس وقت معصوم بیٹی نے سوال کیا تو امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی پیشانی پر ہلکا ہلکا پسینہ نمودار ہوا اور آپ نے آہستہ آہستہ ہاتھ مل کے سر جھکا لیا، صغیرہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بابا کے دونوں ہاتھ پکڑ کر اپنے گلے میں حمائل کئے اور اپنے ساتھ بابا کو خیمے میں لے آئیں

شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام جب اپنی پاک ہمشیرگان صلواۃ اللہ علیہن سے آخری وداع کر کے روانہ ہونے لگے تو پہلے جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے خیمہ میں تشریف لے آئے

تاریخ کے الفاظ ہیں کہ دو پاک شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ

تھیں ، معصوم شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بابا کی پر حسرت باتیں سنیں ، شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام دونوں بیٹیوں کو پیار کرنے کے بعد دروازے کی طرف چلے تو اس وقت کیفیت یہ تھی کہ آپ ایک قدم آگے رکھتے تھے دو مرتبہ پیچھے مڑ کر دیکھتے تھے ، بیٹیوں کی نگاہیں پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام پر مرکوز تھیں ، معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے جناب صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے فرمایا کہ

☆تقول هلمی یا صغیرة ترمی علیٰ والدك کیلا یروم الیٰ الموت

میری پیاری بہن ! ہمارے بابا پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے واپس نہیں آنا ہے ، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ اب کبھی واپس نہ آنے کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں ، آؤ ہم دونوں مل کر پاک بابا کے قدم پکڑ لیں اور جیسے بھی ممکن ہوا نہیں روکنے کی کوشش کریں

صاحب فوادح حسینیہ شام غریباں کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ جس وقت توحید و رسالت کے پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کا قافلہ مقتل گاہ میں وارد ہوا تو عالیہ بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا کے ہمراہ دو شہزادیاں تھیں ، ایک نے انگلی پکڑی ہوئی تھی اور دوسری پاک شہزادی کو معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سینہ سے لگایا ہوا تھا ، ابھی بھائی کی لاش سے کچھ دور تھیں کہ غریب بھائی کی لاش کو عالم غربت میں دیکھا

☆فاخذت البنت الیٰ حضنها و جعلت تغطی وجهها بفاضل ردائها لئلا تریٰ اباها مخضباً بالدماء

پاک عالیہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی آنکھوں پر اپنی آستین کا دامن دے دیا تا کہ کم سن بچی مظلوم پدر کو اس حال میں نہ دیکھے ، پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بار بار پوچھ رہی تھیں کہ پھوپھی اماں ! مجھ سے کیا چھپا رہی ہیں ؟ کون سی چیز ہے

جسے ہم نے نہیں دیکھنا ہے؟ جب سب مستورات صلواۃ اللہ علیہن لاش کے قریب آئیں تو پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے پوچھا کہ

☆یا عمی هذا نعش من

یہ کس کی لاش زمین پر پڑی ہے؟ یہ بے کفن غریب کون ہے؟ جو اس مقتل گاہ میں سو رہا ہے، خاک و خون کی لہروں میں بے وارث ہو کر یہ کون سویا ہوا ہے؟

پاک مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے رو کر فرمایا بیٹا یہ لاش نہیں ہے یہ تمہارے بابا جان مسند عرش پر آرام کر فرما ہیں، پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بابا کا نام سنا تو فرمایا پھوپھی اماں! میرے بابا کہاں ہیں؟

☆دعونی اقبله واطلب منه ما وعدنی به

میری آنکھوں سے آستین ہٹائیں، میں بابا سے پانی کا تو پوچھ لوں، مجھے ابھی تک کسی نے پانی نہیں پلایا ہے، انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا، وہ وعدہ انہیں یاد دلائیں، شام غریباں کے وقت ہمارا جو حال ہوا ہے، وہ بابا کو سنائیں، مجھ پر احسان کریں کہ مجھے اپنے پاک بابا سے ملنے دیں

پاک عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آستین نہیں ہٹائی روتے ہوئے فرمایا کہ

☆لا تراه الان وغدا یاتی و معه ما تطلبین

میری لائق بیٹی! ابھی آپ اپنے بابا کو نہ دیکھیں تو بہتر ہے، کل دوبارہ آئیں گے تو پھر بابا سے پانی طلب کرنا، صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے معصومانہ انداز میں پوچھا کہ کیا بابا مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو میں خود جا کر انہیں مناتی ہوں، میں بابا پاک علیہ الصلواۃ والسلام کے گلے میں جا کر اپنی باہیں ڈالتی ہوں، منت سماجت

کرتی ہوں کہ ہمیں جلد وطن لے جائیں، یہ جگہ تو ہمارے رہنے کے قابل نہیں ہے
فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو پیار کرتے ہوئے فرمایا
کہ بیٹا! ہم یہ چاہتی ہیں کہ آپ اس وقت اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام سے نہ ملیں
کیونکہ وہ بہت زیادہ تھکے ہوئے ہیں اور آرام فرما رہے ہیں، اس وقت انہیں
جگانا یا بے آرام کرنا مناسب نہیں ہے، تھوڑی دیر انتظار کرلیں جب وہ بیدار
ہوں گے تو خود ہی آپ سے ملنے آئیں گے

سارے مومنین مل کر دعا کریں کہ کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کو
ابدی خوشیاں نصیب ہوں، ان کے پاک گھر آباد ہوں، جناب ابوالفضل العباسؑ
علیہ الصلواۃ والسلام تمام مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیہن کے دکھوں کا انتقام لیں، تمام آل
محمد علیہم الصلواۃ والسلام اس طرح آباد ہوں کہ جس طرح آباد ہونے کا حق ہے

اس پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خوشیوں کا موسم جلد آئے تاکہ اس شہزادی کو پھر
پاک بابا اپنے گلے سے لگائیں، وارث و مالک کائنات ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ
الشریف ان کے گھروں کو پھر آباد کریں

آمین یارب العالمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٖ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 14

﴿زندان شام﴾

(حصہ چہارم)

[پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا]

میں سابقہ مجلس میں پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں عرض کر چکا ہوں، مجلس کے بعد کافی لوگوں نے مجھ سے سوالات کیئے اور ساتھ ہی یہ اعتراف بھی کیا کہ ہم نے آج تک کسی ذاکر یا عالم سے اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کا ذکر پاک ابھی تک سنا ہی نہیں، آپ کی مجلس میں ہونے والی گفتگو سے دل تو تسلیم پر آمادہ ہیں، مگر عقل تقاضا کر رہی ہے کہ اگر مزید تسلی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے
میں نے جواباً عرض کیا تھا کہ آج کی مجلس میں مزید کچھ گوش گذار کروں گا

یہاں کئی شام کے زوار موجود ہیں، آپ ان سے دریافت کریں کہ موجودہ زندان شام کی شمالی طرف ایک الگ نور محل ہے، جس پر پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا اسم گرامی تحریر ہے، لوگ یہ نام پاک دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا کا مزار اقدس ہے، مگر جو لوگ شام کے باشندوں سے پوچھ گچھ کرتے ہیں وہ واقف حقیقت ہو جاتے ہیں

میں نے ایک قدیم سفرنامہ زیارت میں پڑھا ہے جو ایک بزرگ سید کا تحریر کردہ ہے، وہ رقم طراز ہیں کہ میں جب شام گیا تو زندان شام میں ایک علیحدہ کمرہ تھا اس کے دروازے پر ایک سفید ریش سید بزرگ موجود رہتے تھے، ان کے چہرے کی نورانیت نے مجھے بہت متاثر کیا اور روزانہ بڑی عقیدت سے ان کی زیارت کرتا تھا، حسب معمول جب میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ آج میں تمہیں ایک راز کی بات بتاتا ہوں کہ اس چھوٹی کوٹھڑی میں ایک سرداب کا دروازہ کھلتا ہے، اس سرداب (تہہ خانہ) کے اندر امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کی چھوٹی شہزادی پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی مسند ہے، کیا تم ان کی زیارت کرنا چاہو گے؟ میں نے دست بستہ عرض کیا کہ میں گناہ گار اس قابل نہیں ہوں کہ ان کی پاک چادر پر بھی نگاہ ڈال سکوں، انہوں نے فرمایا کہ تم سید ہو اور وہ تمہاری جدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا ہیں، اس ناطے سے تم محرم ہو اور زیارت کر سکتے ہو، کیونکہ گناہ گار اولاد نامحرم نہیں ہو جاتی

وہ مجھے ساتھ لے کر اس تہہ خانے کے دروازے تک گئے اور انہوں نے دروازہ کھولا، میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو دروازے کے اندر 20 یا 25 سیڑھیاں نیچے جاتی تھیں اور نیچے ایک کمرہ تھا، اس کمرے میں ایک کم سن معصوم آرام فرما تھیں اور ان کے اوپر سفید چادر تھی، جس میں سے صرف ان کا رخِ انور ظاہر تھا، بس میں نے سجدہ سلام کیا اور واپس آ گیا

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی اولین کئی صدیاں سرداب میں گزاریں، اس کے بعد ایک رات حاکم شام کو خواب میں آگاہ کیا گیا

کہ ہماری مزار میں پانی سرایت کر رہا ہے، ہمیں دوسری جگہ منتقل کرو، یہ خواب مسلسل کئی راتوں تک آتا رہا، حاکم کی طرف سے علماء سے رابطہ کیا گیا، دیکھا تو سرداب اقدس میں پانی موجود تھا، مگر مسند پاک کے پاس باادب رکا ہوا تھا، ایک بزرگ سید کو اندر اتارا گیا، وہ پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو باہر لے آئے، اور دوبارہ ان کا محل زندانِ شام سے شمال کی طرف بنایا گیا، پہلی زیارت گاہ کافی عرصہ تک پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی تنہا کوٹھری کے نام سے قائم رہی، اب خدا جانے موجود ہے یا نہیں

بہرحال پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا پاک مشہد (روضہ) آج بھی مسجد عبدالملک بن مروان ملعون کے شمالی کوچے میں زندان شام کے محاذ پر موجود ہے، اور مشاہدے پر دلیل نہیں ہوتی

مزار پاک کی تبدیلی کی ایک روایت میں نے کل بیان کی تھی، دوسری آج آپ کی سماعتوں کی نذر کی ہے، یہ بھی تاریخی کتب سے ماخوذ ہے، دونوں میں سے حقیقت پر مبنی کون سی روایت ہے یہ مالک خود بہتر جانتے ہیں، میں نے دونوں روایات پیش کر دی ہیں

اب واقعات شہادت سناتا ہوں، 22 ربیع الاول 20 دسمبر بروز منگل شام کے وقت مخدرات عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن اپنے آستانِ نور میں تشریف لے آئیں اور 23 ربیع الاول کی شب آئی، مخدومہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو گود میں لے کے سلانے کی کوشش کر رہی تھیں کہ صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سوال کیا کہ پھوپھی اماں

☆این ابی و والدی و المحامی عنی

میرے پاک بابا جان علیہ الصلواۃ والسلام جو ہمیں دشمنوں سے پناہ دیتے تھے، کہاں گئے ہیں؟ ...... پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا

☆لا تذکرہ الآن غداً یاتی و معہ ما تطلبین

میری بیٹی اس وقت ان کا ذکر نہ کریں، انشاء اللہ کل وہ آئیں گے اور جو آپ نے ان سے مانگا تھا وہ بھی لے آئیں گے، اب سو جائیں

پاک صغیرہ صلواۃ اللہ علیہا سب سے پوچھتی رہیں کہ میرے بابا کہاں ہیں؟

☆و ھم یقولون لھا ھو فی السفر

سب تسلی دے کر کہتے تھے کہ آپ کے بابا سفر پر گئے ہیں، رو کر پوچھتی تھیں کہ جو سفر پر جاتے ہیں کیا لوٹ کر نہیں آتے؟، پاک مستورات تسلی دیتیں کہ ایک دن آپ کے پاک بابا جان واپس آئیں گے، آپ کا بھیا علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام بھی آئے گا، چچا غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام بھی آئیں گے، سب واپس لوٹ آئیں گے

بس اب صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا معمول بن گیا تھا کہ روز پوچھتی تھی، جواب وہی ہوتا تھا، جواب سن کے درِ زنداں پر آ کے بیٹھ جاتیں، ہاتھ رخساروں کے نیچے رکھ کر دروازے پر نظریں جمائے سارا دن بابا جان کا انتظار کرتی رہتیں، جب دن ڈھل جاتا تو روتی ہوئی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آ جاتیں اور عرض کرتیں کہ آج بھی میرے بابا پاک نہیں آئے ہیں، خدا جانے کیوں دیر ہو گئی ہے

پھر بچپن کے معصومانہ سے انداز میں پوچھتیں کہ بابا جان گئے کہاں ہیں؟ ام المصائب بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتیں کہ وہ ایک کٹھن سفر پر گئے ہیں، پاک شہزادی پھر

سوال کرتیں کہ

مگر کسیکہ سفر رفت بر نمی گردد؟

مگر کہ شام غریباں سحر نمی گردد؟

پھوپھی اماں! جو لوگ سفر پر جاتے ہیں کیا کبھی واپس نہیں آتے، کیا مسافروں کیلئے دکھوں کی شب کی سحر نہیں ہوتی ہے؟

مخدومہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتیں کہ بیٹا! آپ نے خود تو انہیں پانی لانے کیلئے بھیجا تھا، وہ آپ کیلئے پانی بھی لائیں گے اور کھانا بھی لے کر آئیں گے، پھر پوچھتیں کہ آخر وہ کب آئیں گے؟ کوئی دن تو بتائیں

جناب شریکتہ الحسینؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرماتیں کہ وہ دن بھی آجائے گا کہ آپ کے بابا جان علیہ الصلواۃ والسلام بھی تشریف لائیں گے، آپ کے بھائی جان علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام بھی آئیں گے، آپ کے پیارے چچا عباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام بھی آئیں گے، بابا جان علیہ الصلواۃ والسلام آپ کو پیار بھی کریں گے، اور گلے بھی لگائیں گے، صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا پھوپھی اماں

دوبارہ گر بشوم روبرو بہ حضرت باب

از او نہ خواہش ناں میکنم نہ خواہش آب

جب دوبارہ میں بابا جان سے ملوں گی تو ان سے نہ پانی مانگوں گی، نہ کھانا مانگوں گی، بس آپ ان سے کہیں کہ اب آجائیں

دو دن اور دو راتیں یہ پاک معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا در زنداں پہ بیٹھی رہیں، یعنی 22 ربیع الاول کو زندان میں تشریف لائیں اور 25 ربیع الاول کی رات تک در زنداں کے سامنے رخساروں تلے ہاتھ رکھے بابا جان کا انتظار کرتی رہیں
جب بھی جناب عالیہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا گود میں لے کر سلانے کی کوشش کرتیں تو جناب صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا یہی پوچھتی تھیں کہ میرے بابا جان کہاں گئے ہیں؟
اور ہر مرتبہ مخدومہ عقیلہ بنی ہاشم صلواۃ اللہ علیہا یہی جواب دیتیں کل تمہارے بابا آ جائیں گے، اب سو جائیں، صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پھر اسی آس پر زندان کے دروازے کے پاس جا کر بین کرنے لگتیں کہ

تغافل از من خونیں جگر مکن بابا
مرا به چشم یتیمی نظر مکن بابا
مگر نه دختر سردار عالمینم من
مگر نه دختر سلطان مشرقینم من
غریب و زار بمردم ز درد بے پدری
گرسنه جان پسر دم فغاں ز در بدری

عرض کیا کرتی تھیں کہ بابا دکھی بیٹی سے غافل کیوں ہو گئے ہیں؟ میری یتیمی کا حال دیکھیں، میں یہ نہیں کہتی کہ مجھے عالمین کے سردار کی دختر سمجھیں، میں یہ نہیں کہتی کہ مجھے مشرقین کے سلطان کی شہزادی سمجھیں، میں تو پردیس میں بے پدری کا درد لئے

جانے والی ہوں، بھوک اور پیاس کی ستائی ہوئی، در بدر پھرائی ہوئی معصوم ہوں، مجھے آ کر لے جائیں

یہ بات بھی یاد رہے کہ پاک معصوّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت مکمل طور پر معلوم تھی، مگر پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے پاک پدر بزرگوار علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کو پوشیدہ رکھا گیا تھا، اور یہی دلاسہ دیا جاتا تھا کہ آپ کے بابا جان واپس آ جائیں گے، یعنی جب شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا خروج ہوگا تو سبھی احباب واپس آ جائیں گے، اور اس طرح آپ کی خوشیوں کے دن بھی لوٹ آئیں گے

پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے بارے میں یہ روایت بھی ہے کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام آخری وداع کر کے روانہ ہونے لگے تو بچی کی تشنگی اور تڑپ کو دیکھتے ہوئے آپ نے دعا فرمائی تھی کہ انہیں نیند آ جائے تاکہ میری شہادت کا منظر نہ دیکھیں

اسی وقت پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سو گئیں، اور شام غریباں کے مظالم کے دوران ان کی آنکھ کھلی تھی، اسی لئے انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ میرے پاک بابا کہاں گئے ہیں؟ اور بار بار پوچھنے کی وجہ بھی یہی تھی

درِ زندان پہ صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا انتظار کی گھڑیاں گزار رہی تھی کہ 25 ربیع الاول 23 دسمبر شب جمعہ آ گئی کہ ملعون شام نے ایک دردناک فیصلہ کیا اور حکم دیا کہ

☆ امر براس الحسین علیہ الصلواۃ والسلام ان یعلق علیٰ منار مسجد الجامع بدمشق و یعلق سایر الرؤس علیٰ ابواب المساجد و الدروب

امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کو جامع مسجد دمشق کے مینار کے ساتھ آویزاں کیا جائے ، اور باقی شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سر ہائے اطہر کو مسجد کے دروازوں کے ساتھ سجا دیا جائے ، اور جو پاک سر بچ جائیں انہیں دمشق کی باقی مساجد کے دروازوں پر زینت دی جائے ...... تاریخ کے الفاظ ہیں

☆فعلق راس الحسین علیہ الصلواۃ والسلام علیٰ منارۃ اربعین یوماً و لیلاً

امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر ایک دو نہیں پورے چالیس دن تک جامع مسجد دمشق کے مینار پر آویزاں رہا

یہ بات بھی بتا تا چلوں کہ جس سر اطہر کو سب سے طویل معراجِ مصائب سے گزرنا پڑا وہ سر نہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا تھا ، نہ جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کا تھا ، اور نہ ہی کسی اور کربلا کے شہید کا تھا ، بلکہ وہ سر اطہر جناب مسلم بن عقیل علیہا الصلواۃ والسلام کا تھا کہ جو 20 ذی الحج کو شام کے بابِ داخل پر آویزاں ہوا اور پورے ساڑھے چار مہینے آویزاں رہا ، اس لحاظ سے سب سے زیادہ دکھ مظلوم کوفہ جناب امیر مسلمؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر نے برداشت کیئے

اپنے مقصد کی طرف رخ کرتا ہوں کہ 25 ربیع الاول کا آفتاب طلوع ہوا ، پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نورِ محل کے در پر بابا پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی انتظار میں خاک پر بیٹھی ہیں ، نگاہیں سامنے والے راستے پر ہیں کہ ابھی بابا جان آتے ہوں گے

جیسا کہ عرض کر چکا ہوں کہ زندانِ شام جامع مسجد بنو امیہ کے بالکل قریب تھا اچانک پاک صغیرہ صلواۃ اللہ علیہا کی نگاہ اٹھی ، سامنے مسجد کا مینار نظر آیا کہ جس پر امام مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر امت نے آویزاں کیا ہوا تھا ، جیسے ہی معصوم کی

نگاہ پڑی ،فوراًاٹھ کھڑی ہوئیں اور سر پاک کو پہچاننے کی کوشش کرنے لگیں ، جیسے جیسے معصومؑ کو یقین ہوتا گیا کہ یہ میرے بابا جان کا سر مبارک ہے، چہرے پر زردی چھانے لگی ، جب جناب صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو پکا یقین ہوگیا کہ یہ میرے پیارے مظلوم بابا کا سر اطہر ہے تو دونوں ہاتھوں سے سر کو پکڑ کر بیٹھ گئیں

☆ تبکی و تقول واابتاہ وا قرۃ عیناہ وا حسیناہؑ

اور روتے ہوئے بین کرنے لگیں کہ ہائے میرے بابا جان ...... ہائے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بابا ...... اس کے بعد ہائے حسینؑ ہائے حسینؑ کہتے ہوئے ماتم کرنا شروع کردیا ...... رو کے فرمانے لگیں کہ مجھ سے تو یہ کہا جارہا تھا کہ آپ سفر پر گئے ہیں ، میں تو آپ کی واپسی کی آس لگائے بیٹھی تھی ، مجھے یہ تو کسی نے نہیں بتایا کہ امت لعین نے آپ کی یہ حالت کردی ہے، آپ نے یہ کیا رنگ اپنایا ہے

تمام مستورات صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے قریب آ گئیں ،سب دلاسے دینے لگیں ،مگر شہزادی پاک زمین پر بیٹھ گئیں ، منہ پر ماتم کرتی جاتیں اور رو رو کر پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام سے عرض کرنے لگیں کہ بابا جان ! مجھے اپنے ساتھ لے جائیں ، میں یہ درد برداشت نہیں کرسکتی ہوں ،آپ سے اتنے فاصلے پر اب میرا رہنا بہت مشکل ہے، یہ ظلم برداشت کر کے میں دنیا میں زندہ نہیں رہ سکتی ،اب مجھے آ کر لے جائیں

پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پہلے منہ پر ماتم کیا ، پھر سینے پر ماتم کرنے لگیں ، مستورات پاک صلواۃ اللہ علیھن میں کہرام بپا ہوا ، کہ اچانک پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے زمین کو شرف بخشا ، جناب علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے آپ کو زمین سے اٹھایا اور اپنی آغوش میں لیا ، دیکھا تو آپ کے ہونٹوں سے خون

جاری تھا

پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ایک الوداعی بین کیا کہ بابا میں اب دنیا میں نہیں رہ سکتی، زمین لرزہ براندام ہوئی، اور پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا خاموش ہوگئیں، شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا روتے ہوئے فرمانے لگیں کہ عاؑبد لعل! اٹھو ہم دکھیوں پر ایک اور قیامت ٹوٹ پڑی ہے، آپ کی صغیرہ بہن صلواۃ اللہ علیہا کا جگر نازک تھا، بڑے درد برداشت کرتی رہی تھی مگر آج پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر دیکھ کر خود بھی دنیا سے منہ موڑ گئی ہے

تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہا نے مسجد کے مینار کی طرف رخ کر کے روتے ہوئے عرض کیا کہ کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام! آپ کی لاڈلی بیٹی صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہمیں چھوڑ گئی ہیں، یہ سن کر بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کو غش آ گیا ہے، اب آپ ہی کسی کو بھیجیں کہ جو آ کر میرے بیمار بیٹے کی مدد کرے، ان کا غسل و کفن کرنا ہے، اکیلے کیا کریں گے، کوئی بیمار کو جگائے، اکیلا کیسے لاش اٹھائے گا؟ یہ مالک عرشِ عظیم کی بیٹی ہے، کوئی تو اس کی تجہیز تدفین کرائے، شام کے ظالم ماحول میں کوئی تو ہو جو جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام کا ساتھ دے سکے

سارے عزادار اشک برساتی آنکھوں کے ساتھ دعا کرو کیونکہ یہ قبولیت دعا کا وقت ہے کہ اے خلاقِ عالمین! اب تو ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا خروج و ظہور جلد ہو تا کہ یہ غم زدہ اور درد رسیدہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن تمام آلام و مصائب بھول کر ہمیشہ کیلئے آباد و شاد ہوں، اپنے مسافر بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ یہ پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پھر آباد ہوں، آلِ نبی علیہم الصلواۃ والسلام کے سب دکھ درد اب

ختم ہوں، ہمارے پاک وارثؑ کے مقصدعظیم کی تکمیل جلد از جلد ہو، اور دائمی حکومت اِلٰہیہ قائم ہو

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَاِئمِہِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 15

زندان شام

(حصہ پنجم)

شام کے نور محل میں پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن رہائش پذیر ہیں، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی اقامت گاہ کے بالکل سامنے ایک اور کمرہ ہے جو انتہائی بوسیدہ اور چھت کے بغیر ہے، یہاں پر بیمار کربلا جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام کا قیام ہے، اس کے ساتھ دمشق کی جامع مسجد ہے

3 ربیع الثانی 30 دسمبر 681ء بروز جمعہ (قدیم کیلنڈر) اور جدید کیلنڈر کے مطابق اتوار کا دن ہے، ظہر کا وقت ہے، مسجد میں خطیب جمعہ کا خطبہ دینے میں مصروف ہے، امام زین العابدین سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام اپنے بوسیدہ کمرے میں اس ملعون کا خطبہ سماعت فرما رہے ہیں، بنی امیہ کی تعریف کے بعد اس ملعون خطیب نے جونہی پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے بارے میں زبان کھولنا شروع کی تو اسیر رنج ومحن امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے پاک وارث علیہ الصلواۃ والسلام فوراً اٹھے اور جلدی سے درِ مسجد پر تشریف لائے، پوری مسجد مخلوق سے پر تھی، فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعون نمازِ جمعہ پڑھانے کیلئے پہنچ چکا تھا، اور منبر کے ساتھ پیش نماز کے مصلے پر بیٹھا ہوا خطبہ سن رہا تھا

امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام مخلوق کو عبور کرتے ہوئے خطیب ملعون کے پاس پہنچے اور فرمایا

☆ ویلك ایها الخاطب اشتریت مرضات المخلوق بسخط الخالق

اے ملعون ازل! تمہارے لئے ویل ہے، تو نے مخلوق کی خوشی کی خاطر اللہ کی ناراضگی اور جلال کو للکارا ہے

یہ فرمانے کے بعد آپ ملعونِ شام کے قریب تشریف لے گئے اور اس سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ

☆ ایذن لی حتیٰ اصعد هذه الاعواد

کیا مجھے اس منبر پر جانے کی اجازت ہے کہ ہم بھی اہل شام سے دو چار باتیں کر لیں، اس ملعونِ ازل نے عرض کیا کہ میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دے سکتا ہوں، ملعونِ شام کے انکار پر سارا مجمع کھڑا ہو گیا اور شور مچانے لگا کہ انہیں منبر پر جانے کی اجازت دی جائے

ملعونِ شام کہنے لگا کہ تم لوگ نہیں جانتے یہ افصح الفصحاء گھرانے کے فرد ہیں

☆ فانه من اهل زقوا العلم زقاقا

یہ اس پاک خاندان علیہم الصلوٰۃ والسلام سے تعلق رکھتے ہیں کہ جن کی گھٹی میں علم شامل ہے، سارے ارکانِ حکومت نے کہا کہ یہ تیرے خلاف کیسے کلام کر سکتے ہیں؟ یہ بظاہر تو تیرے اسیر ہیں، اور کوئی قیدی حاکم کے خلاف کیسے بول سکتا ہے؟ تو انہیں خطاب کی اجازت دے دے، ملعون پھر بولا کہ یہ کسی کے اسیر نہیں بلکہ تسلیم و رضا کے قیدی ہیں، اب تم لوگ اصرار کر رہے ہو تو میں اجازت دے دیتا ہوں

ملعونِ شام نے اجازت دی اور امام پاک زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام دمشق کی

جامع مسجد کے منبر پر جلوہ افروز ہوئے، مجمع پر سکوت کا عالم طاری ہے کہ اب یہ کیا کلام کریں گے؟ سامنے ملعون شام بھی موجود ہے، جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام نے بڑے دھیمے لہجہ میں آہستہ سے خطبے کا آغاز کیا اور فرمایا کہ

☆ الحمد الله الذی لا بدایة له الدائم الذی لا نفاد له الاول الذی و لا اول لاولیة الاخر الذی لا آخر لاخرة الباقی بعد الفناء الخلق قدر اللیالی و الایام و قسمه فیما بینهم الاقسام فتبارك الله الملك العلام معاشر الناس من عرفنی فقد عرفنی و من لم یعرفنی فانا اعرفه بنفسی انا ابن مكة و منیٰ انا بن زمزم و صفا انابن من حمل الركن باطراف الردا و انا ابن خیر من انتعل و احتفیٰ انا ابن خیر من طاف و سعیٰ انا ابن من حج و لبیٰ و انا ابن من حمل علیٰ البراق فی الهوا انا ابن من اسری به من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ علی فاستعلی انا ابن من بلغ الی سدرةالمنتهیٰ و انا ابن من دنیٰ و فتدلیٰ فكان قاب قوسین او ادنیٰ و انا ابن من صلی بملائكة السماء مثنیٰ و انا ابن من اوحیٰ الیه الجلیل ما اوحیٰ انا بن محمد المصطفیٰ صلی الله علیه و آله انا ابن من لا یخفیٰ انا بن من ضرب خراطیم الخلق حتیٰ قالواله الا الله انا بن من ضرب بین یدی رسول الله صلی الله علیه وآله بسیفین و طعن برمحین و هاجرالهجرتین و بائع البیعتین و قاتل ببدر و حنین و لم یكفر بالله طرفة العین انا بن صالح المومنین و وارث النبیین و قامع الملحدین و یعسوب المسلمین و نور المجاهدین و زین العابدین و تاج البكائین و اصبر الصابرین و افضل القائمین من آل یاسین رسول رب العالمین انا ابن المؤید بجبرئیل المنصور بمیكائیل الحامی عن حرم المسلمین و قائل المارقین و الناكثین و القاسطین و المجاهد اعداء الله و افخر من مشی من قریش اجمعین و اول من اجاب و استجاب لله و لرسوله من المومنین و اول السابقین

و قاسم المعتدین و مبد المشرکین و سهم من مرامی الله علیٰ المنافقین لسان حکمة العابدین و ناصر دین الله و ولی امر الله و بستان لحکمة الله و عیبة علم سمح سخی بهلول زکی ابطحی رضی مقدم همام صابر صوام مهدب قوام قاطع الاصلاب مفرق الاحزاب اربطهم عنانا و اثبهم جنانا و امضاهم عزیمه اشدهم(معصومه) اسف بسل لطحنهم فی الحروب اذا ازدلفه الا سنة و قربت الا عنه طحن الرحا ویدر و هم فیها زر و الریح الهثیم لیث الحجار کبش العراق مکی مدنی خیفی عقبی بدری اهدی شجری مهاجرتی من العرب سیدها او من الوغا لیثها وارث المشعرین ابوالسبطین الحسن و الحسین ذاك جدی امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام انا بن سیدة النساء العالمین فلم یزل یقول انا انا حتی ضج الناس بالبکا و الخیب لا ینقطع معرفی ایها الناس انا ابن القتول ظلماً انا ابن بکت علیه ملائکة السماء انا ابن المجزور الرس من القفا انا ابن العطشان حتی قضی انا ابن الطریح بکربلا انا ابن من ناحت علیه الجن فی الارض و الطیر فی الهوا انا ابن من راسه علی السنان یهدی انا ابن من حرمه من العراق الیٰ الشام تسبیٰ انا ابن من ضریحه بکربلا انا ابن من راحت انصاره تحت الثری انا ابن من زجت اطفاله من غیر سوی انا ابن من اضرمه الاعدا فی خیمة لظی انا ابن من اضحی صریعا بالتقی انا ابن من لا له غسل و لا کفن یری انا ابن من رفعوا راسه علی القنا انا ابن من هتك حریمه

ایها الناس ان الله تعالیٰ و له الحمد ابتلانا اهل البیت ببلاء حیث جعل رایة الهدی و العدل و التقیٰ فینا و جعل رایة الضلالة و الردیٰ فی غیرنا فضلنا اهل البیت اعطنا ستا و فضلنا بسبع الله اعطینا بالقائمه و الحلم و الشجاعة و السماحة و المحبة و المحلة فی قلوب المومنین و رتانا ما لم یوت احدا من

العالمین فینا اختلف الملائکة و تنزیل الکتب و فضلنا بنبوت و بالامامت

﴿ مفہوم خطبہ طیبہ ﴾

پہلے ذرا منظر ذہن نشین کرلیں کہ بنی امیہ کی جامع مسجد ہے، جس میں شامی ملاعین موجود ہیں، تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے، مخلوق کا اژدھام ہے، ملعونِ ازل یزید ابن معاویہ سامنے بیٹھا ہوا ہے، عوام پر ایک سناٹا چھایا ہوا ہے، ہر آدمی حیران ہے کہ خالق نے یہ کیسا سبب بنایا ہے، سامنے منبر پر مالک منبر جناب سیدالساجدین جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام تشریف فرما ہیں، جن کی ہیبت اِلٰہیہ کو دیکھتے ہوئے ہر قلب و جگر پر ایک رعب طاری ہے، آج انھوں نے اہل شام سے خطاب کرنا ہے اس لئے اکثر آدمیوں کے چہرے متغیر ہیں، فرعونِ ازل یزید ابن معاویہ ملعون خود بھی خوف زدہ مگر خاموش ہے، کہ اجازت تو دے دی ہے خدا جانے اب یہ کیا کچھ بیان فرمائیں گے؟

واضح رہے کہ جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام کو اس ملعون ازل نے مجبوراً کلام فرمانے کی اجازت دی تھی کیونکہ اس وقت کے سیاسی حالات کے پیشِ نظر عوام کی رائے یکسر مسترد کرنے کا یہ ملعون متحمل نہیں ہوسکتا تھا

اسی اثناء میں وارثِ منبر سلونی افصح الفصحاء امام علیہ الصلواۃ والسلام نے بسم اللہ پڑھ کر تلاوت قرآنِ کریم سے خطبہ کا آغاز کیا اور فرمایا کہ

سب سے پہلے حمد ہے اس پاک ذات کی کہ جو ذاتیت سے اجل وارفع ہے، جو پاک ذات قائم و دائم ہے، اور کائنات کا قیام جس کی قدرتِ اعلیٰ کا مظہر ہے

جو بعد از فنائے خلق باقی ہے، جو بعدیت سے دور ہے، جو ابدیت سے پاک ہونے کے باوجود ہر ایک آخر سے بھی آخر ہے، جو ہر اولیت سے ارفع و اعلیٰ ہونے کے باوجود ہر ایک اول سے بھی اول ہے، جو شب و روز کا مالک مطلق ہے، دن اور رات بنانے والا ہے، جو سمیع و علیم و بصیر ہے، جس کی ذات پاک باری وتعالیٰ ہے

جو ہمیں جانتے ہیں وہ تو جانتے ہی ہیں، اور جو نہیں جانتے انہیں ہم بتائے دیتے ہیں، کیونکہ خود ہم سے زیادہ ہماری پاک ذات سے کوئی واقف ہی نہیں ہے

اس لئے آج ہم کچھ اظہارِ ذات کرنا چاہتے ہیں

فرمایا کہ ہمیں پہچاننے کی کوشش کرو، ہم مکہ ازلی و ابدی کے فرزند ہیں، ہم نورِ منیٰ کے فرزند ہیں، ہم زمزم وحدت کے فرزند ہیں، ہم نورِ صفا و مروا ہیں، ہم حجر الاسود حقیقی کے فرزند ہیں، ہم ذات اعلیٰ کے فرزند ہیں، ہم ان کے فرزند ہیں کہ جو وحدت کے طائف نور تھے، ہم اپنے پاک و طاہر اجداد طیبین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فخر ہیں

ازل سے ابد تک جتنے حاجی حج کر چکے ہیں یا کریں گے ہم ہی ان سب کا فخر اور ان کی روح رواں ہیں کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم ہی کعبۂ کل ایمان ہیں، ہم ان کے نورِ چشم ہیں کہ جو صاحب معراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، براق کے شاہسوار ہیں، کہ جنہوں نے چشم زدن میں ارض وسماوات کا طویل سفر طے فرمایا، جو شب اسریٰ وحدت کبریٰ کی خلوتِ ذات میں وارد ہوئے تھے، جو خالق اکبر کے مہمان بن کر مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ اعلیٰ تک پہنچے تھے، سبع سماوات طے فرمانے کے بعد

مقام سدرہ سے ہوتے ہوئے جو عرش عظیم پر اللہ تعالیٰ کے مہمان بنے تھے، جو پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مقام قاب وقوسین پر نقش کف نعلین ثبت فرماتے ہوئے اوادنیٰ کی منزل پر فائز ہوئے تھے، جو حریم وحدتِ ذات میں قیام پذیر ہونے کے بعد اوحیٰ ما اوحیٰ کے حامل ہوئے، جو رب الارض کے نورِ اول تھے کہ جن کی اولیت ذات کی کوئی حد قائم نہیں کی جا سکتی، جن کی پاک ذات پر خود خالق صلوات پڑھتا ہے، جن کا نام پاک خالق نے اپنے اسم ذات سے مشتق کرتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رکھا

ہمارے پاک جد اطہر سرکار امیر المومنین امام المتقین جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہما الصلواۃ والسلام ہیں کہ جو غالب علیٰ کل غالب ہیں، جن کی ذات گرامی کسی سے مخفی نہیں ہے، بلکہ جو اشہر فی الکونین ہیں، جو سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روبرو ضارب بالسیفین ہیں، جو بیک وقت دو نیزوں سے دشمن پر حملہ آور ہوتے ہیں اس لئے طعن بالرمحین کہلاتے ہیں، جو فاتح احد و بدر وحنین ہیں، کہ جن کی ذوالفقار برق فشاں نے کفار کے تمام نامور جوانوں کی گردنیں جھکائیں، اور جب تک کلمہ نہیں پڑھایا تھا اس وقت تک ان سے نبرد آزما رہے، جنگ احد میں کفر کے تمام آزمودہ کار جن کی تیغ کا لقمہ بنے، میدانِ صفین میں دشمنانِ اسلام کا صفایا کیا، نہروان میں خوارج کو تہس نہس کیا اوران کا نام ونشان مٹا کر رکھ دیا، جنھوں نے مارق، قاسط، ناکث، مرحب وعنتر کو پاؤں تلے روندا، خدا و رسول کے تمام دشمنوں کی جان کا نذرانہ دوزخ کو پیش کیا، منافقین ومشرکین کو خازن جہنم کے حوالے کیا، جن کی پاک ذات اللہ تعالیٰ کی طرح ازل سے کفر وشرک سے منزہ و

پاک ہے، جو جوانانِ جنت کے ذی عزت سرداروں یعنی حسنینؑ شریفین علیہما الصلواۃ والسلام کے پاک بابا ہیں، جنہوں نے دو مرتبہ ہجرت فرمائی، جو بائع بیعتین ہیں، جو ازل سے لے کر ابد تک کے مومنین اور متقین کے امیر ہیں، صالح المومنین ہیں، وارث انبیاء و مرسلین ہیں، یعسوب المسلمین ہیں، جنہوں نے جہاد کرتے ہوئے کفر و شرک کے تمام قلعوں کو مسمار کر دیا، جو نورِ مجاہدین ہیں، گریہ کرنے والوں کے سرتاج و سردار ہیں، زین العابدین ہیں، سلطان الصابرین ہیں، اشرف العالین ہیں، شب زندہ داری میں روحِ آلِ یٰسین ہیں، جو تاجدارِ انبیاء خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک داماد ہیں، جن کی جبرائیل نے تائید کی، میکائیل جن کی نصرت کرنے پر فخر و مباہات کرتا ہے، جن کی پاک ذات پر قریش کو آج تک فخر ہے، جو زینت حرمین ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت و تائید میں جنہوں نے سب سے پہلے لبیک کہا، جو اللہ تعالیٰ کے مقصد اعلیٰ میں شریک ہیں، دین خدا کے سب سے بڑے ناصر ہیں، اللہ کی لسان ناطق ہیں، سابقین کے سردار ہیں، ولی الامر ہیں، زمین و زمان کے مالک حقیقی ہیں، کل کونین کے متصرف اعلیٰ ہیں، چمن حکمت ہیں، اللہ تعالیٰ کے علم کل کا ظرف ہیں، مرکز معصومین علیہم الصلواۃ والسلام ہیں، اسرارِ الٰہی کے مخزن و مصدر ہیں

اس کے بعد فرمایا کہ مجھے پہچانو! میں اس مقتول جفا حسینؑ ابن علیؑ علیہما الصلواۃ والسلام کا فرزند ہوں کہ جسے پیاسا شہید کیا گیا ہے، جس مظلوم کی تین دن کی پیاس کو آب شمشیر سے بجھایا گیا ہے، جن کو بیکسی کے عالم میں پس گردن شہید کر کے سر اطہر کو بلند کیا گیا، جن کی غربت و مظلومیت پر ملکوتِ ارض و سما، جنات اور طیور نے گریہ

کیا، ظالمین اور ملاعین ازل جن کے پاک سر کو تحفہ بنا کر تمہارے پاس لے آئے ہیں، جن کے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیھن کو عراق و شام کے بہت سے شہروں میں پھرایا گیا اور ان کی تشہیر کی گئی، ہتک حرمت کی گئی

لاکھ حمد ہے اس خالق حقیقی کیلیئے کہ جس نے ہماری ذات کے توسط سے اپنی مخلوق کو آزمایا ہے، جس نے علم و حکمت اور ہدایت کلی کا ہمیں امین قرار دیا ہے، کفر و نفاق کی گمراہی کا پھندا ہمارے دشمنوں کے گلے میں ڈالا ہے، جس پاک ذات نے عدل و تقویٰ کا مرکز ہمارے گھر کو قرار دیا ہے، جس نے ہمیں اپنی ذاتی صفات سے متصف فرمایا ہے، جس نے علم، حلم اور شجاعت کا اکلیل ہمارے سر پر سجایا ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سماحت (جوانمردی و بہادری) ہمارے لئے باعث افتخار ہے، کل مومنین کے دل ہماری الفت و مؤدت سے ہمیشہ منور رہتے ہیں

ہمارے سات فضائل ایسے ہیں کہ جو اور کسی کے حصہ میں نہیں آئے ہیں

ہمارے ہی گھر اطہر کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم المرسلین بن کر تشریف لائے، جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب حمزہ علیہ الصلواۃ والسلام جیسی عظیم المرتبت شخصیات نے ہمارے ہی گھر کو زینت بخشی، اس سے بڑھ کر پاک حسنینؑ شریفین علیہما الصلواۃ والسلام ہماری عظمت کا نشان بن کر تشریف لائے کہ جو سرمایہءِ توحید و رسالت ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاک گھر کو امامت کیلیئے منتخب فرما کر احسان عظیم کیا ہے، کہ رہتی دنیا تک ہمارا گھر ہی مخزن و مصدرِ امامت رہے گا، اور سب فضیلتوں سے بڑھ کر ہمارے گھر کی فضیلت یہ ہے کہ سرکار قائم آل محمدؐ، منتقم مظلومین اولین و آخرین عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا ورودِ مسعود ہمارے ہی گھر اطہر

میں ہو گا کہ جو اس زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے کہ جس طرح یہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی ، جو رب الارض و السماء ہیں ، جن کے دست ید اللّٰہی سے ہی آلِ محمدؐ علیہم الصلواۃ والسلام کی ابدی اور دائمی حکومت اِلٰہیہ کا قیام عمل میں آنا ہے

جس وقت امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے مصائب کے فقرے ادا فرمانا شروع کیئے تو پورے مجمع میں کہرام مچ گیا

☆فخاف یزید علیه لعن فتنة

ملعونِ شام پر خوف طاری ہوا کہ اب مسجد میں ہنگامہ نہ اٹھ کھڑا ہو، اس نے فوراً مؤذن کو حکم دیا کہ اَذان شروع کرے تا کہ جمعہ کی نماز قضا نہ ہو جائے

مؤذن اٹھا اور اس نے منبر کے پاس کھڑے ہو کر اَذان شروع کی ، جب اس نے کہا ''اللہ اکبر'' امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا

☆ کبرت تکبیرا عظمت عظیما و قلت حقا ولا اکبر شی من الله

کہ ہمارا ہر موئے بدن گواہی دیتا ہے کہ اللہ عظیم ترین ہے اور اس سے بڑھ کر اکبر کوئی چیز ہے ہی نہیں ، اس کے بعد جب مؤذن نے آواز دی کہ

☆اشهد ان محمدؐ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے ، فرمایا مؤذن یہیں تھوڑا سا توقف کر ، مگر اس ملعون نے دوبارہ شہادتِ ثانیہ ادا کی

جب وہ ملعون آپ کے کہنے کے باوجود نہ رکا تو

☆ثم بکیٰ و رمیٰ العمامة من راسه و رمیٰ بها الی المؤذن

اس وقت امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے جلال کبریا کا مظاہرہ فرمایا ، عالم جلال میں

روتے ہوئے عمامہ سر سے اتار کر مؤذن کے منہ پر مارا اور فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی، ہم حکم دے رہے ہیں کہ رک جا اور تو اَذان دیئے جا رہا ہے

پروردگارِ عالم کی قسم مجھے اس بات کا جواب دے کہ جن کا پاک نام تو نے اَذان میں بلند کیا ہے، وہ میرے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، یا ملعونِ شام یزید ملعون کے، کہ جو منبر کے سامنے سجادہ پر بیٹھا ہے

اس کے بعد مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر یہ ملعون یہ کہے کہ یہ اس کے نانا کا نام ہے، تو بتاؤ کہ اس سے بڑا جھوٹا کوئی اور ہوگا؟ اور اگر یہ کہے کہ یہ ہمارے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے تو اس سے پوچھو کہ اس ملعونِ ازل نے ہم پر ظلم کے جو پہاڑ توڑے ہیں، یہ کس جرم میں؟ کیا ہم نے اپنے نانا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے؟ اگر نہیں کی تو اس نے ہمارے پاک خون سے ہولی کیوں کھیلی ہے؟

تمام مجمع سے گریہ کی آواز بلند ہونے لگی تو ملعونِ شام مصلےٰ چھوڑ محل کی طرف روانہ ہوا اور جاتے ہوئے کہتا جا رہا تھا کہ

☆لا حاجة لی فی الصلواة ......اب میرے لئے نماز کی ضرورت نہیں ہے

منہال ابن عمرو اس جمعہ کے خطبے میں موجود تھا، وہ بیان کرتا ہے کہ اس خطبے کے بعد ملعونِ شام لوگوں سے خائف رہنے لگا، کیونکہ جب امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام خطبہ دے چکے اور اپنا مکمل تعارف کروا چکے تو ملعونِ شام کے جانے کے بعد امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کے گرد لوگ جمع ہو گئے اور اظہارِ معذرت کرنے لگے کہ ہمیں حقیقت سے لاعلم رکھا گیا تھا، ہم نے جو کچھ کیا وہ بے خبری اور لاعلمی میں کیا

ان حالات کی تازہ بہ تازہ اطلاعات ملعونِ شام کو پہنچ رہی تھیں
اس خطبے کے بعد لوگ امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی زیارت کیلئے زندانِ شام میں بھی آنے لگے، امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن سے الگ ایک کمرے میں تشریف فرما ہوتے تھے اور لوگ وہیں زیارت سے مشرف ہوتے تھے، اور ساتھ ہی آپ کے کلام معجز بیان سے مستفیض ہوتے رہتے تھے

﴿ واقعہ منہال ابن عمرو ﴾

اس دوران ایک واقعہ ہوا کہ منہال ابن عمرو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کرتا ہے کہ میں بازار دمشق سے سودا سلف خرید کر واپس جا رہا تھا
یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ زندانِ شام بازار سے ملحق تھا اور درِ زنداں شہر کی طرف کھلتا تھا......، میں بازار سے ہوتا ہوا جامع مسجد کے پاس سے گزر کر دمشق کی آبادی کی طرف روانہ ہوا، چند قدم چل کر میں نے دیکھا کہ امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام اپنے لختِ جگر کے ہمراہ مسجد سے آنے والے راستے پر کھڑے ہیں
ان کی حالت زار دیکھ کر میں رک گیا، امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وارث پر 25 سال کی عمر میں عالم ضعیفی طاری تھا
☆یتوکاء علیٰ عصا و رجلاہ کانهما قصبتان والدم یسیل من ساقیه والصفرة قدازدادت علیه
سرکار پاک علیہ الصلواۃ والسلام عصا کے سہارے کھڑے تھے مگر کمر خمیدہ تھی، پنڈلیاں

انتہائی نفیس اور کمزور ہو چکی تھیں اور ان سے خون جاری تھا، کیونکہ امت نے اگر چہ محدود عرصے کیلئے زیور پہنائے تھے مگر ان کے آثار ابھی تک باقی تھے، چونکہ مزاجاً آپ بے حد نفیس و نازک طبع تھے، میں نے رخِ انور پر نگاہ کی تو چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی

منہال کہتا ہے کہ میں نے امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رسمی حال پوچھا اور کہا

☆کیف اصبحت یابن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اے فرزند رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی صبح کس طرح ہوئی

(عرب کا دستور ہے کہ اگر کسی سے حال احوال پوچھیں تو یہی کہتے ہیں کہ آپ کی صبح کیسے ہوئی)

امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رو کر فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا غرض کہ ہماری صبح کیسے ہوئی ہے، ہمارا حال جو بھی ہو تمہیں پوچھنے کی ضرورت کیا ہے؟ اب تو نے جو رسمی طور پر پوچھا ہے کہ صبح کیسی ہوئی؟ تو سن

☆کیف حال من اصبح و قد قتل ابوه و قتل انصاره

اس کی صبح کا کیا پوچھتے ہو کہ جس کا پدر بزرگوار بے دردی سے شہید ہوا ہوا اور جس کے سارے عزیز و اقرباء و احباب شہید کر دیئے گئے ہوں

☆کیف حال من اصبح اسیراً و غریباً

اس کا حال کیا پوچھتا ہے کہ جس کی صبح اسیری میں اور شام غربت اور مسافری میں ہو

☆و نسائی الیٰ الان ما شبعن بطونهن ولا کسون رؤ سهن نائحات اللیل والنهار

تو اس غریب کا حال کیوں پوچھتا ہے؟ کہ جس کے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن نے ابھی تک سیر ہو کے کھانا نہ کھایا ہو، جس کی دردرسیدہ مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے سر چھپانے کی جگہ نہ ہو، جو رات دن عزاداری میں مصروف ہوں، گریہ وزاری اور نوحہ خوانی میں مصروف ہوں، جو بچوں کو بجائے لوری کے نوحے سنا کے سلاتی ہوں، تو اس غریب الوطن سے رسماً پوچھتا ہے کہ اس کا کیا حال ہے؟

منہال نے بات بدلتے ہوئے عرض کیا کہ آقا! آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟

امام علیہ الصلواۃ والسلام نے عصا پر جھک کر فرمایا کہ ملعونِ شام نے دربار میں بلایا تھا، ہم دربار تک تشریف لے گئے تھے، مگر اب تو چند قدم چلنا محال ہو گیا ہے، ہم تھک جاتے ہیں، اب بھی تھک گئے تھے اس لئے تھوڑا سا دم لینے کیلئے رک گئے ہیں

منہال کہتا ہے کہ ان کے ہر فقرے میں بلا کا درد بھرا تھا اور غضب کی چوٹ تھی پھر میں نے بات کا رخ بدل کر عرض کیا کہ

☆سیدی و الیٰ این ترید ...... آقا! اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟

سر جھکا کر فرمایا کہ کیا بتائیں

☆المجلس الذی فیه لیس له سقف

ہم اس جگہ جا رہے ہیں کہ جہاں نہ چھت ہے، نہ سایہ ہے، نہ سردی کی کوئی رکاوٹ ہے، نہ تپش آفتاب سے بچانے والی کوئی چیز ہے

منہال کہتا ہے کہ میں نے کلام کا پہلو پھر بدلا اور عرض کیا کہ مولا! آپ کی رہائش کہاں ہے؟ میں ملنے آتا رہوں گا

جواباً رو کے فرمایا کہ منہال! اللہ نہ کرے کہ شرفاء پر کوئی برا وقت آئے، ہم

غریبوں کو کس نے مکان دینا ہے؟ ایک خستہ حال نورمحل ہے کہ جس کی چھت نہیں ہے، وہ تو ایک خرابہ ہے، سارے عرش مکیں زمین پر سوتے ہیں

پھر فرمایا کہ منہال مجھ سے زندان میں ملنے نہ آنا کیونکہ میں تنہا نہیں ہوں، میرے ساتھ رسول پاک کی بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن ہیں، سوائے پردۂ توحید کے ان کا کوئی پردہ نہیں ہے، ازل کے پردہ دار بڑا کٹھن وقت گزار رہے ہیں، تو مجھے ملنے نہ آنا

منہال کہتا ہے مجھے علم نہ تھا پاک مستورات جس نورمحل میں رہائش پذیر ہیں وہ وہاں سے قریب ہی تھا جب گفتگو نے طول پکڑا اور امام علیہ الصلواۃ والسلام کو دیر ہونے لگی تو ☆اذا بامراة تناديه

اچانک ایک پاک مستور کی صدا سنائی دی کہ سجاّد لعل علیہ الصلواۃ والسلام! آپ بہت کمزور ہیں اتنی دیر نہ کھڑے نہ ہوں، ساری پھوپھیاں در پہ منتظر کھڑی ہیں، میرے لعل شامیوں سے ہمارا اعتبار اٹھ گیا ہے، اندر آجاؤ، ہم ایک بیمار کے سہارے ہی تو جی رہی ہیں، جب امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے یہ آواز سنی تو فوراً نورمحل تشریف لے گئے

واقعاتِ زندان میں ہے کہ خداوند صبر وتحمل امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام ایک دن باہر تشریف لے گئے، جب واپس آئے تو پاک پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا کے رخ انور پر آثارِ اطمینان ملاحظہ فرمائے، حالانکہ اس سے پہلے ہمیشہ ان کے رخ انور پر اداسی چھائی رہتی تھی، علم اِلٰہی سے نگاہ کی پھر فرمایا کہ اللہ آپ کو سدا سکھی رکھے پھوپھی جان صلواۃ اللہ علیہا! آج کیا مشاہدہ کیا ہے کہ آپ بہت مطمئن نظر آ رہی ہیں؟ پاک معظّمہ طاہرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے لعل جب ہمارے بابا جان علیہ

الصلواۃ والسلام کی کوفہ میں آخری رات تھی، ان کا سر اطہر ہماری آغوش میں تھا، نصف شب کے بعد خلوت میں ہم نے عرض کیا تھا کہ بابا جان! یہ آپ نے کیا پسند فرمایا ہے، اچانک ہمیں تنہا چھوڑ کر چلے جانے کی کیوں سوجھی ہے؟

میری پیشانی چوم کر ایک سرد آہ بھر کے انہوں نے فرمایا تھا کہ میری پاک دختر اتنے مصائب سے گزرا ہوں کہ اگر کسی بچے پر آتے تو اس کا سر سفید ہو جاتا، کمر جھک جاتی، اور وہ انتہائی ضعیف ہو جاتا، اب تک تو سب کچھ برداشت کیا ہے مگر اب ہم تھک گئے ہیں

جس وقت بابا جان علیہ الصلواۃ والسلام یہ فرما رہے تھے تو انہوں نے ہمیں شام کے حالات سے بھی آگاہ فرمایا تھا اور جب ہم نے سارے حالات سنے تو ہم نے عرض کیا تھا کہ پیارے بابا جان علیہ الصلواۃ والسلام! اگر دکھوں دردوں سے کہیں ہم بھی تھک جائیں تو پھر کیا کریں؟ بابا پاک علیہ الصلواۃ والسلام فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ میری بہادر بیٹی! آپ نے دکھوں سے کہیں نہیں تھکنا ہے، اگر آپ نے تھک کے ہمت ہار دی تو آپ کے نانا سمیت ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی محنت پر پانی پھر جائے گا، ہماری ساری محنت برباد ہو جائے گی، آپ کے پیارے بھائی کے قافلہ کو کون سنبھالے گا؟ آپ نے کہیں بھی ہمت نہیں ہارنا ہے، ہم نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا، اسی لئے اب تک ہم سارے دکھ درد صبر و تحمل سے برداشت کرتے آئے ہیں، مگر اب شام کے گستاخ ماحول نے ہماری ہمت پست کر دی ہے

آج رات ہم نے روتے روتے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام سے عرض کیا کہ بابا! ہم نے

آپ سے وعدہ تو کیا تھا مگر اب ہمت جواب دے رہی ہے، ایک تو ضعیفی ہے اور آخر ہم مستور رہیں، اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کیا کریں؟

ہم اسی نور محل میں یہی عرض کرنے میں مصروف تھیں کہ عالم نیم خوابی میں ہم نے دیکھا کہ ہماری پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا یہاں تشریف لائی ہیں، سیاہ لباس ہے، پریشان زلفوں سے آپ کے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا خون ٹپک رہا ہے، جب ہم نے اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کا یہ حال دیکھا تو ہم ان کے قدموں میں جا کر گر پڑیں، اور روتے ہوئے عرض کیا کہ اماں! یہ آپ نے کیا حال بنایا ہوا ہے؟

فرمانے لگیں کہ میری بیٹی! اگرچہ ظاہراً ہم آپ کے ساتھ نہ تھے مگر ہر دکھ میں شریک تھے، آپ کو یاد ہوگا کہ روز عاشور آپ کے پاک بھائی نے فرمایا تھا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ ہمارے پاس نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بابا جان علیہ الصلواۃ والسلام اور پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا تشریف لے آئی ہیں، بیٹا ہم سب تو اس وقت بھی موجود تھے کہ جب آپ کے پیارے بھائی نے آخری سجدہ ادا کیا تھا، ظالم مصروفِ ظلم رہا، جب ضرب چلی اور آپ کا بھائی تڑپتا رہا تو اس وقت میں نے ہی ان کا پاک سر اپنی آغوش میں لیا تھا، تمہارے بھائی کے سر کو ظالم نے خود میری آغوش سے اٹھایا تھا...... پھر جب گیارہ محرم کی رات شام غریباں کے وقت آپ سب رو رہی تھیں اور بیمار بیٹے کو آغوش میں لے کر آپ نے موت کو بھی رلا دیا تھا، اس وقت آپ کی چادروں کو چوم کر میں نے ہی آنکھوں سے لگایا تھا

پھر شب یازدہم مقتل گاہ میں آپ نے خود میرے بین سنے تھے، ایک ایک زخم کو دیکھ کر میں لاش پر بین کرتی رہی، ہر بیٹی کے پردے کو دیکھ کر میں گریہ کرتی رہی،

جب شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں کے درد بھرے بین سنتی تو دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا تھا

یہ سب کچھ بتانے کے بعد پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے میرا سر بالکل بچپن کے انداز میں اپنی آغوش میں لیا، مجھے پیار کیا اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی! انشاءاللہ جلد ہی آپ کے دکھ ختم ہو جائیں گے، جب پاک حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر آپ کے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہُ الشریف تشریف لائیں گے، وہ آپ سب کے صبر عظیم کا بدلہ لیں گے، یہ طولانی دکھ ختم ہو جائیں گے، آپ دونوں بہن بھائی پھر آباد ہوں گے، آپ کی چھاؤں میں ہر بیٹے کی پاک جوانی پروان چڑھے گی

﴾آمین یارب العالمین﴿

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 16

﴿زندان شام﴾

(حصہ ششم)

[پاک معصومہؑ بی بی]

صلواۃ اللہ علیہا

تاریخ و کتب مقاتل میں کئی روایات ایسی ہیں کہ جو آل محمدؐ علیہم الصلواۃ والسلام کے دشمنوں نے اپنے باطل نظریات و مقاصد کے پیش نظر داخل کی ہوئی ہیں

سابقین میں سے تمام علمائے حق ایسی روایات کو دیکھتے اور خاموشی سے گزر جایا کرتے تھے کیونکہ ایک تو موضوع کی نزاکت اور تقدس اس کی اجازت نہیں دیتا تھا اور ساتھ ہی انہیں یہ اعتماد بھی تھا کہ شیعانِ امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام دشمن کی بات پر کبھی اعتماد نہیں کریں گے، اور نہ ہی کوئی دشمن ان کے سامنے پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے کسی پاک فرد کے بارے میں کوئی توہین آمیز روایت بیان کر سکتا ہے

اور اگر کوئی ملعون ایسی جرأت کرے گا تو جوتیاں ہی کھائے گا، اسی اعتماد کی بنیاد پر ایسی روایات کی تردید کرنے کی شاید ضرورت محسوس نہیں کی گئی تھی

لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ آل محمدؐ علیہم الصلواۃ والسلام کے دشمنان ملاعین نے شیعت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے، اور ایسی روایات کو بڑے آرام سے اپنی کتب میں لکھ رہے ہیں، جو کسی آنے والے طوفان کی خبر تک نہیں ہونے دے رہے ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ پوری روایت لکھنے کی بجائے اس کے وہ اجزا لکھ دیتے ہیں جو بظاہر نا قابل گرفت ہوتے ہیں، مگر باقی توہین آمیز روایت کی تصدیق و تائید کرتے ہیں اس لئے آج میں ایک ایسے موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں کہ جس پر گفتگو کرنے کی نہ منبر کا تقدس اجازت دیتا ہے اور نہ ہی ضمیر ایسی بات کو سننا پسند کرتا ہے

مگر موجودہ شیعت کی بے حسی اور دشمن کی چالا کی سے ڈرتے ہوئے یہ بات کر رہا ہوں تا کہ آنے والے وقت میں کسی کو لاعلمی کی بنا پر گمراہ نہ کیا جا سکے

دوستو! قطقطانیہ کوفہ کے قریب ایک علاقہ ہے، وہاں ایک حسین نامی شخص رہتا تھا جو یمنی مسلمانوں میں سے تھا، اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ''امیمہ'' تھا

امیمہ اپنے وقت کی خوبصورت عورت شمار ہوتی تھی، اس کی آواز بہت اچھی تھی، وہ بہ یک وقت شاعرہ، رقاصہ اور گلوگارہ تھی، گانا بجانا ہی اس کا پیشہ تھا، یعنی وہ خود گیت لکھتی تھی اور رقص و سرود کی محفلوں میں گاتی تھی

مگر وہ بڑی زیرک اور چالاک تھی، اس کا کام عیاش امیر زادوں کو لوٹنا تھا، اس لئے لوگ اسے ''سکین'' (تیز دھار چھری) کہتے تھے

اس کا گانا بجانا، رقص، عشقیہ شاعری، حسن اور آواز ایسی چیزیں تھیں کہ جن کی ساحرانہ طاقت سے اس نے کوفہ کے تمام عیاش لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا ہوا تھا

اس امیمہ یا سکین نے آخر ایک نوجوان کو اپنے جال میں پھنسایا اور منہ مانگے

پیسوں پر اس سے شادی رچائی، اس نوجوان کا نام اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان تھا، شادی کے بعد اصبغ کے ساتھ اس نے چند سال گزارے مگر چین سے نہ رہ سکی، تو ایک دوسرے جوان کو اپنے دام زلف کا اسیر کیا، جس کا نام زید بن عمر بن خلیفہ عثمان تھا، امیمہ نے کئی سال اس کے ساتھ گزارے مگر وہ بھی اس کی بدکرداری سے تنگ آ گیا اور اسے طلاق دے دی، وہ چاہتی بھی یہی تھی

اس سے طلاق لینے کے بعد اس نے عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم سے شادی کی اور کافی عرصہ گزارا، اور یہیں پر اس نے ایک بچی کو بھی جنم دیا، جس کی شادی بعد میں عباس بن ولید بن عبدالملک سے ہوئی تھی

امیمہ عبداللہ بن عثمان کے ساتھ بھی نباہ نہ کر سکی اور اسے طلاق ہوئی، پھر اس نے ایک عمر رسیدہ آدمی کو تاڑا، جس کا نام مصعب بن زبیر بن عوام تھا

واضح رہے کہ مصعب بن زبیر وہ ملعون ہے کہ جس نے جناب مختار بن ابوعبیدہ ثقفی سلام اللہ علیہ کو شہید کیا تھا

مصعب بن زبیر نے جب امیمہ کو شادی کی دعوت دی تو اس نے اپنا حق مہر ایک لاکھ دینار بروایت دیگر ایک لاکھ درہم مانگا، جو اس نے ادا کر دیا اور شادی ہوگئی اس بات کو کئی شاعروں نے نظم بھی کیا تھا کہ عرب میں "سکین" سے زیادہ کسی کو حق مہر نہیں ملا ہے، شادی کے بعد اس پر ضعیفی کے آثار رونما ہونے لگے اور یہ مزید کسی اور کو شکار نہ کر سکی، اس لئے مصعب کے ساتھ کوفہ سے مدینہ آ گئی

یہاں صرف شعراء کو جمع کر کے مشاعرے وغیرہ کراتی تھی اور ان مشاعروں میں یہ خود گاتی بھی تھی

جس زمانہ میں عبداللہ بن زبیر نے مصعب کو کوفہ جناب مختار سلام اللہ علیہ سے جنگ کیلئے روانہ کیا، اسی دوران یہ سکین مرگئی لیکن مرتے وقت اس نے وصیت کی کہ میری لاش پر میرے شوہر نامدار کو ضرور بلانا

مصعب چونکہ اس وقت کوفہ میں تھا اس لئے اس کی لاش کو رکھ دیا گیا، گرمی کا موسم تھا، لاش متعفن ہوگئی اور اتنی بدبو پھیلی کہ لوگوں نے جناب محمد نفس ذکیہ علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ سے 400 دینار لے کر اس کی لاش پر عطر و عود مشک کی خوشبو ڈالی مگر پھر بھی لاش اٹھانا مشکل تھی، اس لئے لوگوں نے اسے شوہر کی آمد سے قبل ہی دفنا دیا، اس کی عمر اس وقت 110 یا 90 سال تھی، یہ ہے اصل کہانی

اب آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اس بات کا مجلس سے کیا تعلق ہے؟

سامعین گرامی! بات یہ ہے کہ جس وقت بنی عباس نے بنی امیہ کے خلاف واقعہءِ کربلا کو سیاسی اشو بنایا تو اس وقت بنی امیہ نے بنی عباس کی تحریک کو کمزور کرنے کیلئے ایسی روایات گڑھوائیں کہ جس سے ان کی پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کے ساتھ رشتہ داری ثابت ہو، اور کربلا کے واقعات کو مکمل طور پر مٹانے کی کوشش بھی کی گئی

یہاں ایک تھوڑی سی وضاحت اور کرتا چلوں کہ اس وقت واقعہءِ کربلا کے حوالے سے دونوں طرف کام ہو رہا تھا، ایک طرف بنی عباس کے لوگ تھے، جو اس واقعہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے، اور بنی امیہ کے مظالم میں مبالغہ کی حد تک اضافہ کرتے ہوئے بلا امتیازِ حقیقت توہین آمیز روایات کو وضع کروا رہے تھے تا کہ عوام کے دلوں میں بنی امیہ کے خلاف زیادہ

سے زیادہ نفرت پیدا کی جا سکے، دوسری طرف بنی امیہ کے لوگ اپنے آباء و اجداد کے مظالم کی پردہ پوشی کیلئے اصل واقعات کو چھپانے اور مسخ کرنے کی سرتوڑ کوشش میں مصروف تھے تا کہ بنی عباس کامیاب نہ ہوسکیں

افسوس کی بات یہ ہے کہ اس دوطرفہ کاروائی سے نقصان تو پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کی عزت وعظمت کا ہو رہا تھا، اور واضح رہے کہ اس دور میں فریقین کی طرف سے وضع کردہ اکثر روایات آج بھی ہماری کتب مقاتل میں موجود ہیں اور تاریخ کا حصہ ہیں جن کی آج تک نہ تو تردید کی گئی اور نہ ہی چھانٹی کی گئی

اس تحریک میں ابوالفرج اصفہانی ملعون بنی امیہ کے حامیوں میں شامل تھا، جس کی کتاب کا نام ہے ''الاغانی'' اس ملعونِ ازل نے روایت سازی کے دوران واقعہ مذکورہ کے حوالے سے یہ ظلم ڈھایا کہ اس عورت کے معروف نام ''سکین'' میں (ہ) کا اضافہ کیا اور اسے سکینہ بنایا، اور اس کے باپ کے نام حصین کے صاد کو سین سے بدل دیا، اللہ اس ملعون پر ہمیشہ لعنت کرے

ستم ظریفی یہ ہوئی کہ آج کے کئی مقتل نگاروں نے لکھا کہ پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی رحلت شام میں نہیں ہوئی بلکہ مدینہ میں ہوئی تھی، اور ان کی عمر 110 سال تھی، نعوذ باللہ ان کی لاش پر 400 دینار کے عطریات چھڑکے گئے، اور وہ اپنے وقت کی قادر الکلام شاعرہ بھی تھیں کیونکہ ان کے نانا امراء القیس بہت بڑے شاعر تھے

امراء القیس نام کے تین آدمی گزرے ہیں، پہلا امراء القیس ملک الشعراء تھا، جس کا لکھا ہوا قصیدہ سبع معلقہ میں شامل ہے، یہ زمانہ نبوت کے اوائل میں فوت

ہو گیا تھا

دوسرا امراء القیس یمنی تھا، یہ تیسرے خلیفہ کے دور میں شہنشاہ معظم مولا امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کے دست حق پرست پر اسلام لایا تھا، مسجد نبوی سے نکلتے ہوئے ایک دن اس نے پاک مولا علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری نذر تھی کہ آپ کی تین امانتیں جو میرے گھر میں وہ آپ کو پہنچاؤں گا، اپنی بڑی دختر کو آپ کی کنیز بنانا چاہتا ہوں، اس سے چھوٹی دختر کو آپ کے پاک فرزند مولا امام حسن علیہ الصلواۃ والسلام کی کنیزی میں پیش کرنا چاہتا ہوں، اور چھوٹی دختر کو آپ کے چھوٹے شہزادے مولا امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کی خدمت کیلئے وقف کرنا چاہتا ہوں

سرکار امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام نے اس کی یہ استدعا قبول فرمائی تھی

تیسرے امراء القیس کندی کوفہ کے رہنے والے تھے، ان کی دختر پاک شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا ہیں، اور یہی پاک معصوؐمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی والدہ پاک بھی ہیں، انہوں نے امام پاک کے گھر کو 52 ہجری میں زینت بخشی تھی

اکثر مؤرخین کو ان تینوں افراد میں اشتباہ ہوا ہے، میں نے جس وقت موجودہ دور کی ایک مقتل کی کتاب پڑھی جس میں مندرجہ بالا عبارت درج تھی تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ اگلے الفاظ بھی شاید اگلے ایڈیشن میں آ جائیں گے

میں باقی باتوں کی وضاحت نہیں کر سکتا کہ ادب مانع ہے خود ہی اندازہ کر لیں اور سمجھ لیں، ہاں یہ ضرور یاد رکھیں کہ جو شخص پاک معصوؐمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی شام میں شہادت سے انکار کرے یا یہ کہے کہ ان کی بچپن میں رحلت نہیں ہوئی تھی تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے منہ پہ جوتے ضرور لگائیں تا کہ وہ اگلا قدم اٹھانے سے باز

رہے، ہمارے بعض سید ھے سادھے علماء ایسی روایات دشمن کی کتابوں سے اس بناء پر نقل کرتے تھے کہ ان کے نزدیک سچائی کا معیار یہ تھا کہ جو کتاب جتنی پرانی ہوگی اتنی سچی ہوگی، چاہے وہ مسلمات مذہب کے خلاف ہی کیوں نہ ہو
اور ہمارے لئے یہ کلیہ ہے کہ بات کرنے والا کوئی قابل احترام عالم ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر وہ بات مسلماتِ مذہب کے خلاف ہے تو قابل قبول نہیں ہے
دوسری بات یہ ہے کہ میرے نزدیک ہر وہ روایت قابل تردید ہے کہ جو اس پاک خاندان تطہیر کی شان اور عزت وعظمت کے منافی ہے، یعنی جس روایت میں اس پاک خاندان کے کسی بھی فرد کی ہتک حرمت کا کوئی معمولی سا شائبہ موجود ہو میں آنکھیں بند کر کے اسے رد کر دوں گا، چاہے اس کا راوی کتنا ہی معتبر کیوں نہ ہو

آمدم برسر مطلب

شام کا ماحول ہے، بغیر چھت کا ایک نور محل ہے، جس کی دیواریں بوسیدہ ہو چکی ہیں، اس میں شام غریباں کا لٹا ہوا کارواں آباد ہے، اس کاروانِ غریباں میں چار یا پانچ سال کی ایک پاک معصوؐمہ صلواۃ اللہ علیہا ہے، جس نے اپنی تمام زندگی اپنے پاک بابا جان صلواۃ اللہ علیہا کے سینہءِ اقدس پر سو کے گزاری ہے، بابا سے کبھی نہ جدا ہونے والی بابا سے جدا ہو کر بڑا مشکل وقت گزار رہی ہے، تاریخ کے الفاظ ہیں
☆کانت تبکی لفراق ابیھا لیلاً و نھاراً
پاک بابا کے ہجر وفراق میں پاک معصوؐمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا رات دن روتی رہتی تھیں، ایک ایک پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا سے پوچھتی تھیں کہ میرے پاک بابا کہاں گئے

ہیں؟ کبھی بیمار بھائی سے پوچھتی تھیں کہ بھائی! ہمیں کب یہاں سے رہائی ملے گی؟ کوئی ہماری ضمانت کیوں نہیں دیتا؟، جو مناظر میں اب تک دیکھ چکی ہوں جب وہ یاد آتے ہیں تو مجھے نیند نہیں آتی ہے، چچا غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے بھی اب تک ہماری خبر گیری نہیں کی ہے، حالانکہ وہ تو کبھی مجھ سے غافل نہیں ہوا کرتے تھے

صاحب ریاض القدس نے پاک معصوٌمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے یہ بین تحریر کیئے ہیں

بابا در ایں خرابه سازم به بے نوائی
چشمم براه مانده شاید ز در در آئی
اے باب مهربانم شد آب استخوانم
بر لب رسیده جانم نزدم چرا نیائی
بازار شام دیدم دشنام ها شنیدم
دشوار تر نه دیدم از ایں خرابه جائی
روز اندر آفتابم شب رو بخاك خوابم
غم نان و گریه آبم نه فرش و مستکائی
ایں دخترانِ شامی بر تکیه سر گزارند
بالین من شده خشت غافل چرا زمائی

مفہوم

پاک بابا آئیں اور زندان میں میرا حال دیکھیں میں ایک ساز بے نوا کی مانند زندگی گزار رہی ہوں، میری نگاہیں ہر وقت آپ کا راستہ دیکھتی رہتی ہیں کہ شاید آپ ابھی آ جائیں گے

میرے مہربان بابا! اس جگہ میں بہت کمزور ہو چکی ہوں، دکھوں کی وجہ سے جان لبوں پر ہے، آپ ابھی تک کیوں نہیں آئے

میں بازارِ شام دیکھ چکی ہوں، لوگوں کے طعنے اور نازیبا الفاظ بھی سن چکی ہوں، تمام دکھ ایک طرف، لیکن اس جگہ سے زیادہ کٹھن اور خراب جگہ اور کوئی نہیں ہے

بابا جان! اس نور محل میں تو سایہ بھی نہیں ہے، رات کو ہم زمین پر سوتے ہیں، دکھ ہماری غذا ہیں، آنسو ہمارا پانی ہیں، نہ تو بستر ہے اور نہ ہی سرہانا ہے

یہاں شامی لوگوں کی بیٹیاں سرہانے پر سر رکھ کر سوتی ہیں، مگر آپ آکر دیکھیں کہ میں پتھر کی سلیں سر کے نیچے رکھ کر سوتی ہوں، آپ مجھے لینے کیوں نہیں آتے؟ کیا آپ نے مجھے بھلا دیا ہے؟

صاحبانِ مقتل لکھتے ہیں کہ چونکہ یہ نور محل بازارِ شام سے ملحق تھا یعنی بازار آنے جانے والے لوگ اس نور محل کے سامنے سے آ گزرتے تھے، سادات عظام کے چھوٹے چھوٹے بچے قطار بنا کے زندان کے دروازے پر آکر کھڑے ہو جاتے تھے اور دیکھتے تھے کہ شامی ملاعین اپنے بچوں کے ہمراہ خرید و فروخت کیلئے بازار میں آتے، اپنے بچوں کو کھلونے، پھل اور مٹھائی وغیرہ لے کر دیتے تو وہ بچے خوشی خوشی اپنی چیزوں کے ساتھ والدین کی انگلی پکڑے ہوئے گزرتے

انہیں گھر جاتا دیکھ کر سارے معصوم بچے معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے دامن سے لپٹ جاتے اور سوال کرتے کہ پھوپھی اماں! کیا ہمارا کوئی گھر نہیں ہے؟

فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا انہیں تسلیاں دیتیں اور فرمایا کرتیں کہ میری آنکھوں کے نور! ہمارا گھر ہے تو سہی مگر بہت دور ہے، وہ مدینہ میں ہے، سارے بچے رو کر

کہتے کہ ہم گھر کب واپس جائیں گے؟

پاک مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بڑی حسرت و یاس سے فرماتیں کہ ہم میں سے کچھ تو گھر واپس جائیں گے، کچھ یہیں رہ جائیں گے، کچھ جائیں گے اور پھر واپس اِدھر ہی لوٹ آئیں گے، لیکن اس دن ہم سب اپنے اپنے گھر واپس جائیں گے کہ جس دن میرا بارہواں لختِ جگر ہمارا پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف دنیا میں ظہور کریں گے، وہ ہمیں ہمارے گھروں میں دوبارہ آباد کریں گے

بچوں کا یہ روزانہ کا معمول بن گیا تھا کہ ایسے ہی سوال کرتے رہتے تھے

ایک رات کا ذکر ہے کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے خون ناحق کے مدعی زندان میں تھکے ہارے بیٹھے تھے، ہر پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا بے حد تھکی ہوئی تھی، پاک معصوٗمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا خاموشی سے پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آ بیٹھیں، جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے بھائی کے آخری سجدے کا تصور کر کے مصروف گریہ تھیں، سر جھکائے زمین کو تک رہی تھیں، بھائی کا نام زمین پر لکھ کر تصور میں انہیں زین سے بمشکل اترتا دیکھ رہی تھیں، پاک معصوٗمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا دیکھتی رہیں، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا چپ کر کے روتی رہیں اور معصوٗمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کی طرف دھیان نہ دے سکیں، پھوپھی اماں کو مصروفِ گریہ دیکھ کر معصوٗمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سوچا کہ میں اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کے پاس چلوں، شاید وہ مجھے پیار کر کے اپنی گود میں سلا لیں، یہ روتی ہوئی اپنی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آ بیٹھیں، تو دیکھا کہ وہ آنکھیں بند کئے اپنے صغیر لعل کی زخمی قمیص کو آہستہ آہستہ لوری دے رہی ہیں، جب معصوٗمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا یہاں سے بھی ناامید ہوئیں تو زندان میں نگاہ دوڑائی،

دیکھا کہ ہر معصوم دونوں ہاتھ رخساروں کے نیچے رکھ کر سویا ہوا ہے، درِ زنداں کے پاس بھائی جناب سجّاد علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پاک مستورات کے پردے کا دکھ اپنے سینے میں لئے رو رہے تھے

زندان میں خاموشی تھی، ہر سو اندھیرا تھا، پاک معصوّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا خاموشی سے چلتی ہوئی بھائی کے پاس جا کھڑی ہوئیں، انہوں نے پیار کیا اور فرمایا کہ بہن! رات کافی گزر چکی ہے، آپ جا کر سو جائیں

پاک معصوّمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے محسوس کیا کہ کوئی میری طرف توجہ نہیں دے رہا ہے تو مایوسی کے عالم میں نور محل کے ایک گوشے میں آ کر بیٹھ گئیں، پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ گزرے ہوئے دنوں کا تصور کر کے ہولے ہولے بین کرنے لگیں، بابا جان سے مخاطب ہو کر کہنے لگیں کہ بابا مجھے کوئی پیار نہیں کرتا، آپ مجھے سینے پر سلایا کرتے تھے، مجھے اس سنگلاخ زمین پر نیند نہیں آتی، آپ آیئے مجھے گودی میں لیجئے، ہمیشہ کی طرح مجھے پیار کریں، مجھے سینے پر سلائیں، آپ کی یہ معصوّم بیٹی بڑے اذیت ناک دن گزار رہی ہے، یہ باتیں کرتے ہوئے پاک معصوّمہ صلوٰۃ اللہ علیہا دونوں ہاتھ رخساروں کے نیچے رکھ کر زمین پر روتے روتے سو گئیں

اس دوران پاک معصوّمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے خواب میں دیکھا کہ امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی شام کے نور محل میں تشریف لائے ہیں، انہوں نے معصوّمہ بیٹی صلوٰۃ اللہ علیہا کو گود میں لیا، گلے سے لگایا، پیار کرتے ہوئے پوچھا کہ خاک پہ کیسے بسر ہو رہی ہے؟ گھبرا تو نہیں گئیں؟ بس آج کی رات گزار لیں، کل میں آپ کو آ کر لے جاؤں گا

پاک معصوّمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے دیکھا کہ پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر رنگین زلفیں

لہرا رہی ہیں، چہرے پر معصوم علیؑ اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لہوا بھی تازہ ہے، بڑی حسرت سے پیار کر رہے ہیں، جس طرح بچوں سے گفتگو کی جاتی ہے اسی انداز میں پوچھتے ہیں آپ کو کس نے رلایا ہے؟ میری بچی کو زمین پر کس نے سلایا ہے؟ سر کو چوم کر فرماتے ہیں کہ کیا میری بیٹی بازار میں تھک گئی تھی؟

امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام معصومہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو تھپکیاں دے رہے ہیں، والدین کی تھپکیوں میں کتنا سکون ہوتا ہے؟ یہ کوئی کسی یتیم سے پوچھے، پھر پوچھتے ہیں کہ کس نے میری بچی کو پیدل چلایا ہے؟ آؤ میرے سینے پہ سو جاؤ، مجھے پیار کرو، اگر آپ کو کوئی پیار نہیں کرتا تو آپ میرے پاس آ جائیں، آپ کے بابا کا دل آپ کیلئے بہت اداس ہے

امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آغوش میں بیٹی کو سلا لیا، پاک معصوؐمہ صلواۃ اللہ علیہا کو بابا جان کی محبت بھری آغوش میں بڑا سکون ملا اور انہوں نے آنکھیں بند کر لیں، کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا

پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے بابا کے خون کی خوشبو محسوس ہوئی تو دل میں درد کی ایک ٹیس اٹھی جس کی وجہ سے آپ نیند سے بیدار ہوئیں، جب آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو زندان کی پتھریلی زمین پر سویا ہوا پایا، صبح کاذب سے کچھ پہلے کا وقت تھا، اندھیرا چھایا ہوا تھا، پاک معصوؐمہ صلواۃ اللہ علیہا کو مستورات نظر نہ آئیں، آپ اٹھیں، دیوار کا سہارا لیا، پھر دونوں ہاتھ سر پر رکھ کر رونے بیٹھ گئیں، ملکہ عالمین جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے معصوم کے رونے کی آواز سنی تو کمسن بیٹی کو گود میں لیا

پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے پوچھا کہ میرے بابا کدھر گئے ہیں؟ پاک مخدومہ بی بی

صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میری بچی ! رات ڈھل گئی ہے، سو جائیں ، پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے چھوٹے چھوٹے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ پھوپھی اماں ! میں کیا کروں مجھے نیند نہیں آتی مجھے بابا سے ملائیں

دکھوں دردوں کی ماری پھوپھی نے کہا کہ بیٹا آپ کے پاک بابا تو کربلا میں ہیں، یہ تو شام ہے، پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں کہ میرے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام ابھی ابھی تو یہاں آئے ہیں، انہوں نے مجھے پیار کیا ہے، مجھے اپنے سینہ پر سلایا ہے، اب وہ کہاں چلے گئے ؟ ام المصائب بی بی علیہ الصلواۃ والسلام نے روتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا ! کیا آپ نے دیکھا نہیں تھا ؟ کہ آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام آپ کے بھائیوں کے ساتھ کربلا کی گرم زمین کو عرش معلیٰ کا زیب بنا کر سوئے ہوئے تھے

پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا جب ہر طرف سے بالکل مایوس ہوئیں تو روتی ہوئی نور محل کے درمیان آ کھڑی ہوئیں اور روتے ہوئے فرمانے لگیں کہ بابا! میرے پیارے بابا! آپ کی بیٹی آپ کو بلا رہی ہے، مجھے آ کر لے جائیں، میں یہاں نہیں رہ سکتی

معصوم ذہن میں بابا کی تصویر ابھری تو ماتم شروع کر دیا، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے پوچھنا چاہا کہ بیٹا روتی کیوں ہو؟ مگر کوئی جواب نہیں دیا، بین کرتے ہوئے فرمانے لگیں کہ بابا آپ تو مجھ سے ایک لمحہ کیلئے بھی جدا نہیں ہوتے تھے، آج اتنے دن گزر گئے ہیں، میں بلاتی ہوں آپ جواب کیوں نہیں دیتے ؟

پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن دلاسے دیتی ہیں

☆ازدادت جزعاً و بکاء تبکی و تقول و ابتاہ واقرۃ عیناہ وا حسیناہ

مگر گریہ وزاری میں اضافہ ہوتا گیا، مسلسل بین کرنے لگیں کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک بابا کہاں چلے گئے؟ پھر ایک ایک مستور کے پاس جا کر کہنے لگیں کہ

☆قالت ایتونی بوالدی و قرة عینی

مجھے پاک بابا دیں، مجھے میری آنکھوں کی ٹھنڈک بابا سے ملائیں

بیمارِ کربلا جناب سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک ہمشیر کو گود میں لیا اور پیار فرمانے لگے، اس وقت معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی سے فرمایا کہ بھیا! مہربانی کریں اور مجھے ابھی اپنے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا دیں، میرا زندہ رہنا اب مشکل ہے، مجھے بابا تک پہنچا دیں، بابا کی دید کو آنکھیں ترس گئی ہیں، اب تو مجھے بابا سے ملا دیں

جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بہن آپ ہمیں یہ بتائیں کہ آج اتنا زیادہ گریہ کیوں کر رہی ہیں؟ پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے کہا کہ بھیا! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے ملنے زندان میں آئے ہیں، ہمیشہ کی طرح انہوں نے مجھے اپنی گود میں لیا، سینہ پر سلا کے انہوں نے مجھے بہت پیار کیا، مجھے اپنا وہ وقت یاد آ گیا کہ جب ہم اپنے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی شفقت والفت کے سائے میں اپنے گھر میں رہا کرتے تھے، اس لئے اب ضبط گریہ ممکن نہیں رہا، اور جب تک مجھے پاک بابا نہیں ملیں گے میرے یہ آنسو نہیں رکیں گے

جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ آپ سے پاک بابا نے اور کیا فرمایا تھا؟

معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بتایا کہ پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میری لائق بیٹی! دکھوں سے نہ گھبرانا، کل میں خود تمہیں لینے آؤں گا، تمام آل عباء علیہم الصلوٰۃ والسلام

سے وداع کر لیں ،کل آپ میرے پاس آ جائیں گی ، آج اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا اور اپنی پاک دکھی پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن سے جی بھر کے مل لیں ، اور ان کو آخری بار گلے لگا لیں ، کیونکہ آج زندانِ شام میں آپ کی آخری رات ہے

تمام مومنین دعا کریں کہ اس پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کو اب تو والدین کا سکھ نصیب ہو، یہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے بھائی علیؑ اصغر علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مل کر رہیں اب تو یہ اس پاک بھائی کے چہرے پر خوشی کے آثار اور مسرتیں دیکھیں کہ جنہیں خون کے آنسو بہاتے دیکھا تھا، ان کے پاک وارث اور منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا دنیا میں ظہور جلد ہو، یہ دورِ عزا و بکا ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے اور ان کی ابدی خوشیوں کا دوامی دور شروع ہو

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمٌ عَجَلَ اللهُ فَرَجَهٗ الشريف وَ صَلَوَاتُ اللهُ عَلَيهِ وَ عَلٰی آلِهٖ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 17

﴿زندانِ شام﴾

(حصہ ہفتم)

[پاک معصومہ بی بی]

صلواۃ اللہ علیہا

میں ان واقعات کو مجالس کی شکل میں بیان کر رہا ہوں کہ جو پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو دمشق کے ظالم شہر میں پیش آئے

اشرافِ عالم سے اگر سوال کیا جائے تو سب کا متفقہ فیصلہ یہی ہوگا کہ کسی غیور کے ہمراہ زندان میں اللہ نہ کرے کہ اس کی بہن ہو، کیونکہ خدانخواستہ اگر ایسا ہو جائے تو غیرت کی وجہ سے زندگی کا حوصلہ ختم ہو جاتا ہے، اللہ کی کائنات میں جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام جیسا غیور نہیں ملے گا، بہنوں کو زندان میں دیکھ کر جن کے آنسوؤں کا رنگ سرخ ہو گیا تھا، وہاں ان کا ہر لمحہ کس اضطراب میں گزرتا تھا اس کا شاید اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا

بیمارِ کربلا، جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام، پنجتن پاک کی یادگار، غیرت کی خدائی کے خداوند واحد کے صبر کا آپ اندازہ کریں کہ شام کے زندان میں آپ اکیلے تو نہیں تھے، پھوپھیاں، مائیں اور بہنیں بھی تو ان کے ساتھ تھیں، خدا ہی جانے کہ

زندان میں ان کا کیا حال ہوا ہوگا؟ ...... وہاں ان کے ساتھ ان کی ایک پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا ایسی بھی موجود تھیں کہ جو کربلا میں دلہن بنتے ہی بیوہ ہوگئی تھیں، جن کے پاک ہاتھوں پر حنا کا رنگ تازہ ہی تھا کہ زندان میں آنا پڑا تھا، اس کے علاوہ دو اور کمسن بہنیں بھی ساتھ تھیں، یہی وجہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بجائے خون جاری ہوگیا تھا، یہی درد زخم جگر بن گیا تھا

سالارِ قافلۂ اسیران کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے رنج ومحن کی کوئی حد نہیں تھی

یہاں ایک ضروری وضاحت کرتا چلوں کہ متقدمین ذاکرین حضرات اور روضہ خوان یہ بیان کرتے تھے کہ ملعون شام نے جب یہ دیکھا کہ پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا رات کو بابا، بابا کہہ کر مسلسل گریہ کرتی رہتی ہے تو اس ملعون نے ان کو علیحدہ کمرے میں اکیلے قید کئے جانے کا حکم دے دیا تھا

اصل بات یوں ہے کہ وہ بزرگ روضہ خوان اعتباراتی انداز میں یہ بات کیا کرتے تھے، یعنی وہ ان کی مقدس تربت کو اکیلی کوٹھری سے تشبیہ دیتے تھے، یعنی وہ کہنا یہ چاہتے تھے کہ یزید ملعون نے ایسی تدبیر کی کہ پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کا وصال اِلیٰ اللہ ہوجائے، دوسرے لفظوں میں وہ دنیا سے رخصت ہوجائیں

دراصل ان بزرگوں نے تو ایک تمثیلی انداز اپنایا تھا، مگر متاخرین نے اس تمثیل یا تشبیہ میں اپنی غلط فہمی کی وجہ سے اکیلی کوٹھری کے تصور کا اضافہ کردیا، حالانکہ کسی مستند تاریخ میں نہیں ملتا ہے کہ پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کو علیحدہ کمرے میں قید تنہائی دی گئی تھی، بلکہ حقیقت میں ان کی مزارِ مقدس ہی اکیلی کوٹھری تھی، کہ جہاں اندھیرا بھی تھا اور تمام احباب سے جدائی بھی تھی

آمدم برسر مطلب

جس وقت شام کے نورمحل میں پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے خواب دیکھا تو انہوں نے ایک ایک مستور سے جا کے فریاد کی کہ مجھے میرے بابا سے ملا دیں، یہ سن کر مستورات میں گریہ کا کہرام بپا ہوا، جناب امام سجاد علیہ الصلواۃ والسلام نے کمسن بہن کو اپنی گود میں لے کر دلاسہ دینا چاہا مگر پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے اتنا گریہ کیا کہ روتے روتے انہیں غش آ گیا اور ان کی سانسیں رک گئیں، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن میں طوفانِ آہ و بکا برپا ہوا جس کی وجہ سے شام کی سرزمین متزلزل ہوئی

طاہر بن عبداللہ دمشقی سے روایت ہے کہ میں اس وقت یزید ملعون کے محل میں موجود تھا اور وہ ملعون میرے زانو پہ سر رکھے سو رہا تھا، اس ملعون کے کمرے میں ایک طشت طلائی میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سرا طہر رکھا ہوا تھا، جسے ایک ریشمی رومال سے ڈھانپ دیا گیا تھا

وہ کہتا ہے کہ پاک نورمحل سے رونے کی بلند آوازیں آ رہی تھیں، اچانک یزید ملعون کے محل میں زلزلہ آیا، محل کی دیواریں ہلنے لگیں، طشت میں رکھے سرا طہر میں جنبش پیدا ہوئی، رومال ایک طرف جا گرا اور سرا طہر نے پرواز کی، چھت کے قریب پہنچ کر سرا طہر سے آواز آئی

☆ یا اختی اسکتی ابنتی

میری بہن! میری معصومہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو چپ کرائیں، یہ آواز سن کر ملعونِ شام تڑپ کر اٹھا، اور مجھ سے پوچھا کہ کیا ہوا؟ میں نے ہاتھ کے اشارے سے اس کی توجہ سرا طہر کی طرف دلائی، نورمحل سے رونے کی آوازیں مسلسل آ رہی تھی،

دوبارہ سراطہر سے آواز آئی کہ

خواهر به بیکسانِ حزینم تو یاوری

خواهر به کودکان یتیمم تو مادری

اے میری معظّمہ بہن صلواۃ اللہ علیہا! میرے درد رسیدہ بیکسوں کیلئے مونس وغمخوار آپ ہی تو ہیں اور میرے یتیموں کی ماں بھی آپ ہیں، میری یتیم بیٹی کو تسلی دیں
سراطہر نے پھر یزید ملعون کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ کیا تو ہماری شہادت کو کافی نہیں سمجھتا کہ تو اب زندان میں ہمارے بچوں کو اذیت سے شہید کرنا چاہتا ہے؟
یہ فرمانے کے بعد سراطہر دوبارہ طشت میں آ گیا
طاہر بن عبداللہ دمشقی کہتا ہے کہ میں نے غور کیا تو مجھے محسوس ہوا کہ نور محل میں گریہ کی شدت اسی طرح تھی، میں دیکھتا رہا کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سراطہر نے اسی طرح تین مرتبہ پرواز کی، محل کی چھت تک بلند ہوا اور جب سراطہر واپس طشت میں پرسکون ہوا تو ملعونِ شام نے مجھ سے پوچھا کہ اصل بات کیا ہے؟
میں نے جواب دیا کہ مجھے حقیقت کا علم تو نہیں ہے، شاید اسیروں پر کوئی قیامت آئی ہے کہ سراطہر نے تین مرتبہ پرواز کی ہے، یزید ملعون نے فوراً ایک غلام کو بھیجا کہ پتا کرے کہ نور محل میں یہ گریہ وزاری کیوں ہے؟
کچھ دیر کے بعد اس غلام نے آ کر جواب دیا کہ

☆ قال ان بنت الحسين علیہ الصلواۃ والسلام الصغيرة رأت اباها بنومها هیٰ تطلبه و تصيح و تقوائتونی بوالدی و قرة عینی

اس کاروان غریباں میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی ایک کمسن شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے

رات کو خواب میں اپنے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی ہے، جب سے بیدار ہوئی ہیں وہ اپنے پاک بابا کے ہجر میں رو رہی ہیں، اور سب کو رلا رہی ہیں، زندان کے ایک ایک گوشہ میں وہ اپنے پاک بابا کو تلاش کر رہی ہیں، ہر کسی سے یہی سوال کرتی ہیں کہ مجھے پاک بابا چاہیے، انہی کی دلخراش آواز سے در و دیوار کانپ رہے ہیں

☆فلما سمع یزید لعنة الله علیه ذالك قال ارفعوا رأس ابیها و حطوابین یدیها و لتنظر الیه تسلیٰ

اس ملعونِ ازل نے حکم دیا کہ امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر طشت سمیت زندان میں پہنچا دو، سر کو دیکھ کر ان کی تسلی ہو جائے گی

مقام حیرت و انصاف ہے، کوئی صاحب اولاد بتائے کہ کیا معصوم بچوں کو اسی طرح تسلیاں دی جاتی ہیں، اسی طرح بہلایا جاتا ہے؟ جس طرح امت ملعون نے انہیں بہلانے کا اہتمام کیا ہے

یزید ملعون کے سپاہی نے درِ زنداں پر آ کر آواز دی

مژدہ بی بی کہ شب ہجر بپایاں آمد
بہ خرابہ سر سالارِ شہیداں آمد
چشم بکشادمی اے عاؔبد بیمار زہم
کہ ترا بہر عیادت شہ خوباں آمد

پاک معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا آپ کو مبارک ہو کہ آپ کے ہجر کے دن ختم ہوئے،

کیونکہ شہیدوں کے سردار آپ سے ملنے آئے ہیں، اے بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام آپ بھی آنکھیں کھولیں کہ آپ کی عیادت کیلئے آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام نور محل میں تشریف لائے ہیں

☆فجا وا بالرأس الشريف اليه مغطى بمنديل ديبقى

ملعونِ ازل کے فرستادہ سپاہی نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک سر کو طلائی طشت میں رکھ کر اور ریشمی رومال سے ڈھانپ کر جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا

جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام پاک بابا کا سر اطہر اٹھا کر زندان میں لے آئے، سب پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہا کی نظر پڑی تو سب حسبی اللہ پڑھتی ہوئی پاک سر کے استقبال کیلئے زمین سے اٹھیں، اور روتے ہوئے بین کیا کہ اے معصوؐمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا اٹھو، آپ کے بابا جان ملنے آئے ہیں

سرکار بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے سر اطہر گود میں رکھا، طشت کے گرد پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن جمع ہوگئیں، جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام نے سر اطہر سے آہستہ آہستہ رومال ہٹایا، آنکھوں سے اشک خونی رواں ہوئے، پاک سر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ

☆السلام عليك يا ايها المظلوم السلام علىٰ الراس المقطوع السلام علىٰ البدن السليب

اے میرے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام غریب بیٹے کا سلام قبول فرمائیں، میرے لاکھوں سلام ہوں اس پاک سر پر کہ جو بدن سے جدا ہے، اور اس پاک جسد اطہر پر کہ جسے کافی دیر تک امت لوٹتی رہی ہے

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن میں گریہ و ماتم، واحسیناً، واغریبا کی آوازیں بلند ہوئیں جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے گرد مستورات نے حلقہ بنایا ہوا تھا اور زار و قطار رو رہی تھیں، اسی دوران غش کے عالم میں معصومؑہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بابا کی خوشبو محسوس کی، آنکھیں کھولیں، فوراً اٹھیں اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کی پشت کی جانب آ کر کھڑی ہوگئیں، مظلوم بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کے شانے سے جھک کر دیکھا تو طشت میں سر اطہر نظر آیا، بھائی کا شانہ ہلا کر دریافت کیا کہ

☆یا اخی ما ھذا الراس بھیا! یہ کس کا سر ہے؟

سرکار جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا ☆فقال لھا ھذا رأس ابیك

معصومؑہ بہن صلواۃ اللہ علیہا! آپ روز بابا جان کو یاد کیا کرتی تھیں، آج وہ آپ سے ملنے آئے ہیں، جیسے ہی پاک معصومؑہ صلواۃ اللہ علیہا نے یہ سنا

☆فانکبت علی رأس ابیھا

تو بے تاب ہوکر پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر پر گر پڑیں

شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے جونہی یہ منظر دیکھا تو فوراً معصوم بیٹی کو اپنی آغوش میں لیا اور بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ بہن سے بابا کے سر کو ہٹالیں

اللہ کی قسم اگر انہوں نے دو بین بھی کیئے تو معصومؑہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے پاس چلی جائے گی، اس گھر کی یہی ایک امانت بچائے بیٹھی ہوں اور اسی کے سہارے زندہ ہوں، مجھ پر احسان کریں کہ ان سے بابا کا سر فوراً لے لیں

پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اقدس کو اپنی آغوش میں زینت دی

☆فرفعة من خاضنة له سر اطہر کو لے کر ایک طرف جا بیٹھیں

پیار بھری معصومانہ نظر سے اسے دیکھنے لگیں، پھر تین بین کئے

☆ یا ابتاه من ذالذی خضبك بدمائك() یا ابتاه من ذالذی قطع راسك و وریدك () یا ابتاه لیتنی کنت قبل هذه الیوم عمیا ولا اری شیبك مخضباً بالدماء

میرے پیارے بابا! یہ سر پر خون کا خضاب کس نے لگایا ہے؟ آپ کے پاک سر کو کسی نے تن سے جدا کیا ہے؟ مجھے کس نے یتیم کیا ہے؟ میرے بابا کاش میری آنکھیں نہ ہوتیں اور میں یہ منظر نہ دیکھتی کہ جس طرح آج آپ کی ریش مبارک کو خون آلود دیکھ رہی ہوں

☆جعلت تقبله و تبکی و تضرب علیٰ راسها و تضرب علیٰ وجهها حتیٰ بالدم

پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا بین بھی کر رہی تھیں اور بابا کے رخساروں کو بوسے بھی دے رہی تھیں، اچانک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے سر اور چہرے پر ماتم کرنا شروع کیا

ہماری لاکھوں جانیں اس پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا پر قربان ہوں، تاریخ بتاتی ہے کہ آپ نے اتنا ماتم کیا کہ دہن مبارک سے خون آنا شروع ہو گیا

☆ثم وضعت فمها علیٰ فم ابیها الحسین علیہ الصلواۃ والسلام و بکت بکشدیداً

اس کے بعد پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے ہونٹ بابا جان کے ہونٹوں پر رکھ دیئے اور شدید گریہ فرمایا تو امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر سے آواز آئی

☆ابنة الی الی هلمی فانا لك بالانتظار

آ ؤ میری یتیم بیٹی ! بابا آپ کا انتظار کرر ہا ہے

یہ آواز سنتے ہی پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا خاموش ہوگئیں ، جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آگے بڑھ کر معصوم بیٹی کو اٹھایا ، دیکھا تو ان کے چہرے پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی ، ہونٹوں سے خون جاری تھا ، اور پاک روح پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام کی آغوش میں پہنچ چکی تھی ، جناب شریکتہ الحسین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے فریاد بلند کی کہ سجاد علیہ الصلواۃ والسلام آپ کو دورانِ سفر پانی پلانے والی بہن رحلت فرما گئی ہیں

پھر فرمایا علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا سے کہیں کہ معصومہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو خود اٹھائیں ، یہ سن کر پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کی والدہ نے کربلا کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ میرے پاک سرتاج علیہ الصلواۃ والسلام ! شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کو خاک سے اٹھانا آسان تھا ، میدان سے علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کو اٹھا کر لے آنا آسان تھا مگر یہاں خاک سے اس بیٹی کو اٹھانا بہت مشکل ہے ، آپ خود ہی آئیں اور نورِ نظر کو اٹھائیں ...... پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن میں کہرام ماتم برپا ہوا

تجہیز و تکفین

پردیس میں کسی شریف پر اللہ کوئی مشکل وقت کبھی نہ لائے ، جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام کیلئے ایک نئے درد کا باب کھل گیا ، آپس میں مشورہ ہوا کہ غسل و کفن کا کیا انتظام کریں ؟ پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کی تربت کہاں بنائیں ؟

جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے لعل ! آپ بالکل فکر نہ کریں ،

امت جو پانی پینے کیلئے ہمیں دیتی ہے ہم اسی سے غسل کا انتظام کرلیں گے، کوئی بات نہیں، اگر چند دن پیاسا رہنا پڑا تو برداشت کرلیں گے، کفن کیلئے بھی امت سے سوال نہیں کرنا ہے کیونکہ شہید کا کفن اس کا لباس ہی ہوتا ہے، میری یہ معصومؐہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا بھی تو شہید ہے، قبر کیلئے اگر دمشق کے لعین رؤسا اپنے قبرستان میں جگہ نہیں دیں گے تو یہاں قبرستانِ مسافراں بھی تو ہے، آپ گھبرائیں نہیں، خون کے آنسو نہ بہائیں، ہمارے لئے معصومؐہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کا صدمہ جھیل جانا سہل ہے، مگر تمہارا رونا ہماری برداشت سے باہر ہے

مظلوم بیمار امام علیہ الصلواۃ والسلام غسل و کفن کے انتظامات میں مصروف ہو گئے، ادھر نور محل کا منظر یہ ہے کہ زندان کے درمیان میں معصومؐہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی مادر گرامی صلواۃ اللہ علیہا آغوش میں کمسن بیٹی کی لاش لئے بیٹھی ہیں، باقی تمام پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن ان کے گرد دائرہ کی صورت میں تشریف فرما ہیں، ہر آنکھ اشکبار ہے، ہر دل میں درد و غم کا سمندر موجزن ہے، مگر ایک جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہیں کہ جو اپنے دکھ کو تحمل اور بردباری کی ردا میں چھپائے روتی ہوئی مستورات کو دلاسہ دینے میں مصروف ہیں، اور فرما رہی ہیں کہ اب آپ خاموش ہو جائیں اور زیادہ گریہ نہ کریں کیونکہ آپ کی گریہ وزاری سے میرے بیمار پسر کے دکھ زیادہ ہوتے ہیں، ان کی آنکھوں سے خون کی روانی بڑھتی جا رہی ہے، اس کے سوا ہمارا اب کوئی آسرا بھی نہیں ہے، اس بیمار کی زندگی کی خاطر صبر سے کام لیں تاریخ بتاتی ہے کہ یہ حکم ملنے پر باقی مستورات نے بین تو بند کر دیئے، البتہ اشک فشانی جاری رہی، مگر جناب شریکۃ الحسین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی چھوٹی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ

علیہا کے بین مسلسل جاری رہے

صاحب مقتل آل بحر العلوم تحریر کرتے ہیں کہ فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے لاکھ تسلی و دلاسے دینے کے باوجود ان کا گریہ اور بین زیادہ ہوتے گئے، تو معظّمہ عقیلہ بنی ہاشم صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بہن! آپ کا اس قدر زیادہ گریہ کرنا مناسب نہیں ہے، انہوں نے عرض کیا کہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا!

☆فقالت لها لا تلو مینی

آپ مجھے گریہ و بکا سے منع نہ کریں، کیونکہ ہمارے سامنے ایک ایسا دکھ ہے کہ ہم اپنے آپ پر ضبط نہیں کر پا رہی ہیں، وجہ دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا کہ یہ کل جو دن گزرا ہے، دوپہر کے وقت ہم نے دیکھا کہ معصوؐمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا زندان کے دروازہ پر کھڑی باہر دیکھ رہی تھیں، ہم بھی ان کے پاس جا کھڑی ہوئیں، یہ وہ وقت تھا کہ

☆فی وقت انصراف اطفال اهل الشام من المدارسهم الیٰ بیوتهم و اهالیهم

جب اہل شام کے بچوں کو درس سے چھٹی ملتی ہے، وہ اپنے مدارس سے واپس اپنے گھروں کو جا رہے تھے

☆ فكان بعضهم يقف بباب الخرابة للتفرح علينا ثم يذهب

ان میں سے کچھ بچے بطور تماشا درِ زندان پر آ کھڑے ہوئے اور پھر کچھ دیر بعد ہنستے کھیلتے چلے گئے، ان کے جانے کے بعد معصوؐمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے بچپن کے بھولے انداز میں سوال کیا کہ

☆فقالت لی هذا الطفلة عمه الیٰ این تذهب هؤلاء الاطفال

پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا ! یہ بچے کہاں جا رہے ہیں؟

☆قلت لها الیٰ منازلهم و اهالیهم

ہم نے جواب دیا کہ میری لاڈلی بیٹی ! یہ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے ہیں، اپنے بہن بھائیوں اور ماں باپ کے پاس جا رہے ہیں

☆فقالت لی عمة و نحن لیس لنا منزل و ماوی غیر هذه الخرابة

اس وقت معصومہؑ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا نے انتہائی حسرت و یاس سے سوال کیا کہ پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا ! کیا اس قید خانہ کے سوا ہمارا کوئی گھر نہیں ہے؟

روتے ہوئے کہنے لگیں کہ اب میں اس زندان میں نہیں رہ سکتی، پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف آپ پیغام بھجوائیں کہ وہ آئیں اور ہمیں یہاں سے لے جائیں ہمارا مدینہ والا گھر کتنا خوبصورت تھا، کتنا پیارا تھا کہ جہاں میرے بابا تھے، بھائی تھے، اور مجھے سب سے زیادہ پیار کرنے والے چچا غازیؑ علیہ الصلواۃ والسلام بھی تھے وہ سب تو اپنے اپنے گھر چلے گئے، اور ہم یہاں کتنا مشکل وقت گزار رہے ہیں

یہ باتیں سن کر پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے پھر گریہ کرنا شروع کر دیا، عین اسی وقت نور محل کے دروازہ سے جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام ظاہر ہوئے تو جناب ملکہ شام صلواۃ اللہ علیہا نے پاک مستورات کو حکم دیا کہ اب آپ سب خاموش ہو جائیں اور آنکھوں سے آنسو پونچھ لیں

بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے آتے ہی بتایا کہ پانی کا انتظام تو ہو گیا ہے

جیسے جیسے پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی رحلت کی خبر دمشق میں پھیلتی گئی، شام کی عورتیں پرسہ داری اور مدد امداد کیلئے آنا شروع ہو گئیں، کچھ دیر بعد جب انہوں

نے یہ عرض کیا ہم اس کڑے وقت میں غسل وکفن میں آپ کی امداد کرنا چاہتی ہیں تو فاتحِ شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ سب کی بڑی مہربانی ،مگر ہم اپنی معصومہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو غسل خود دیں گے اور دیگر انتظام بھی ہم خود ہی کریں گے کیونکہ غسل دینا بھی تو یک گونہ صدقہ شمار ہوتا ہے اور صدقہ ہم پر حرام ہے

اس وقت جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے اندر آ کر فرمایا کہ پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا! ملعون شام کا ایک آدمی کفن لے کر آیا ہے، اب آپ مجھے مشورہ دیں کہ کیا کروں؟

مخدومہ طاہرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے لعل کفن لینا ہے یا نہیں، یہ ہم سے نہ پوچھیں، جس نے پہننا ہے اس سے پوچھ لیں تو بہتر ہے

تاریخ و مقاتل کی کتب میں یہی لکھا ہے کہ جب کفن کا مسئلہ درپیش ہوا تو جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام بہت مجبور ہو گئے ، اور فرمایا کہ یزید ملعون کا کفن اپنی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کیلئے لینا میری غیرت گوارا نہیں کرتی ہے، اس وقت معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی لاش سے آواز آئی کہ اے میرے غیرت کے خداوند بھائی! جس ملعون نے میرے معصوم بھائی علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کو کفن نہیں دیا، اس کی طرف سے دیا جانے والا کفن پہننا مجھے بھی منظور نہیں ہے، میں آپ کی منت کرتی ہوں کہ یزید ملعون سے کفن لے کر ہرگز بہن کو نہ پہنانا، یہ آپ کا مجھ پر احسان ہوگا، مجھے خوبصورت یا قیمتی کفن کی کوئی ضرورت نہیں ہے، آپ اسی بوسیدہ خاک وخون آلودہ کرتے میں مجھے دفن کر دیں، اور اس میں شرمائیں نہیں کیونکہ میرے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام بھی تو شہادت کے بعد اسی حالت میں رہے تھے، الغرض جس طرح بھی ہوا، غسل

وکفن ہو گیا

مگر یہ بتا تا چلوں کہ پاک معصوؑمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی رحلت نمازِ تہجد کے وقت ہوئی تھی اور غسل وکفن کی تکمیل تک دمشق کی جامع مسجد میں نمازِ عشاء ہو چکی تھی

مجھے یہ تو معلوم نہیں ہے کہ اتنی دیر کیوں ہوئی تھی ، نہ ہی کسی مؤرخ نے اس کی وضاحت کی ہے، البتہ کتابوں میں اتنا ہمیں ضرور ملتا ہے کہ نمازِ عشاء کے وقت جامع مسجد میں لوگوں کے درمیان یہ بات ہونے لگی کہ مسجد سے ملحق نور محل میں جو مسافر تشریف فرما ہیں، آج ان کی ایک معصوم بیٹی کی رحلت ہوئی ہے، جو شخص مناسب سمجھے ان کی نمازِ جنازہ میں شامل ہو جائے

تاریخ کے الفاظ ہیں کہ سب لوگ زندان کے سامنے سے گزرتے رہے مگر جنازے میں شرکت تو کیا رسمی افسوس بھی کسی نے نہیں کیا

جب سب لوگ جا چکے تو بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے جناب محمد باقر علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ میرے لعل زندان کی دیوار پر چڑھ کر اذان دو، شاید کسی کو احساس ہو اور وہ جنازہ میں شرکت کیلئے آ جائے

اعتبارات

مجھے یہ تو معلوم نہیں ہے کہ کوئی شامی ان کے پاک جنازہ میں شامل ہوا تھا یا نہیں مگر شہیدانِ کربلا علیہم الصلواۃ والسلام نے یہ آواز ضرور سنی ہوگی ، میرا دل یہ کہتا ہے کہ یہ صدا سن کر سقائے معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا جناب غازیؑ پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے تمام شہداء علیہم الصلواۃ والسلام کو یہ ضرور فرمایا ہوگا کہ عباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مرشدزادی صلواۃ اللہ علیہا آج

شام میں راہی ءِ ملک عدم ہوگئی ہیں، ان کو مجھ پر بڑا ناز تھا، آج وہ بے وارثوں کی طرح شام کے زندان میں ہمیں پکار رہی ہیں، آؤ ہم سب شام چلیں

یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے اور خود میرا دل تسلیم کرتا ہے کہ معصومہؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام اور ان کے بھائی علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام نے آکر آخری دیدار ضرور کیا ہوگا، اس وقت شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مادر گرامی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے سرتاج سے فرمایا ہوگا کہ سرتاج! یہ درد آمیز اور اذیت ناک منظر جو آپ ملاحظہ کر رہے ہیں، مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ جیسے خاک پر میرا علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام سو رہا ہے

آج میرا آخری سہارا میری معصومہؑ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کوچ کر گئی ہیں، اب تک ہم نے اسی بیٹی کے سہارے تمام صدمات برداشت کئے ہیں، آخر میں ماں ہوں، یہ صدمہ اب میری برداشت سے باہر ہے، یہ درد میرا جگر شق کر دے گا

میرا خیال ہے کہ جب جناب غازیؑ پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنی معصومہؑ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کے چہرے کا آخری دیدار کیا ہوگا تو معصومہؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے چچا سے گلہ ضرور کیا ہوگا کہ چچا جان! آپ اس وقت آئے ہیں کہ جب ہر آس دم توڑ چکی ہے، آپ کی یہ لاڈلی بیٹی زندان میں ہر وقت آپ کی آمد کی منتظر رہی ہے، آج ہر کسی سے نا امید ہوکر آخر کار دنیا سے منہ موڑ گئی ہے، پیارے چچا جان! الوداع

تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے بیمار بیٹے کو گلے لگا کر فرمایا ہوگا کہ بیٹا! ذرا معصومہؑ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کے چہرے سے کفن تو ہٹائیں، ہمیں ان کا آخری دیدار کرائیں، کافی عرصہ ہوا کہ مجھے درد وغم نے چین نہیں لینے دیا، یہ دکھیا مجھ سے

بہت دور رہی ہے، اب تو مجھے جی بھر کے پیار کر لینے دیں تا کہ یہ پیار کی حسرت لئے دنیا سے نہ جائے

سب رونے والے حضرات مل کر دعا کریں کہ اس پاک معصوؑمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خوشیوں کا موسم جلد آئے، یہ پاک شہزادی پھر اپنے بابا کے سایہ ءِ شفقت میں ہمیشہ کیلئے آباد ہوں، اور ان کے تمام دکھوں اور دردوں کا ازالہ ہو، ان تمام مظلومین علیہم الصلواۃ والسلام کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف تشریف لائیں، تطہیر کے گلشن میں خوشیوں کی برسات ہو، مادرِ اصغرؑ صلواۃ اللہ علیہا ازسرنو وطن میں آباد ہوں، یہ پاک معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے بھائیوں کو سہرے پہنا کر اتنی خوشیاں دیکھیں کہ ان کو زندانِ شام کے تمام آلام ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بھول جائیں، اور کوئی دکھ درد انہیں یاد تک نہ آئے

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 18

رہائی از شام

(حصہ اول)

آج سے میں اگرچہ ایک نئے سلسلہءِ بیان کا آغاز کر رہا ہوں مگر درحقیقت گذشتہ سے پیوستہ ہو رہا ہوں ...... کتب مقاتل و تواریخ کا تھوڑا سا بھی مطالعہ رکھنے والے لوگ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے شام میں قیام فرمانے کے بارے میں کثیر اختلاف ہے
مثلاً کچھ مؤرخ نورمحل میں مدت قیام صرف ایک ہفتہ لکھتے ہیں، کچھ چالیس یوم، کچھ لوگوں کے خیال میں تین ماہ، اور بعض کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ کاروانِ اِلٰہی نے پورا ایک سال زندانِ شام میں قیام فرمایا، ان اختلافات کی موجودگی میں حقیقی تاریخ ڈھونڈنا اگرچہ بہت مشکل ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ ناممکن نہیں ہے
کتب تاریخ میں درج ہے کہ جس وقت قافلہ پاک رہا ہو کر واپس کوفہ پہنچا تو اس وقت کوفہ کا حاکم عبیداللہ ابن زیاد ملعون نہیں تھا بلکہ وہ واپس بصرہ جا چکا تھا
عبیداللہ ابن زیاد ملعون 61 ہجری جمادی الثانی کے پہلے عشرے تک حاکم کوفہ رہا اس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ پاک کاروانِ رسالت جمادی الثانی کے پہلے

عشرے تک تو شام سے رہا ہونے کے بعد کوفہ واپس نہیں آیا تھا

اسود بن قیس کی روایت میں ہے کہ مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت سے پورے چھ ماہ بعد تک آسمان کا رنگ سرخ رہا

تاریخ کی کتب ہمیں یہ بھی بتاتی ہیں کہ قافلہ پاک جب تک شام میں پابند امرِ الٰہی رہا، اس وقت تک آسمان کا رنگ سرخ رہا

ان دونوں روایات کو یکجا کرنے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دس رجب تک قافلہ پاک شام کے نور محل میں پابند رضائے وحدت رہا

اگر آپ کو یاد ہو تو داخلہ شام کے ضمن میں میں نے بیان کیا تھا کہ یہ کاروانِ توحید 61 ہجری 13 ربیع الاول، 11 دسمبر 680ء جمعرات کے دن دمشق پہنچا تھا، دو دن شہر سے باہر قیام رہا اور 16 ربیع الاول اتوار کے دن شہر میں داخل ہوا تھا

کتب مقاتل سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ رہائی پانے کے بعد تین دن تک یہ پاک قافلہ قصر یزید ملعون میں مہمان رہا، بعد میں ایک ہفتہ محلّہ دارالحجارۃ میں مقیم رہے کہ جہاں شب و روز امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی عزاداری ہوتی رہی

اب اگر ہم مذکورہ بالا روایات کی روشنی میں 10 سے 15 رجب کے درمیان رہائی تسلیم کریں تو پھر غالباً 20 سے 25 رجب کے لگ بھگ شام سے روانگی ہوئی اس طرح 16 ربیع الاول سے رجب کے تیسرے عشرے تک کم و بیش چار ماہ اور کچھ دن تک یہ کاروانِ مظلومیت شام میں قیام پذیر رہا ہے

مؤرخین کے اختلافات کی وجہ جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ جن لوگوں نے شام غریباں سے اسیری کا زمانہ شمار کیا، انہوں نے چھ ماہ بتایا...... جن صاحبانِ

تاریخ نے داخلہ شام سے زمانہ ءِ اسیری کو گنا، انہوں نے چار ماہ لکھے

کئی لوگوں نے پورے سفر کو قید مصائب و آلام سمجھ کر ایک سال کی قید لکھی ہے

کیونکہ کاروان تسلیم و رضا 28 رجب کو مدینہ سے روانہ ہوا اور پھر شعبان کے پہلے یا دوسرے جمعہ کو واپس مدینہ منورہ پہنچا تھا

اس طرح تقریباً ایک سال بنتا ہے

کچھ لوگ تاریخ کے الفاظ سے دھوکا کھا گئے ہیں، بعض کتب میں ہندہ کے واقعات کے بعد تحریر ہے کہ جب تین دن گزر گئے تو یزید ملعون نے انہیں بلایا اور رہائی کا حکم دیا، یہاں پر انہوں نے واقعہ ءِ ہندہ سے تیسرے دن کی بجائے داخلہ ءِ دربار کا تیسرا دن سمجھ لیا ہے، اور یہاں انہیں اشتباہ ہوا ہے

بہرحال حقیقت کو مالک کی ذات ہی بہتر جانتی ہے ہم نے تو تاریخ و مقاتل کی کتب سے سراغ حاصل کرنا ہوتا ہے، اور اس کے علاوہ ہمارے پاس دوسرا کوئی ذریعہ ہے بھی نہیں ...... (واللہ اعلم بالصواب)

﴿رہائی کے عوامل﴾

جب ہم شام سے رہائی کے مسئلہ کو تاریخ و مقاتل کے آئینے میں دیکھتے ہیں تو کئی عوامل کارفرما نظر آتے ہیں، جن میں سب سے بڑی وجہ سیاسی عمل ہے

ہر سیاسی حکومت کی یہ فطرت اور اہم ضرورت ہوتی ہے کہ وہ رائے عامہ کو اپنے خلاف نہ کرے، اور اگر رائے عامہ کو نظر انداز کر دیا جائے تو حکومت کا زوال یقینی ہوتا ہے، ادھر ہر حاکم اپنی حکومت کو طول بھی دینا چاہتا ہے

جس دن سے ملکہ ءِ شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے لہجہ میں خطبات انشاء وارشاد فرمائے تھے تو شام کی عوامی رائے عامہ ملعونِ شام یزید ابن معاویہ کے خلاف ہونا شروع ہوگئی تھی ،عوام کا یہ معمول بن گیا تھا کہ دبے دبے الفاظ میں حکومت پر تنقید کیا کرتے تھے ،اور پھر کچھ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احتجاج نے بھی رائے عامہ کو ملعونِ شام کے خلاف کرنے میں اضافہ کیا ،مگر وہ ملعون اقتدار کے نشہ میں مدہوش رہا لیکن جب بیمار کربلا تاجدارِ ساجدین علیہ الصلواۃ والسلام نے برسر منبر خطبہ دیا تو یزیدیت کی کمر توڑ کر رکھ دی ،اور دمشق کی فضا ایک دم ملعونِ شام کے خلاف ہوگئی ،اس وقت اسے تھوڑا سا ہوش آیا ،مگر وہ عوام کے ارادوں سے مکمل آشنا نہ ہوسکا ،اس واقعہ سے پہلے تو لوگ اس ملعون پر چوری چھپے یا دبے لفظوں میں لعنت ملامت کیا کرتے تھے ،یا چند ہم خیال لوگ آپس میں بیٹھ کر ملعون کو برا بھلا کہتے تھے

لیکن امام سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کے خطبہ نے عوام کے حوصلوں کو توانائی بخشی ،اور انہوں نے گلی کوچوں اور بازاروں میں علی الاعلان ملعون پر تبرا شروع کردیا

ملعونِ شام کے ساتھی اور گماشتے پہلے تو چپ رہے اور یزید ملعون کو بدلتی ہوئی اس فضا سے آگاہ نہ کیا مگر جب سب کو اپنی جان اور اقتدار کے لالے پڑ گئے تو تب انہوں نے ملعونِ شام کو حقیقت حال بتائی کہ ہم سب کے خلاف عوام میں نفرت کا ایک لاوا پک رہا ہے ،جلد ہی کوئی تدبیر سوچ ،ورنہ یہ لاوا پھٹتے ہی نہ تو رہے گا ، نہ ہم رہیں گے اور نہ ہی یہ اقتدار باقی رہے گا

مساجد میں خطیبوں سے سوالات پوچھے جانے لگے ،کچھ لوگوں نے خود برسر منبر

اعتراضات کرنا شروع کردیئے، تو اب اس ملعون کی آنکھیں کھلیں کہ معاملہ دن بدن ہاتھ سے نکل رہا ہے، ملعون نے اپنے ابلیسی گماشتوں کی ایک میٹنگ بلائی اور مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟

اس میٹنگ میں کچھ لوگوں نے یہ رائے دی کہ تو پاک خاندان کے تمام افراد علیہم الصلواۃ والسلام کو کسی طرح شہید کروادے، مگر اس ملعون نے اس رائے کو اپنے اقتدار کیلئے خطرہ سمجھتے ہوئے مسترد کردیا، اور پھر اس نے دوبارہ نعمان بن بشیر انصاری ملعون سے رائے دریافت کی، اس نے کہا کہ پاک پردہ داران توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو واپس احترام کے ساتھ مدینہ بھیج دے، اور جیسے بھی ممکن ہو ان سے شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا خون معاف کروالے، جس کے بدلے میں تو ان کے سامنے زروجواہر اور دولت کے انبار لگادے گا تو تیرے لئے آسانی ہو جائے گی

اس مشورے کے بعد یزید ملعون نے جمعہ کے خطبات کے مواقع پر واقعۂ کربلا کا سارا الزام عبیداللہ ابن زیاد ملعون کے سر تھوپنا شروع کردیا اور خود کو بے قصور ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہوگیا، ہر دفعہ یہی کہتا تھا کہ ابن مرجانہ پر خدا لعنت کرے، اس نے مجھ سے پوچھے بغیر امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کردیا اگر امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام میرے پاس آجاتے تو میں ان کا ضرور احترام کرتا، چاہے وہ میری بیعت کرتے یا نہ کرتے

یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے کہ ملکہ شام پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا اور امام سیدالساجدین علیہ الصلواۃ والسلام کے فصیح وبلیغ خطبات کا ایک اثر یہ بھی ہوا تھا کہ خود امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا قاتل بھی ان کے قاتلوں پر لعنت کرنے لگا، یہی وہ عظیم

فتح مبین ہے کہ آج تک کائنات جس کا جواب نہیں دے سکی

جس وقت منبر پر بیٹھ کر خود یزید ملعون نے سلسلہ ءِ لعنت بر قاتلانِ امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام شروع کیا تو اہل شام کے حوصلے اور بلند ہوئے، اور انہوں نے بر سر عام کہنا شروع کر دیا کہ اگر ملعونِ شام بے گناہ ہے، حاکم شرعی ہے، اور خلیفہ بھی ہے، تو اسے چاہیے کہ امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے قاتلوں سے قصاص لے

یہ فتح کی دوسری کڑی تھی، ملعونِ شام نے فوراً خط لکھ کر اکابرین کوفہ کو دمشق بلوایا اور عوام سے کہا کہ میں پہلے ان سے ان کے جرائم ومظالم کا اقرار کرواؤں گا، پھر جیسا تم کہو گے میں اسی طرح عمل کروں گا

جب سارے کوفی ملاعین اور انعام یافتہ قاتلانِ امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام دمشق پہنچے تو یزید ملعون نے اپنے قصر دارالامارہ میں دربارِ خاص منعقد کیا اور اس موقع پر دربار میں شرکت کیلئے جناب امام سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کو بھی دعوت دی

جب اس کے ایک فرستادہ سپاہی نے درِ زندان پر جا کر جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ میں یہ پیغام پہنچایا تو آپ نے سب سے پہلے اپنی پاک پھوپھی جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے مشورہ طلب فرمایا کہ ہم نے دربار میں یزید ملعون کے سوالات کا کیا جواب دینا ہیں؟...... ملکہ ءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ

☆ یا قرة عینی و ثمرة فوادی لا تکلم الا بکلام هین و قول لین فانه ظالم عنید و شقی شدید لا یخاف من الله و عذابه و لا یستحیی من رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میرے جگر کے سکون بیٹے! جب آپ دربار میں جائیں تو یزید ملعون کے ساتھ کسی قسم کی سخت کلامی کرنے کی بجائے نرمی اور تحمل کا مظاہرہ

کرنا ہے، کیونکہ وہ ملعونِ ازل ظالم نہیں اظلم ہے، ہمارا دشمن بھی ہے، بد بخت بھی ہے، شقی القلب بھی ہے، خدا خوفی اور عذاب کا ڈر تو اسے ہے ہی نہیں، نہ ہی اسے ہمارے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی حیا یا لحاظ ہے، اس لئے تحمل، بردباری اور آرام سے جواب دینا، کیونکہ ہم سب کی زندگی آپ ہی کی پاک ذات سے وابستہ ہے

جس وقت امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام دربارِ یزید میں پہنچے تو ملعونِ ازل نے اٹھ کر تعظیم کی، امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی قدم بوسی کی، اور پھر امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کو صدر مجلس یعنی اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا

اس کے بعد خوشامدانہ انداز میں اس ملعون نے کہنا شروع کیا کہ میں آج آپ کے پاک خاندان پر روا رکھے گئے تمام مظالم کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں، اس لئے اعلان کر رہا ہوں کہ آج سے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے ایصال ثواب کیلئے صبح و شام قرآن خوانی ہوگی، دمشق کے ہر شخص کو میرا حکم ہے کہ وہ کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے ایصالِ ثواب کیلئے مساجد میں نمازیں ادا کرے

جناب سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم جانتے ہیں جب شامی اور کوفی لوگوں نے میرے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کرنے کیلئے منتیں مانی تھیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے یہ منت بھی مانی تھی کہ اگر ہم نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کر لیا تو ایک مسجد بنوائیں گے، اور ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ ایسی چالیس مسجدیں بنائی گئی تھیں، کیا ان مساجد میں بھی قرآن خوانی ہوگی؟

ملعونِ شام نے شرم کے مارے سر جھکا لیا اور کچھ دیر کے بعد بولا کہ اس کے علاوہ

آپ کی کوئی اور خواہش ہو تو آگاہ فرمائیں، جناب سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ باقی خواہشات تو ہم پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا سے پوچھ کر بتائیں گے کیونکہ وہی ہمارے اس کاروان غرباء کی سرپرست ہیں، مگر جس کام کیلئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں پہلے وہ کیا جائے

ملعونِ شام نے پوچھا کہ وہ کون سا کام ہے؟ امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کیا جائے

وہ ملعون بولا کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے، میں ابھی پیش کرتا ہوں

جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ سب سے مشکل کام تو یہی ہے، کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے قاتلین کو ہمارے حوالے کیا جائے، ہم ان سے انتقام لینا چاہتے ہیں، شاید اس طرح ہمارے زخمی جگر کو کچھ سکون نصیب ہو

ملعونِ شام نے عرض کیا کہ مجھے یہ بات منظور ہے اور یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے

پھر اس نے اپنے چاروں طرف سنہری کرسیوں پر بیٹھے کوفی سالاروں کی طرف نگاہ کی، شیث بن ربیع، قیس بن ربیع، شمر ذی الجوشن، مصائب بن وہیہ، خولیٰ بن یزید اصبحی ملعون اور سنان بن انس نخعی وغیرہ سب ملاعین موجود تھے

اس ملعونِ ازل نے سب سے پوچھا کہ بتاؤ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو کس نے شہید کیا تھا؟

سبھی نے کہا کہ ان کا اصل قاتل خولیٰ بن یزید اصبحی ملعون ہے کیونکہ اسی نے تاجدار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کو زین ذوالجناح سے اس طرح اتارا تھا کہ جس طرح

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام زین فرس سے ارضِ کربلا پر اترے تھے، سید الشہداء امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب زمین پر تشریف لائے تو انہوں نے نماز کا اول وقت سمجھ کر پیشانی کو سجدہ کیلئے زمین پر جھکا دیا تھا مگر ان کے ہاتھ اسی طرح سینہ پر تھے، اس ملعونِ ازل نے ہی انہیں ایسا ظلم بھرا تحفہ پیش کیا تھا کہ جس کا اثر ان کے جگر پر ہوا، اور خون کا ایک چشمہ ان کے پہلو سے جاری ہوا، اور پھر چند لمحوں کے بعد انہوں نے زین ذوالجناح سے زمین کربلا کو شرف بخشا تھا

ملعونِ شام نے خولی سے پوچھا کہ کیا یہ سب سچ ہے؟

خولی ملعون نے کانپتے ہوئے دست بستہ ہو کر کہا کہ نعوذ باللہ میں کیسے فرزند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر سکتا تھا، میں یہ گستاخی کیسے کر سکتا تھا، مجھے کیا ضرورت تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری شبیہ کو زین سے اترنے کی زحمت دوں؟

اصل قاتل تو سنان بن انس ملعون ہے کہ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام زین سے اترے تو اس وقت ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کا تمام جسم خون آلود تھا، اور جو زِرہ زیب تن تھی اس کی ہر کڑی سے خون اچھل کے بہہ رہا تھا، امام مظلوم کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام دو زانو تشریف فرما تھے، اور وہ غش کے عالم میں جھوم رہے تھے اور آہستہ آہستہ فرما رہے تھے کہ

☆ھل من راحم یرحم آل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا کوئی ہے؟ کہ جو اس وقت آلِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحم کرے

اس وقت یہی سنان بن انس ملعون گھوڑا دوڑا کر قریب گیا اور اس نے زین سے جھک کر کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جوان فرزند کا پرسہ دیا تھا، اس وقت کریم کربلا علیہ

الصلواۃ والسلام کا چار سالہ نواسہ ان کے پاس موجود تھا، اور انہیں اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا

مگر یہ ملعونِ ازل ہر چیز سے بے پرواہ ہوکر بے دردی سے ظلم کرنے میں مصروف رہا، جب ان کے معصوم نواسے نے اسے ظلم کرتے دیکھا تو اپنی نرم و نازک سی باہیں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر پر پھیلا دیں، مگر اس نے سنگدلی کی انتہا کرتے ہوئے اس معصوم کی باہوں پر تلوار سے ضرب لگائی، جس کی وجہ سے اس معصوم شہزادے کی باہیں کٹنے کی بجائے تلوار سے لپٹ گئیں، پھر کٹ کر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی آغوش میں جا گریں، اور وہ شہزادہ فوزِ عظیم پر فائز ہوا......اس وقت ہم نے پہلی مرتبہ کربلا میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو گریہ فرماتے ہوئے دیکھا تھا

جس وقت خولی ملعون نے اس کے مظالم کی تفصیل بیان کی تو دربار میں کہرام بپا تھا

یہاں ایک وضاحت کرتا چلوں کہ مدینہ میں کسی نے بیمار کربلا جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام سے پوچھا تھا کہ آقا آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے جسم اطہر پر بوقت شہادت کتنے زخم تھے؟ کوئی کہتا ہے کہ تین سو تیرہ 313 تھے، کوئی کہتا ہے کہ 1950 ایک ہزار نو سو پچاس زخم تھے، اب آپ ہی ہمیں آگاہ فرمائیں کہ حقیقت کیا ہے؟

بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی آنکھوں سے خون جاری ہوا، سرخ عقیق کی انگشتری اپنی انگلی سے اتار کر فرمایا کہ درحقیقت ہمارے غریب بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے جسم پر اس انگشتری جتنی جگہ بھی زخموں سے خالی نہیں تھی کہ جہاں پاک بہنیں صلواۃ اللہ علیہن بوسہ دے سکتیں

ملعونِ ازل یزید ابن معاویہ نے سنان بن انس سے جب تصدیق چاہی تو وہ کہنے

لگا کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے قاتل پر اللہ کی ہزار بار لعنت ہو، بھلا میں کیوں ایک بے وطن مظلوم کو شہید کرتا؟ ان کی پاک ہمشیر گان صلواۃ اللہ علیہن گواہ ہیں، جنہوں نے سر پر قرآن اٹھا کر، خدا و رسول کے واسطے دے کر اپنے پیارے بھائی کو بچانے کی آخری کوشش کی تھی، کہ اصل قاتل شمر ذوالجوشن ملعون ہے، میری اس بات کی گواہی تمہارے وہ سپاہی دیں گے کہ جنہیں تو نے شام سے روانہ کیا تھا

امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی ایک چار سالہ معصومؑ دختر علیہ الصلواۃ والسلام قریب ہی موجود تھی اور اسے ظلم کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی، یہ ملعون جیسے ہی امام علیہ الصلواۃ والسلام کے قریب ہوا تو اس معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے گریہ و ماتم شروع کیا، اس نے ماتم کی درد ناک صداؤں میں بوسہ گاہِ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ضربیں لگانا شروع کر دیں

کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام اس وقت سر بہ سجود تھے، ان کی بہنیں ستر قدم دور کھڑی دیکھ رہی تھیں، اس نے ان سب کے سامنے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کیا تھا

اگر آج مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی وہ معصومؑہ شہزادی صلواۃ اللہ علیہا زندہ ہوتیں تو میری تمام باتوں کی گواہی دیتیں، کیونکہ شہادت سے پہلے وہ پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا اپنے بابا کی آغوش میں موجود تھیں، اسی ملعون نے انہیں وہاں سے اٹھنے پر مجبور کیا تھا، پھر ان کی نظروں کے سامنے اس ملعونِ ازل نے کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کو انتہائی بے دردی سے شہید کر دیا، حالانکہ وہ پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا رو رو کر اسے ظلم سے باز رہنے کی تلقین فرماتی رہیں مگر اس شقی القلب کو ذرا بھر ترس یا رحم نہیں آیا تھا

ملعونِ شام نے اب شمر علیہ لعن والعذاب کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا یہ سب ٹھیک کہتے ہیں؟ کیا تو ہی امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا اصل قاتل ہے؟

اس وقت شمر ذوالجوشن ملعون غصہ کی حالت میں کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے ملعونِ ازل ! تجھ پر خدا کی لعنت ہو، یہ تم نے کیا ڈھونگ رچا رکھا ہے کہ ہر کسی سے جواب طلبی کر رہا ہے، اگر تجھ میں سننے کی ہمت اور صلاحیت ہے تو سن، میں تجھے بتا تا ہوں کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا اصل قاتل کون ہے؟

اصل قاتل تو وہ ہے کہ جس نے ان کے قتل کی راہیں ہموار کی ہیں

اصل قاتل وہ ہے کہ جس نے قاتلین کیلئے خزانوں کے منہ کھولے ہیں

اصل قاتل وہ ہے کہ جس نے ان کے قتل کیلئے انعام مقرر کیئے ہیں

اصل قاتل وہ ہے کہ جس نے گھوڑے، لشکر اور ہتھیار فراہم کیئے ہیں

اصل قاتل وہ ہے کہ جس نے تخت پر بیٹھ کر سب کے سامنے سر اطہر کی بے حرمتی کی

اصل قاتل وہ ہے کہ جس نے ان کی شہادت کی خوشی میں شہروں کو سجایا

اصل قاتل تو وہ ہے کہ جس نے اس غریب و مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو کوفہ سے شام تک کے سبھی شہر اور بازار دکھائے

اصل قاتل وہ ہے کہ جس نے سینکڑوں میل مسافرت کی تھکی ہوئی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو طویل وقت تک دربار میں کھڑے رکھا

اصل قاتل وہ ہے کہ جس نے طویل عرصہ تک آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا وجہ زندانِ شام میں قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کیا

آج تجھے شرم نہیں آتی کہ تو ایک ایک سے یہ پوچھ رہا ہے کہ کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا قاتل کون ہے؟ کس نے انہیں شہید کیا ہے؟ کیا تو ساری دنیا کو بیوقوف سمجھتا ہے؟ اس وقت یزید ابن معاویہ ملعون شرمندہ اور خجل ہو کر تخت سے اترا اور یہ کہتے

ہوئے اندر چلا گیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تم سب پر لعنت ہو کل کی بات ہے کہ تم سب انعام کی لالچ میں غریب مظلوم کی بہنوں کے سامنے فخریہ انداز میں ایک دوسرے پر سبقت کر رہے تھے، تم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ انعام کا مستحق قرار دے رہا تھا، آج سب انکاری ہو گئے ہو، کوئی بھی یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ میں نے تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کیا ہے تخت سے اتر کر یہ چلتا ہوا جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ آقا! آپ اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے خون کی دیت جو بھی مقرر فرمائیں مجھے منظور ہے، میں ادا کرنے کیلئے تیار ہوں، جتنے خزائین آپ چاہیں مجھ سے لے لیں، کیونکہ جو قاتل ہیں وہ سبھی آپ کے سامنے منکر ہو چکے ہیں، اب میں اور کیا کر سکتا ہوں؟

جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام روتے روتے زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے ملعونِ ازل! کیا تو میرے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے خون کی قیمت لگانا چاہتا ہے؟ کیا تو ہمیں خزانوں کا لالچ دینا چاہتا ہے؟ تو بہت بڑا سنگدل ہے، کیا یہی ظلم باقی رہ گیا تھا، کیا اسی بات کی کسر باقی تھی؟ تو نے بیمار کے زخمی جگر پر آج جو کاری ضرب لگائی ہے یہ مجھے کبھی نہیں بھولے گی کہ تو نے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون کی قیمت مقرر کرنا چاہی ہے

آنسوؤں کی بارش میں وقت قبولیت دعا سمجھ کر دعا کریں کہ ان مظلومین علیہم الصلواۃ والسلام کے دکھوں کی میعاد ختم ہو، ان کے پاک منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلدی سے پہلے تشریف لائیں، تاکہ ان سب کا انتقام لیا جا سکے، جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کے زخمی

جگر کو قرار آئے ،تلوارِ انتقام علم فرما کر ان تمام دکھوں کا ظالمین سے حساب لیں ، سبھی پاک مخدراتِ عصمت خداوندی صلواۃ اللہ علیہن کی آغوش میں خوشیوں کے پھول ڈالیں ، اپنے تمام بیٹوں کی آبادی دیکھ کر جناب غازیؑ پاک علیہ الصلواۃ والسلام کے قلب مضطر کو دائمی چین اور سکون نصیب ہو

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 19

﴿ رہائی از شام ﴾

(حصہ دوم)

5 رجب 61 ہجری، یکم اپریل 681ء بروز جمعہ فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعون نے امام کائنات، اسیر کربلا جناب سجاؔد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قصر دارالامارہ میں بلایا اور رہائی کی خبر سنائی، جہاں عوام کو بیوقوف بنانے کیلیئے اس نے قاتل پیش کرنے کا ڈرامہ بھی رچایا، مگر شمر ملعون نے بھری محفل میں اس سازش کا پردہ چاک کر دیا

قافلہءِ تسلیم و رضائے اِلٰہی کی شام سے رہائی کے اسباب وعوامل میں ہندہ زوجہ یزید ملعون کا خواب بھی شامل ہے جو انشاءاللہ آئندہ مجلس میں پیش کروں گا

ہفتہ 6 رجب مطابق 2 اپریل کے واقعات کو ہم دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں

ایک حصے کے واقعات کا تعلق پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن سے ہے کہ جنہوں نے ملعون کے محل میں مہمانوں کی حیثیت میں رہتے ہوئے مسلسل تین یوم قیام عزاء فرمایا

دوسرے حصے کا تعلق سالارِ قافلہءِ غریباں امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام سے ہے کہ جو اس دوران ملعونِ شام کے مہمان رہے، جب بھی دربار لگایا جاتا تو فرعونِ

شام ملعون آپ کو اپنے پہلو میں کرسی پر جگہ دیتا، ملعون نے اس دوران مکارانہ خوشامدوں اور نیازمندیوں کا سلسلہ بھی جاری رکھا تا کہ کسی طرح مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام اور ان اعزہ وانصار علیہم الصلواۃ والسلام کا پاک خون (خدا نہ کرے) معاف کرایا جا سکے.......اب آپ حصہ اول سماعت فرمائیں

شام کا ماحول ہے، یزید ملعون کا دربار آراستہ ہے، تخت کے سامنے موصل کے نفیس اور قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں، جن پر تخت نجس کے دونوں طرف سلیقے سے سنہری کرسیاں لگی ہوئی ہیں، جن پر کل قبائلی سردار، امراء اور رؤسائے شام براجمان ہیں، ان کی پشت پر مختلف شہروں کے حاکم اور عمال بیٹھے ہیں

آج خلافِ معمول ملعونِ شام کا مزاج بہت برہم ہے، اور اس کے منحوس چہرے پر پریشانی مترشح ہے، پورے دربار پر سکوت طاری ہے، کسی شخص میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ کوئی بات کر سکے، ملعون کی حالت کو دیکھتے ہوئے ہر شخص پریشان ہے

کافی دیر کے سکوت کے بعد ملعونِ ازل نے خود سکوت کو توڑا اور اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میں نے پہلے بھی تم لوگوں سے مشورہ لیا تھا جس کے بعد میں نے آل محمدؐ علیہم الصلواۃ والسلام کو زندان بھیج دیا تھا، آج جو دشمنی اور مخالفت کی فضاء بن گئی ہے وہ تم سے پوشیدہ نہیں ہے، اب مجھے پھر تمہارا مشورہ درکار ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ یہاں پھر کچھ ملاعین نے تمام پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کو شہید کرنے کا مشورہ دیا اور کچھ لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ انہیں آزاد کر دیا جائے تو تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے، اور اسی میں تمہاری حکومت کی بقا بھی ہے

دوسرے مشورے کو قبول کرتے ہوئے اس ملعون نے امام سید الساجدین علیہ الصلواۃ

والسلام کو طلب کیا اور عرض کیا کہ آج سے آپ آزاد ہیں، اگر مناسب سمجھیں تو یہیں دمشق میں قیام فرمائیں تاکہ آپ کے ساتھ کی گئی زیادتیوں کا ازالہ کرسکوں
جواباً امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر مسافر اپنے وطن جانے کی فطری خواہش رکھتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے جد اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ اقدس کی زیارت کیئے کافی عرصہ ہو گیا ہے، اس لئے اب اگر ہمیں اجازت ہو تو ہم دمشق سے فوراً مدینہ کیلئے روانہ ہونا چاہتے ہیں
پھر فرمایا کہ اگر اب بھی تیرے دل میں ہمیں شہید کرنے کی کوئی خواہش ہے تو پوری کر لے کہ شہادت صرف ہمارا ورثہ ہے، مگر میں شہادت سے پہلے یہ ضرور چاہوں گا کہ پردہ دارانِ تطہیر صلواۃ اللہ علیہن کو واپس وطن پہنچا دیا جائے
ملعونِ ازل نے شرمندگی کے عالم میں کہا کہ میں سابقہ مظالم کی معافی چاہتا ہوں، اور اب ایسی کوئی بات نہیں ہو گی، اس کے بعد وہ ڈرامہ ہوا کہ جو بیان ہو چکا ہے
اس کے بعد یزید ملعون نے عرض کیا کہ آپ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو رہائی کی نوید سنانے کے ساتھ میرے اہل خانہ کی طرف سے یہ گذارش بھی کریں کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو کچھ وقت کیلئے ہمارے قصر شاہی میں تشریف لے آئیں کیونکہ آل سفیان علیہ لعن کی جملہ خواتین انہیں آپ کے پدر مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام اور تمام شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا پرسہ دینا چاہتی ہیں اور قصر میں منتظر ہیں
اسی خواہش کے پیش نظر اس ملعونِ ازل نے بنی امیہ کی کچھ عورتوں کو پردہ دارانِ رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے پاس زندان میں بھیجا تھا، درحقیقت اس میں بھی اس کی ایک مکارانہ چال تھی جس کا ذکر موقع کی مناسبت سے ہو گا

دونوں باپ بیٹا یعنی امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام محمدؑ باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام آزاد ہوکر جامع مسجد کے دربارِ عام سے فارغ ہوکر نورمحل تشریف لا رہے تھے کہ دور سے سرپرست اسیران کربلا جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخِ انور پر اطمینان کی تجلی ملاحظہ فرمائی، زرد رخساروں پر خون کی سرخی کا ہلکا سا امتزاج نظر آیا تو دریافت فرمایا کہ بیٹا! خیریت تو ہے کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر آثارِ مسرت ہویدا ہیں، کہیں ایسا تو نہیں کہ آپ کے بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے ہیں؟...... غیور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر جھکا کر عرض کیا کہ پھوپھی اماں صلوٰۃ اللہ علیہا! قید سے رہائی ہوگئی ہے

مخدومہ معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں کہ میرے بیٹے! رہائی کی خوشخبری تو لائے ہیں، مگر ذرا یہ بھی تو سوچیں کہ ہم اب کس منہ سے وطن واپس جائیں گے، عزیز واقرباء کے ممکنہ سوالات کا جواب کیا دیں گے؟

اگر بھائی حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کمسن بیٹیوں کے متعلق پوچھ لیا کہ وہ کیوں نہیں آئی ہیں؟ تو میرے پاس تو سوائے خاموشی کے کوئی دوسرا جواب نہیں ہے، اور پھر ایک نہیں بلکہ دو کمسن بہنوں کو زندان کی مسموم آب وہوا نے شہید کردیا، ایک زینت زندان بن گئی، دوسری مسافروں کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہے

جائیں بیٹے! ملعونِ شام سے جاکر کہیں کہ ہم مدینہ واپس نہیں جاسکتے، کیا تمہارے مظالم نے ہمیں وطن جانے کے قابل چھوڑا ہے؟ ہمارے سبھی ناز و ارمان تو ختم ہو چکے ہیں، اب ہم وطن کیا کرنے جائیں گے؟

شقیءِ ازلی سے کہیں کہ اب تو کس لئے ہمیں رہا کرنا چاہتا ہے؟ حالانکہ اب تو ہم

شامیوں کے ظلم وستم کے عادی ہو چکے ہیں، اب ہمیں آبادی کی کوئی خواہش نہیں رہی ہے کیونکہ جن کے دم قدم سے ہمارے صحن پر رونق اور مزین تھے، جب وہ نہیں رہے تو ہم گھروں میں آباد ہو کر کیا کریں گے؟

رو رو کر فرمایا کہ بیٹا کیا بتاؤں؟ ایک تو مجھے بیٹوں کا ناز تھا، ہمارا آخری آسرا اور سہارا آپ ہی ہیں، آپ ہمیشہ سلامت رہیں، باقی تو سبھی کربلا میں سو گئے ہیں بھائیوں کا ناز تھا کہ 9 نو بھائی تھے، سب کو خود اپنے ہاتھوں رخصت کر چکی ہوں پھر تبرکاتِ رسالت وامامت تھے جن کا ناز تھا، وہ امت نے ایسے لوٹے ہیں کہ جن کی واپسی کا کوئی امکان ہی نہیں ہے

ایک ناز پردے کا تھا کہ جبرائیل تو اپنی جگہ، میرے عبّاس بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی میرے چہرے کے خدوخال کا صحیح اندازہ نہیں تھا، بیٹا تم خود جانتے ہو کہ وہ کون سا بازار ہے کہ جو امت نے ہمیں نہیں دکھایا، وہ کون سا چوراہا ہے؟ جس پر کھڑا کر کے ہماری تشہیر نہیں کی گئی ہے، کیا اب بھی میں وطن جانے کے قابل رہ گئی ہوں؟

جناب سجّاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ پھوپھی اماں صلوٰۃ اللہ علیہا! تو پھر کیا ہم شام ہی میں رہیں گے؟ فاتح شام صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ نہیں، مجھے اپنے مظلوم بھائی کا حکم ہے کہ میں نے کچھ لوگوں کو وطن پہنچانا ہے، کیونکہ مجھے تو آخر یہیں واپس آنا ہے جب ہمارے پاک منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لائیں گے تو وہ مجھے خود یہاں سے وطن لے کر جائیں گے

خیر بیٹا! آپ ایک کام کریں کہ کسی طرح اگر ہو سکے تو کربلا میرے بھائیوں کو

اطلاع کریں کہ آج آپ کی بہن آزاد ہوگئی ہے، زندان کا دروازہ کھل گیا ہے،
مگرآزاد ہونے کے باوجود پہلے سے زیادہ مایوس ہوں
کاش آج کوئی قاصد ہوتا جسے ہم کربلا بھیجتے اور وہ جا کر میرے بھائیوں کو یہ خوشخبری سناتا کہ آج ظلم کے دریا کی طغیانی ختم ہو چکی ہے اور ہم قید و بند کی صعوبات سے آزاد ہو چکے ہیں
اس وقت بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی عجیب کیفیت تھی، کبھی آپ روتے ہوئے فرش خاک پر بیٹھ کر کچھ سوچنے لگتے، کبھی پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کی آنسو بہاتی آنکھوں کو دیکھتے، کبھی درد وغم کو ضبط کرنے کی ناکام کوشش کرتے تو آنکھوں سے خون کا دریا بہنے لگتا، کسی وقت زندان کے دروازہ کی طرف انتہائی حسرت و یاس کے عالم میں دیکھنے لگتے کہ جیسے کسی قریبی عزیز کے آنے کی توقع ہو کہ شاید کوئی رہائی کے اس موقع پر ہمارا استقبال کرنے آئے
آخرکار پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو ساتھ لے کر جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے نورمحل کے دروازہ کی طرف قدم بڑھائے، ایک مرتبہ باہر کی فضا پر نگاہ کی، پھر سر جھکا کر رونا شروع کر دیا، پاک مخدومہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے عرض کیا کہ دستورِ زمانہ ہے کہ جب بھی کوئی قیدی رہا ہوتا ہے تو اس کے عزیز واقرباء پھولوں کے ہار لئے درِ زندان پر اس کے استقبال کیلئے موجود ہوتے ہیں، مگر مجھے باہر کوئی عزیز نظرنہیں آ رہا ہے، اس لئے مجبور ولاچار آپ کے رخ ہائے انور کو دیکھ دیکھ کر رو رہا ہوں، کاش کہ آج میرا بھائی اکبر علیہ الصلواۃ والسلام زندہ وموجود ہوتا تو وہ ہمیں لینے کیلئے ضرور آتا، وہ

عونؑ و محمدؑ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ لے کے در زندان پر آتا، اگر آج ہمارے اقرباء موجود ہوتے تو آپ کے استقبال کیلئے یہاں آتے، مگر افسوس کہ کوئی ایک بھی تو نہیں بچا...... عقیلہءِ بنی ہاشم صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بیٹا اس نور محل کی فضا سے ہماری طبیعتیں مانوس ہوگئی ہیں، ملعونِ شام سے کہو کہ آج کی شب تو ہم یہیں گزاریں گے، کل کے بارے میں کل ہی سوچیں گے

جناب سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام نے عرض کیا کہ ملعونِ شام نے گذارش کی ہے کہ آپ سب معزز مہمانوں کی حیثیت سے ہمارے شاہی محل میں تشریف لائیں تاکہ وہاں آپ کے بھائی کی عزاداری اور ماتمداری بپا کی جا سکے، اور بنی امیہ کی عورتیں شریک عزاداری ہونا چاہتی ہیں

پاک معظّمہ بی بی علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ میرے بھائی کی عزاداری جہاں بھی ہوگی غریب بہن ضرور جائے گی، لہٰذا ہم قصر یزید ملعون ضرور جائیں گی

ملعونِ شام سے کہنا کہ اب چونکہ تمہارے ظلم نے ہمارے صبر کے سامنے اپنی شکست تسلیم کر لی ہے، ظلم و ستم تھک کر چور ہو چکا ہے، مگر ہمارے صبر و استقامت کے حوصلے جوان ہیں، اگر تیرے ظلم و بربریت کی باہوں میں ظلم کی طاقت ابھی باقی ہو یا کوئی دم خم ہو تو ہم مزید عرصہ کیلئے بھی ظلم کا نشانہ بننے کو تیار ہیں

بصورت دیگر ہم چونکہ فاتح ہیں، لہٰذا ہماری فتح کو تسلیم کرے، اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر فاتح اپنی شرائط منواتا ہے، اس لئے اسے بھی ہماری شرائط کو تسلیم کرنا ہوگا

ہفتہ 6 رجب کو فرعونِ شام نے جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اب آپ مہربانی فرمائیں اور پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کو شاہی محل میں

لے آئیں ، القصہ تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن قصر اخضر میں تشریف لے گئیں ، مگر امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کو یزید ملعون نے اپنے پاس مردان خانہ میں بٹھا لیا کہ جہاں امراء اور رؤسائے شام پہلے سے موجود تھے

یہ واقعات کا پہلا حصہ تھا، دوسرا حصہ یہ ہے کہ پاک مخدرات عصمت و طہارت صلواۃ اللہ علیہن یزید ملعون کے قصر شاہی میں کیسے تشریف لے گئے ؟

مگر میں پہلے امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کی محل کے مردان خانہ میں تشریف آوری کی تفصیلات بیان کرنا چاہتا ہوں

ہفتہ کی شب پورے محلّہ بنی امیہ میں یہ خبر گونجی کہ کل فاتح شام ملکہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا قصر شاہی میں تشریف لا رہی ہیں

ہفتہ کی صبح قصر یزید ملعون میں بڑی چہل پہل تھی ، مردان خانہ کو سجایا جا رہا تھا ، زندان سے قصر یزید ملعون تک پردے کا خصوصی اہتمام کیا گیا ، امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے پاک وارث علیہ الصلواۃ والسلام بعد از طلوعِ آفتاب لٹے ہوئے کاروان کو لئے محل کی جانب روانہ ہوئے

اس دور میں دربار کے باہر دو راستے تھے ، ایک زنان خانے کو اور دوسرا مردان خانے کو جاتا تھا ، جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب محمد باؑقر علیہ الصلواۃ والسلام نے زنان خانے کے صدر دروازے پر تمام پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو اندر روانہ فرمایا اور خود دونوں باپ بیٹا مردان خانہ کی طرف روانہ ہوئے کہ جہاں تمام مروانی ، عثمانی اور اموی سردار اور معتبرین ، ارکان حکومت اور غلام یزید ملعون کے ساتھ آپ کے استقبال کیلئے مصروفِ انتظار تھے ، جب امام الاتقیاء علیہ الصلواۃ والسلام اپنے

لختِ جگر کے ہمراہ دروازہ پر پہنچے تو ان سب نے مل کر شایانِ شان استقبال کیا اور ادب واحترام کے ساتھ انہیں محل میں لے آئے

یہ گویا ایک دربارِ خاص تھا کہ جس میں کوفہ کے کچھ سردار بھی بلائے گئے تھے

ملعونِ شام نے پہلے دسترخوان پر پرُ تکلف طعام کا بندوبست کیا، پھر کہنے لگا کہ اب تک آپ شایانِ شان کھانے سے محروم رہے ہیں، اس کوتاہی کا ازالہ کرنے کیلئے میں نے آج آپ کیلئے اس خصوصی دعوت کا اہتمام کیا ہے

پاک امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم اس وقت حالت سوگ میں ہیں اور عرب کے شرفاء کے دستور کے مطابق اس حالت میں کوئی بھی پرُ تکلف کھانا نہیں کھا سکتا، اس لئے ہم معذرت چاہیں گے

بعد از طعام یزید ابن معاویہ ملعون گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے بڑے مکارانہ انداز میں عرض گزار ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو ہوگئی سو وہ تو ہوگئی اب آپ ☆اذکر حاجتك الثلاثة التی وعدتك بقضائهن اپنی تین خواہشیں بیان کریں، میرا وعدہ ہے کہ میں ضرور پوری کروں گا

امام وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غریبوں کے اس کاروان کی سرپرست اعلیٰ ہماری پاک پھوپھی اماں صلوٰۃ اللہ علیہا ہیں، ان سے مشورہ کئے بغیر ہم کوئی بات نہیں کر سکتے ...... یزید ملعون نے کہا کہ بے شک آپ ان سے پوچھ کر مجھے آگاہ فرمائیں

اس وقت پاک پردہ داران توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہن قصر ملعون میں مصروف بکا تھے، جناب سجاؔد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے رابطہ کیا اور باہمی مشورہ کے بعد یزید ملعون کے سامنے رہائی کی شرائط بیان فرمائیں

فرمایا ہمیں بہت مدت گزر گئی ہے کہ ہم نے اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی زیارت نہیں کی ہے، ہماری پہلی خواہش یہی ہے کہ

☆ فقال علی علیہ الصلواۃ والسلام یا یزید لعنة الله علیك لیس لی حاجة الیك الا ان ترینی وجه سیدی الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

الثانیة فاودعه ان ترد علینا ما نهب منا و ما اخذ منا

ہمیں تجھ سے اور کوئی حاجت نہیں ہے، ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ اپنے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کی زیارت کریں، کیونکہ اب تک ان کے سر اطہر نے کوئی کم صدمات تو برداشت نہیں کئے، اب میں نہیں چاہتا کہ وہ مزید صدمے اٹھائیں، کربلا سے شام تک یہ سر اطہر کبھی شمر ملعون کے گستاخ ہاتھوں میں ہوتا تھا، کبھی خولیٰ ملعون نے فرازِ طور پر اسے اٹھایا ہوا ہوتا تھا، کلیم دوراں علیہ الصلواۃ والسلام کا پاک سر کبھی ہمیں کسی تندور میں نظر آتا تھا، کبھی عصر حاضر کے یحییٰ کا سر برسر منبر نظر آتا، کسی وقت اسمٰعیل وقت کا سر زجر بن قیس ملعون کے ہمراہ مصروفِ سفر ہوتا تھا، کبھی تمہارے محل کے صندوق میں دکھائی دیتا تھا، کبھی طلائی طشت میں رنگین دکھائی دیتا تھا، کبھی تیرے دربار میں تخت کی نامناسب جگہ پر موجود ہوتا تھا، کبھی شام کے بابِ داخل پر آویزاں نظر آتا، کبھی تیرے محل کے صدر دروازے کی چوکھٹ پر مصروفِ تلاوت ہوتا تھا، مجھے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر چاہیے کہ جو چالیس دن تک دمشق کی جامع مسجد کے مینار پر آویزاں رہا، ہمارا زخمی جگر یہ سارے مناظر فراموش نہیں کرسکتا، اور اب اس پاک سر کی مزید بے حرمتی ہم برداشت نہیں کرسکتے، ہم اسے کربلا لے جاکر اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے جسم اطہر کے

ساتھ سپردِ معلیٰ کریں گے

فرعونِ شام ملعون نے جواب دیا کہ☆اما وجه ابیك فلن تراه ابداً

آپ کبھی بھی اپنے پاک باباعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سراطہر کونہیں دیکھ سکتے، کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ سر مجھے بڑی مشکل سے ملا ہے اور مجھے اس کی بہت بھاری قیمت ادا کرنا پڑی ہے، یہ تو قیامت تک میں کسی بھی طرح آپ کو واپس نہیں دوں گا

جناب سجّادعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ دیر کیلئے مصلحت آمیز خاموشی اختیار کی، پھر فرمایا کہ ہماری دوسری شرط یہ ہے کہ کربلا میں ہمارا جو سامان تیری فوج نے لوٹا تھا، وہ ہمیں واپس کیا جائے

ملعون نے جواب دیا کہ آقا! جو مال واسباب میرے پاس موجود ہے وہ میں آپ کو واپس کردوں گا، اور جو اشیاء میرے پاس موجود نہیں ہوں گی ان کی میں قیمت ادا کردوں گا، کیونکہ کربلا میں آپ کے تبرکات لوٹنے والے فقط شامی تو نہیں تھے، وہاں تو اطراف و جوانب سے لوگ آئے ہوئے تھے، اور جس کے ہاتھ جو چیز لگی وہ لے کر چلا گیا، البتہ اگر آپ مجھے ان اشیاء کی تفصیل بتا دیں تو میں قیمت ادا کرنے کیلئے تیار ہوں

جب اس ملعونِ ازل نے دوسری مرتبہ قیمت ادا کرنے کی بات کی تو اس وقت جناب سجّادعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ اقدس پر جلال کے آثار نمایاں ہوئے، اس ملعون کو ڈانٹ کر فرمایا کہ اقتدار اور تخت و تاج کے نشہ میں مخمور ہو کر زیادہ بکواس اور زبان درازی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے یہ بتا کہ تمہارے پاس ہے ہی کیا؟ اور تو ہمیں کیا دے سکتا ہے؟ تیری اوقات ہی کیا ہے؟ کہ تو تبرکاتِ انبیاء و

معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قیمت مقرر کرنا چاہتا ہے

☆ فقال علی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا یزید لعنت الله علیك اما مالك فهو موفر علیك و انما طلبت ما اخذ منا لان فیه مغزل جدتی و مقنعها و قلادتها و قمیصها

امام وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے ملعون ازل! تجھ پر خدا کی لعنت ہو، اپنی دولت اپنے پاس رکھ، ہم نے اپنا سامان صرف اس لئے طلب کیا ہے کہ اس میں ہماری پاک معظّمہ دادی صلوٰۃ اللہ علیہا کا ایک چرخہ ہے، ان کا ایک مقدس برقع ہے، انہی کا ایک گلوبند اور ایک پاک لباس بھی ہے، یہ سب ایسے مقدس ترین تبرکات ہیں کہ دونوں جہاں بلکہ خالق کی تمام کائنات بھی جس کی قیمت نہیں ہوسکتی

جس وقت جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے جناب سجّاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یزید ملعون کے الفاظ دہرائے تو آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف سے کہہ دینا

☆یا بن الطلقاء اطلب منك ثلاثة اشیاء عمامة جدیؐ و مقنعة ابی و قمیص اخی

کہ ہمارے آزاد کردہ لوگوں کی اولاد! تین چیزیں ہمیں ہر حال میں واپس چاہیئیں، ایک ہمارے جد امجد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک عمامہ ہے، دوسری چیز وہ رومال ہے جو ہمارے پاک بابا امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام عمامہ کے اوپر زیب سر اطہر فرمایا کرتے تھے، اور تیسرا وہ قمیص ہے کہ جو شہادت کے وقت ہمارے پاک بھائی امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زخمی بدن پر موجود تھا، جسے ان کے جسم اطہر کے ساتھ ہی چھلنی کر دیا گیا تھا

ملعونِ شام نے عرض کیا کہ ان میں سے میرے پاس ایک چیز بھی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی لوٹنے والا اسے یہاں لایا ہے ...... اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس

عمامہ میرے ہاتھ لگ جاتا تو اسے میں تبرکاً اپنے پاس ہی رکھتا

لیکن میں حیران ہوں کہ آپ نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا قمیص کیوں طلب فرمایا ہے؟ وہ تو شاید قابل استعمال ہی نہیں ہوگا کیونکہ جتنے مظالم ان پر ہوئے تھے ان کا قمیص تو چھلنی اور تارتار ہو چکا ہوگا، ایسا بوسیدہ قمیص لینے کا کیا فائدہ ہوگا؟

پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جواباً فرما بھیجا کہ ہمارے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کی خبر کئی مرتبہ لے کر جناب جبرائیل بارگاہِ رسالت میں آئے تھے، ایک دفعہ ہم پاک والدۂ گرامی صلواۃ اللہ علیہا کی پاس موجود تھیں، ہم اس وقت کم سن تھیں، پاک مادرگرامی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے صندوق میں سے ایک کرتہ نکالا اور گریبان کی ڈوریاں درست کر رہی تھیں کہ ہم نے دریافت کیا کہ امی جان یہ کس کا کرتہ ہے؟ انہوں نے فرمایا تھا کہ میری لائق بیٹی ! یہ تمہارے چھوٹے بھائی کا ہے، ہم نے عرض کیا کہ یہ کرتہ تو بہت بڑا ہے اور بھائی جان تو چھوٹے ہیں، پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے ارشادفرمایا تھا کہ بیٹی ! یہ وہ کرتہ ہے جو آپ کے بھائی نے کربلا میں بوقت شہادت زیب تن فرمانا ہے، جس وقت کربلا معلیٰ میں وہ یہ کرتہ طلب فرمائیں تو سمجھ لینا کہ وہ ان کی شہادت کا دن ہوگا اور وہ پھر تمہیں نہیں مل سکیں گے

ہم چاہتے یہ ہیں کہ آپ کے پاک بھائی کی لاش صحرا میں بے کفن نہ رہ جائے، اس لئے ہم نے یہ لباس تیار کر دیا ہے اور اس کے گریبان کی ڈوریاں درست کر رہے ہیں

پھر کربلا میں ہمارے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام نے یہی قمیص طلب کیا تھا اور جب وہ شہید ہوئے تو یہی قمیص ان کے زیب بدن تھا، مگر بعد میں یہ بھی انہیں نصیب نہیں

ہو سکا تھا، کیونکہ شام کے رذیل لوگوں نے ان کے جسم اطہر پر وہ کرتہ بھی نہیں رہنے دیا تھا، وہی قمیص ہم نے طلب کیا ہے کہ اگر وہ تیرے پاس ہے تو ہمیں دے دے کیونکہ اس کے ساتھ ہماری بہت زیادہ جذباتی وابستگی ہے

یہاں میں ایک بات کا اعادہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو میں نے شام غریباں کے واقعات میں بیان کی تھی ...... کہ یہ مسلماتِ مذہب شیعہ میں سے ایک مسلمہ ہے کہ انبیاء واوصیاء ومعصومین علیہم الصلواۃ والسلام کے تبرکات کسی حالت میں بھی کسی غیر معصوم کے تصرف میں نہیں آ سکتے ہیں، دوسری طرف ہمیں کتب میں یہ روایات ملتی ہیں کہ جب امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے یزید ملعون سے اپنے جملہ تبرکات طلب فرمائے تو یزید ملعون نے یہ کہا کہ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک عمامہ بطور تبرک میں نے اپنے پاس رکھ لیا ہے اور میں واپس نہیں کرسکتا، یا جیسے جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے ملکہ عالمین جناب سیدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کے تبرکات کا ذکر فرمایا کہ وہ ہمیں واپس دیئے جائیں، اسی طرح کئی دوسری چیزوں کا ذکر ہمیں ملتا ہے، یا پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے زیورات تک کی روایات کتب میں موجود ہیں

درحقیقت ان فرامین کا مقصد یہ نہیں تھا کہ یہ سب چیزیں واقعی ان ملاعین کے پاس تھیں، بلکہ اس میں یہ راز پوشیدہ تھا کہ ان اشیاء کی واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے اس ملعونِ ازل کو اس کی اوقات دکھانا مقصود تھا، کہ بظاہر تو تم سب نے مل کر ہمیں لوٹ لیا تھا، مگر اب اس بات کا اعتراف اپنی زبان سے کرو کہ ان میں سے کوئی بھی چیز تمہارے پاس موجود نہیں ہے اور نہ ہی ہماری کوئی چیز تمہارے تصرف میں

آ سکی ہے، کیونکہ تمہیں ہماری کسی چیز پر اختیارِ تصرف ہے ہی نہیں
دراصل اس ملعون سے اپنے مقدس تبرکات طلب فرما کر اسے آگاہ کرنا چاہتے تھے کہ جب تم ہمارے منسوبات پر تصرف کا اختیار اور حق نہیں رکھتے تو ہماری ذات پر کس طرح تصرف کر سکتے ہو؟ کیونکہ ہم تو فقط امرِ الٰہی کے پابند ہیں نہ کہ تجھ جیسے گھٹیا اور رذیل آدمی کے...... اور تو یہ نہ سمجھنا کہ ہم تمہاری قید میں تھے، درحقیقت ہم تو رضائے اِلٰہی کی قید میں تھے اور خود بھی بااختیار تھے نہ کہ مجبورِ محض اور نہ ہی ہم مجبور و بیکس تھے، نہ ہیں، نہ ہی رہیں گے، ہماری کسی بھی شے پر تصرف کے بارے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا

آمدم برسر مطلب

بالآخر ملعونِ شام نے سامان کی تفصیل مانگی کہ میں ظالمین و ملاعین سے لے کر آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا
جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت یہ بات عرض کیا تو فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تفصیل بتاتے ہوئے فرمایا کہ اس ملعون سے کہیں کہ ہمیں کربلا میں لوٹا جانے والا تمام سامان واپس کیا جائے، جس میں ایک رات کی بیوہ دلہن کا جہیز ہے، پاک مہندی اور اس کے متعلقات ہیں، کچھ زیورات ہیں اور بری کا سامان ہے اور دولہا بیٹے کی منگنی کی انگوٹھی بھی شامل ہے، اس کے علاوہ وہ پاک دستار بھی اگر واپس کر سکتے ہو تو کرو کہ جو شہادت سے کچھ وقت پہلے تک ہمارے پاک بھائی امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر پر موجود تھی، اور بعد میں

خون آلودہ حالت میں ہم نے زین ذوالجناح سے وصول کی تھی، مگر تھوڑی دیر بعد شام غریباں کے وقت لوٹ لی گئی تھی، ہم تو اس وقت بھی پابند امر الٰہی تھے اور ہر چیز سے بے نیاز تھے کہ خاموشی اور صبر سے ہم نے ہر چیز ملاعین کو سونپ دی تھی تمام عزاداروں سے التماس ہے کہ تہہ دل سے مل کے دعا کریں کہ ان پاک مظلومین علیہم الصلواۃ والسلام کے حقیقی وارث اور ان کے پاک منتقم تشریف لائیں، اور تلوارِ انتقام سے سارے پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام پر روا رکھے گئے مظالم کا حساب لیں، شام کے مسافرانِ راہِ رضا کو دوبارہ وطن میں آباد فرمائیں، کیونکہ انہی کی آس اور امید پر ہی تو تمام مظلومین اولین و آخرین نے صبر کیا تھا، خدا کرے کہ اب ان تمام صابرین کے صبرِ عظیم کے پر کیف نتائج سامنے آئیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمؑ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَیهِ وَ عَلٰی آلِهٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 20

رہائی از شام

(حصہ سوم)

واقعات ہندہ بنت عبداللہ بن عامر

میں آپ کے سامنے مسلسل ان واقعات کو پیش کر رہا ہوں کہ جو پاک پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کو شام کے شہر دمشق میں پیش آئے تھے

آج میں اسی سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہندہ بنت عبداللہ بن عامر جو یزید ملعون کی بیوی تھی، وہ کون تھی؟ اور اس کا واقعہ کیا ہے؟

سب سے پہلے مناسب یہ ہے کہ میں اس کا شجرہ نسب پیش کر دوں

مدینہ منورہ کا رہنے والا ایک شخص تھا کہ جس کا نام ''کریز'' تھا اس کی دو اولادوں کو بڑی شہرت ملی، اس کی ایک بیٹی اروی بنت کریز تھی جو اپنے دو بیٹوں کی وجہ سے مشہور ہوئی کہ اس کا بڑا بیٹا ولید بن مغیرہ تھا، اور چھوٹا بیٹا اجماعی خلافت کا تیسرا خلیفہ عثمان بن عفان تھا، یہ دونوں مادری بھائی تھے مگر ان کے باپ جدا جدا تھے

کریز کی دوسری اولاد اس کا بیٹا عامر بن کریز تھا، جس کی مشہوری کی وجہ یہ ہے کہ

اس کا بیٹا عبداللہ بن عامر بن کریز معاویہ ملعون کے زمانہ میں حاکم بصرہ رہا تھا اور 58 ہجری میں مکہ میں واصل جہنم ہوا تھا، اور عرفات میں دفن کیا گیا تھا

دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس عبداللہ بن عامر کی ایک بیوی کا نام ہندہ بنت عمرو بن سہیل تھا، یہ اپنے وقت کی بہت خوبصورت عورت شمار کی جاتی تھی

اور اسی عبداللہ بن عامر بن کریز کی ایک بیٹی تھی اس کا نام بھی ہندہ تھا، لیکن اس کی ماں ہندہ بنت عمرو بن سہیل نہیں بلکہ کوئی دوسری عورت تھی

یعنی ایک تو اس کی بیوی کا نام ہندہ تھا، اور دوسرا اس کی بیٹی کا نام بھی ہندہ تھا

ان دونوں کے ہمنام ہونے کی وجہ سے بہت سے صاحبانِ مقتل کو یہاں اشتباہ ہوا اور انہوں نے دھوکہ کھاتے ہوئے یہ لکھ دیا کہ ہندہ بنت عبداللہ بنت عامر جو کہ یزید ملعون کی زوجہ تھی، وہ یزید ملعون کی زوجیت میں آنے سے پہلے (نعوذ باللہ) جناب امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کی بیوی رہ چکی تھی، حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے

اور یزیدی نمک خواروں نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ معرکۂ کربلا کی اصل وجہ بھی یہی عورت تھی، اور کربلا کی جنگ (نعوذ باللہ) اسی رقابت کی وجہ سے ہوئی تھی

اب اس فسانے کی حقیقت بھی بیان کردوں تاکہ کوئی غلط فہمی نہ رہے

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ایک ہندہ عبداللہ بن عامر کی بیوی تھی اور دوسری ہندہ عبداللہ بن عامر کی بیٹی اور یزید ملعون کی زوجہ تھی، جس وقت اس دوسری ہندہ کی ماں فوت ہوئی تو عبداللہ بن عامر نے جس عورت سے دوسری شادی کی اس کا نام ہندہ بنت عمرو بن سہیل تھا، اس ہندہ کا عقد پہلے عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید کے ساتھ ہوا تھا

اس وقت عبداللہ ابن عامر معاویہ علیہ الھاویہ کی طرف سے بصرہ کا گورنر تھا
اسی دوران یزید ملعون کی نظر اس کی بیوی ہندہ پر پڑی اور یہ ملعون چونکہ دل پھینک اور عاشق مزاج تھا اس لئے یہ عبداللہ ابن عامر کی بیوی ہندہ کا فریفتہ ہوکر اسے دل دے بیٹھا، اور اس ملعون نے اپنے باپ کو مجبور کیا کہ تو میری شادی ہندہ کے ساتھ کروادے ورنہ میں خودکشی کرلوں گا، یہ سن 41 ہجری کی بات ہے
فرعونِ شام نے اپنے ملعون بیٹے کو بڑا سمجھایا کہ میں ایک شادی شدہ عورت سے تیری شادی کیسے کرا سکتا ہوں؟ یزید ملعون نے کہا کہ تو عبداللہ ابن عامر سے کہہ کر اس کی بیوی کو طلاق دلوا سکتا ہے، جب وہ طلاق دے دے گا تو پھر میں اس سے شادی کروں گا
واضح رہے کہ ان دنوں عبداللہ ابن عامر گورنری سے فارغ ہوکر مدینہ میں مقیم تھا
فرعونِ شام جب بہت مجبور ہوا تو اس نے مغیرہ بن شعبہ سے مشورہ لیا، اس نے مشورہ دیا مگر فرعونِ شام نے کہا کہ یہ سارا کام تو خود ہی کر
مغیرہ بن شعبہ ناقہ پر سوار ہوکر مدینہ منورہ پہنچا اور عبداللہ بن عامر سے کہا کہ فرعونِ شام تجھے بہت یاد کرتا ہے کیونکہ وہ تجھے کسی شہر کا گورنر بنانا چاہتا ہے، تو جلدی میرے ساتھ چل، عبداللہ بن عامر اس کے ساتھ چل پڑا
جب یہ دونوں شام پہنچے تو مغیرہ بن شعبہ نے عبداللہ ابن عامر سے کہا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ فرعونِ شام نے تمہیں کیوں بلایا ہے؟ عبداللہ بن عامر بولا کہ کسی علاقہ کی حکومت دینے کیلئے ...... اس وقت مغیرہ نے پینترا بدلتے ہوئے کہا کہ فرعونِ شام کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ تو جوانی میں بیوی سے محروم ہوگیا ہے

اب وہ تجھے اپنی بیٹی دینا چاہتا ہے، وہ اگر تم سے شادی کے متعلق سوال کرے تو کہنا کہ میری عمرو بن سہیل کی بیٹی سے شادی تو ہوگئی ہے، مگر اب میں اس سے تنگ ہوں اور عنقریب طلاق دینے والا ہوں، بس پھر تو سمجھ لینا کہ فرعون شام کا تو داماد بن جائے گا

عبداللہ اس کی چال کو نہ سمجھتے ہوئے فریب کے جال میں آ گیا، جس وقت وہ دربار میں حاضر ہوا تو فرعونِ شام نے منصوبے کے مطابق کہا کہ میں تو تجھے اپنا داماد بنانا چاہتا تھا، مگر سنا ہے کہ تیری شادی ہوگئی ہے

عبداللہ نے مغیرہ کے بتائے ہوئے الفاظ دہرائے کہ میں اس سے ناخوش ہوں اور عنقریب اسے طلاق دینے والا ہوں، فرعونِ شام نے کہا کہ پھر دیر کس بات کی ہے؟ تو اسے طلاق دے تا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح تیرے ساتھ پڑھوا دوں

عبداللہ نے وہیں دربار میں بیٹھے بیٹھے فوراً تین طلاقیں دیں، اور فرعونِ شام کے حکم پر تحریری طلاق نامہ لکھوا لیا گیا، اس کے بعد دربار برخواست کر دیا گیا

جب عبداللہ بن عامر طلاق دے کر دربار سے واپس محل میں آیا تو اس وقت فرعونِ شام نے ابو ہریرہ کو بلا کر طلاق نامہ اس کے حوالے کیا اور اپنے ملعون بیٹے کی خواستگاری کیلئے اسے فوراً مدینہ روانہ کر دیا، ساتھ ہی بہت سے قیمتی تحائف اور کئی ہزار درہم حق مہر کی ادائیگی کیلئے اسے دیئے اور یہ تاکید کی کہ اگر وہ عورت یزید ملعون سے عقد کرنے پر راضی ہو جائے تو تم وہیں نکاح پڑھ دینا تا کہ تاخیر کی صورت میں معاملہ ہاتھ سے نہ نکل جائے

شام میں عبداللہ ابن عامر اس انتظار میں شب و روز دربار کے چکر لگا تا رہا کہ

معاویہ خود مجھے اپنی بیٹی کا رشتہ دینے کی بات کرے گا، مگر یہ اس کی غلط فہمی تھی، مطلب برآری کے بعد یہ بات کس نے کرنا تھی

ادھر ابو ہریرہ مدینہ پہنچا، یہ مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ عبداللہ ابن عباس بھی وہیں آ پہنچا، سلام دعا اور خیر خیریت پوچھنے کے بعد ابو ہریرہ نے اسے ساری بات بتائی تو عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ اگر تو ہندہ بنت عمرو ابن سہیل کے پاس جا ہی رہا ہے تو امیدواروں میں میرا نام بھی پیش کر دینا، اگر وہ یزید ملعون سے شادی پر رضا مند نہ ہو تو پھر میں بھی اس سے شادی کا خواہش مند ہوں

ابو ہریرہ نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سے نکل ہی رہا تھا کہ مطلع ولایت کے تیسرے آفتابِ عالم تاب یعنی مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا مسجد نبوی میں ورودِ مسعود ہوا انہوں نے بھی ابو ہریرہ سے حال احوال دریافت کیا تو اس نے آپ کو بھی اپنی آمد کا مقصد بتاتے ہوئے عرض کیا کہ اس وقت میں ہندہ بنت عمرو ابن سہیل کے گھر جا رہا ہوں، آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جہاں باقی لوگوں کی خواستگاری کا پیغام دینا، وہیں ایک پیغام ہماری طرف سے بھی دے دینا کہ ہم بھی اس سے شادی کے خواہش مند ہیں

ابو ہریرہ نے جا کر اس عورت کو سارا حال سنایا کہ تجھے عبداللہ ابن عامر نے طلاق دے دی ہے، اور اب فرعونِ شام اپنے بیٹے یزید ملعون کیلئے تمہارا خواستگار ہے، اس کے بعد عبداللہ ابن عباس اور جناب امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے بھی تمہاری جانب شادی کا پیغام بھیجا ہے، اب تیرا کیا خیال ہے؟

ہندہ نے جواب میں کہا کہ ابو ہریرہ تو جہاندیدہ آدمی اور معزز صحابی ہے، میں تجھ سے مشورہ لینا چاہتی ہوں کہ ان حالات میں مجھے کس کا رشتہ قبول کرنا چاہیے؟

ابو ہریرہ نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر تمہیں صحیح مشورہ دے رہا ہوں آگے تمہاری اپنی مرضی ہے

کہ اگر تمہیں دنیائے دون کا طمع و لالچ ہے تو پھر یزید ملعون سے شادی کر لے ساری زندگی عیش کرے گی، اگر تمہیں آخرت اور جنت کی خواہش ہے تو جوانانِ جنت کے پاک سردار فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر دوسرا کوئی ہے ہی نہیں

اور اگر تجھے دین اور دنیا دونوں کی ضرورت نہیں ہے تو پھر میں غریب حاضر ہوں

ہندہ مسکرائی اور کہا کہ تمہارا مشورہ بالکل صحیح ہے، مجھے دنیا کی بالکل ضرورت نہیں ہے بلکہ میں آخرت کی سرخروئی چاہتی ہوں، اپنی عاقبت سنوارنا چاہتی ہوں، اس لئے تیرا مجھ پر احسان ہوگا کہ مجھے ابھی اور اسی وقت مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے درِ اقدس پر پہنچا دے، ابو ہریرہ نے ہندہ کو ساتھ لیا اور درِ اطہر پر لے آیا، اور جو تحائف اور درہم و دینار وغیرہ فرعونِ شام نے دیئے تھے وہ بھی وہیں اس کے حوالے کر دیئے، ہندہ نے استفسار کیا کہ یہ رقم تو فرعون شام نے بھیجی تھی اور تو مجھے کیوں دے رہا ہے؟ ابو ہریرہ نے کہا کہ اسے تو امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف سے حق مہر سمجھ کر قبول کر لے، اس نے کہا کہ میں تمہاری بات نہیں سمجھ سکی کیونکہ یہ رقم اور تحائف تو فرعونِ شام نے بھیجے ہیں اور تو مجھے امام عالی مقام علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف سے حق مہر بنا کر دے رہا ہے، یہ کیسے ممکن ہے؟

ابو ہریرہ نے کہا کہ حقیقت یہی ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں کہ فرعونِ شام تو اس

دولت کا غاصب ہے، اصل مالک تو وقت کے امام سرکار حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام ہیں، یہ تو انہی کی طرف سے قبول کرلے

ادھر شام میں عبداللہ بن عامر رات دن چکر لگاتا رہا، آخر فرعونِ شام نے جواب دیا کہ تو نے بلاوجہ اپنی نیک سیرت بیوی کو طلاق دے دی ہے، تو میری بیٹی کے ساتھ کیا وفا کرے گا اور وہ تیرے ساتھ کیسے گزارہ کرے گی؟ لہٰذا اب تو یہاں سے چھٹی کر اور چلتا ہو، میں تجھے یہ رشتہ نہیں دے سکتا

عبداللہ منہ لٹکائے مدینہ واپس آیا اور مسجد نبوی میں بیٹھا رو رہا تھا کہ مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام تشریف لائے، آپ نے آکر اس کا شانہ ہلایا اور رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کیا مولا و آقا! میرے ساتھ دھوکا ہو گیا ہے، میں نے دھوکے میں آکر اپنی اچھی بھلی بیوی کو طلاق دے دی، حالانکہ میں اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا

مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، قانونِ شریعت یہ ہے کہ دھوکے سے دلوائی گئی طلاق مؤثر نہیں ہوتی ہے، تیری بیوی ہمارے گھر میں تیری امانت ہے، رونے کی ضرورت نہیں، میرے ساتھ چل اور اسے اپنے ساتھ اپنے گھر لے جا، وہ اب بھی تیری بیوی ہے

یہ تھی اس افسانے کی حقیقت کہ جو کئی اشتباہات اور فسادات کا موجب بنا

یہ ایک علیحدہ بات ہے کہ مؤرخین کا اس مسئلہ میں آج تک اختلاف چلا آرہا ہے کہ کیا یزید ملعون کی بیوی ہندہ کی ماں پہلے مر چکی تھی یا عبداللہ بن عامر نے اپنی بیوی ہندہ بنت عمرو ابن سہیل کی موت کے بعد اس سے شادی کی تھی، اور یزید

ملعون کی بیوی ہندہ اس طلاق کے ڈرامہ سے پہلے پیدا ہوئی تھی یا بعد میں ؟

یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس سے امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی ہندہ کے ساتھ زوجیت کی دروغ گوئی کا کوئی مرکزی تعلق ہو

البتہ یہ حقیقت ہے کہ ہندہ بنت عبداللہ ابن عامر ابن کریز جو ملعونِ شام یزید ابن معاویہ کی بیوی بنی، اس کے دل میں عقیدتِ اہل بیت علیہم الصلواۃ والسلام ضرور تھی، اور قافلہءِ تسلیم و رضائے اِلٰہی کے شام میں رہائش پذیر رہنے کے دوران حتیٰ الوسع اس نے اظہارِ ہمدردی بھی کیا اور حتیٰ المقدور امداد بھی کی

بعض کتب میں یہ روایت ملتی ہے کہ جس وقت پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن ملعون شام کے دربار میں کھڑے تھے تو یہ ہندہ تخت کے پیچھے سے یہ منظر دیکھ رہی تھی، جس وقت اموی عورتوں نے پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی کیفیت دیکھی تو وہ بلند آواز سے رونے لگیں، فرعونِ شام ملعون نے عبدالرحمٰن بن حکم کو انہیں خاموش کرانے کیلئے بھیجا تھا اور عبدالرحمٰن نے آ کر عورتوں کو سختی سے ڈانٹا تھا تو اس وقت ہندہ پا برہنہ اور سر برہنہ دربار میں آ گئی، یزید ملعون کی نگاہ پڑی تو اس نے فوراً تخت سے اتر کر اس کے سر پر اپنی عبا ڈالی تھی اور غصے میں کہا کہ تو (نعوذ باللہ) مسلمانوں کے خلیفہ کی بیوی ہو کر بے پردہ دربار میں آ گئی ہے

اس نے جواب دیا تھا کہ میرا پردہ پاک نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پردے سے زیادہ اہم تو نہیں ہے، انہیں تو تو نے دربار میں کھڑا کیا ہوا ہے، اگر چند لمحوں کیلئے عبداللہ بن عامر کی بیٹی ان کے ساتھ کھڑی ہو گئی تو کیا ہوا؟

اے ملعونِ ازل تجھے اپنی عزت کا احساس ہو رہا ہے مگر پاک نبی زادیوں صلواۃ اللہ

علیھن کے پردے کا کوئی خیال نہیں ہے، میں اس وقت تک پردہ نہیں کروں گی کہ جب تک تو ان پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیھن کو میرے ساتھ پردے میں نہیں بھیجے گا یزید ملعون کا پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیھن کو پس پردہ بھیجنے کی دیگر وجوہات میں سے ایک وجہ ہندہ کا دربار میں آ جانا بھی تھا

کتب مقاتل میں قافلہءِ تسلیم و رضا کی رہائی کے جو اسباب لکھے گئے ہیں ان میں سے ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہندہ بنت عبداللہ ابن عامر یعنی اس ملعون ازل کی زوجہ کا اس سلسلہ میں یزید ملعون پر کافی دباؤ تھا جس کی بنیاد ایک خواب بنا تھا اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ ایک ہی رات، ایک ہی وقت میں، ایک جیسا خواب یزید ملعون اور اس کی نیک سیرت بیوی ہندہ بنت عبداللہ نے دیکھا

5 رجب 61 ہجری یکم اپریل کی رات کو ہندہ نے ایک خواب دیکھا، وہ بیان کرتی ہے کہ میں رات کو سو رہی تھی، میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں، میں اس امر پر بڑی حیران ہوئی کہ یہ دروازے کیسے کھلے ہیں، پھر میں نے دیکھا کہ ان دروازوں سے ملکوتِ سماء نے صف در صف زمین کی طرف نزول شروع کیا، ہمارے محل کے ایک خاص کمرے میں یزید ملعون نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا پاک سر ایک صندوق میں بند کر کے بلند جگہ پر رکھا ہوا تھا

ملکوتِ سماوی کے لشکر ہمارے محل میں اترے اور انہوں نے اسی کمرے کا رخ کیا کمرے کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور ملکوتِ سماوی اس صندوق کے قریب آئے پھر نماز کی طرح انہوں نے اپنی صفیں استوار کیں اور صندوق کی طرف سر جھکا کر یہ جملے ادا کرنا شروع کیئے

☆السلام علیك یا بن رسول الله السلام علیك یا ابا عبدالله علیک الصلوٰۃ والسلام
پھر میں نے دیکھا کہ آسمانوں کے انہی کھلے ہوئے دروازوں سے سفید رنگ کا ایک بادل ظاہر ہوا، اور وہ پرواز کرتا ہوا عین ہمارے محل کے اوپر مقیم ہوگیا چند نورانی شخصیات اس بادل سے ظاہر ہوئیں جو سفید لباس میں ملبوس تھیں، وہ مقدس اور نورانی شخصیات فضا میں چلتی ہوئی محل کے صحن میں پہنچیں اور اسی کمرے کی طرف روانہ ہوئیں کہ جس میں امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر موجود تھا، ان میں ایک ذات بہت نمایاں تھی جن کا حسن بیان سے باہر ہے، ان کا رنگ اطہر سفید موتیوں کی طرح تھا اور ان کا پاک چہرہ بلا تشبیہ چودھویں کے چاند کی طرح درخشاں تھا، میں نے ایک فرشتے سے پوچھا کہ یہ صاحبانِ انوار کون ہیں؟
اس نے جواب دیا کہ درمیان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک ذات ہیں، ان کے دائیں طرف سرکار امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، بائیں طرف جناب حمزہ سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، سرکار امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائیں جانب جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بائیں جانب جناب عقیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں
ان سب پاک ذوات علیہم الصلوٰۃ والسلام کا معمول ہے کہ یہ ہر شب جمعہ اپنے لخت جگر کی زیارت کیلئے تشریف لاتے ہیں، اور آج بھی ان کی آمد کا مقصد یہی ہے
میں نے دیکھا کہ جیسے ہی یہ ذواتِ اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام محل میں پہنچیں تو کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر اطہر خود بخود تعظیم کیلئے صندوق سے برآمد ہوا
سب سے پہلے سرکار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پاک سر کے قریب تشریف لائے، سر اطہر کو ادب و احترام سے دونوں ہاتھوں پر لیا، پھر امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

ہونٹوں سے اپنے ہونٹ ملا کران کے دندانِ مبارک پر بے ساختہ بوسے دینے لگے ...... پاک سر کو چومتے ہوئے رو رو کر فرمانے لگے کہ

☆ یا ولدی قتلوك اترا هم ما عرفوك و من شرب الماء منعوك

ہائے! میرے تشنہ دہن بیٹے! ان ظالمین نے تجھے پہچان کر شہید کیا ہے

امت کی طرف سے ہمیں یہی اجر رسالت ملا ہے کہ میرے لخت جگر کو شہید کر دیا گیا ہے، ہمارے آباد و شاد گھر کو لوٹ کر کوفیوں اور شامیوں نے عید منائی ہے

اسی طرح ہر طیب و طاہر ہستی نے باری باری امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک سر کو بوسہ دیا اور روتے ہوئے تعزیت کی

یہ منظر یزید ابن معاویہ ملعون بھی اپنے کمرے سے دیکھ رہا تھا

اچانک یہ منظر ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا، تمام پاک ذوات علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ملائکہ بھی غائب ہو گئے، اس وقت میں دوڑ کر سر اطہر کے پاس گئی، میں نے روتے ہوئے عرض کیا کہ میرے مولا! میرے آقا! یہ آپ نے کیا حال بنایا ہے؟ اس وقت سر اطہر سے آواز آئی کہ ہندہ! ہم تمہیں اپنی مظلومیت کا کیا حال سنائیں کہ کس طرح اس شریر قوم نے ہمیں لوٹا ہے، ان لوگوں نے مجھے اچھی طرح سے جان پہچان کر شہید کیا ہے، جوانوں کی زندگی میں نشیب و فراز آتے ہی رہتے ہیں، ہم نے کبھی اس بات کو محسوس تک نہیں کیا تھا، مگر سب سے زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ انہوں نے ہماری شہادت کے بعد ہمارے پاک اہل البیت کو اسیر کیا، پھر شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ ان کی تشہیر کی، سلطانِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پردے کا حیا بھی نہ کیا

ہندہ سے روایت ہے کہ جب میں خواب سے بیدار ہوئی تو دوڑ کر یزید ملعون کے کمرے میں گئی، مگر وہ ملعون مجھے وہاں نظر نہیں آیا تو میں نے اسے محل میں تلاش کرنا شروع کیا، آخر کار تلاش کرتی کرتی محل کے ایک تنگ و تاریک سرداب میں پہنچی تو دیکھا کہ وہ ملعون وہاں سر چھپا کر دھاڑیں مار مار کر رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا

☆ومالی وللحسین علیہ الصلواۃ والسلام

ہائے میں نے یہ کیا کیا؟ بے جرم و بے خطا شہنشاہ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کر دیا، میرا ان سے کیا واسطہ یا تعلق تھا

جب میں نے اسے روتے ہوئے پایا تو سمجھ گئی کہ جو مشاہدہ کچھ دیر پہلے میں نے کیا ہے یقیناً وہی مشاہدہ اسے بھی ہو چکا ہے

میں نے اس کا شانہ ہلایا تو وہ چونکا اور غصہ میں مجھے کہنے لگا کہ تو یہاں کیوں آئی ہے؟ میں نے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے، کیا وہ تجھے نظر نہیں آیا؟

یہ سن کر اس نے مجھے کہا کہ تم باہر چلی جاؤ، میں نے باہر جاتے ہوئے کہا کہ اے ملعونِ ازل! اب تو ظلم کرنے سے باز آ جاؤ، اور پاک مخدراتِ تطہیر صلواۃ اللہ علیہن کو اب آزاد کر دو، ابھی میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہائی پریشان دیکھا ہے، وہ اپنے پاک فرزند کا منہ چوم کر فرما رہے تھے کہ ملعون امت نے آپ پر بہت ظلم ڈھائے ہیں

جب جمعہ کی صبح ہوئی تو ہندہ ملعونِ شام کے پاس جا کر کہنے لگی کہ اگر مجھے اجازت ہو تو میں پاک مخدرات عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے پاس جانا، اور انہیں اپنے محل میں آنے کی دعوت دینا چاہتی ہوں، ملعونِ ازل نے اجازت دے دی

تاریخ ہندہ کے زندان میں آنے کی تفصیلات بتانے سے گریزاں ہے مگر ہمارے متقدمین ذاکرین عظام اس کی اعتباراتی تفصیل بیان فرمایا کرتے تھے

یہ بات تو اظہر من الشّمس ہے کہ وہ زندان میں آئی ہے

اب اگر عقل سلیم ساتھ دے تو یہ باتیں خود بخود اخذ کی جاسکتی ہیں کہ وہ حاکم شام کی زوجہ ہونے کے ناطے شاہی لباس میں آئی ہوگی، جبکہ پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کے نورانی لباس ظاہراً بوسیدہ ہو چکے تھے، اس کے ہمراہ کنیزیں بھی ہوں گی، جبکہ یہاں عرش عظیم کے مالک زندان کی پتھریلی زمین کو عرش قدیر بنا کر مسند خاک پر جلوہ آراء تھے

ہندہ بنت عبداللہ ابن عامر نور محل میں حاضر بارگاہ ہوئی اور نہایت مؤدبانہ انداز میں اس نے عرض کیا کہ آپ اگر مناسب سمجھیں تو ہمارے محل کو شرف بخشیں

اس موقع پر ہندہ کے ہمراہ ملعونِ شام کی بہنیں، پھوپھیاں، اس کی چار بیویاں اور تیرہ بیٹیاں بھی تھیں، سب نے قدم بوسی کے بعد دست بستہ اپیل کی کہ آپ ہمارے محل میں تشریف لے چلیں

فاتح شام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فاتحانہ انداز میں فرمایا کہ اگر تم اپنے قصر شاہی میں میرے پاک مظلوم بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کی عزاداری اور پرسہ داری کا اہتمام کرو تو ہم وہاں آنے کیلئے تیار ہیں، بصورت دیگر ہم وہاں نہیں آئیں گے

بنی امیہ کی عورتوں نے عرض کیا کہ ہم پرسہ داری کیلئے ہی آپ کو وہاں لے جانا چاہتی ہیں، اس وقت یزید ملعون کی بڑی بیوی ام عاصم جو خلیفہ ثانی کی بیٹی تھی، کہنے لگی کہ میں نے آپ کو آباد دیکھا ہے، میں آپ کی عظمت وشان اور مزاج

سے واقف ہوں، آپ میری بات مانیں اور ضرور تشریف لائیں، سب کے بے پناہ اصرار پر جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے وعدہ فرمایا کہ ہم انشاء اللہ تشریف لائیں گے

دوسرے دن تمام مخدرات عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن نے بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام سے گذارش کی کہ محل قریب ہے، آپ ہمارے ساتھ تشریف لے چلیں

جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام آل اللہ کے جملہ کارواں کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہوئے، پردے کا انتظام پہلے ہی ہو چکا تھا، جب یہ مقدس کاروانِ غریباں قصر ملعون کے دروازے پر پہنچا تو سامنے ایک قیامت خیز منظر تھا

فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعون نے پہلے چالیس دن تک تاجدار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر جامع مسجد دمشق کے مینار کے ساتھ آویزاں کئے رکھا تھا، اس کے بعد پاک سر کو اس نے اپنے محل کے ایک کمرہ میں رکھوا دیا تھا، لیکن جس دن کاروانِ توحید کو محل میں آنے کی دعوت دی گئی تھی، وہ دعوت ملعونِ ازل نے اپنے اہل خانہ کے دباؤ پر مجبوراً دی تھی، بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ یزید ملعون کے دل سے شیطانیت کا خاتمہ ہو جاتا، اس موقع پر

☆ان یزید ملعون امر بان یصلب الراس علیٰ باب دارہ و امر باھل بیت الحسین علیہ الصلواۃ والسلام ان یدخلوا دارہ

یزید ملعون نے ایک غلام کو حکم دیا کہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کی آمد سے قبل قصر بنی امیہ کے صدر دروازے پر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کو آویزاں کر دیا جائے ...... جب سر اطہر آویزاں ہو چکا تو ملعون نے پیغام بھیجا کہ اب

آپ ہمارے قصر شاہی میں تشریف لا سکتے ہیں

بنی امیہ کی سبھی عورتیں محل کے اندر بیٹھی انتظار کر رہی تھیں، جونہی پردہ داران وحدت صلواۃ اللہ علیہن محل کے دروازے پر پہنچیں تو جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی کا پاک سر بے محل دیکھا، جونہی ان کی نگاہ سر اطہر پر پڑی تو واحسینا کرتے ہوئے مخدومہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے زمین کو زینت بخشی، سب اہل حرم کے غم تازہ ہو گئے

گریہ و بکا کی آوازیں اندر محل میں پہنچیں تو بنی امیہ کی عورتیں دروازے کے طرف دوڑیں، دیکھا تو سب پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن خاک پر تشریف فرما ماتمداری میں مصروف ہیں

ہندہ نے باقی عورتوں سے کہا کہ ان کی منت سماجت کرو اور انہیں محل کے اندر لے چلو، میں دربار میں جا رہی ہوں، ہندہ سر برہنہ پا برہنہ ماتم کرتی ہوئی دربار میں آئی، ملعونِ شام نے اسے اس حالت میں دیکھا تو تخت چھوڑ کر اپنی عبا اس کے سر پر ڈالی، ہندہ روتے ہوئے کہنے لگی کہ اگر تو نے اسی طرح ان کی دل آزاری کرنا تھی تو ہمیں بتاتا، ہم انہیں یہاں آنے کی دعوت ہی نہ دیتیں، تو نے اہل عرب کے سب دستور بھلا کر جہان کی لعنت ملامت مول لی ہے، کیا مہمانوں کا استقبال اسی طرح کیا جاتا ہے؟ جس طرح تو نے کیا ہے

ملعونِ شام سبھی درباریوں کے سامنے شرمندہ اور خجل ہو کر کہنے لگا کہ تو اپنا پردہ درست کر، میں تمہیں امام حسین علیہ الصلواۃ والسلام کے غم میں رونے سے نہیں روکتا، کیونکہ وہ تمام قریش کے سردار اور فریاد رس ہیں، وہ اس قابل ہیں کہ تمام شریف

زادیوں کی آنکھیں ان کے غم میں آنسو بہائیں، وہ کفو کریم سے تعلق رکھتے ہیں، لہٰذا ان کے غم میں رونا زیبا ہے، ان پر آنسو بہانا کار خیر ہے

ہندہ محل میں واپس آئی، تاریخ کے الفاظ ہیں کہ قصر بنی امیہ میں پورے تین دن تک مظلومین کربلا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزاداری جاری رہی، بنی امیہ کے عورتیں پرسہ دیتی رہیں، اہل حرم تو حید صلوٰۃ اللہ علیہن یہاں مرثیہ خوانی کرتی رہیں

معظّمہ مخدومہ طاہرہ ملکہءِ عالمین عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی فتح مبین کی عظمت کا اندازہ آپ اسی بات سے کر سکتے ہیں کہ اپنے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سب سے بڑے دشمن بلکہ قاتل کے گھر میں عزاداری اور ماتم داری کا قیام فرما کر ثابت فرما دیا کہ حق کا علم کبھی سرنگوں ہو ہی نہیں سکتا، ہمارے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک نام ہمیشہ زندہ و جاوید رہے گا اور قیامت تک اسے کوئی مٹا نہیں سکے گا

اعتبارات

تاریخ نے اس عزاداری کی تفصیل تو نہیں تحریر کی مگر مناسبت حالات سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ پاک مظلومہ دکھی بیبیوں صلوٰۃ اللہ علیہن نے اپنے آباد گھر کے حالات ضرور سنائے ہوں گے، پرسہ داری کیلئے آنے والی شام کی عورتوں کو بتایا ہوگا کہ ہمارا گھر اطہر حسین و جمیل فرزندوں سے آباد تھا، جب ہمارے خوبصورت نوجوان اکٹھے ہوتے تو ہمارا صحن گلشن بن جاتا تھا، جب وہ ہماری طرف دیکھ کر مسکراتے تھے تو سب کے کلیجوں میں ٹھنڈک پڑ جاتی تھی، مگر اب ہمیں اپنے نو خیز لخت جگر کہیں نظر نہیں آتے

جب ہم وطن میں آباد تھے تو ہمارے سروں پر بھائیوں کا سایہ تھا، جب بھی کوئی بھائی سامنے آتا تو ہم صلواۃ پڑھا کرتے تھے، ہر بھائی ہماری چادرِ تطہیر کو ادب سے چومتا تھا، وہ بھی ایک خوش نصیب وقت تھا، مگر چند لمحوں میں ہمارا ابھرا گھر خالی ہوگیا ہے، یہی دکھ اور درد ہمارے جگر کو کھائے جا رہا ہے

سارے مومنین مل کے دعا کریں کہ ان پاک مخدراتِ تطہیر صلواۃ اللہ علیہن کے پاک گھر پھر آباد ہوں، خوشیوں کے موسم سدا بہار بنیں، یہ اپنے ہر بھائی کو آباد و شاد دیکھیں، ان کے زخمی دلوں پر انتقام کا مرہم لگے، ان کے ہجر و فراق کی مدت ختم ہو، منتقم آلِ محمدؐ عجل اللہ فرجہ الشریف کی دنیا میں تشریف آوری سے سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا کی ہر پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کا دل خوش ہو، اب شہنشاہِ وفا مولا غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کو اذنِ وِغا ملے، اور وہ اپنے دست قدرت شعار سے ہر ظلم کا جی بھر کے انتقام لیں، ان کے پاک گھر میں ابدی خوشیوں کا موسم آئے، اور کسی پاک مستور کا دل پھر کبھی دکھی نہ ہو، یہ سارا پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام دوبارہ اس طرح آباد ہو کہ جس طرح ان کو آباد ہونے کا حق ہے

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجُھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 21

﴿رہائی از شام﴾

حصہ چہارم

6 رجب بروز ہفتہ پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن قصر یزید ملعون میں تشریف لے آئے، جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام انہیں محل سرا کے زنان خانہ میں پہنچا کر اپنے پاک فرزند کے ساتھ ملعونِ شام کے دربار میں تشریف لائے، ان کے آتے ہی اس ملعون نے پہلا سوال یہی کیا کہ آپ نے میری گذارش اپنی پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا تک پہنچائی تھی؟ وہ مجھے جو حکم دیں میں اس کی تعمیل کو اپنے لئے فخر سمجھوں گا امام سجاد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم نے ان کی بارگاہ میں عرض کیا تھا اور انہوں نے تین چیزیں طلب فرمائی ہیں، پاک بھائی امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر، کربلا میں لوٹا گیا سامان، اور ان کی سب سے اہم ترین تیسری خواہش یہ ہے کہ

☆نحن نحب اولا ان نبکی و ننوح علیٰ سیدنا الحسین علیہ الصلواۃ والسلام فانہ لم یتیسر لنا البکاء علی الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

ہم اپنے پاک خاندان کے شہنشاہ تاجدار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کو رونا چاہتی ہیں، کیونکہ ابھی تک ہمیں آزادی سے جی بھر کے رونے نہیں دیا گیا، اب ہم ان کی عزاداری کرنا چاہتی ہیں، ملعون شام نے پوچھا کہ کیا واقعی آپ ابھی تک نہیں روئے؟

☆یا ملعون نحن فارقنا سیدنا الحسین علیہ الصلواۃ والسلام و هو جسد بلا راس ولم یمکنا عبیداللہ بن زیاد ملعون ان ننوح علیه و نندبه

امام سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ جب ہم کربلا سے چلے اور اپنے پاک بابا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام سے جدا ہوئے تھے تو ان کا بے سر جسم اقدس بغیر غسل و کفن کے کربلا کی سرزمین کو معلیٰ بنا کر آرام فرما تھا، لیکن وہاں ہمارے لئے رونا اس لئے ممکن نہیں تھا کہ ہمارے رونے پر پابندیاں عائد تھیں، یہاں زندان میں بھی بلند آواز سے گریہ وزاری منع تھی، ہماری دو چھوٹی شہزادیاں صلواۃ اللہ علیہا صعوباتِ قید و بند کو برداشت نہ کرتے ہوئے دنیا سے منہ موڑ گئیں، ہم ان کا بھی ماتم نہ کر سکے...... اب ہماری خواہش ہے کہ شام کے کسی مرکزی علاقہ میں ہمیں ایک خالی مکان دیا جائے جہاں ہم کم از کم سات آٹھ دن تک امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی مجلس عزا برپا کریں

شام کی عورتوں کو حکم دیا جائے کہ وہ ہمیں آ کر دستورِ زمانہ کے مطابق پرسہ دیں اور تیری مائیں، بہنیں، خالائیں، بیویاں اور بیٹیاں بلکہ بنی امیہ کی سبھی عورتیں بھی ان مجالس عزاء و بکا میں شریک ہوں تاکہ پوری دنیا کو معلوم ہو جائے کہ فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا نے شام فتح کرنے کے بعد اپنے دشمنوں سے بھی اپنی فتح کا کلمہ پڑھا لیا ہے ☆ قال یا اهل بیت الرسالة فافعلوا ما بدالکم فخلیٰ لهم دار الماتم الحسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام

یہ گفتگو سن کر مجبوراً کھسیانا ہو کر کہنے لگا کہ آپ اہل بیت توحید و رسالت ہیں، اب آپ جو کچھ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، میری طرف سے آپ کو اجازت ہے

اس کے بعد اس ملعونِ ازل نے حکم دیا کہ قصر بنی امیہ سے ملحق محلّہ دارالحجارہ میں ایک مکان امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی عزاداری کیلئے خالی کرایا جائے

8 رجب تک تو مسلسل قصر یزید ملعون میں عزاداری اور ماتمداری کا سلسلہ جاری رہا، 9 رجب کی رات کو اہل بیت اطہار محلّہ دارالحجارہ میں منتقل ہو گئے

قصر یزید ملعون میں عزاداری ملکہ شام صلواۃ اللہ علیہا کی عظیم ترین فتح مبین تھی، کیونکہ فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعون تو اس بات کی سر توڑ کوشش کرتا چلا آ رہا تھا کہ کسی طرح اہل بیت اطہار علیہم الصلواۃ والسلام کا (نعوذ باللہ) نام ونشان تک مٹا دیا جائے یعنی وہ نورِ الٰہی کو پھونکوں سے بجھانے کی کوششوں میں مصروف تھا مگر

☆واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون

اللہ تبارک وتعالیٰ اس نور کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تاباں اور درخشاں رکھنا چاہتا تھا، اگر چہ یہ بات اموی مشرکین وملاعین کیلئے کتنی ہی ناگوار اور ناپسند کیوں نہ تھی

مگر حقیقت یہ ہے کہ وارث توحید ورسالت فاتح کوفہ وشام عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اللہ کی نمائندگی میں اس نور کو اس طرح درخشاں اور سر بلند کیا اور قصر بنی امیہ کی دیواروں میں ایسی دراڑیں ڈالیں جو قیامت تک یوں ہی رہیں گی

شکست خوردہ بزدل اور کمینہ دشمن سب شرائط تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا اور فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا کی فتح کی نوبت دشمن کے اپنے محل میں بجنے لگی

منگل کے دن فرعونِ شام کی طرف سے پورے دمشق میں منادی کرائی گئی اور حکم دیا گیا کہ سب شامی اور اموی عورتیں محلّہ دارالحجارہ میں جا کر امام مظلوم کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کی عزاداری اور ماتمداری میں شریک ہوں، کوئی عورت اپنے گھر میں نہ

رہے، سارے شامی، اموی، عثمانی اور مروانی مرد مساجد میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی کریں، نمازیں پڑھیں اور روزے رکھیں تاریخ شاہد ہے کہ سات دن مسلسل شام کے در و دیوار یا حسینؑ، ہائے حسینؑ کی صداؤں سے گونجتے رہے، گریہ و بکا کا ایک طوفان تھا جو شام میں برپا تھا، نمازیں روزے اور قرآن خوانی جاری رہی، دشمن کی ظاہری فتح چند دنوں میں بدترین شکست میں تبدیل ہو چکی تھی، حق و صداقت کی یہی وہ عظیم فتح مبین تھی کہ جس نے یزید ملعون جیسے بڑے دشمن کو شکست خوردہ بنا کر گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا تھا

اس دوران ملعونِ شام کی برابر یہی کوشش رہی کہ کسی طرح وہ کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا خونِ ناحق ان کے شرعی اور حقیقی ورثاء سے معاف کرا لے

اور اس کی یہ کوشش خوف آخرت کی بنا پر نہیں بلکہ حکومت و اقتدار بچانے کی خاطر تھی کیونکہ آثارِ بغاوت تو رونما ہو ہی چکے تھے

جب امام وقت علیہ الصلواۃ والسلام دربار میں تشریف لائے تو اس نے پھر انتہائی کمزور انداز اور خجالت آمیز لہجہ میں خونِ ناحق کی معافی سے متعلق اپنا مدعا عرض کیا

امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ اس امر میں اختیارِ کلی کی مالک، مختارِ کاروان جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا ہی ہیں، ہم ان کی خدمت اقدس و بابرکت میں تمہارا مدعا پہنچا دیں گے، آگے ان کی مرضی، کیونکہ اس معاملہ میں ہم بے اختیار ہیں

یہ سن کر اس ملعون کے جسم میں جھرجھری آئی، اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے، کچھ دیر تک یہ سر جھکائے بیٹھا رہا، پھر کہنے لگا کہ آپ یہ پیغام ان کی بارگاہِ قدس

تک پہنچا تو دیں گے نا ...... امام پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہاں، مگر فی الحال وہ عزاداری میں مصروف ہیں، جب فارغ ہوں گی تو عرض کروں گا

جس وقت ملعونِ شام نے دمشق میں منادی کرانے کا حکم دیا تو ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر شہر میں آیا اور یوں منادی کی صدا دی کہ شام کی تمام عورتیں آج جمع ہو کر مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پہلی مجلس میں شریک ہوں، آج ایک مظلومہ بہن صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے بیکس ومظلوم بھائی کی شہادت عظمیٰ کے واقعات بیان کرنا ہیں، جس نے پرسہ دینا ہو وہ ماتمی لباس پہن کے آئے، آج وارثِ دستارِ امامت کو دستارِ یتیمی پہنا کر فاتح شام صلوٰۃ اللہ علیہا پرسہ دیں گی، آج تمام آل عباء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تمام شامیوں کو دعوتِ عام ہے، کیونکہ جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو رونے کی اجازت دے دی گئی ہے اور ان کی دلی خواہش ہے کہ آج کی مجلس عزاء میں اس دن سے زیادہ اجتماع ہونا چاہیے کہ جتنا ہجوم ان کی تشریف آوری کے دن بازارِ شام میں ہوا تھا

شام کی گلیوں میں منادی ندا دے رہا ہے کہ لوگو محلّہ دارالحجارہ میں شہید جفا، مقتول راہِ رضا مولا امام حسینؑ ابن علیؑ علیہما الصلوٰۃ والسلام کی عزاء کیلئے صف ماتم بچھائی گئی ہے، سب شرکت کریں کیونکہ آج جناب امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستار بندی کی رسم ادا کی جائے گی، جو ہونا تو کربلا میں چاہیے تھی، مگر وہاں حالات نے موقع ہی نہیں دیا تھا

شام کی عورتیں منادی کرنے والے کے پاس آ کر تفصیل پوچھنے لگیں، اس نے جواب دیا کہ مجھے تو صرف یہی کچھ معلوم ہے کہ اس ظالم شہر میں معصوم شہزادہ علیؑ

اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جھولا برآمد ہوگا، سرکارِ وفا جناب عباسؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے ساتھ مستورات کا جلوس برآمد ہوگا، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خون آلودہ سرخ عبا کی بھی زیارت کرائی جائے گی، جناب شریکتہ الحسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج بھائی کی عزاداری کی بنیاد رکھنا ہے، ایک شب کے بیاہے دولہا کی مہندی برآمد ہوگی، شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سہرا بھی برآمد ہوگا، جو چاہے آج ان کی بری کی زیارت کرسکتا ہے، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوہ بیٹی صلوٰۃ اللہ علیہا آج اپنی شادی کی داستانِ الم بیان فرمائیں گی

شام کی گلیوں میں حاکم شام کے حکم کی منادی کی دیر تھی کہ دمشق اور نواح دمشق کی کل عورتیں محلّہ دارالحجارہ میں یوں ایکدم جمع ہوگئیں جیسے وہ پہلے سے منتظر تھیں سب سیاہ لباس پہنے، سیاہ علم بلند کئے، سر میں خاک، برہنہ سر اور برہنہ پا، ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ کی صدائیں بلند کرتی اپنے اپنے گھروں سے روانہ ہوئیں یوں کیوں نہ کہوں کہ کئی ماتمی جلوس شام کی گلیوں اور محلوں سے برآمد ہوکر محلّہ دارالحجارہ کی امام بارگاہ کی طرف ملکہءِ شام صلوٰۃ اللہ علیہا کی فتح عظیم کا اعلان کرتے ہوئے رواں دواں تھے

فاتح شام صلوٰۃ اللہ علیہا نے مکان میں صف عزا بچھائی، سیاہ علم نصب کرائے، گویا امام بارگاہ کی بنیاد سب سے پہلے دمشق میں رکھی گئی، شام کی عورتوں کے جلوس پرسہ داری کیلیئے آنا شروع ہوئے، مکان کے دروازے پر مخدرات عصمت وطہارت صلوٰۃ اللہ علیہن نے ماتمی دستوں کا استقبال کرنا شروع کیا، یہاں تک کہ خاندانِ بنی امیہ کی تمام عورتیں ان مجالس عزاء میں مسلسل شریک رہیں

تاریخ گواہ ہے کہ جتنے دن شام میں عزاداری جاری رہی ، بنی امیہ کی عورتیں شاہی لباس پہننے کی بجائے سوگ کے سیاہ لباس پہن کر شریک عزاء رہیں

اور جس وقت پاک پردہ دارانِ رسالت صلواۃ اللہ علیہن زیادہ گریہ فرماتی تھیں تو اموی عورتیں یزید ملعون کی طرف سے معافی مانگتی تھیں اور معذرت کرتی تھیں

یہ بھی فرعونِ شام یزید ملعون کی ایک مکارانہ چال تھی

سات دن تک تمام عزاداروں کیلئے طعام یا کھانے کا انتظام خود جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام ہی کرتے رہے ، اور کھانا باہر سے تیار کروا کے مستورات میں بھجواتے رہے

اس ماتمداری میں زوجہ یزید ملعون ہندہ بنت عبداللہ ابن عامر بھی شامل رہی

☆انه لما اجتمع المجلس قلن النساء صلواۃ اللہ علیہن بحق الله و برسوله الا ان ترسل الينا راس الحسين علیہ الصلواۃ والسلام مع رؤس الشهداء حتیٰ نودعها

جب سب عورتیں جمع ہوگئیں تو ام المصائب بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے بنی امیہ کی عورتوں سے فرمایا کہ ملعونِ شام سے کہو کہ ہم نے پہلے بھی اپنے مظلوم بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر مانگا تھا مگر تو نے صاف جواب دیا تھا ، اب ہم منت کرتے ہیں ، ہم تجھے اللہ اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیتے ہیں کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر اور ان کے ساتھ تمام شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سر ہائے اطہر بھجوا دے ، کہ کم از کم ہم ان سے وداع تو کر لیں

جب بنی امیہ کی عورتوں نے ملعونِ شام کو لعنت ملامت کرتے ہوئے یہ پیغام پہنچایا تو ملعون نے اجازت دے دی

جس وقت بنی امیہ کی عورتیں سر ہائے اطہر لئے عزا خانہ میں داخل ہوئیں

☆فلما راین النساء صلواۃ اللہ علیہن رؤس الشداء لطمن الخدود و شققن الجیوب و بکین بکاء شدیداً

اور پاک مخدرات توحید صلواۃ اللہ علیہن کی ان سروں پر نگاہ پڑی تو فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے کہا کہ جس طرح آپ سب پہلے تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی تعظیم کیا کرتی تھیں، آج بھی اسی طرح اٹھ کر تعظیم بجا لائیں، ہر مستور حسبی اللہ کہتی ہوئی اٹھی، پھر سب نے مل کر منہ پر ماتم کرنا شروع کیا، سر کے بال کھولے، سروں میں خاک ڈالی اور بین کرنا شروع کر دیئے

درحقیقت شام میں عزاداری کے اصول وضع کئے جا رہے تھے، اور قیامت تک آنے والی نسلوں تک یہ پیغام پہنچایا جا رہا تھا کہ جب بھی مستورات عزاء و بکا کی مجالس میں شریک ہوں تو انہیں ایسا ہی کرنا چاہیے

☆ فاخذت ام الاکبر صلواۃ اللہ علیہا راس ابنھا علیؑ ابن الکبیر علیہ الصلواۃ والسلام و اخذت ام القاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام راس ابنھا و اخت العباس علیہ الصلواۃ والسلام راس اخیھا العباس علیہ الصلواۃ والسلام فی حجورھن و بکین بکا شدیداً

سب سے پہلے فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے مظلوم بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کا سر وصول فرمایا، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدۂ گرامی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے جوانِ رعنا کا سر لیا، شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی بیوہ ماں صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے نوشہ لختِ جگر کا سر پاک آغوش میں لیا، پاک معظّمہ ام القاسمؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے وفادار بھائی جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کا سر مبارک وصول فرمایا، غرض کہ تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے بسم اللہ پڑھتے ہوئے سرہائے اطہر وصول فرمائے

جب شہدائے کر بلا علیہم الصلواۃ والسلام کے پاک سر سامنے آئے تو دل خراش اور جگر سوز بینوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، جن کی تفصیل بیان کرنا کم از کم میرے بس میں تو نہیں ہے

☆ قالت راوية والله لا انسى شريكة الحسين صلواۃ اللہ علیہا رات راس اخيها الحسين علیہ الصلواۃ والسلام خرت علیٰ وجه الارض مغشية فاخذته ضمه الى صدرها و وضعت فمها علیٰ فمه

ایک شامی عورت سے روایت ہے کہ واللہ مجھے وہ دردناک منظر کبھی نہیں بھول سکتا کہ جس وقت جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے بھائی کے پاک سر پر نگاہ کی، اسے وصول کرنے کیلئے اٹھی ہی تھیں کہ ''ہائے میرے تشنہ دہن بھائی'' کہتے ہوئے غش کھا کر زمین پر گر پڑیں

کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو سر پاک وصول کیا، اور شدتِ جذبات میں اسے اپنے سینہ سے چمٹا لیا، پھر پاک بھائی کے خشک ہونٹوں پر کئی مرتبہ بوسہ دیا اور منہ پہ منہ رکھ کر ایسا دردناک بین کیا کہ شام کی نگری میں زلزلہ آ گیا

فرمانے لگیں کہ آپ کے دکھوں پر بہنیں قربان جائیں، یہ کیسے رنگ اپنائے ہیں؟

ایک وہ وقت تھا کہ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے نانا آپ کو فخریہ انداز میں اپنے دوش پر بٹھاتے تھے، مگر ملعون امت نے انوکھے انداز میں آپ کو طورِ وفا پر معراج دی، پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا نے آپ کو کتنے ناز ونعم سے پالا تھا، مگر افسوس کہ امت نے آپ کو ظلم وستم کا نشانہ بناتے ہوئے ذرا بھر رحم نہ کیا

میں یہ سمجھتا ہوں کہ سرکارِ وفا جناب عباسؑ علمدار علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک سر کو سب

مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے باری باری لیا ہوگا، پیار کیا ہوگا اور یہ بھی کہا ہوگا کہ
ہم تمام مستورات آپ کی آس اور امید پر ہی وطن چھوڑ کر پردیس میں آئی تھیں،
آپ تو ہمارے پردوں کے ضامن تھے، آپ کے جانے کے بعد ملعون امت نے
ہمیں کربلا سے شام تک کا ہر شہر اور ہر قریہ دکھایا، اور جابجا ہماری تشہیر کی گئی

محلّہ دارالحجارہ میں عزاداری کے دوران یہ روز کا معمول تھا کہ ہر صبح صف ماتم و
عزا بچھائی جاتی، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن فرشِ عزا کو زینت دیتیں، ان کے
سامنے مسند پر وارثِ دستارِ امامت تشریف فرما ہوتے، سب مستورات کی
جھولیوں میں اپنے اقرباء کے پاک سر ہوتے، معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا مرثیہ
خوانی کرتیں، اور شامی عورتیں ان پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ شریک
ماتم ہوتیں، اور صبح سے شام بلکہ رات گئے تک گریہ وزاری اور ماتم داری کا یہ
سلسلہ جاری رہتا

محلّہ درالحجارہ میں تشریف لانے کے دوسرے دن فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا نے کربلا میں
لوٹا گیا اپنا سامان منگوایا، جس وقت شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے متعلقات سامنے
آئے تو پھر کسی پاک مستور کو ضبط کا حوصلہ نہ رہا، ماتم و گریہ کا بحر بیکراں ٹھاٹھیں مار
کر بہنے لگا، کافی دیر بعد جب یہ طوفان تھما تو اس وقت پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ
اللہ علیہا نے رسم دستار بندی ادا فرمائی، سامان میں سے پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے
بھائی کی زخمی پاک دستار اٹھائی، جناب فضہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ میرے بیمار بیٹے کو
ذرا سہارا دو، پھر اپنے ہاتھوں دستارِ یتیمی جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کو پہنائی، جب یہ
رسم ادا ہو رہی تھی تو پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو غش پر غش آرہے تھے

جب رسم دستار بندی ادا ہو چکی تو پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے دعا کی کہ اللہ کرے ہمارے گھر کو یہ لعل نصیب ہو، بھرا گھر خالی ہو گیا، بس یہی ایک نشانی بچی ہے، خدا ان کی زندگی دراز کرے اور ان کے انتقام میں تعجیل فرمائے

اس کے بعد جناب فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا نے ایک اور چیز برآمد فرمائی کہ جسے دیکھتے ہی شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا غش کر گئیں، یہ شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کا وہ گہوارہ تھا کہ جو اس معصوم کے خون سے رنگیں تھا، ملکہءِ شام صلواۃ اللہ علیہا نے شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک سر کو اس گہوارے میں زینت دی

یہ ایسا دردناک منظر تھا کہ جو ہر کسی کیلئے ناقابل برداشت تھا، اس منظر کو دیکھ کر مستورات میں اتنا زیادہ گریہ اور ماتم ہوا کہ شام شہر کے درو دیوار متزلزل محسوس ہوتے تھے

تمام اہل درد مومنین مل کے دعا کریں کہ مصائب کے یہ دن ختم ہوں، شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام اپنی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش میں پھر پروان چڑھیں، پاک معصومہؑ صلواۃ اللہ علیہا اپنے بھائی کو سہرا پہنائیں، مطلع ولایت و امامت کے بارہویں تاجدار عجل اللہ فرجہ الشریف جلد از جلد تشریف لائیں، آل عباء علیہم الصلواۃ والسلام کا چمن اس طرح آباد ہو کہ ابد الآباد تک خزاں ناآشنا رہے

آمین یارب العالمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَیهِ وَ عَلیٰ آلِهِ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 22

﴿رہائی از شام﴾

(حصہ پنجم)

شام کا ملک ہے، بظاہر فاتح دشمن نے مظلومین کے صبر کے سامنے شکست فاش تسلیم کر لی ہے، ملعونِ شام وارثانِ کلیم عرش کے سامنے سپر انداز اور سرنگوں ہو چکا ہے، جس مظلوم کے پاک نام کو (نعوذ باللہ) یہ ملعون صفحہِ ہستی سے مٹانا چاہتا تھا، ان کا پاک نام اس کے اپنے محل میں اس طرح گونجا کہ پورا ایوانِ جبر و استبداد بنیادوں تک لرز گیا، جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے پہلے دشمن کے ایوان کو اپنے پاک قدموں تلے روندا، پھر خیبر شکن کی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے کفر کے دارالحکومت دمشق کو فتح کرنے کا پروگرام بنایا، اور پورا ایک ہفتہ مظلومیت کے انداز میں ایسی جنگ کی اور اپنے بینوں سے وہ میدانِ کارزار گرم کیا کہ جس کا کائنات میں جواب نہیں ملتا

یہ ایک انتہائی عجیب جنگ تھی، جس میں پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی فوج چند ستم رسیدہ مستورات صلواۃ اللہ علیہن پر مشتمل تھی، آہ و بکا کی تیز دھار تلواریں تھیں، آنسوؤں کے تیروں کی مسلسل برسات تھی، ماتم کے نیزے دشمن کے جگر کے پار ہو

رہے تھے، افواجِ ملعون کی سانسیں رکی ہوئی تھیں، ظلم اور کفر کی تاب و برداشت ختم ہو کر رہ گئی، فقط ایک ذلت آمیز پچھتاوا ہی باقی رہ گیا تھا، ضمیر انسانیت نے بیدار ہو کر لعنت و ملامت کے کوڑے ملاعین کے دلوں پر اتنی شدت سے برسائے کہ اقوام عالم کے سامنے یہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہ رہے

صرف سات دنوں میں پورے شام کے تمام زن و مرد نے اپنی ذلت آمیز شکست تسلیم کر لی، حق کے قدموں میں باطل نے مجبور اور بے بس ہو کر سر جھکا لیا

دمشق شہر کا کوئی ایک گھر ایسا نہیں تھا کہ جس پر فاتح شام پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا کی فتح کا پرچم نہ لہرا رہا ہو، اہل شام مظلومیت کے حقائق سے آشنا ہونے کے بعد اس قدر شرمندہ تھے کہ خجالت کی وجہ سے سرِعام روتے ہوئے اپنے سر کے بال اور داڑھیاں نوچتے پھر رہے تھے

9 رجب کو محلّہ دارالحجارہ میں شروع ہونے والا سلسلہءِ عزا پورے سات دن جاری رہا، یعنی حسینیت کی فتح مبین کا اعلان ہوتا رہا

☆ فلما كان اليوم الثامن و انقضت التعزية دعاهن و قال يا اهل بيت سيد الانام اى شى احب اليكم المقام فى دمشق او الرجوع الى المدينة

آٹھویں دن عزاداری اور ماتم داری اختتام پذیر ہوئی، یزید ملعون کی طرف سے پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کی بارگاہِ قدس میں اپیل کی گئی کہ آپ سب ایک مرتبہ پھر قصر بنی امیہ میں تشریف لائیں

کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے کریم پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن نے کرم فرماتے ہوئے قصر بنی امیہ کو زینت بخشی، جہاں پہلے سے پردے کا مکمل انتظام کیا گیا تھا، فرعونِ شام

یزید ابن معاویہ ملعون اپنے زنان خانہ میں آ بیٹھا اور اپنی بیوی کے ذریعہ اس ملعون نے پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت اقدس میں عرض کرایا کہ اے اولین وآخرین کے سردار تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک پردہ دار! اب آپ دمشق میں قیام کرنا پسند فرمائیں گے یا واپس مدینہ تشریف لے جانا چاہیں گے؟ ملکہءِ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے وارثِ دستارِ امامت جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ میرے لعل! اس ملعون سے کہیں کہ ہمیں اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا بے حد اشتیاق ہے، اس لئے ہم واپس وطن جانا چاہتے ہیں ملعونِ شام نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھ سے کچھ طلب کرنا چاہیں تو میں حاضر ہوں، حکم کی تعمیل کروں گا

اس ملعون کی بات کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن میں کہرام بپا ہوا، جب گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی تو اس ملعونِ ازل نے جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آقا! جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا، جو چلے گئے وہ دنیا میں واپس تو آ نہیں سکتے، آپ لوگ صبر کریں، اور آئندہ کیلئے کوئی بہتر تدبیر اور اچھا فیصلہ فرمائیں، میری تو یہی خواہش ہے کہ آپ شام میں ہی قیام فرمائیں

ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پھر جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بیٹا! اس ملعون سے کہیں کہ ہم نے صبر سے کام لینے کے علاوہ اب تک کیا ہی کیا ہے؟ ہم نے ابھی تک فقط صبر ہی تو کیا ہے، اگر ہم صابر نہ ہوتے تو ہمارے ایک معصوم کی آہ کائنات کو برباد کرنے کیلئے کافی تھی

دوسری بات یہ ہے کہ اب ہم شام میں نہیں رہ سکتے کیونکہ ہر مسافر کو اپنا وطن عزیز ہوتا ہے، ہماری بھی یہی خواہش ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو سکے ہم واپس مدینہ چلے جائیں، اس نے جواب دیا کہ میں آپ کی ہر رضا پر راضی ہوں

اس کے بعد یزید ملعون واپس دربار میں آیا اور وہاں اس نے عمرو ابن خالد قرشی نعمان بن بشیر انصاری اور بشیر ابن جزلم بن شتر الاسدی کو دربار میں طلب کیا

جب یہ لوگ دربارِ شام میں حاضر ہوئے تو ☆

امر برد الاساری و سبایا البتول صلواۃ اللہ علیہا الی اوطانھن بمدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ملعونِ شام نے ان سے کہا کہ تم لوگوں نے پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کو واپس وطن پہنچانا ہے، اور اس سفر کا انتظام و اہتمام آل اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایانِ شان ہونا چاہیے

واضح رہے کہ ان ایام میں اس ملعونِ ازل کی مسلسل یہ کوشش رہی کہ جس طرح بھی ممکن ہو میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک ورثاء سے ان کا خونِ ناحق معاف کروا لوں، اسی لئے خوشامدانہ مکاری سے کام لیتے ہوئے اس نے حکم دیا کہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں کو شاہی انداز میں آراستہ کیا جائے، ان میں دبیقی قالین بچھائے جائیں، زربفت کے قیمتی اور شاہی پردوں سے انہیں سجایا جائے، حتیٰ کہ اونٹوں کی مہاریں اور محملوں کو باندھنے کی رسیاں بھی ریشمی ہوں

اس کے علاوہ اس ملعونِ ازل نے حکم دیا کہ قافلۂ تسلیم و رضا کو وطن پہنچانے کیلئے اور انہیں شاہی پروٹوکول دینے کیلئے فوج کا ایک دستہ شام سے مدینہ تک ان کے ساتھ جائے گا، کتب تاریخ میں اس کی تعداد بہ اختلافاتِ روایات 500 سے

3000 تک لکھی گئی ہے، اور جس روایت پر سب سے زیادہ مؤرخین کا اتفاق ہے اس کے مطابق یہ دستہ دو ہزار فوجیوں پر مشتمل تھا

یہ فوجی دستہ دراصل سیاسی مقاصد کیلئے ساتھ بھیجا گیا تھا، جس میں یہ مصلحت پوشیدہ تھی کہ راستے میں لوگوں کو پاک پردہ دارانِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن سے دور رکھا جائے، تاکہ پورے عرب کی فضا دمشق کی طرح یزید ملعون کے خلاف نہ ہونے پائے

اور یہ بات قطعاً غلط ہے کہ اسے خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کی عزت وعظمت کا لحاظ تھا ملعونِ شام نے اس فوج کا سالار نعمان بن بشیر انصاری ملعون کو مقرر کیا، اور اس کی ماتحتی میں دو اور آدمیوں کو ایک ایک ہزار سواروں کا سالار بنایا، جن میں سے ایک عمرو ابن خالد قرشی اور دوسرا بشیر ابن جزلم اسدی تھا

کتابوں میں لفظ جزلم کئی طرح سے تحریر ہے یعنی جزلم، حذلم، حزلم وغیرہ

اصل میں عربی زبان میں کئی الفاظ حروف متبادلات کے ساتھ تحریر کیئے جاتے ہیں مثلاً مدہ، مدح، جز، جذ، جزم، جذم، جذلم، جزلم، حذلم، حزلم، صراط، سراط، مکہ، بکہ، عبقری، عبکری، ابقری، وغیرہ لہٰذا ان اختلافات کی کوئی حیثیت نہیں ہے

ملعونِ شام نے اس فوجی دستہ کو یہ حکم دیا کہ تم نے پاک قافلہ سے کافی فاصلے پر سفر کرنا ہے، کچھ سپاہی کاروان سے آگے ہوں، کچھ کارواں کے پیچھے رہیں، کچھ دائیں جانب، کچھ بائیں جانب، اور جہاں قیام ہو وہاں بھی اپنے خیام قافلہءِ تسلیم و رضا کے خیام سے دور لگانا تاکہ کسی بھی منزل پر انہیں یہ احساس نہ ہونے پائے کہ وہ حکومت وقت کی حراست میں سفر کر رہے ہیں، بلکہ وہ خود کو آزاد تصور

کریں اور احترام کی آڑ میں لوگوں کو ان سے دور رکھنا ہے تا کہ میرے خلاف نفرت کی جو فضا دمشق میں بنی ہے وہ پورے عربستان میں نہ پھیلنے پائے

جب پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہا کو یہ اطلاع ملی کہ ہمارے محملوں کی آرائش وزیبائش کی جارہی ہے تو انہوں نے منع فرماتے ہوئے حکم دیا کہ ہمارے محملوں پرسیاہ سرپوش لگائے جائیں، بلکہ ہماری ہر چیز سیاہ پوش ہونا چاہیے

فرعونِ شام نے جب اس کی وجہ پوچھی تو ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا

☆ اجعلوها سوداء حتیٰ یعلم الناس انا فی مصیبة و عزاء لقتل اولاد الرسول علیہم الصلواۃ والسلام

کہ ہمارے تمام متعلقات اور منسوبات کو سیاہ پوش ہونا چاہیے تا کہ دیکھنے والے لوگوں کو بتائے بغیر پتہ چل جائے کہ پیغمبرِ انام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اولادِ طاہرہ کے سوگواروں اور عزاداروں کا قافلہ وطن واپس جارہا ہے، یعنی ملعونِ شام کا رازداری کا منصوبہ قبل از وقت فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے خاک میں ملا دیا

ملعونِ شام نے پھر ایک مرتبہ اپنی خباثت اور کمینگی کا اظہار یوں کیا کہ اس نے اپنی عورتوں کو سکھایا کہ جس وقت پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن ہمارے محل سے رخصت ہونے لگیں تو ان کے سامنے اشرفیوں کا ڈھیر لگا دینا، سونے چاندی اور زر و جواہر کی چمک میں انہیں حتیٰ الوسع اس بات کیلئے راضی کرنے کی کوشش کرنا کہ وہ ہمیں اپنے مظلوم بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کا خونِ ناحق بخش دیں

جس وقت پاک قافلہ کے محل سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو یزید ملعون کی بیوی خلیفہ ثانی کی بیٹی ام عاصم نے کنیزوں کے ذریعے دو لاکھ اشرفیوں کے صندوق

اٹھوا کر فاتح شام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں پیش کیئے، پھر وہ صندوق کھلوا کر تمام اشرفیوں کو آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا، کہ یہ یزید ملعون کی طرف سے آپ کیلئے حقیر سا تحفہ ہے، اور فرعونِ شام ملعون کی یہ عرضداشت پیش کی کہ

☆ خذی هذا المال عوض ما اصابکم اهل البیت و ما اصاب باخیك الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

یہ دو لاکھ اشرفیاں آپ کو اور آپ کے بھائی امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو پہنچنے والے صدمات کا بدلہ یا عِوضانہ ہیں، ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے اس ملعونِ ازل کی شاطرانہ چال کو سمجھتے ہوئے اس کی مکاری کا پردہ چاک کیا اور فرمایا

☆قالت ویحك یا یزید اللعین ما اقل حیآئك سود الله وجهك قتلت سیدی و هتكت عزی و تعطینی عوضه مالاً من الدنیا والله لوكان وجه الارض كله ذهباً او فضة لم یكن عوضاً لقتل الحسین علیہ الصلواۃ والسلام

کہ سجّاد بیٹا علیہ الصلواۃ والسلام! اس ملعونِ ازل سے کہیں کہ اے ازلی بد بخت! حیا کی کوئی رتی تیرے نجس خون میں ہے یا نہیں، مالک کائنات تیرا منہ کالا کرے، پہلے تو نے میرے بے مثل و بے مثال بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کو بے جرم وخطا شہید کرایا، ان کے تمام عزیز و اقارب اور اعوان و انصار علیہم الصلواۃ والسلام کے خونِ ناحق سے اپنے ہاتھ رنگین کیئے، پھر ان کے اہل خاندان کی ہتک حرمت اور توہین جیسے جرم عظیم کا ارتکاب کیا اب ان مظالم کے عوض مالِ دنیا دینا چاہتا ہے، وحدہٗ لاشریک اللہ کی قسم کہ اگر پوری کائنات کا ذرہ ذرہ سونے اور چاندی میں تبدیل ہو جائے تو میرے عظیم بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کے طیب وطاہر خون کے ایک قطرے کی قیمت بھی نہیں ہوسکتی اے ملعون و بد بخت! بذعم خود تو خلیفہءِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا پھرتا ہے مگر تجھے

اتنا بھی معلوم نہیں ہے کہ میرے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس شخص نے کسی بھی مومن کو دکھ دیا، پھر اس کے بدلے میں اگر وہ پوری دنیا بھی دے دے تو اسے دیئے گئے دکھ کا عوض نہیں ہوسکتی ہے، کیا تو نے ہمیں ایک عام مومن کے برابر بھی نہیں سمجھا ہے، کیا ابھی تک تجھے ہماری عزت وعظمت کا اتنا ادراک بھی نہیں ہوا؟

پھر ارشاد فرمایا کہ درحقیقت اپنے پاک بھائی کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے خون کے وارث ہم نہیں ہیں، بلکہ اس خون کی اصل وارث و مالک ملکہءِ کون ومکاں ہماری صدیقہ، طاہرہ، راضیہ، مرضیہ، والدہءِ گرامی القدر صلواۃ اللہ علیہا ہیں

☆ فاذا قامت القيامة و تنادى سيدة النساء العالمين صلواۃ اللہ علیہا باكية

جب میدانِ قیامت میں منبر عدلِ الٰہی آراستہ ہوگا تو میری دکھیا ماں صلواۃ اللہ علیہا عرش الٰہی کو ہلا کر فریاد کریں گی تو اس وقت یہی عیوضانہ انہیں پیش کرنے کی کوشش کرنا اے کمینے ملعونِ ازل! اس وقت عادلِ حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف تمام مظلومین علیہم الصلواۃ والسلام کے خونِ ناحق کا سوال تجھ سے ضرور کریں گے، اس وقت تو نے کیا جواب دینا ہے؟ یہی ساری زندگی سوچتے رہنا

یہ جلال آمیز کلام سنتے ہی فرعونِ شام سمیت اس کے تمام گھر والوں نے خوف و دہشت سے بے ساختہ رونا شروع کر دیا

جملہ تاریخی کتب میں اس امر میں بھی اختلافات موجود ہیں کہ اس موقع پر کتنی دولت بطور عیوضانہ پیش کی گئی تھی، بہ اختلافِ روایات اس رقم کی مقدار 40 دینار سے دو لاکھ اشرفیوں تک لکھی گئی ہے، مگر ان سب میں سے جو روایت زیادہ

قرین قیاس ہے وہ یہی ہے کہ دو لاکھ اشرفیاں ہی پیش کی گئی تھیں

امام وقت علیہ الصلواۃ والسلام ملعونِ ازل کے پاس اس کے دربار میں تشریف لائے تو وہ کمینہ تخت پر بیٹھا تھا، آپ تخت کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے جلال میں فرمانے لگے کہ اے ملعونِ ازل! ہمارے عین عنفوانِ شباب پر پہنچتے ہوئے نوجوان تو نے بے دردی سے قتل کئے ہیں، ہمارے تطہیر کے پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو تو نے شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ بازاروں اور درباروں میں پھرایا، ان کی ہتک حرمت کی، ان کی تشہیر کی، انتہائی غیور ہونے کے باوجود میں ہر آزمائش سے گزرا مگر صبر کرتا رہا، حالانکہ تو نے ہر موقع پر ظلم وستم کی انتہا کی مگر میرے صبر خداوندی کی انتہا نہ پا سکا

لیکن تو نے اب جو ظلم کیا ہے یہ میرے لئے نا قابل برداشت ہے کہ تو نے ہمارے پاک شہداء علیہم الصلواۃ والسلام کے سروں کی قیمت لگائی ہے، شاید میں قبر میں بھی یہ دکھ نہ بھلا سکوں، حقیقت یہ ہے کہ اگر جنت ہمارے قدموں میں ٹھوکریں کھائے، یا کل کائنات زر و جواہر میں تبدیل ہو کر ہمارے سامنے آئے تو ہمارے کسی غلام کے ایک موئے بدن کا عوض بھی نہیں ہو سکتی، اور طیب وطاہر واطہر عترتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان تو اس سے ارفع واعلیٰ ہے، جس کو کوئی ذہن چھو نہیں سکتا، کسی دماغ میں جس کا تصور نہیں آسکتا، کوئی خیال جسے مس نہیں کر سکتا

اور ایک تو ہے کہ ان کے سر ہائے اطہر کی قیمت چند اشرفیاں دینا چاہتا ہے، اپنے اس مذموم اور قبیح ترین فعل پر تجھے شرم سے ڈوب مرنا چاہیے

ملعونِ ازل خاموشی سے سر جھکائے سب کچھ سنتا رہا اور کوئی جواب نہ دے سکا

﴿روانگی از شام﴾

اس ضمن میں سب سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ان سب واقعات کی حقیقی تاریخیں اور ایام تو مالک ذات ہی بہتر جانتے ہیں، کتب مقاتل سے مجھے جو کچھ معلوم ہو سکا ہے وہ میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، اگر مجھ سے کوئی کمی بیشی ہوئی ہو تو اس کیلئے میں تہہ دل سے مالک حقیقی سے معافی کا طلبگار ہوں، اور مومنین کرام سے بھی معذرت خواہ ہوں

16 رجب، 61 ہجری، مطابق 11 اپریل 681ء بعد از نمازِ عشاء قصر بنی امیہ ملعون کے صدر دروازے پر محمل آئے، ایک کنیز نے جا کر فاتح شام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بارگاہِ قدسی میں عرض کیا کہ محمل تیار ہو کر دروازہ پر پہنچ چکے ہیں اور جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام آپ کے انتظار میں ہیں، آپ تشریف لے چلیں

بڑا رقت آمیز منظر تھا، بنی امیہ کی تمام عورتیں رخصت کرنے کیلئے ساتھ روانہ ہوئیں، پاک پردہ دارانِ تطہیر صلواۃ اللہ علیہن نے قصر اخضر کی روشن قندیلوں پر ایک طائرانہ نظر کی، اس کے بعد ہر پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا نے سر اطہر پر برقعہ درست فرمایا اور دروازہ کی طرف روانہ ہوئیں، سبھی اموی، مروانی، عثمانی اور سفیانی عورتیں سیاہ لباس پہنے، پردہ داروں کی مظلومیت اور کسمپرسی پر روتی ہوئی ساتھ آ رہی تھیں، صدر دروازہ سے باہر محمل موجود تھے، جن پر سیاہ سرپوش لگائے گئے تھے، جن کے ساتھ بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام سر جھکائے رونے میں مصروف تھے

شاید مدینہ منورہ سے روانگی کے مناظر یاد آئے ہوں گے، کہ کس طرح پاک

پھوپھیاں صلواۃ اللہ علیہن تیار ہوئی تھیں، کس طرح گھر سے برآمد ہوئی تھیں، پردوں کے ضامن نے کس طرح پردہ داری کا اہتمام کیا تھا، پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح بہ نفس نفیس ادب واحترام سے پاک ہمشیرگان صلواۃ اللہ علیہن کو سوار کرایا تھا، شبیہ پیغمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس طرح ان کے قدموں میں نعلین پیش کی تھی، شاید ذہن کی سکرین پر تمام یادوں کے مناظر ابھر رہے ہوں گے کیونکہ امام وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانے حالِ جاری کی طرح ہوتے ہیں، اس لئے اشک فشانی اپنے عروج پر تھی

قصر بنی امیہ کے صدر دروازے پر بنی امیہ کی عورتوں نے ایک ایک پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا کو گلے لگایا اور روتے ہوئے انہیں الوداع کہا

یہ ایک عجیب دردناک منظر تھا کہ جب پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن قصر سے روانہ ہو رہے تھے، اور اموی عورتوں کے بینوں اور گریہ وزاری سے قصر کے درودیوار گونج رہے تھے، یہ فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی فتح مبین تھی کہ قاتلوں اور دشمنوں کو بھی اپنے مظلوم بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عزادار بنا دیا تھا

جب پاک مخدراتِ توحید صلواۃ اللہ علیہن محل سے باہر تشریف لائے تو امام وقت جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ایک پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا کو محمل میں سوار کرنا شروع کیا اس وقت ان کی کیفیت یہ تھی کہ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے اور ضبط کا دامن چھوٹ جاتا تھا، حالانکہ اس سے پہلے ہر مقام پر یہ سب کو تسلی اور دلاسہ دیتے رہے تھے، مگر آج پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن انہیں حوصلہ دے رہی تھیں، مگر ایسا لگتا تھا کہ جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دکھی دل پر قابو نہیں رہا ہے، آنسو تھے

کہ رکنے کا نام نہیں لیتے تھے، سب پاک بیبیاں صلواۃ اللہ علیہن انہیں گلے لگا لگا کر پیشانی کو چوم چوم کر تسلیاں دے رہی تھی، مگر یہ روتے رہے اور باری باری سب کو محملوں میں سوار کراتے رہے

جب تمام پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن سوار ہو چکے اور اونٹ روانہ ہونے لگے تو دستورِ عرب کے مطابق جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے اشارہ فرمایا، آپ کے حکم پر روانگی اور کُوچ کے نقاروں پر چوٹ لگائی گئی، چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے نقاروں کی آواز سے سارا شہر گونج اٹھا، جس سے تمام شامی سمجھ گئے کہ اسیرانِ راہِ رضا شام کے خونی قلعہ کو فتح کرنے کے بعد آزاد ہو کر وطن کیلئے روانہ ہو رہے ہیں

چونکہ پہلے سے یہ اعلان کیا جا چکا تھا کہ قافلہءِ تسلیم و رضا کی روانگی کے وقت تمام شہر میں پردے کا انتظام ہو گا، اور کسی مرد کو گھر سے باہر آنے کی اجازت نہیں ہو گی، اس لئے شام کی اکثر عورتیں پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو رخصت کرنے کیلئے گھروں سے نکل آئیں، سب عورتیں سیاہ لباس میں ملبوس تھیں، احساسِ ندامت کے ساتھ آنکھوں میں اشکوں کے نذرانے لئے، آہ و فغاں کرتے ہوئے یہ شامی عورتیں بازار میں داخل ہوئیں

جونہی محمل قصر ملعون سے آگے بازار میں داخل ہوئے تو ماتم و گریہ وزاری سے دمشق کی زمین تھرتھرانے لگی، فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا کا جلوسِ عزاداری آنسوؤں کی بارش میں آہستہ آہستہ قدم بڑھا رہا تھا، کوئی عورت منہ پر ماتم کر رہی تھی، کوئی سینہ و زانو پیٹ رہی تھی، کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا، شامی عورتیں گلیوں اور بازاروں میں رو رہی تھیں، اور محملوں میں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن گریہ وزاری

کے ساتھ سوچ رہی تھیں کہ شام فتح تو ہو چکی ہے مگر اس فتح کی ہمیں بھاری قیمت ادا کرنا پڑی ہے کہ ہماری ہر گود آج خالی ہے، شاید کچھ بھی تو باقی نہیں بچا ہے
قدیم دمشق کے نقشہ کے مطابق قافلہءِ تسلیم و رضا زندان سے روانہ ہو کر قصر یزید ملعون (جسے قصر اخضر بھی کہا جاتا تھا) اور جامع مسجد بنی امیہ کے درمیان واقع سوق المسجد سے گزرتا ہوا قصر کی مغربی جانب اس راستے پر آ پہنچا جو برید طویلہ کو عبور کرتا ہوا جنوب کی طرف باب صغیر تک جاتا تھا، پاک قافلہ جب باب صغیر پر پہنچا تو باب صغیر سے باہر فصیل شہر کے ساتھ ایک مرکزی سڑک تھی جسے البداوی روڈ کہا جاتا تھا، قافلہءِ تسلیم و رضا اس سڑک سے گزر کر قبرستانِ مسافراں میں داخل ہوا، قصر اخضر سے قبرستانِ مسافراں گلی کوچوں سمیت کم و بیش 750 میٹر یعنی پون کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے
مگر تاریخ یہ بتاتی ہے کہ رات کے پچھلے پہر یہ پاک قافلہ وہاں سے روانہ ہو کر جب قبرستانِ مسافراں میں پہنچا تو صبح کی اَذانیں ہو رہی تھیں، اور شامی عورتیں گریہ و ماتم کرتی ہوئی ابھی تک ساتھ چل رہی تھیں
اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں قبرستانِ مسافراں کی تھوڑی سی تفصیل عرض کرتا چلوں تاکہ آپ کی معلومات میں اضافہ ہو سکے

﴿ قبرستانِ باب الصغیر ﴾

اس قبرستان میں پاک معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا مزار اقدس ہے، جن کا پاک نام جناب (آ م ن ہ ...... یا ......س ک ی ن ہ) صلوٰۃ اللہ علیہا ہے

جناب عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب علیہم الصلواۃ والسلام کا مزار مقدس بھی یہیں ہے
امام زادہ جناب عبداللہ ابن امام جعفر صادق علیہا الصلواۃ والسلام بھی یہیں آرام فرما ہیں
کتب مقاتل میں ایک روایت یہ بھی تحریر ہے کہ باب صغیر سے 50 میٹر کے فاصلہ پر اسی قبرستانِ مسافراں کے ایک گوشہ میں شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام میں سے 16 سولہ افراد کے سر ہائے اطہر دفن ہیں
یعنی سرکار غازیؑ پاک علیہ الصلواۃ والسلام، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام، شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام، شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام، جناب عبداللہ بن امیرالمومنین علیہا الصلواۃ والسلام، جناب محمد بن امیرالمومنین علیہا الصلواۃ والسلام، جناب عبداللہ بن عون بن امیرالمومنین علیہم الصلواۃ والسلام، جناب جعفر بن امیرالمومنین علیہا الصلواۃ والسلام، جناب جعفر بن عقیل علیہا الصلواۃ والسلام، جناب محمد بن مسلم علیہا الصلواۃ والسلام، جناب عبداللہ بن عقیل علیہا الصلواۃ والسلام، جناب حسینؑ بن عبداللہ بن عقیل علیہم الصلواۃ والسلام، جناب علی علیہ السلام ابن ابوبکر، جناب حبیب ابن مظاہر علیہ السلام اور جناب حر بن یزید ریاحی علیہ السلام
یہ روایت اپنی جگہ مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سر ہائے اطہر قافلہ پاک کے ساتھ کربلا معلیٰ پہنچے تھے اور وہیں ان کی تدفین ہوئی تھی
اس سلسلہ میں کتب مقاتل و تاریخ میں بہت سی روایات موجود ہیں اور دنیا کے بہت سے ممالک میں مختلف مقامات پر شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سر ہائے اطہر کے حوالے سے زیارت گاہیں آج بھی موجود ہیں، جو مرجع خلائق ہیں
قطع نظر اس بات سے کہ سر ہائے اطہر کی تدفین کی حقیقت کیا ہے؟ یہ بات مسلماتِ شیعہ میں سے ہے کہ حمال ملائکہ ہیں، تمام علماء کرام نے متفقہ طور پر ان کا

تذکرہ کیا ہے، اوران کے وجود سے آج تک کسی نے انکار نہیں کیا ہے
یہ ذاتِ احدیت کی طرف سے مقرر کردہ ملائکہ ہیں کہ جنہیں حمال کہا جاتا ہے، ان کے فرائض یہ ہیں کہ کربلا معلیٰ، نجف اشرف وادی السلام یا کسی دوسری مقدس جگہ پر اگر کوئی غیر مومن آ کر دفن کر دیا جائے تو یہ ملائکہ اسے فوراً وہاں سے نکال کر کہیں دور پھینک آتے ہیں ......اور اگر کوئی مومن باہر مدفن ہو اور اس کے دل میں کبھی بھی یہ خواہش رہی ہو کہ کاش میں کربلا میں دفن ہوتا، تو یہی ملائکہ اس مومن کو عزت وشان سے کربلا معلیٰ لا کر سپردِ خاکِ کربلا کر دیتے ہیں
اسی قانونِ قدرت کو مدنظر رکھتے ہوئے پورے وثوق اور یقین سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اگر بفرضِ محال کچھ شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سر اطہر دمشق کے قبرستانِ مسافراں میں دفن کیئے بھی گئے ہوں گے تو یقیناً حمال ملائکہ انہیں وہاں سے عزت واحترام کے ساتھ کربلا لے آئے ہوں گے، اور ہر پاک شہید کی مزار میں ان کا سر اطہر دفن کیا گیا ہوگا
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی جناب بلال حبشی کی مزار کے بارے میں بھی اختلاف ہے کہ یہ شام میں ہے یا نہیں، دمشق کے قبرستانِ مسافراں میں جو مزار اِن سے منسوب کی جاتی ہے وہ بلال بن ابی الدردا قاضی دمشق کی ہے
جب قافلہ پاک قبرستانِ مسافراں میں پہنچا تو سرپرست اعلیٰ جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ بیٹا! جناب علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی خواہش ہے کہ ہم اپنی معصوؐمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا سے آخری وداع کر لیں، کیا یہ شامی ہمیں اس بات کی اجازت دیں گے؟ کہ ہم کچھ وقت کیلئے یہاں

رک جائیں اور اپنی بیٹی کی مزار پر رولیں

محمل بٹھائے گئے، پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن روتے ہوئے پاک معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا کی مزار پر تشریف لائے، سب سے پہلے جناب علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ گرامی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے آپ کو قبر پر گرایا اور بین کیا کہ میری معصوم دکھیا بیٹی! اٹھو اور میرے ساتھ چلو، میں آپ کو وطن لے چلوں، آپ کو علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام بہت پیارے تھے نا، آؤ میں آپ کو اپنے بھائی سے ملانے لے چلوں، دستورِ زمانہ ہے کہ کوئی بھی ماں اپنی بیٹیوں کو پردیس میں تنہا نہیں چھوڑتی، مگر آپ نے سرزمین شام کو پسند فرما لیا ہے، یہی دکھ مجھے کھائے جا رہا ہے

جناب عالیہ مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا کی مزار کو گلے لگا کر فرمایا کہ بیٹا! آپ روزانہ مجھ سے پوچھتی رہتی تھیں کہ پھوپھی اماں! کب رہائی ہوگی؟ ہم کب وطن جائیں گے؟ آج دیکھو تو سہی کہ آپ کے بھائی آزاد ہو گئے ہیں، ہم وطن جا رہے ہیں، کیا ہمارے ساتھ وطن نہیں چلو گی؟

القصہ باری باری تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے بین کرتے ہوئے پاک معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا کو الوداع کہا

﴿اعتبارات﴾

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس وقت سبھی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن مخدومہ معصوؑمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی مزار پر تشریف لائے ہوں گے تو پاک معصوؑمہ صلواۃ اللہ علیہا نے انہیں جواباً

یہ ضرور فرمایا ہوگا کہ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری آرزوئیں پوری ہوئیں ،لیکن یہ تو مجھے معلوم ہی نہیں تھا کہ آپ سے جدا ہو کر مجھے اکیلے شام میں رہنا پڑے گا

شاید پاک معصومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے یہ بھی فرمایا ہوگا کہ بھیا! زندگی میں مجھے آپ کے ہاتھ آزاد دیکھنے کی حسرت ہی رہی ، شب و روز یہی دعا کرتی رہتی تھی کہ میرے پیار بھائی کو سکھ نصیب ہوں ، ہر روز ہر نماز میں ان ہی لفظوں سے دعا کیا کرتی تھی کہ میرا پیارا بھائی سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام پردہ داروں کو ساتھ لے کر جلد وطن تشریف لے جائیں ،لیکن شاید میری قسمت میں یہ دن دیکھنا نہیں تھا ، پھر بھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ آزاد ہو چکے ہیں ،آپ کو آزادی اور رہائی مبارک ہو، خدا کرے کہ وطن واپس جا کر آپ کے زخمی دل کو قرار آ جائے ، آپ زندگی میں کبھی کوئی دکھ نہ دیکھیں ، اور پھر کبھی آپ کو ان مظالم کا سامنا نہ کرنا پڑے

امام سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام نے بھی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کی مزار کو گلے لگا کر یہ فرمایا ہوگا کہ پیاری بہن ! دنیا کا کوئی غیرت مند اپنی بیٹیوں کی مفارقت برداشت نہیں کرسکتا ، بیٹیوں کا اس طرح اکیلا جنگلوں اور ویرانوں میں رہنا یوں بھی نامناسب ہوتا ہے ، حیا دامن گیر ہے کہ میں آپ کے بغیر کیسے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا سامنا کروں گا ، کتنا اچھا ہوتا کہ آج آپ بھی ہمارے ساتھ وطن تشریف لے جا رہی ہوتیں

جس وقت پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن روانہ ہونے لگے تو مزار مقدس سے صدا آئی کہ بھائی ! اگر مناسب سمجھیں تو کم از کم آج کی رات تو میری پاس گزار لیں ،کل چلے جانا ، جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ بہن ! ہمیں کافی طویل سفر کرنا ہیں ، پردہ داروں کا ساتھ ہے ، اور یہ تو آپ جانتی ہی ہیں کہ شام کا سفر کتنا کٹھن اور

دشوار گزار رہے، پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے جواباً فرمایا کہ بھیا! ایک رات میرے پاس گزارنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، ہر بہن کے دل میں بھائیوں کی قربت کی تمنا ہوتی ہے، آپ کے چلے جانے کے بعد تو قیامت تک آپ کی یاد میں تڑپتی ہی رہوں گی اور میری روح بین کرتی رہے گی، اس شہر کے لوگ تو ظالم ہیں، اللہ جانے کوئی آئے گا بھی یا نہیں، شاید کوئی مجھے بے وارث سمجھ کر چراغ آ جلائے

پاک پردہ داران وحدت صلواۃ اللہ علیہن نے رات وہیں گزاری، مزار کے پاس گریہ وزاری ہوتی رہی، شامی عورتیں بھی رات بھر عزاداری میں برابر شریک رہیں، علی الصبح محمل تیار ہوئے تو فاتح شام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا کی تربت کو گلے لگا کر فرمایا کہ میری لائق بیٹی! گھبرانا نہیں، انشاء اللہ میں جلد ہی واپس شام لوٹ آؤں گی، اور پھر ہمیشہ آپ کے پاس ہی رہوں گی، اور کوئی آپ کے پاس آئے یا نہ آئے، مگر میرا وعدہ ہے کہ میں اپنی بیٹی کی مزار پر ضرور آؤں گی، اور بے وطنی اور تنہائی کے ان دکھوں میں ہمیشہ آپ کے ساتھ شریک رہوں گی، جس وقت جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے واپس آنے کی بات کی تو پاک معصومہ صلواۃ اللہ علیہا نے رو کر عرض کیا کہ پھوپھی اماں! کوئی بات نہیں، جس طرح بھی ہوگا میں وقت گزار لوں گی، میں تنہائی کے دکھ بھی برداشت کر لوں گی، مگر خدا کیلئے آپ کبھی واپس نہ آنا، کیونکہ شام شرفاء کے لائق نہیں ہے، میری دعا ہے کہ خدا کرے آپ کو کبھی دوبارہ اس طرف نہ آنا پڑے، آپ کی پاک نعلین بھی کبھی شام میں نہ آئے

بعد از نمازِ صبح یہاں سے محمل روانہ ہوئے، اور بابِ جابیہ سے ہوتے ہوئے بابِ

جیرون پر آ کھڑے ہوئے، شام کی عورتیں یہاں تک قافلہ پاک کے ساتھ رہیں، یہاں شامی مردوں کا ہجوم الوداع کہنے کیلئے وہاں پہلے سے موجود تھا

جس وقت شام کے زن و مرد سوگوار اور نادم ہو کر وداع ہونے لگے تو اس وقت قیامت خیز طوفانِ عزا و بکا تھا، اور سرزمین شام متزلزل محسوس ہو رہی تھی

عورتیں ابھی تک محملوں کے ساتھ ساتھ تھیں، جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے شامی عورتوں کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ ہم سب یہاں سے وطن واپس جا رہے ہیں، مگر اپنے پاک بھائی امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دو مقدس امانتیں مجبوراً یہاں چھوڑے جا رہی ہوں، آپ یوں سمجھیں کہ ہمارے پاک گھر کی دولت اور رحمت ہے کہ جسے میں یہاں دفن کر کے جا رہی ہوں، اس پاک معصومؑہ صلواۃ اللہ علیہا کی کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے ہمیں خاص تاکید کی تھی، اس لئے ہم دوبارہ ان کے پاس واپس ضرور آئیں گے، اور جب تک پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کی امانت ان کے سپرد نہیں کریں گے، تب تک ہم بھی ان کے ساتھ مقیم رہیں گے، آپ سب کو یہی تاکید کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے یہاں واپس آنے تک میری کمسن معصوم بیٹیوں کا خاص خیال رکھنا، ان کی پاک مزار پر کبھی کبھی پانی چھڑکتی رہنا، یہاں چراغ بھی جلاتی رہنا، تاکہ انہیں تنہائی کا احساس نہ ہونے پائے

پھر شامی عورتوں سے فرمایا کہ تمہیں علم ہونا چاہیے کہ شام کے اس ظالم شہر میں میری صرف یہ پاک معصومؑہ صلواۃ اللہ علیہا بیٹی ہی نہیں ہے، بلکہ میں اپنی دوسری دختر پاک صغیرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو جامع مسجد بنی امیہ کے پاس سلائے جا رہی ہوں، اسی لئے بار بار تاکید کر رہی ہوں کہ آپ سب مل کر ان دونوں کا کم از کم اس وقت

تک خیال رکھنا کہ جب تک میں خود ان کے پاس واپس نہیں آتی
فرمایا کہ امانت کا خیال رکھنا شرعاً واجب اور ہر مسلمان کا فرض ہے، آپ ایسا سمجھیں کہ کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دو امانتیں آپ کے پاس ہیں، جو ہم انتہائی مجبوری کی حالت میں آپ کے پاس چھوڑے جا رہے ہیں، میری ان معصوم بچیوں کا خیال رکھنا، اور اگر اس معاملہ میں تم نے غفلت کی یا بے اعتنائی برتی تو ہم یہی سمجھیں گے کہ ہماری امانت میں تم خیانت کی مرتکب ہوئی ہو
جملہ مردوں اور عورتوں نے ملکہ ءِ عالمین، فاتح شام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو دھڑکتے دلوں کے ساتھ روتے ہوئے الوداع کیا کیونکہ فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا نے فقط شہروں یا قلعوں کو فتح نہیں کیا تھا، بلکہ لوگوں کے دلوں کو فتح کر کے جا رہی تھیں جب تک محمل نظروں سے اوجھل نہیں ہوئے، یہ مجمع اسی طرح کھڑا اشک بہاتا رہا، جب یہ مقدس کاروان اہل شام کی حد نگاہ دے دور چلا گیا تو پھر یہ لوگ واپس اپنے گھروں کو لوٹ گئے، اور جب لوگوں کا یہ ہجوم نگاہوں سے اوجھل ہوا تو ملکہ ءِ عالمین معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ایک مرتبہ دمشق شہر کی جانب پھر کر دیکھا، پھر فوراً آسمان کی طرف نگاہ فرمائی، گویا زبان حال سے دعا فرمائی کہ
اے خالق کون و مکاں! اے رب عرش و کرسی! ہم سب تیری ہر رضا پر دل و جان سے راضی ہیں، تو ہمارے ساتھ وہی کر کہ جسے ہمارے حق میں بہتر سمجھے، مگر تیری ذات شاہد ہے، تیری ذات بہتر جانتی ہے کہ شام کے اس شہر میں امت ملعونہ نے ہم پر ظلم وستم کے جو پہاڑ ڈھائے ہیں، ان کی وجہ سے ہمیں اپنے بھائی یا بیٹے تک یاد نہیں رہے، دکھوں کے بے پناہ ہجوم نے ہمیں بھائیوں کی شہادت بھلا دی ہے،

اب قید سے رہا ہونے کے بعد تیرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترتِ طاہرہ تجھ سے صرف یہی کچھ مانگتی ہے کہ ہمیں پھر کبھی ایسے بازار نہ دیکھنا پڑیں، دوبارہ ایسے ماحول میں ہمیں کبھی نہ آنا پڑے

سارے عزادار اشک فشانی کے ساتھ اپنی پاک معظّمہ مخدومہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو دعا کریں کہ خدا کرے آپ کا پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلدی سے بھی پہلے تشریف لائیں، ظالمین سے آپ کا انتقام لیں، آپ کی ابدی خوشیوں کی رُت جلدی آئے، آپ کے پاک بیٹوں کے شہر آباد ہوں، آپ کے نوجوان سہرے پہنیں، آپ اپنی بہوؤں پوتوں اور نواسوں کے ساتھ آباد ہوں کیونکہ یہ آپ کا حق ہے ہم گنہگار عزاداروں کی دعا ہے کہ آپ دنیا میں پھر سے یوں آباد ہوں کہ بھولے سے بھی کوئی دکھ آپ کو یاد نہ آئے

آپ کی خوشیوں کے پیغمبر ہمارے امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف آ کر آپ کو اپنے بھائیوں اور بیٹوں کے ساتھ آباد کریں، آپ سب کو ابدی اور دائمی خوشیاں نصیب ہوں، آپ کے پاک گھر ابدالآباد تک آباد رہیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجلَ اللّٰہُ فَرَجہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 23

واپسی از شام

جب ظلم اپنی تاریخ خونِ سادات سے لکھ کر، جبر اپنی محفلوں کو بینوں سے سجا کر، اور سادات پر ظلم کی انتہا کر کے تھک گیا تو ملعونِ شام نے دست بستہ عرض کیا کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وارث علیہ الصلواۃ والسلام! اب آپ واپس گھر تشریف لے جائیں

آپ جناب مسلم بن عقیل علیہما الصلواۃ والسلام کے واقعات میں نعمان بن بشیر انصاری کی بدبختی کے واقعات تفصیل سے سن چکے ہیں، یہاں صرف اتنا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب مسلم بن عقیل علیہما الصلواۃ والسلام جب کوفہ تشریف لائے تھے تو اس دور میں یہ بدبخت فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعون کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا، مگر اسے بزدلی کی بناء پر معزول کر دیا گیا تھا، اور اس کی جگہ عبیداللہ ابن زیاد ملعون کو بصرہ سے بلا کر کوفہ کا حاکم بنایا گیا تھا کیونکہ یہ ملعون انتہائی شقی القلب، بے رحم اور سنگدل مشہور تھا

یہ نعمان بن بشیر انصاری ملعون معزول ہونے کے بعد کئی دن تک تو کوفہ میں رہا مگر پھر شام آ گیا تھا، بعض کہتے ہیں کہ یہ پاک قافلہ کے ہمراہ شام گیا تھا اور کچھ مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ قافلہ ءِ تسلیم و رضا کے پہنچنے سے پہلے ہی شام آ چکا تھا

رہائی ملنے پر جس وقت پاک قافلہ وطن کیلئے تیار ہوا تو یزید ملعون نے اسی نعمان بن بشیر انصاری کو بلایا اور دو ہزار فوجیوں کا دستہ دے کر کہا کہ پاک قافلہ کو وطن پہنچا، مگر خیال رہے کہ راستے میں کہیں ان کو حکومت کے خلاف کلام نہ کرنے دینا

اس کے بعد ملعونِ شام جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کو دربار میں بلا کر کہنے لگا کہ میں آپ کی حفاظت کیلئے دو ہزار فوجیوں کا دستہ روانہ کر رہا ہوں

مولا امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کو سنانے کی خاطر اس ملعونِ ازل نے اسی نعمان بن بشیر انصاری سے کہا کہ شاہی شان وشوکت اور ادب واحترام سے ملکہءِ دوجہاں پاک سیدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کو مدینہ منورہ پہنچانا تمہاری ذمہ داری ہے

ان فوجیوں میں بشیر ابن جزلم بن شتر الاسدی نام کا ایک جوان بھی تھا، جو جناب حبیب ابن مظاہر علیہ السلام کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا

16 رجب 61 ہجری بعد از نمازِ صبح شام کے شہر دمشق سے قافلہءِ تسلیم و رضا اس شان سے برآمد ہوا کہ 500 فوجی ایک میل آگے 500 فوجی ایک میل پیچھے 500 دائیں جانب ایک میل پر اور 500 بائیں طرف ایک میل کے فاصلہ پر مصروفِ سفر تھے، شام کے کفر ونفاق کے مضبوط قلعہ کو فتح کر کے فاتح شام معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا تقدس مآب قافلہ عازم وطن ہوا

روانگی سے پہلے فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعون نے نعمان بن بشیر انصاری کو بلا کر تاکید کی کہ تم کوفہ نہ جانا کیونکہ وہاں شورش کا خطرہ ہے، لوگ میرے خلاف ہو جائیں گے، اس لئے غیر معروف اور ویران راستوں سے سفر کرتے ہوئے مدینہ

جانا

یہاں ایک ضروری وضاحت کرتا چلوں کہ دمشق شہر سے شمال مشرقی جانب تھوڑی دور جابیہ کی بستی سے کچھ پہلے ایک مقام ہے کہ جہاں سے اس دور میں تین راستے نکلتے تھے...... پہلا راستہ وہ تھا کہ جس سے قافلہءِ تسلیم و رضا کو لایا گیا تھا، یعنی یہ راستہ دمشق سے بعلبک اور حمص جاتا تھا اور پھر حمص سے ایک بہت بڑا طویل چکر کاٹ کر کربلا آنا پڑتا تھا، اور اس راستہ سے دمشق شہر سے کربلا معلیٰ کا کل فاصلہ کم وبیش سولہ یا سترہ سو کلومیٹر تھا، اس راستہ میں حمص میں سے پھر دو راستے نکلتے تھے، یعنی ایک کربلا معلیٰ سے ہوتا ہوا کوفہ جاتا تھا، اور دوسرا راستہ تبوک سے ہوتا ہوا سیدھا بدر کے مقام پر پہنچتا تھا، پھر بدر سے ایک راستہ مکہ مکرمہ جاتا تھا اور مکہ مقام بدر سے 280 کلومیٹر سے کچھ زیادہ فاصلہ ہے، بدر کے مقام سے دوسرا راستہ مدینہ منورہ جاتا تھا اور بدر سے مدینہ تک 123 کلومیٹر کا فاصلہ تھا

یاد رہے کہ یہی وہ راستہ تھا کہ جس راستہ سے آتے ہوئے ابوسفیان ملعون نے اہل اسلام کے گھروں پر دھاوا بول کر انہیں لوٹ لیا تھا، اور اسی لوٹے گئے مال کو لے کر یہ ملعون شام تجارت کرنے چلا گیا تھا، بعد میں جب یہ اطلاع شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے حکم دیا کہ اس غاصب اور لٹیرے سے اپنا سامان چھین لو

اسی مقام پر جنگ بدر وقوع پذیر ہوئی تھی، اور اس راستہ سے دمشق سے مدینہ تک کا کل فاصلہ تیرہ سو 1300 کلومیٹر تھا

دمشق شہر سے نکلنے والا تیسرا راستہ وہ تھا کہ جو ان سارے چکروں سے بچتے ہوئے

350 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد سیدھا بالس پہنچتا تھا، اور پھر بالس سے صفین، رصافہ اور انبار سے گزرتا ہوا سیدھا کربلا معلٰی پہنچتا تھا، اس راستہ سے کربلا معلٰی تقریبا ایک ہزار کلومیٹر سے کچھ زیادہ فاصلہ پر تھا، اور کربلا معلٰی سے مدینہ منورہ 1250 کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا

دمشق سے ایک اور راستہ مرافق، عمان (جو اردن کا دارالحکومت ہے)، تبوک اور بدر سے ہوتا ہوا مدینہ آتا تھا، دمشق سے مرافق 133 کلومیٹر جنوب مشرقی طرف تھا، اور مرافق سے مدینہ منورہ 1145 کلومیٹر جنوب مشرق کی جانب تھا مرافق کے مقام پر ایک دوراہا تھا جہاں سے ایک راستہ کربلا معلٰی جاتا تھا، اسی راستہ پر بصریٰ نام کا ایک چھوٹا سا شہر آباد تھا، اسی شہر میں اس بحیرہ نامی راہب کا کلیسا تھا کہ جس نے تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری بچپن میں دیکھ کر خبر دی تھی کہ یہی اللہ کے وہ نبی ہیں کہ جنہوں نے صحرائے عرب میں ظہور فرمانا ہے

یہیں ایک مقام مبرک ہے کہ جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ کے بیٹھنے کے نشانات آج تک موجود ہیں، مرافق سے کربلا معلٰی 850 کلومیٹر مشرق جانب ہے مرافق سے یہ راستہ صحرا سے گزرتے ہوئے مقام صفین سے گزرتے ہوئے کربلا معلٰی تک آتا تھا

دمشق سے کربلا معلٰی اور مدینہ منورہ تک کی اس وقت کی جغرافیائی صورتِ حال کے متعلق آپ کو معلومات بہم پہنچانے کے بعد میں اپنے سلسلہ ءِ بیان کی طرف آتا ہوں کہ جب قافلہ پاک دمشق سے روانہ ہو کر مرافق پہنچا تو ملکہ ءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب امام زین العابدین علیؑ ابن الحسینؑ علیہا الصلواۃ والسلام سے

دریافت فرمایا کہ یہ راستے کدھر جاتے ہیں؟ جب انہوں نے تفصیل عرض کیا تو عدیلۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے محمل روکنے کا حکم دیا، محمل رکتے ہی نعمان بن بشیر انصاری نے بشیر ابن جزلم اسدی کو بھیجا کہ جا کر معلوم کرو کہ محمل کیوں رک گئے ہیں؟ وہ فوراً گھوڑا دوڑا کر قریب آیا اور جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام سے محمل رکنے کی وجہ پوچھی

جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ جو زیورات امت نے ہمیں واپس کیئے ہیں وہ اٹھا کر نعمان بن بشیر انصاری کے پاس چلے جائیں اور جا کر اسے ہماری طرف سے یہ پیغام دیں کہ ایک وقت وہ تھا کہ جب ہم اپنے کریم کربلا بھائی علیہ الصلواۃ والسلام سے ایک پل کیلئے بھی جدا نہیں ہوتے تھے، اب عرصہ ہو گیا ہے کہ ہم ان کی زیارت سے محروم ہیں، دل بہت غمگین ہے، اس لئے پہلے ہم کربلا جانا چاہتے ہیں، ہم کربلا ضرور جائیں گے کیونکہ ہم نے اپنے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کو تکمیل مقصد اعلیٰ کی اطلاع اور خوشخبری سنانا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ فرعونِ شام سے شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سرہائے اطہر ہم نے اسی لئے واپس لئے ہیں کہ کربلا پہنچ کر ان کو اجسام طاہرہ کے ساتھ دفن کرنا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان غریبوں کے جسم کہیں ہوں اور سرہائے اطہر کہیں اور دفن ہوں

ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ معلوم نہیں پھر کبھی ہمیں کربلا آنا نصیب ہو یا نہ ہو، یہ تو قسمت کے فیصلے ہیں، دل چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ اپنے بھائیوں کی مقدس جاگیر کی زیارت تو کر لوں، کیونکہ ہم جب وہاں سے روانہ ہوئے تھے تو ہمارے سبھی

نونہالانِ چمن کربلا کی گرم ریت کی زینت تھے، ہمیں تو آج تک یہ بھی نہیں معلوم کہ کسی نے ان کی قبریں بنائی ہیں یا ابھی تک ویسے ہی بے گور وکفن پڑے ہیں

صاحب ریاض القدس نے ان احساسات کو بہت خوبصورت پیرائے میں یوں بیان فرمایا ہے......... معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے حکم فرمایا کہ

رو سوئے کرب و بلا کن که من از شعلۂ آه
شمع ها بهر مزار علیؑ اکبر دارم
رو سوئے کرب و بلا کن که منم خوں شده دل
گفتگو ها بسر قبر برادر دارم

نعمان بن بشیر انصاری نے جواب دیا کہ آپ کا حکم سر آنکھوں پر، مگر جتنا یہاں سے مدینہ دور ہے، کم وبیش اتنا ہی کربلا سے دور ہے، کربلا سے ہوتے ہوئے مدینہ جانے کیلئے ہمیں ہزار بارہ سومیل کا اضافی سفر کرنا پڑے گا، ساتھ ہی شام کا ایک طویل لق ودق پہاڑی صحرا عبور کرنا پڑے گا جو تقریباً 200 کلومیٹر ہے

الغرض طویل گفتگو کے بعد نعمان بن بشیر انصاری اس بات پر آمادہ ہوگیا اور بالس، رصافہ، رمادی اور انبار کے راستے قافلہِ تسلیم ورضا کربلا کیلئے روانہ ہوا

تاریخ ومقاتل کی کسی ایک کتاب میں بھی یہ تفصیل موجود نہیں ہے کہ واپسی کے سفر میں قافلہ پاک نے کہاں کہاں قیام فرمایا اور راستہ میں آنے والے شہروں اور قصبوں میں لوگوں نے مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے ان عزاداروں کا کس طرح استقبال کیا، اور کس انداز میں اِنہیں شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا پرسہ دیا گیا

اس سفر کے حالات میری نظر سے نہیں گزر رے ہیں، شاید مستقبل میں کوئی شخص اس موضوع پر تحقیق کرے اور یہ وضاحت کر سکے

اس قدر ضرور معلوم ہے کہ شام سے کوفہ مشرق کی طرف ہے، اور بالس سے کوفہ تک یہ راستہ دریائے فرات کے ساتھ ساتھ چلتا تھا، کوفہ سے پہلے کربلا کی سرزمین سے شمالی طرف سیدھا کوفہ جانے کیلئے ایک قدیم راستہ بھی تھا

انبار سے کربلا 90 یا 100 کلومیٹر ہے، اور کربلا سے کوفہ جنوب مشرق کی طرف 70 یا 72 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے

داخلہ کربلا

25 یا 26 رجب، 20 یا 21 اپریل، جمعرات یا جمعہ کا دن ہے، انبار سے جنوب مشرقی صحرا میں دریائے فرات کے ساتھ ساتھ کاروانِ غریباں مصروف سفر ہے، کربلا ابھی کئی میل دور تھا کہ جناب فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا

گمانم کربلا شد حالا نزدیک
کہ بوئے مشکِ ناب و عنبر آید
مہار ناقہ را یکدم نگہ دار
بہ استقبالِ مادر اکبرؑ آید
مرا اے سارباں یکدم کہ داماد
سر راہِ عروسِ مضطر آید

ہمارا خیال ہے کہ شاید کربلا کی پاک سرزمین نزدیک ہی ہے کیونکہ ہمیں مشک وعنبر کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے...... اے ساربان! تو اب ناقہ کی مہار کو سنبھال کر قدم بڑھا کہ اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کے استقبال کیلئے میرا علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام آرہا ہے

اے ساربان! یہیں اونٹوں کو روک دے کہ اپنی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کے استقبال کو میرا سہروں والا بیٹا امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام آرہا ہے

اس کے بعد پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کربلا معلیٰ کی مقدس خاک میں ہمارا خون شامل ہے اس لئے آج ہمیں چاہیے کہ ہم پابرہنہ ہو کر اور آنسوؤں کے ساتھ وضو کر کے اس مقدس سرزمین میں داخل ہوں

اور اب ہمیں یوں محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے ہمارے استقبال کیلئے ہمارے پاک بھائیوں علیہم الصلواۃ والسلام کی خوشبو آرہی ہو، فضا میں یہ جو شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے تو شاید یہ ہمارا دولہا بیٹا خود ہی ہمارے استقبال کیلئے تشریف لا رہا ہوگا

جیسے جیسے یہ پاک کاروانِ تطہیر کربلا معلیٰ سے نزدیک آتا گیا، ویسے ویسے ہی پاک مخدراتِ عصمت مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی آنکھوں سے اشک فشانی بڑھتی گئی

مصائب کے ملک کی ملکہ، دکھوں کی مملکت کی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا سراطہر میں سوگ کی خاک ڈال کر، پردۂ توحید کی مقدس رِدا سے پردہ بنائے کافی عرصہ بعد پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کی جاگیر کی سرحد پر تشریف لائیں

مؤرخین لکھتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دِنوں کوفہ میں عطیہ عوفی کے گھر بطور مہمان قیام پذیر تھے، ایک دن عطیہ عوفی نے

عرض کیا کہ آپ مجھے شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی حدیث سنائیں تو اپنے مہربان میزبان کی فرمائش پر انہوں نے زیارتِ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی فضیلت کی حدیث سنائی

عطیہ عوفی نے خواہش ظاہر کی کہ اگر آپ کی رضا ہو تو کل ہم کربلا معلیٰ چلیں، آپ ہمیں آدابِ زیارت بھی تعلیم کریں اور خود بھی زیارت کر لیں

جناب جابر بن عبداللہ انصاری اور عطیہ عوفی دوسرے دن کربلا پہنچے، دریائے فرات پر غسل زیارت کیا، اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے، آہستہ آہستہ بہ آداب چلتے ہوئے مزار پر آئے، اور خود کو امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک تربت پر گرا دیا

اس کے بعد جناب جابر مجاورت اختیار کرتے ہوئے مستقل طور پر وہیں مقیم ہو گئے

بعض روایات میں ہے کہ جناب جابر مستقل طور پر کربلا معلیٰ میں مقیم نہیں تھے بلکہ قافلہ پاک کی آمد کے موقع پر انہیں فقط زیارت کی خاطر عطیہ عوفی کوفہ سے کربلا معلیٰ لائے تھے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جس وقت قافلہءِ تسلیم و رضا شام سے واپس روانہ ہوا تو ان کی تشریف آوری کی اطلاع ملتے ہی کافی تعداد میں بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام مدینہ منورہ سے کربلا پہنچ چکے تھے، دوسری طرف جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلواۃ والسلام اور بنی اسد کے لوگ قافلہ کے انتظار میں کربلا آئے ہوئے تھے، اور شب و روز مزارِ اطہر پر عزاداری اور ماتمداری کیا کرتے تھے

بعض مؤرخین نے یہ لکھا ہے کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کی نظر کمزور تھی، اور

عطیہ عوفی نے انہیں بتایا کہ کربلا معلیٰ کی طرف ایک قافلہ آتا دکھائی دے رہا ہے اور گردِ کارواں سے محسوس ہوتا ہے کہ شاید کچھ زائرین ادھر ہی آرہے ہیں

یہ بھی بتاتا چلوں کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کی نظر پہلے ٹھیک تھی، لیکن جب یہ پہلی مرتبہ کربلا معلیٰ آئے تو کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا خونِ اطہر ابھی تک مقتل گاہ میں موجود تھا، جب ان کی نگاہ اس مقدس خون پر پڑی تو پھر ضبط نہ کر سکے اور بے تحاشہ منہ پر ماتم کرنا شروع کر دیا، تا اینکہ ان کی بینائی زائل ہوگئی، یعنی پاک سیدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا کے نورِ نظر علیہ الصلواۃ والسلام پر انہوں نے اپنا نورِ نظر قربان کر دیا

کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ جب ان کی نظر لٹے ہوئے بے سروسامان قافلہءِ تسلیم ورضا پر پڑی تو اس کاروانِ غریباں کی غربت کے تاثر نے ایسا گہرا اثر کیا کہ ان کی بینائی جاتی رہی، بہرحال وجہ جو بھی رہی ہو یہ حقیقت ہے کہ جناب جابر کی نظر انتہائی کمزور تھی اور انہیں عطیہ عوفی نے آگاہ کیا کہ ایک قافلہ کربلا کی سرزمین میں داخل ہو رہا ہے، جناب جابر نے پوچھا کہ اس کارواں کا انداز کیسا ہے؟

عطیہ نے بتایا کہ کچھ گھوڑے سوار ہیں، جن کے پیچھے تین محمل ہیں، محملوں پر سیاہ سرپوش لگے ہیں، کچھ سیاہ علم بھی لہراتے نظر آرہے ہیں، شاید یہ پاک مخدراتِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کا مقدس کارواں ہو اس لئے ہمیں چاہیے کہ آگے بڑھ کر ان کا استقبال کریں، جناب جابر نے دوبارہ پوچھا کہ اس قافلہ میں محملوں کی تعداد کیا بتائی ہے؟ عطیہ عوفی نے عرض کیا کہ تین محمل ہیں، اس وقت جناب جابر بن عبداللہ نے پورے وثوق کے ساتھ کہا کہ یہ اسیرانِ تسلیم و رضا علیہم الصلواۃ والسلام کا قافلہ ہرگز نہیں ہے، کیونکہ وہ جب کربلا معلیٰ سے روانہ ہوئے تھے تو ان میں 64

مستورات صلواۃ اللہ علیہن تو صرف پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کی تھیں، ان کے علاوہ بہت سی کنیزیں بھی ان کے ساتھ تھیں، یہاں سے روانگی کے وقت وہ پاک قافلہ 53 محملوں پر مشتمل تھا، یہ تین محملوں والا قافلہ ان کا نہیں ہوسکتا، تم ایسا کرو کہ مجھے سہارا دے کر اس کارواں کی جانب لے چلو، ہم جا کر پتہ کرتے ہیں کہ یہ آنے والے کون ہیں؟ اور اگر وہ کوئی زائرین ہی ہیں تو ہم جا کر ایک تو ان کا استقبال کریں گے، دوسرا یہ کہ انہیں اس امر سے بھی آگاہ کریں گے کہ یہ مقدس سرزمین ہے، آپ آداب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے سواریوں سے اتر کر پیدل تشریف لائیں، عطیہ عوفی نے حکم کی تعمیل کی، اور کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مزار سے کم و بیش 2 یا 5 میل کے فاصلہ پر قافلہ کو روکا گیا

بشیر ابن جزلم جو پانچ سو سپاہیوں کے ہمراہ قافلہ پاک سے کچھ آگے آ رہا تھا، جناب جابر کے کہنے پر وہیں رک گیا، ان کے رکتے ہی جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک محملوں کو روک دیا، نعمان بن بشیر انصاری نے دور سے جب انہیں رکتے دیکھا تو وہ بھی گھوڑا دوڑا کر جناب جابر کے قریب آ گیا

جناب جابر نے ان سے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے؟ ایک سپاہی نے نعمان بن بشیر انصاری کی طرف اشارہ کیا، اس نے سر جھکا کر کہا کہ ہم تو فقط محافظ ہیں، حقیقت میں اس قافلہ کے سردار وہ جناب ہیں کہ جو محملوں کے پاس کھڑے لہو کے آنسو رو رہے ہیں

بشیر ابن جزلم جناب جابر کو ساتھ لے کر جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی جانب روانہ ہوا، آپ نے جب ان لوگوں کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو پردہ داری کے پیش نظر

محملوں سے آگے تشریف لے آئے ، اور آتے ہی دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟
جناب جابر نے عرض کیا کہ آپ کے وقار اور مزاج سے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسافر ہونے کے باوجود آپ کسی ملک کے شہنشاہ ہیں، آپ کا تعلق یقیناً کسی اعلیٰ ترین خاندان سے ہے، کیونکہ آپ کا کلام ہم پایہءِ کلام اِلٰہی ہے
مگر میں آپ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بظاہر ویران نظر آنے والی سرزمین درحقیقت مقام ادب و احترام ہے، اگر آپ کی طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو میں یہی گذارش کروں گا کہ آپ اپنی سواریوں سے اتر کر اس جاگیر سے پیدل گزر کریں کیونکہ یہ ہمشکل پیغمبرانام شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی مقدس جاگیر ہے، اور یہ ہمارے آقا جناب سرکار ابوالفضل العباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کا حکم ہے کہ یہاں سے کوئی بھی شخص سوار ہو کر نہ گزرے
آپ اسے پہلے والا ویران نینوا نہ سمجھیں کیونکہ جناب سیدہ طاہرہ ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے پاک دودھ نے اسے سیراب کیا ہے، یہاں قرآن ناطق کے بوسیدہ اوراق دفن ہیں، اب یہاں ہر شب و روز ملائکہ کا نزول ہوتا ہے، تاجدار و سلطانِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کی پاک نعلین نے عرش اعظم کو شرفِ زیارت عطا کیا تھا، یہاں پا برہنہ اور سر برہنہ تشریف لاتے ہیں، جنت کی حوریں اس پاک سرزمین کی زیارت کو فخر سمجھتے ہوئے یہاں جھاڑو برداری کرنے آتی ہیں، عرش اعلیٰ اس زمین کا فرش ہونے پر نازاں ہے، یہ خاک اولین و آخرین کیلئے خاکِ شفا کا درجہ رکھتی ہے
جہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے محمل وہاں سے کافی

دور کھڑے تھے، جب گفتگو نے طول پکڑا، اور وارثِ تطہیر جناب عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو جناب سجاّد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد لوگوں کا ہجوم نظر آیا تو انہیں فکر لاحق ہوئی، اور خطرہ محسوس ہوا، انہوں نے جناب امام محمد باؑقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ بیٹا جلدی سے ناقہ کو بٹھائیں، ہم اترنا چاہتی ہیں، خدا خیر کرے، سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ کے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد لوگ کیوں جمع ہو رہے ہیں؟، وہ کسی وقت محملوں کی طرف دیکھتے ہیں، کسی وقت مقتل گاہ کی جانب دیکھ کر رونے لگتے ہیں، ان کی آنکھوں سے تازہ خون بہہ رہا ہے، بھائی کی ایک ہی نشانی بچی ہے، خدا اِنہیں سلامت رکھے اور ہر دکھ سے محفوظ رہیں

جناب امام سجاّد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جابر بن عبداللہ سے فرمایا کہ ہم اپنی قافلہ سالار پاک پھوپھی صلوٰۃ اللہ علیہا سے پوچھ کر آپ کو ابھی جواب دیتے ہیں، یہ فرما کر آپ محملوں کی طرف چل پڑے، جیسے ہی بیمارِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام محملوں کے نزدیک آئے، ام المصائب صلوٰۃ اللہ علیہا نے گھبرا کر پہلا سوال یہی کیا کہ بیٹا! خیر تو ہے، یہ لوگ کیوں جمع ہیں؟ میں تو اس سرزمین سے بہت ڈری ہوئی ہوں، میری تو کل پونجی آپ ہی کی پاک ذات ہے

جناب سجاّد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ پھوپھی جان! باقی تو سب خیریت ہے، مگر آپ کے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مجاور آیا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرے سردار کا حکم ہے کہ یہاں سے پیدل ہو کر گزر کریں، جناب شریکۃ الحسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بیٹا کیا آپ نے پوچھا ہے کہ یہ کس سردار کا حکم ہے؟ جناب سجاّد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سر جھکا کر عرض کیا کہ جی ہاں میں نے اس سے یہ سوال کیا تو اس نے

جواب دیا کہ

یہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جاگیر ہے، اور جناب عباسؑ علم بردار علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں کے نگرانِ اعلیٰ ہیں، جنہوں نے اپنے پاک آقا مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر کی پابندی میں زندگی گزار دی، یہ انہیں کا حکم ہے اور میرا یہ فرض ہے کہ ان کے احکامات سے ہر کسی کو آگاہ کروں

جب جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے یہ سنا تو ان کی آنکھیں خوشی کے آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں

جس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو ابھی تک اپنے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لینے کی اجازت بھی نہ تھی، جب ان کا دل زیادہ اداس ہوتا تو زمین پر پاک بھائی کا نام لکھ کر روتی رہتیں، یا پھر زمین پر تحریر شدہ نام پاک کو چوم کر ملاقات کی حسرت کی تکمیل کر لیتیں، جب اس ترستی ہوئی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا نے اتنے ادب و احترام سے اپنے پاک وفادار بھائی کا نام جناب جابر بن عبداللہ انصاری کی زبان سے سنا تو پیار و محبت سے مجبور ہو کر فرمایا کہ بیٹا اس سے ایک مرتبہ پھر پوچھیں کہ آپ کے کس سردار کا حکم ہے؟ جناب جابر نے پھر وہی جواب دیا، حتیٰ کہ آپ نے نو 9 مرتبہ پوچھا اور جناب جابر نے نو 9 مرتبہ یہی جواب عرض کیا کہ علمدار فوج خدا، شہنشاہِ ملک وفا، پاک بہنوں کے ناز، سقائے حرم توحید، اسد کردگار کے اسداللہ بیٹے، مظہر شجاعت اِلٰہی، قمر بنی ہاشم، غازیِ شیر دل، مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قوتِ بازو سرکار ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ اس مقدس ترین سرزمین میں داخل ہونے والا ہر شخص پیدل اور پابرہنہ ہو کر آئے

ذاکرین تو یہ بیان کرتے ہیں کہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اترنے سے انکار کیا، مگر میں نے یہی پڑھا ہے کہ جناب جابر کے الفاظ سن کر خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات سے مملو ہوکر فرمایا کہ ان کا حکم سر آنکھوں پر، اس حکم کی اطاعت اگر آج بہن نہیں کرے گی تو اور کون کرے گا؟ بیٹے! ہم ضرور یہاں سے آگے پیدل ہی جائیں گے، کیونکہ ہم پہلی مرتبہ اپنے پاک بھائیوں کے زوّار بن کر آئے ہیں، اس لئے قیامت تک آنے والے زائرین کو ہم یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ یہ مقدس جاگیر اب اس قدر واجب صد احترام و تعظیم ہے کہ اگرچہ کوئی مجھ جیسا ذی عزت ہی کیوں نہ ہو، یہ ضروری ہے کہ یہاں پیدل چل کر آئے

میں تو انکار کر ہی نہیں سکتی کیونکہ مجھے اپنے پیکر صدق و وفا بھائی کی وفائیں نہ بھولی ہیں، اور نہ کبھی بھولیں گی

یہ سنتے ہی بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہوئی بیمار بیٹے کو روتا ہوا دیکھ کر معظّمہ مخدومہ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بیٹا آپ مت روئیں، میں نے ہر حال میں اس حکم کی تعمیل کرنا ہے، کیونکہ یہ میرے سلطانِ وفا بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کا حق ہے، بلکہ میری تو دعا ہے کہ اس حاکم کربلا کے حکم ہمیشہ چلتے ہی رہیں جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے عرض کیا کہ انہوں نے تو تمام زندگی آپ کی نعلین اٹھائی ہے اور آپ کا نوکر کہلوانے پر ہمیشہ نازاں رہے ہیں، آج آپ ایسی باتیں کیوں فرما رہی ہیں کہ جو آپ کے شایانِ شان ہی نہیں ہیں، عقیلۂ بنی ہاشم صلواۃ اللہ علیہا نے رو کر فرمایا کہ بیٹے! پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ ہمارے قابل فخر حقیقی بھائی ہیں، اور بھائیوں کی ناز برداری کرنا اور ان کے احکامات کی تعمیل کرنا بہنوں کا فرض

ہوتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ وہ ہمارے اس لحاظ سے محسن بھی ہیں کہ کل ہمارے امر کی پابندی میں انہوں نے کتنے کٹھن مراحل کا سامنا کیا ہے

اختیارات وجلالِ الٰہی کا حامل ہونے کے باوجود انہوں نے ہمارے ہر حکم کی تعمیل کی، اور ہمارے کہنے پر دشمن کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی، حالانکہ وہ جو کچھ کرنا چاہتے کر سکتے تھے اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی تھی، وہ دل برداشتہ اور اداس ہو کر کف افسوس ملتے ہوئے شہید ہو گئے مگر اُف تک نہ کی، اب ان کا ہم پر یہ حق عظیم ہے کہ ہم سب مل کر ان کی دلجوئی کی خاطر ان کے ہر حکم کی تعمیل کریں

ہم جانتی ہیں کہ ہمارے سلطانِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام حد سے زیادہ دکھی ہیں، کیونکہ روزِ عاشور ہم دونوں بہن بھائی ماموریمن اللہ اور حکم توحید کے پابند تھے، مگر وہ صرف اور صرف ہماری رضا جوئی کی خاطر خاموش رہے اور خون کے آنسو پیتے رہے اس لئے اب ہم یہ چاہتی ہیں کہ ان کی کوئی بات رد نہ کی جائے

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جب اپنا آخری فیصلہ سنایا، اور عقبی محمل میں موجود شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہا کو اس بات کا علم ہوا کہ ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے حکم پر پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا یہاں سے مقتل گاہ تک پیدل چل کر جانا چاہتی ہیں تو وہ دونوں فوراً محمل سے اتریں اور جنابِ سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کے قدموں پر گر پڑیں اور اشک فشاں آنکھوں سے عرض گزار ہوئیں کہ بھائی سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام! ہماری پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو محمل سے ہرگز نہ اترنے دیں بلکہ ان کی ناقہ کی مہار ہمیں دے دیں، ہم خود مہار پکڑ کر چلیں گی، اور اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کو بھی

ہم خود جواب دیں گی

بھیا! ذرا دیکھیں تو سہی کہ ہماری پاک مخدومہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کیا پیدل چلنے کے قابل بھی ہیں؟، یہ تو نماز بھی بیٹھ کر ادا فرماتی ہیں، اور مقتل گاہ تک کا طویل سفر لوگوں کے سامنے پیدل طے کریں تو ہماری کیا عزت رہ جائے گی؟

سجّاد بھائی علیہ الصلواۃ والسلام! ہم غریبوں پر یہ احسان کریں اور ہمارا وسیلہ بن کر اپنی پاک معظّمہ پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کو جس طرح بھی ممکن ہو اپنا فیصلہ بدلنے پر آمادہ کریں یہاں سے مقتل گاہ پانچ میل دور ہے، کیا یہ اس لائق ہیں؟ کہ اتنا طویل سفر پیدل چلیں، آپ سے زیادہ بہتر کون جانتا ہے کہ آلام و مصائب کے کتنے پر آشوب مراحل سے گزر کر ہم یہاں تک پہنچے ہیں، سبھی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن بے حد تھکی ہوئی ہیں اور پیدل بالکل نہیں چل سکتیں، آپ ایسا کریں کہ ان کو مقتل گاہ میں جا کر اتاریں ...... یہ بجا ہے کہ پیدل چلنے سے ہماری پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کی شان میں فرق نہیں آئے گا، مگر یہ بھی تو سوچیں کہ اگر آج ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے کہنے پر یہ پیدل چلتے ہوئے اگر تشریف لے جائیں تو دنیا کے سامنے ہماری کیا عزت رہ جائے گی؟

اور سب سے بڑھ کر ہمیں یہ احساس کھائے جا رہا ہے کہ کل آپ کی پاک دادی ملکہءِ دو جہاں جناب سیدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا کے سامنے ہمارے بابا کس قدر شرمسار اور نادم ہوں گے

آنسوؤں کی بارش قبولیت دعا کا اشارہ ہوتی ہے، تمام مومنین آنسو بھری آنکھوں کو وسیلہ بنا کر دعا کریں کہ خدا کرے ان تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے دکھ

درد کا موسم ختم ہو، ان کو اپنے پاک گھروں میں آباد وشاد دیکھ کر سرکارِ وفا جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلواۃ والسلام کے مضطر دل کو فرحت نصیب ہو، ہمارے امام زمانہ، وارثِ وراثت آلِ محمد عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد از جلد اس دنیا میں ابدی خوشیاں لے کر تشریف لائیں، تاکہ بیمارِ کرب و بلا جناب سیدالساجدین علیہ الصلواۃ والسلام کی آنکھوں کی خوں فشانی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ختم ہو اور یہ دائمی مسرتوں سے ہمکنار رہوں

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰى آلِهِ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 24

﴿داخلہ کربلا معلیٰ﴾

(حصہ اول)

ہم شکل پیمبر، یوسف کنعانِ مدینہ، نورِ چشمین کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام، پاک شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی جاگیر سے باہر ان کو پردوں میں پالنے والی پاک ماں جناب معظّمہ مخدومہ سیدہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے محمل رکے ہوئے ہیں

ان محملوں سے آگے کافی فاصلے پر جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام موجود ہیں، ان کے ساتھ شام سے آئے ہوئے دو ہزار فوجی جوان کھڑے ہیں، ان سب کے سامنے جناب جابر بن عبداللہ انصاری عطیہ عوفی کا سہارا لئے کھڑے ہیں

ان کے مابین مذاکرات جاری ہیں، جنابِ جابر نہایت ادب و احترام سے عرض کر رہا ہے کہ ہمارے آقا جناب ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا حکم ہے کہ کوئی بھی فرد کسی سواری پر سوار ہو کر یہاں نہ آنے پائے

بیمار کربلا جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ ہمارے پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن بہت زیادہ تھکے ہوئے ہیں، اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ انہیں پیدل سفر کرنا پڑے، اسی موضوع پر گفتگو جاری ہے

اچانک پاک دائی جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے آ کر جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آقا! آپ کو پاک پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن نے یاد فرمایا ہے

جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام جلدی سے واپس محملوں کے قریب تشریف لائے اور پوچھا کہ پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا! آپ نے کس لئے یاد فرمایا ہے؟

پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے لعل! مناسب یہی ہے کہ ان لوگوں سے بحث کرنے کی بجائے اونٹوں کو بٹھا دیں، ہم پیدل چل کر جانا چاہتے ہیں، اتنے میں جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہا نے گذارش کی کہ ہم آپ کو پیدل نہیں چلنے دیں گی

کل کی مجلس میں یہاں تک بیان کیا تھا، اب اپنے موضوع کو آگے بڑھاتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام اور پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہا کو روتے دیکھا تو ان کے حد سے بڑھتے ہوئے اصرار کو مدنظر رکھتے ہوئے شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں کہ بھیا! آپ کے حکم کی تعمیل میں مجھے چلنے سے بالکل انکار نہیں ہے مگر کیا کروں کہ میرا بیمار بیٹا خون کے آنسو رو رہا ہے، آپ کی پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہا علیحدہ رو رہی ہیں، آپ ان کو منائیں، آ کر اپنی بیٹیوں کو میرے قدموں سے اٹھالیں، بھائی! میں بہت کمزور ہو چکی ہوں، مجھے آ کر سہارا دیں تو میں پیدل چل کر ہی آؤں گی

ذاکرین بیان کرتے ہیں کہ جب جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن پیدل چلنے کے قابل نہیں ہیں تو جناب جابر روتے ہوئے مولا غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی مزارِ اقدس پر آئے اور عرض کیا کہ آقا! ایک قافلہ شام سے آیا ہے،

جو آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہے، میں نے آپ کی طرف سے پیدل چلنے کا حکم سنایا مگر وہ انکاری ہیں، تو اس وقت جناب عباسؑ علمدار علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مزار سے آواز آئی کہ جابر! تو بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوا کہ ہماری پاک معظّمہ مخدومہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے محملوں کو روکا ہے، جلدی سے جا کر معافی مانگ لے اس واقعہ کو سمجھنے کیلئے پہلے میں اس جگہ کے محل وقوع کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں کہ جہاں پاک محمل روکے گئے تھے

آج جس جگہ روضہ ہائے اقدس ہیں وہاں سے دریائے فرات تقریباً 16 کلومیٹر مشرقی جانب بہہ رہا ہے، مگر اُس زمانہ میں یہ فاصلہ 8 کلومیٹر یا 5 میل تھا

آج جب ہم زیارت کیلئے جاتے ہیں تو ایک نہر کربلا شہر میں سے گزرتی دکھاتی دیتی ہے، جسے نہر ہندیہ کہتے ہیں، کربلا سے شمال مشرق کی طرف دریائے فرات کے کنارے مسیّب کا شہر آباد ہے کہ جو سفیر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام سرکار مسلم بن عقیل علیہما الصلواۃ والسلام کے شہزادگان جناب محمدؐ و ابراہیم علیہما الصلواۃ والسلام کا شہر ہے، مسیّب سے 4 کلو میٹر جنوب کی جانب شہزادہ عبدالعظیم علیہ الصلواۃ والسلام کا مقام ہے، یہاں سے ایک نہر نکلتی ہے جو کربلا معلیٰ کے شہر میں سے گزرتی ہے جو نہر ہندیہ کہلاتی ہے، مگر کچھ لوگ لاعلمی میں اسے نہر علقمہ بھی کہہ دیتے ہیں، حالانکہ نہر علقمہ زیرِ زمین جاری ہے اور شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کے روضہ اطہر کے بالکل نیچے سے گزر رہی ہے، یہ موجودہ نہریں بعد میں کھودی گئی تھیں

زمانہ قدیم میں انبار سے کوفہ جانے والا راستہ فرات کے کنارے کنارے جاتا تھا، جو لوگ کوفہ سے کربلا آتے تھے وہ اسی راستے کو اختیار کرتے تھے، اور

زائرین کا یہ دستور تھا کہ وہ کربلا معلیٰ جانے سے پہلے دریائے فرات پر غسل زیارت کیا کرتے تھے، پھر وہاں سے پانچ میل سیدھا مغرب کی جانب چل کر کربلا معلیٰ زیارت کیلئے حاضر بارگاہ ہوتے تھے، کیونکہ اس زمانہ میں کربلا میں کوئی نہر موجود نہ تھی، جبکہ نہر علقمہ اس وقت زیر زمین چلی گئی تھی

اس نہر کے زیر زمین چلے جانے کی وجوہات یہ بیان کی جاتی ہیں کہ بارہ 12 محرم الحرام 61 ہجری کے دن جس وقت بنی اسد کے لوگوں نے لاشہ ہائے اطہر کی تدفین کا پروگرام بنایا تو اس وقت جناب امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام اعجاز امامت سے کربلا تشریف لائے تھے، اور انہوں نے اپنی نگرانی میں لاشہ ہائے اطہر کی تجہیز و تکفین کرائی تھی، اسی دوران جب وہ جناب غازی عباؑس علمدار علیہ الصلواۃ والسلام کی تدفین کی غرض سے نہر علقمہ کے کنارے آئے تو عالم جلال میں نہر علقمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تو ابھی تک سطح زمین پر بہہ رہی ہے، کیا شرم سے زمین میں ڈوب نہیں گئی ہے؟

یہ الفاظ ادا ہوتے ہی نہر کے دونوں کنارے آپس میں مل گئے اور یہ زیر زمین چلی گئی تھی، اور اس وقت سے آج تک یہ نہر مولا غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی تربت اطہر کے نیچے بہہ رہی ہے، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ نہر علقمہ تو زمین میں دفن ہو کر رہ گئی تھی، اس لئے زائرین کو غسل زیارت کیلئے کربلا معلیٰ سے مشرق کی جانب پانچ میل کا سفر طے کر کے دریائے فرات پر جانا پڑتا تھا

جس وقت پاک قافلہءِ تسلیم و رضا شام سے واپس آیا تو اس وقت جناب جابر اور عطیہ عوفی غسل زیارت کیلئے دریائے فرات کے کنارے پر موجود تھے کہ انہوں

نے دیکھا کہ مسیّب سے کوفہ آنے والے راستہ پر ایک کارواں آتے ہوئے کربلا معلٰی کی طرف مڑ رہا ہے، تب انہوں نے جلدی سے آ کر قافلہ پاک سے کچھ آگے سفر کرنے والے بشیر ابن جزلم کے فوجی دستہ کو روکا تھا، اور بعد میں سب اسی مقام پر اکھٹے ہوئے تھے

اب اس جغرافیائی پس منظر میں یہ بات بعید از قرائن و قیاس ہے کہ جناب جابر یہ ساری گفتگو سننے کہنے کے بعد وہاں سے پانچ میل دور مقتل گاہ تک دوڑتے ہوئے آئے ہوں اور انہوں نے شہنشاہ وفا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں وہ تمام باتیں عرض کی ہوں، اور پھر آپ نے جناب جابر کو آگاہ فرمایا ہو کہ تم نے تو بہت بڑا جرم کیا ہے، یہ تو اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا کارواں ہے کہ جو ہماری محسنہ اور مربیہ ہیں، پھر انہوں نے وہاں سے واپس آ کر معذرت کی ہو اور جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام سے معافی مانگی ہو، وغیرہ وغیرہ ...... کیونکہ ایک ضعیف العمر اور کمزور نظر آدمی کیلئے پانچ میل پیدل چلنا واقعی ایک مسئلہ تھا

جناب جابر خود روایت کرتے ہیں کہ جب میں نے مولا امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کو اپنے آقا شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کا حکم سنایا تو انہوں نے بلا تاخیر اونٹوں کو بٹھا دیا، اور پاک مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیہن ابھی اترنے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ کربلا کی زمین متزلزل ہوئی، اور زلزلہ کے یہ جھٹکے اتنے شدید تھے کہ ہم سب پریشان ہو گئے، اتنے میں میں نے مقتل گاہ کی طرف نگاہ کی اور میری نگاہوں سے شاید حجابات ہٹا دیئے گئے تھے کہ میں نے ایک ایسا منظر دیکھا کہ میرے ہوش اڑ گئے

جونہی پاک پردہ دارِ رسالت صلواۃ اللہ علیہن محملوں سے نیچے اترنے لگے تو واللہ دور ہونے اور ضعیف النظر ہونے کے باوجود مجھے صاف نظر آ رہا تھا کہ اس وقت مزار ہائے مطہر میں ارتعاش پیدا ہوا اور تمام شہیدانِ کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کفن پوش اپنی مزاروں سے باہر تشریف لائے اور استقبال کیلئے پاک قافلہ کی جانب چل پڑے

جناب جابر مزید بیان فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ابوالفضل العباس علیہ الصلواۃ والسلام کو دیکھا کہ جیسے ہی معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا محمل سے اترنے لگیں تو انہوں نے سابقہ دستور کے مطابق نعلین خود پیش کی، اور وہ اپنے وفا کے خالق بھائی کے زانو پر قدم رکھتے ہوئے محمل سے نیچے تشریف لائیں، اور اترتے ہی انہیں گلے لگا کر بہت روئیں، کیونکہ بھائیوں سے مفارقت کا دکھ اب شاید ان کیلئے ناقابل برداشت ہوگیا تھا

میں نے اپنی جاگتی آنکھوں سے یہ منظر بھی دیکھا کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام جلدی سے محملوں کے قریب تشریف لائے اور اپنی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو اترنے میں مدد دینے لگے، اس وقت ان کے سینہ اطہر کے زخم سے خون بہہ رہا تھا، اور زخمی جگر بیٹے کو دیکھتے ہی سبھی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے بے تحاشہ گریہ کرنا شروع کر دیا، ایک تو مجھ سے یہ سب کچھ دیکھا نہیں جاتا تھا، دوسرا پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے پردہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے دوسری طرف منہ پھیرلیا

جس وقت جناب شریکتہ الحسینؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا محمل سے اتریں تو اس وقت سرکارِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام نے مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ جابر تم نے بہت بڑا جرم کیا ہے، کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ تم نے کس پاک ذات کو پیدل چلنے کا حکم دیا ہے، یہ تو میری مالک

مخدومہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہیں

تم نے عبّاس علیہ الصلواۃ والسلام کو ان کے سامنے شرمندہ کیا ہے

یہ ہمارے آقا و مولا شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وراث جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام ہیں، جو شام سے واپس تشریف لا رہے ہیں، ان کے ساتھ ان کے پاک لختِ جگر جناب محمد باقر علیہ الصلواۃ والسلام ہیں، کیا تو انہیں نہیں پہچان سکا تھا؟

جناب جابر نے سر جھکا کے عرض کیا کہ آقا! مجھ سے غلطی ہوئی ہے، میں انہیں پہچان نہیں سکا تھا، جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہارے کہنے پر ہماری پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا محمل سے اتری ہیں، اور انہیں بہت صدمہ پہنچا ہے، جبکہ وہ پہلے ہی شام کے طویل سفر سے تھکی ہوئی تھیں، کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ اس پاک معظّمہ مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو تو کنیزیں سہارا دے کر جائے نماز تک لے جایا کرتی تھیں، سورج فلک پر ان کے پردے کا لحاظ کرتا تھا، اب شام کے مسلسل دکھوں نے انہیں اتنا نحیف و نزار کر دیا ہے کہ ان میں چلنے کی سکت تک نہیں رہی

تمہیں تو معلوم ہے کہ اپنی زندگی میں اس معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی میں کتنی عزت کیا کرتا تھا، میں تو ان کی نعلین کو قرآن سمجھ کے ادب سے اٹھاتا تھا، اور ان کی نعلین کو آنکھوں سے لگانا سعادت سمجھتا تھا، آج اس پاک مخدومہ صلواۃ اللہ علیہا کا ہر اٹھتا ہوا قدم مجھے شرمندہ کر رہا ہے

جب جناب جابر کو یہ معلوم ہوا کہ میرے سامنے کوئی عام مسافر نہیں بلکہ یہ تو مطلع ولایت و امامت کے چوتھے تاجدارِ امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام پاک مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ موجود ہیں تو وہ جلدی سے روتے ہوئے جناب

سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے قدموں پر گر پڑے اور معذرت کرتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ آقا! ہمیشہ سلامت رہو، واللہ مجھے بالکل علم نہیں تھا، مجھے معاف فرمادیں

بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ جابر تم مجھ سے کس چیز کی معافی مانگ رہے ہو؟ جناب جابر نے عرض کیا کہ آقا! میں محملوں کو روکنے کی معافی نہیں مانگتا، آپ کو پیدل چلنے کا عرض کیا، اس کی معافی بھی نہیں مانگتا، میں معافی اس بات کی مانگنا چاہتا ہوں کہ لاعملی کی وجہ سے میں نے پاک مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں پر نگاہ کی ہے، میری گناہ گار آنکھیں کجا، ملکہءِ عالمین جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کے مقدس محمل کجا

یہ حقیقت ہے کہ میں ضعیف النظر ہوں مگر پھر بھی ان محملوں تک میری نگاہ پہنچی تو ہے، آپ خدارا مجھے معاف فرمادیں

جب جناب جابر ابن عبداللہ نے اس قدر تضرع وزاری سے معافی مانگی تو اخلاقِ الٰہیہ کے وارثِ حقیقی جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے جناب جابر کے گلے میں اپنی باہیں ڈال کر فرمایا کہ چچا جابر! آپ بجا کہتے ہیں مگر اب ہمارے نزدیک یہ بات کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی کہ کوئی شخص ہمارے پاک محملوں کی جانب نگاہ کرے

کاش کہ آپ کوفہ سے شام تک کے بازاروں اور درباروں میں ہمارے ساتھ ہوتے، اوران ظالمین نے ہمیں غم وآلام کے جن مراحل سے گزارا ہے آپ ان کا مشاہدہ کرتے تو پھر آپ کو ہمارے صبر خداوندی کا اندازہ ہوتا، اور ہمیں یقین ہے کہ آپ بھی ہماری طرح آج خون کے آنسو بہا رہے ہوتے

خالق کون ومکاں کا شکر ادا کرو کہ آپ شام کے بازار میں ہمارے ساتھ نہیں

تھے، وہاں ان لٹی ہوئی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے پردے دیکھتے، لاکھوں افراد کے ہجوم میں سے مجھے ان مخدراتِ توحید صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ گزرتے ہوئے دیکھتے، دکھوں کی اس انتہا میں مستورات اور معصوم بچوں کی گریہ وزاری ملاحظہ کرتے، دربارِ ابن زیاد ملعون میں اور دربارِ یزید ملعون میں لوگوں کا ہجوم دیکھتے، ملاعین ازل کی گستاخیوں کا مشاہدہ کرتے، ہماری پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے بین سنتے تو شاید زندہ ہی نہ رہ سکتے، اور اگر زندہ رہتے بھی تو آپ کی حالت مجھ سے مختلف نہ ہوتی، ذرا غور سے میری طرف دیکھیں اور اندازہ کریں کہ ایک 26 سال کے نوجوان کی کیا یہی حالت ہوتی ہے کہ کمر خمیدہ ہے، بال سفید ہیں، نظر کمزور ہے اور چلنے کی سکت ہی نحیف جسم میں باقی نہیں ہے

دنیا کا کوئی بھی غیور شخص مجمع عام میں اپنی ماں بہن کا نام سننا برداشت نہیں کرسکتا، اور وہاں تو ہر جگہ لوگ انتہائی بے ادبی اور گستاخانہ انداز سے ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے پاک نام تلاوت کیا کرتے تھے

جناب جابر نے عرض کیا کہ آقا! واللہ میں آپ کو پہچان ہی نہیں سکا کیونکہ جب آپ یہاں سے تشریف لے گئے تھے تو آپ کے ساتھ 53 محمل تھے اور اب صرف 3 تین محمل دیکھ کر میں تو سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ آپ کا پاک قافلہ ہے

جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے روتے ہوئے فرمایا کہ جابر! یہ ٹھیک ہے کہ یہاں سے 53 محمل ہی گئے تھے، مگر راستہ میں جس مستور کو جو جگہ پسند آتی ظلم وستم سے بچنے کیلئے وہ وہیں قیام اور مدفن پسند فرمالیا کرتی تھی، اور یہ سلسلہ شام تک جاری رہا ہماری دو معصومؑ بہنوں کو شام کی خوشگوار آب و ہوا اتنی پسند آئی کہ انہوں نے

اپنے پاک بھائیوں کو بھلا کر اور اپنے کائنات سے زیادہ مہربان وشفیق پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام کو فراموش کرتے ہوئے وہیں قیام پسند فرما لیا، حالانکہ جب ہم واپس آرہے تھے تو پورے قافلہ نے ان سے کہا تھا کہ چلو ہم مدینہ جارہے ہیں

جب جناب جابر کو وارثِ دستارِ امامت جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے دربار اور بازار کے حالات سنائے تو روتے روتے انہیں غش آ گیا

پاک پردہ دارانِ تطہیر صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں سے اترنے کے متعلق بھی کتب مقاتل میں دو روایات موجود ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ جناب جابر کے عرض کرنے پر تمام پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن دریائے فرات کے کنارے پر مقتل سے کم وبیش پانچ میل دور محملوں سے اترے...... جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ اس مقام پر شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہا کی اپیل کو شرف قبولیت عطا فرمایا گیا اور محملوں کو یہاں سے آگے لے جایا گیا تھا، مگر کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کی تعظیم وتکریم کا تقاضہ یہی ہے کہ ہمیں یہاں سے مقتل گاہ تک پیدل چل کر جانا چاہیے، تاکہ آئندہ آنے والے زائرین کیلئے یہ بات ایک سنت حسنہ یا فرض بن جائے، اس لئے تمام پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن گنج شہداء سے کم بیش دو 2 میل دور محملوں سے اترے اور پھر وہاں سے پیدل چل کر مقتل گاہ تک تشریف لائے ...... (واللہ اعلم بالصواب)

القصہ جس وقت تمام پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن محملوں سے اترے تو معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ بیٹا! اب جابر بن عبداللہ اور دوسرے تمام لوگ جو یہاں موجود ہیں ان سے کہیں کہ وہ یہاں سے

دور چلے جائیں، اور اگر ناگوار نہ گزرے تو کچھ وقت کیلئے آپ دونوں باپ بیٹا بھی اپنا منہ دوسری جانب کرلیں، کیونکہ ہم جس حالت میں آپ کے پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام کے پاس جانا چاہتی ہیں اسے کوئی بھی برداشت نہیں کرسکتا ہے

بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے روکر پوچھا کہ پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا! خیر تو ہے؟ کیا کوئی انوکھی بات ہونے والی ہے؟ کہ آپ پہلی مرتبہ ایسا حکم دے رہی ہیں

فاتح شام صلواۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ میرے لعل! آج میں اپنے بھائی کی قبرِ مقدس پر اس طرح جانا چاہتی ہوں کہ جس طرح میں نے میدانِ قیامت میں جانا ہے میری کوئی حالت رہ گئی ہے کہ اپنے پاک بھائیوں کو کوفہ سے شام تک کے حالات وواقعات بیان کرسکوں، میں تو یہ چاہتی ہوں کہ آج اس انداز سے اپنے پیارے بھائیوں کے پاس جاؤں کہ مجھے نہ شام کے حالات سنانا پڑیں اور نہ ان کے سوالوں کے جواب دینا پڑیں بلکہ وہ ہمیں دیکھ کر سب کچھ سمجھ جائیں کہ ہم نے بازار بھی دیکھے ہیں، ہم نے دربار بھی دیکھے ہیں، جگہ جگہ نروار بھی دیئے ہیں، سخت اور مشکل ترین امتحانوں سے بھی گزرے ہیں، امت کی پرسہ داری بھی قبول کرتے رہے ہیں، اور پیدل بھی چلتے رہے ہیں، کیونکہ مصائب وصعوباتِ سفر اپنے بھائیوں کے سامنے بیان کرنے میں ہمیں شرم وحیا مانع ہے

جب حکم کی تعمیل ہو چکی، تمام موجودگان دور چلے گئے، یعنی صحرائے کربلا میں پردے کا مکمل اور کامل انتظام ہو گیا تو اس وقت مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی غم گسار اور ماتم دار پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پرسہ داری کا عجیب اہتمام فرمایا

سب سے پہلے تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے سرہائے اطہر سے ردائیں اتاریں، نورانی بال کھولے گئے، اور خاکِ کربلا کو سروں کی زینت بنایا گیا

اس کے بعد عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے پاک سر متعلقہ مستورات کے حوالے کیئے، یعنی شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے دولہا فرزند کا سر ملا، شہزادہ علیؐ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک سر کو ان کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے سینہ سے لگایا، شہزادہ علیؐ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر ان کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو دیا گیا، شہنشاہِ وفا مولا غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے وفادار بھائی کا سر آغوش میں لیا، اور امام مظلوم مولا امام حسینؐ علیہ الصلواۃ والسلام کا سر پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی ردائے تطہیر کے مقدس و مطہر غلاف میں چھپا کر دائیں ہاتھ میں لیا، ان کا خون آلود لباس اور پاک عبا آپ نے اپنے شانہ پر ڈالی، اور دوسرے ہاتھ سے ماتم کرنا شروع کر دیا

شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے ماتم داروں کا جلوس تیار ہوا اور مرثیہ خوانی شروع ہوئی تو گریہ و ماتم کی صدائیں دشت کربلا میں گونجنے لگیں

اس انداز میں سر برہنہ اور پا برہنہ ماتمی مستورات صلواۃ اللہ علیہن آہستہ آہستہ مقتل گاہ کی جانب روانہ ہوئیں، اس وقت جناب عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے شہنشاہِ وفا بھائی علیہ الصلواۃ والسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کی وہ بہنیں جو پیدل چلنے سے واقف بھی نہیں تھیں آج پیدل چل کر آپ سے ملنے آ رہی ہیں، کیونکہ انہیں سفر شام نے پیدل چلنا سکھا دیا ہے، اگرچہ ہم اتنی زیادہ تھکی ہوئی ہیں کہ پیدل چلنے کے قابل ہی نہیں ہیں مگر آپ کا حکم مانتے ہوئے پیدل ہی آ رہی ہیں

نینوا کے بن میں جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے پاک بھائیوں سے مخاطب ہو کر دوسرا بین کیا اور فرمایا کہ یہ میرے لختِ جگر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی ملکیت ہے، پاک بھائیوں کی جاگیر ہے، پردہ داری کا مکمل انتظام ہے، یہاں تو ہمارے لئے پیدل چلنا بہت آسان ہے، کیونکہ نہ یہاں کوئی بازار ہے، نہ ہی تماشہ بین ظالمین موجود ہیں، اور پھر یہ سفر پیدل طے کرنا اس لحاظ سے بھی میرے لئے قابل فخر ہے کہ اس میں ہمارے شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کے حکم کی تعمیل ہو رہی ہے، کیونکہ بھائیوں کے حکم کی تعمیل کرنا ہر بہن کیلئے قابل فخر ہوتا ہے، اگر بہنیں اپنے پاک بھائیوں کا حکم نہیں مانیں گی تو پھر اور کون مانے گا؟

اپنے پاک بھائی شہنشاہِ کرب و بلا علیہ الصلواۃ والسلام کی رضا جوئی کی خاطر ہی تو ہم نے شام تک کا مشکل ترین سفر کیا ہے، اور تمام صعوبات برداشت کی ہیں، بھائیو! اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کی خاطر اس سے زیادہ مصائب و شدائد برداشت کرنے کیلئے اب بھی تیار ہیں، آپ کے پاک مقصدِ عظیم کی تکمیل کیلئے ہمیں لاکھوں مرتبہ شام جانا پڑے تو بھی ہم سب حاضر ہیں

انہی پاک مستوراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کا واسطہ دے کر بارگاہِ رب العزت میں گڑگڑا کر سب عزادار دعا کریں کہ اے پروردگارِ عالمین، اے مجیب الدعوات، اے سمیع و بصیر و علیم! اب ہم سب کو وہ مقدس ترین دور جلد دکھا کہ مطلعِ ولایت کے بارہویں شمس الضحیٰ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے نور سے یہ کائنات جگمگا اٹھے، وہ پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف فوراً سے پیشتر اپنے پاک اجدادِ طاہرین علیہم الصلواۃ والسلام کا انتقام اس انداز سے لیں کہ اس دنیا سے ظالمین کا قلع قمع فرما دیں، تا کہ ظلم و استبداد کا نام و نشان

ہی نہ رہے

پاک خاندانِ توحید علیہم الصلواۃ والسلام ازسرنو اس دنیا میں آباد ہو، اور دل یہی چاہتا ہے، اورحق بھی یہی ہے کہ ان کی دوبارہ آبادی ابدی اور دائمی اور لامتناہی یعنی کبھی نہ ختم ہونے والی ہو، یہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن جو آج اس کسمپرسی اور غربت کی حالت میں اپنے پاک بھائیوں اور بیٹوں سے ملنے کیلئے کربلا تشریف لا رہی ہیں، اپنے پاک نونہالوں کو گھروں میں آباد وشاد دیکھیں تاکہ ان کے قلب ہائے مضطر سے دکھوں کے سب داغ مٹ جائیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمْ عَجلَ اللّٰہُ فَرَجہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہِ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 25

داخلہ کربلا معلیٰ

(حصہ دوم)

قافلہ ءِ تسلیم و رضا کی شام سے واپسی یا داخلہ ءِ کربلا کے واقعات جب بھی بیان کیئے جاتے ہیں تو انہیں اس انداز میں لکھا یا بیان کیا جاتا ہے کہ قارئین یا سامعین بہت سی غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں، اور میں یہ چاہتا ہوں کہ ان غلط فہمیوں کا جہاں تک ممکن ہو سکے ازالہ کرتا چلوں، اس لئے اکثر اوقات مجھے اپنے مضمون کو روک کر وضاحتیں کرنا پڑتی ہیں، یہ بات اگرچہ مجالس کے ماحول سے مطابقت نہیں رکھتی مگر میری مجبوری یہ ہے کہ میں روایتی انداز میں مجالس پڑھنے کی بجائے اپنے سامعین و قارئین کو حقائق سے روشناس کرانا چاہتا ہوں

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ جناب جابر بن عبداللہ انصاری کو شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کی مزار ہائے اقدس کے مستقل مجاور کی حیثیت دے دی گئی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کا مستقل قیام کوفہ میں تھا، اور وہ اہم مواقع پر کربلا معلیٰ آ کر زیارت سے مستفیض ہوتے تھے، نہ کہ مستقل طور پر کربلا میں مقیم تھے

دوسری بات یہ ہے کہ جناب جابر نے جتنی مرتبہ کربلا معلیٰ آ کر زیارت کی، کتب مقاتل میں ان کے صرف تین مرتبہ کربلا آنے کا ذکر درج ہے، مگر ان کی تین

مرتبہ آمد کو ایک ہی واقعہ کی شکل دے کر بیان کیا جاتا ہے، اور عام قاری یا سامع یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ سب واقعات ایک مرتبہ ہی انہیں پیش آئے تھے، اس وجہ سے ہمیں بہت سی غلط فہمیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے

مثلاً ایک روایت اعمش ہے جس کے راوی جناب عطیہ عوفی ہیں، یعنی جناب اعمش بیان کرتے ہیں کہ ہمیں جناب عطیہ عوفی نے بتایا کہ ایک مرتبہ کوفہ میں ہم جناب جابر بن عبداللہ انصاری کے ساتھ بیٹھے تھے، رات کا وقت تھا، میں نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے پوچھا کہ کیا زیارت امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے بارے میں بھی آپ کے پاس کوئی حدیث ہے؟

انہوں نے کہا کہ بیشک ہم نے اپنے پاک شہنشاہِ معظم سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے یہ الفاظ سنے تھے کہ

☆من زار الحسین علیہ الصلواۃ والسلام بکربلا کمن زار اللہ علیٰ عرشہ

جس نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی کربلا معلیٰ میں زیارت کی گویا اس نے عرشِ الٰہی پر جا کر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی

میں نے دوبارہ سوال کیا کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ زیارت کس طرح کرنا چاہیے؟

جناب جابر نے فرمایا زیادہ بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے کل کربلا معلیٰ لے چلیں، میں آپ کو زیارت کر کے بتا دوں گا اور تم اس طریقہ کو یاد کر لینا اور بعد میں آنے والے زائرین کو تعلیم کرتے رہنا

جناب عطیہ عوفی بیان کرتے ہیں کہ رات کے پچھلے پہر ہم کربلا کیلئے روانہ ہوئے اور دریائے فرات کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے کربلا پہنچ گئے

یہاں ایک اور ضروری وضاحت کرتا چلوں کہ آج دریائے فرات کربلا سے کافی دور مشرق کی طرف بہہ رہا ہے، مگر اس سے پہلے اس مقام پر دریا دو شاخوں میں تقسیم ہو کر بہتا تھا، اور جو شاخ آج اصل دریائے فرات کہلاتی ہے یہ ماضی میں نہر سوران کے نام سے مشہور تھی، اور اس کی سابقہ گزرگاہ کربلا معلیٰ سے مشرقی جانب کم و بیش پانچ میل کے فاصلہ پر تھی

جب ہم غاضریہ پہنچے تو وہاں سے ایک راستہ کربلا معلیٰ کی طرف مڑ جاتا تھا اور دوسرا راستہ سیدھا انبار اور رصافہ سے ہوتا ہوا شام چلا جاتا تھا

جب ہم غاضریہ کی بستی کے بالکل نزدیک اس موڑ پر پہنچے تو ہم اپنی سواریوں سے اترے اور نہر سوران یا دریائے فرات میں ہم نے غسل زیارت کرنے کے بعد اپنا پہلا لباس اتارا اور دوسرا پاک پاکیزہ لباس پہنا، کیونکہ ہم سب جناب جابر بن عبداللہ کی ہدایت پر اضافی لباس ساتھ لائے تھے، یعنی آدابِ زیارت میں ایک بات انہوں نے ہمیں یہ بھی بتائی تھی کہ کربلا معلیٰ کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے لباس تبدیل کرنا ضروری ہے

جب ہم سب غسل زیارت سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر چکے تو جناب جابر نے اپنے سامانِ سفر سے ایک خوشبو (سعد کوفی) برآمد کی جو انہوں نے خود بھی استعمال کی اور ہم سب کو بھی عنایت فرمائی، پھر وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے کربلا معلیٰ کی طرف چل پڑے، جب ہم نے چھوٹے قدم اٹھانے کی وجہ پوچھی تو جناب جابر نے ہمیں بتایا کہ زیارت کرنے والے کو ہر قدم پر ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کا اجر و ثواب ملتا ہے، پھر انہوں نے صدائے تکبیر بلند کرنا شروع

کی اور ہر قدم پر اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتے ہوئے چلنے لگے اور ساتھ ہی وہ تسبیحات بھی پڑھ رہے تھے، اس طرح ہم مزارِ امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچے جیسے ہی جناب جابر کی نگاہ مزارِ مقدس پر پڑی تو انہوں نے تین مرتبہ بہ آوازِ بلند تکبیر ادا کی، اس کے بعد فقط ایک مرتبہ فرمایا ''ہائے حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام'' اور غش کھا کر کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مزار پر گر پڑے، ہمیں یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے کیا دیکھا

جناب عطیہ عوفی روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان کا سر اپنی آغوش میں رکھا، چہرے پا پانی چھڑکا، جیسے ہی ان کی طبیعت ذرا بحال ہوئی تو پھر تین دفعہ فرمایا یا حسینؑ ...... یا حسینؑ ...... یا حسینؑ علیک الصلوٰۃ والسلام! پھر انہوں نے مزارِ اطہر کو گلے لگا لیا اور یہی نام پاک دہراتے ہوئے بے تحاشہ رونے لگے، کچھ دیر بعد ہمیں فرمانے لگے ......☆ حبیب لا یجیب حبیبه

معلوم نہیں کہ محبوب اپنے محبّ کو جواب کیوں نہیں دے رہے؟ شاید ناراض ہیں پھر خود کلامی کے انداز میں کہنے لگے کہ بھلا یہ جواب کس طرح دیں، ان کا پاک جسم یہاں ہے، اور سر اطہر نہ جانے کہاں ہوگا؟ کس حال میں ہوگا؟ معلوم نہیں کہ دربارِ یزید ملعون میں ہوگا، یا دمشق کی جامع مسجد کے مینار کی زینت بنا ہوگا، یا دمشق کے کسی دروازہ کو عرشِ الٰہی بنا کر عالم معراج میں ہوگا

کافی دیر مزار مقدس کو گلے لگا کر کبھی دایاں اور کبھی بایاں رخسار مزار پر رکھ کر روتے رہے، پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور انگشت شہادت دراز کرتے ہوئے انہوں نے زیارت کی تلاوت شروع کی، زیارت کے ہر جملہ پر اس قدر شدتِ جذبات

سے گریہ فرما رہے تھے کہ ان کے آنسوان کی سفید ریش سے بارش کی طرح زمین پر برس رہے تھے

زیارت سے فارغ ہوکر وہ چاروں طرف یوں دیکھنے لگے کہ جیسے کوئی اپنی گمشدہ قیمتی چیز کو ڈھونڈھتا ہے، ہم نے سوال کیا کہ آپ کیا چیز ڈھونڈ رہے ہیں؟

جواباً فرمایا کہ میں شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے لخت جگر پاک فرزند شبیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کو تلاش کر رہا ہوں، پھر انہوں نے ہمیں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا تعارف کرایا اور ان کے فضائل بیان کرنا شروع کیئے کہ یہ پاک شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل واکمل ترین شبیہ تھے، حسن بے مثال کے مالک تھے، فخر یوسف تھے، ان کی جبین منور کے سامنے عرش الٰہی کی نورانیت بھی ہیچ تھی، جب ان کی پاک زلفیں خم کھا کر رخساروں کو چومتی ہوئی شانوں پر لہراتی تھیں تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جناب یوسف علیہ السلام کا حسن انہی کا عطا کردہ تھا، جب چہرے پر نقاب ڈالے باہر تشریف لاتے تو واللہ ان کا نورِ وحدت چھپائے نہیں چھپتا تھا، اپنے پاک گھر کیلئے زینت اور باعث رونق تھے، زیارت گاہِ آلِ محمدؐ علیہم الصلواۃ والسلام تھے، اپنے پاک گھر کے تطہیر مزاج مقدس ماحول میں جس وقت چہرے سے نقاب الٹتے تھے تو پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن صلوات پڑھتے نہ تھکتی تھیں، کیونکہ وہ تمام احباب واقارب کی جان تھے، مگر افسوس صد افسوس کہ امت ملعون نے انہیں بے دردی اور ظلم سے شہید کر دیا، اور یقین جانیں کہ ان کی شہادت کے بعد کسی بھی نوجوان پر ان کی مانند جوانی کا نکھار نہیں آیا ہے، اور نہ ہی یہ ممکن ہے

﴾﴿

اکبرؑ جو شب کو نکلیں شرمندہ چاند کر دیں
دن کو نقاب الٹیں سورج کو ماند کر دیں

جناب جابر ابن عبداللہ نے تاجدار کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی طرف نگاہ کی، اس وقت ان کی آنکھوں سے ساون برس رہا تھا، پھر اسی جانب انگشت شہادت دراز کر کے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت پڑھی، اس کے بعد کہنے لگے کہ اے آقا زادے! ہم بھی آپ کے ساتھ مصروفِ جہاد ہیں

میں نے حیران ہو کر پوچھا کہ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی، یہ کس طرح ممکن ہے؟ کہ جو کام ہم نے کیا ہی نہیں ہے، وقت گزر جانے کے بعد اس میں ہماری شرکت کیسے ہو سکتی ہے؟ جناب جابر نے جواب دیا کہ ہمارے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے

☆ من احب قوماً حشر معهم و من احب عمل قوم اشرك في عملهم

کہ جو شخص کسی قوم سے پیار کرے، کل اسی قوم کے ساتھ محشور ہو گا، جو شخص کسی قوم کے قول وفعل اور عمل سے محبت رکھتا ہے، وہ شریک قول وفعل وعمل شمار ہو گا

اسی طرح جناب جابر بن عبداللہ انصاری نے ایک ایک شہید کی زیارت کی، شام ہوئی تو جناب جابر نے کہا کہ اب مجھے کوفہ لے چلیں، ہم ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے واپس کوفہ آ گئے، کربلا معلٰی کی یہ جناب جابر بن عبداللہ کی پہلی زیارت تھی اس وقت پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہن شام میں امت کے مہمان تھے، اسی وجہ سے اس روایت میں پاک قافلہ کی کربلا میں آمد کا ذکر نہیں ہے

اس کے بعد وقتاً فوقتاً زیارت کیلئے کربلا آنا جناب جابر بن عبداللہ کا معمول تھا تا اینکہ کوفہ میں یہ اطلاع پہنچی کہ پاک قافلہِ تسلیم و رضا شام سے روانہ ہو کر کربلا آ رہا ہے، یہ اطلاع ملتے ہی کوفہ سے بنی اسد اور بنی فراز کے بہت سے لوگ اور جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کچھ افراد کربلا معلیٰ کیلئے روانہ ہونے لگے، تاکہ قافلہ پاک کا شایانِ شان استقبال کیا جا سکے

حقیقت یہ ہے کہ جب تک عبیداللہ ابن زیاد ملعون کوفہ کا حاکم رہا تو اس ملعونِ ازل نے پابندی لگا دی تھی کہ کوئی شخص زیارت کی غرض سے کربلا معلیٰ نہ جانے پائے کیونکہ یہ بات حکومت وقت کے مفادات کے خلاف ہے، اور اس کے دورِ حکومت میں مومنین چھپ چھپا کر کربلا آتے تھے، جب وہ ملعونِ ازل واپس بصرہ چلا گیا تو یہ پابندی بھی ختم ہوگئی اور ہر کوئی بلا روک ٹوک زیارت کیلئے آنے لگا

کتب تاریخ کے حوالے سے جناب جابر بن عبداللہ دوسری مرتبہ قافلہِ تسلیم و رضا کی واپسی کے وقت کربلا معلیٰ تشریف لائے، جس کی تفصیل سابقہ مجالس میں بیان کی جا چکی ہے

تیسری روایت ان کی زیارتِ اربعین کی قافلہ پاک کی وطن واپسی کے بعد کی ہے کیونکہ 20 صفر سن 61 ہجری کو تو پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کوفہ سے شام جاتے ہوئے کربلا سے گزرے تھے، اور جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے 12 محرم کو کربلا سے کوفہ تشریف لے جاتے وقت پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ ہم آپ کا چہلم کرنے ضرور آئیں گے، اس کی تکمیل فرمائی تھی

اس وقت تو جناب جابر کوفہ میں موجود ہی نہیں تھے، بلکہ شاید بیت المقدس میں تھے

ایک بات یہ ہے کہ اگر یوم عاشورۂ محرم سے 40 دن شمار کیئے جائیں تو چالیسواں 19 صفر کو بنتا ہے، کچھ محققین کا خیال ہے کہ اس سال یعنی 61 ہجری میں محرم کا مہینہ 29 دن کا تھا، اس لحاظ سے چالیسواں 20 صفر کو ہوا تھا، کچھ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ دس محرم کا دن گنتی میں شمار نہیں ہوتا اس لئے چالیسواں 20 صفر کو مانا جاتا ہے، بہر حال وجہ جو بھی رہی ہو یہ ایک حقیقت ہے کہ چالیسواں 20 صفر کو ہی ہوا تھا اسی لئے زیارتِ اربعین کا حکم 20 صفر کو ہے

میں یہ بات پوری ذمہ داری اور وثوق بلکہ یقین سے کہہ رہا ہوں کہ یہ روایت درست نہیں ہے کہ پاک قافلہءِ تسلیم و رضا روزِ اربعین یعنی 20 صفر 62 ہجری کو شام سے کربلا واپس آیا تھا، کیونکہ شام سے روانگی 13 یا 14 رجب 61 ہجری کو ہے، اور شام سے کربلا معلیٰ اُس زمانہ میں 12 یا 13 دن کی مسافت پر تھا

جن صاحبانِ مقتل نے قافلہ پاک کی کربلا میں تشریف آوری یوم اربعین کو لکھی ہے انہیں اشتباہ ہوا ہے، اور انہوں نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری کی کربلا میں تین مرتبہ آمد کو ایک ہی واقعہ سمجھ کر بیان کیا ہے

شام میں پاک پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن کا قیام کم و بیش چار مہینے کا ہے، اوران چار مہینوں میں ان کی کیفیت یہ تھی کہ

☆ تقشرت وجوهم و تغيرت الوانهم و افترحت اجفانهم واذيبت لحومهم و نحلت جسومهم من اثر الشمس و الحر والبرد

دن میں تمازتِ آفتاب اور رات کے وقت سردی کی شدت کی وجہ سے آل اللہ

کے تمام پاک افرادعلیہم الصلواۃ والسلام کے رخ ہائے انور کا رنگ متغیر ہو چکا تھا، گلاب سے نازک چہرے خزاں رسیدہ ہو کر مرجھا چکے تھے، جسم ہائے نورانی نحیف ونزار ہو گئے تھے، ابدانِ لاہوتی انتہائی کمزور ہو چکے تھے، اور رفتار وگفتار سے نقاہت عیاں تھی ...... اگر آپ کو یاد ہو تو میں داخلہ شام کے ضمن میں عرض کر چکا ہوں کہ دمشق ایک پر فضا پہاڑی مقام ہے جہاں سردیوں میں شدید سردی پڑتی ہے اور برف باری بھی ہوتی رہتی ہے، اور عیسوی تواریخ کے لحاظ سے قافلہءِ تسلیم ورضا نے دسمبر سے اپریل تک وہاں قیام فرمایا، جو کہ شدید ترین سردی کے ایام تھے

اس موقع پر صاحبانِ عقل کے سامنے دامن انصاف دراز کرتے ہوئے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رہائی کے وقت فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعونِ ازل کا معافی مانگتے ہوئے بیمارِ کربلا جناب سجّادعلیہ الصلواۃ والسلام کی خدمت اقدس میں یہ عرض کرنا کہ

''آپ مجھے اپنے پاک بابا امام مظلوم کربلاعلیہ الصلواۃ والسلام کا خونِ ناحق معاف فرما دیں، اور پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کی بارگاہِ قدس میں میری طرف سے گذارش کریں کہ ان کو میری طرف سے جتنے بھی صدمات پہنچے ہیں وہ مجھے بالکل معاف کر دیں، اس کے بدلے آپ جتنی دولت یا زر و جواہر چاہیں میں پیش کر سکتا ہوں'' ...... کیا یہ صدمہءِ عظیم کربلا، کوفہ اور شام کے صدمات سے کم تھا، کیا یہ ستم بالائے ستم نہیں تھا؟

صبر کی خدائی کے خداوند واحد و لاشریک کے صبر کے قربان کہ انتہائی تحمل مزاجی سے فرمایا کہ اے ملعونِ ازل! کیا تو نے صالح بن رقہ یہودی کا قصہ نہیں سنا؟

جس نے ایک مسلمان کو دکھ دیا تھا، اس کا مواخذہ کیسے ہوا تھا؟ تو خود سوچ کہ اس نے فرزند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو شہید نہیں کیا تھا، تو ذرا اپنے مظالم تو دیکھ

☆ان یکون راس الحسین منصوباً علی باب المدینة وھو ودیعة رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیکم

کہ تو نے اس کریم ازلی کے سر اطہر کو اپنے شہر کے دروازوں پر آویزاں کیا جو خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تم لوگوں میں امانت تھے

دوسری بات یہ ہے کہ تو اس حقیقت کو سمجھ کہ ہم اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے تو وارث ہیں، مگر ان کے خونِ ناحق کی اصل وارث ان کی والدہ سیدہ ؑ طاہرہ ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا ہیں، اور ان کے بعد اس پاک خون کی وارث امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی وہ پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا ہیں کہ جنہیں تو نے کوفہ سے شام تک کے سبھی بازار اور دربار دکھائے ہیں

اگر بہ فرض محال تجھے ہم معاف کر بھی دیں تو کیا شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے یہ جرائم معاف کر دیں گے؟ جبکہ یہ ممکن ہی نہیں ہے

اس ملعونِ ازل نے ایک اور چال چلی، مگر مچھ کے سے آنسو بہاتے ہوئے عرض کرنے لگا کہ آپ کے درِ عفو سے آج تک کسی بھی ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت سے مایوس نہیں کیا گیا، مگر آپ مجھے اللہ کی رحمت و مغفرت سے مایوس کر رہے ہیں، یہ بات حجت خدا کیلئے زیبا اور شایانِ شان نہیں ہے

کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے کریم فرزند علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا یہ جاننے کے باوجود کہ نہ تو تو اتنا خوش عقیدہ ہے اور نہ ہی تجھے اس قدر نیک گمان ہے جتنا تو ظاہر کر رہا

ہے، مگر چونکہ ہماری رحمت واسعہ لامحدود ہے اس لئے ہم تجھے ایک نماز تعلیم فرماتے ہیں، تو وہ نماز پڑھ، ہوسکتا ہے کہ رب ذوالجلال تمہارا ہر جرم اور گناہ معاف کردے، اس کے بعد آپ نے اس ملعونِ ازل کو نماز غفیلہ برائے استغفار تعلیم فرمائی کہ یہ وہ نماز ہے کہ جس کے پڑھنے سے بڑے سے بڑا ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے

اور ہمیں اپنی عزت کی قسم ہے کہ تجھے یہ نماز پڑھنے کی کبھی توفیق ہی نہیں ملے گی

ملعونِ شام بولا کہ میں یہ نماز ضرور پڑھوں گا، آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے رحمت خدا سے مایوس نہیں کیا، مدینہ جانے کے بعد بھی میرے لائق کوئی حکم ہو تو مجھے آگاہ فرمانا یا لکھ کر بھیج دینا، میں تعمیل حکم کروں گا

پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کا فرمان ہے کہ وہ ملعون ایک دفعہ بھی نماز غفیلہ ادا نہیں کرسکا تھا، حتیٰ کہ فی النار ہوگیا

اسی ایک بات سے اس پاک خاندانِ توحید علیہم الصلواۃ والسلام کے بے پناہ کرم اور رحمت واسعہ کا اندازہ کریں کہ یہ کتنے کریم ہیں کہ سرکار امیرالمومنین علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے قاتل کو جام شیریں پلایا اور پوتے نے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے قاتل کو نماز غفیلہ تعلیم فرمائی ......اب میں پھر اپنے مقصد کی طرف آتا ہوں

داخلہ کربلا

25 یا 26 رجب، 20 یا 21 اپریل، جمعرات یا جمعہ کا دن ہے، تاجدار وشہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی زرخرید جاگیر کی سرحد پر فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے مختصر سے

قافلہ کے محمل رکے ہوئے ہیں

میرے خیال میں وہ تاریخ 25 رجب ہی ہوگی کیونکہ آنے والی رات شبِ جمعہ تھی یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر شب جمعہ تمام پاک معصومین علیہم الصلواۃ والسلام کربلا میں تشریف لاتے اور عزاداری کا قیام فرماتے ہیں، اسی لئے جناب شریکتہ الحسینؑ پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بھی ضرور یہ کوشش کی ہوگی کہ ہم اس وقت کربلا پہنچیں کہ جب ہمارے پاک نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام، والدۂ گرامی صلواۃ اللہ علیہا اور بھائی مولا امام حسن علیہ الصلواۃ والسلام سب موجود ہوں، تاکہ ہم انہیں شام کے حالات بھی سنائیں، ان کو پرسہ بھی دیں، اور وہ سب ہمیں اپنے پاک بھائیوں اور بیٹوں کا پرسہ دیں

کل کی مجلس میں اپنے محمل بیان کو میں نے یہاں تک پہنچایا تھا کہ پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن محملوں سے اترے، غیر متعلق افراد کو ہٹا دیا گیا، پردہ کا مکمل انتظام ہوا، اور رشتوں کی قربت کے لحاظ سے سرہائے اطہر تقسیم فرمائے گئے

معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سب سے پہلے جناب امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر پاک برآمد فرمایا، پھر اپنی بیوہ بھاوج صلواۃ اللہ علیہا کی طرف نگاہ کی اور فرمایا کہ قاؑسم بیٹے علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر آپ لیں گی یا سرتاج کا سر ان کی بیوہ بنری صلواۃ اللہ علیہا کو پیش کریں؟

جناب امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ماں نے رو کر فرمایا کہ یہ پاک سر ان کی بیوہ بنری صلواۃ اللہ علیہا کو دینا تو مناسب نہیں ہے، ذرا آپ ان کے پاک چہرے کو دیکھیں کہ اپنے سرتاج کا سر دیکھتے ہی جس پر موت کی سی زردی چھا گئی ہے، کہیں ایسا نہ

ہو کہ یہ پاک سر وصول کرتے ہی ان کے دل کی دھڑکنیں ہی ساتھ چھوڑ دیں میرے لخت جگر کا پاک سر مجھے ہی عطا فرمائیں، شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا نے دونوں ہاتھوں پر سر اطہر لیا، خشک ہونٹوں پر بوسہ ثبت فرمایا اور پھر اسے بیوہ بھاوج صلواۃ اللہ علیہا کی طرف بڑھایا، انہوں نے اپنی پاک ردائے تطہیر کا دامن دراز کرتے ہوئے اپنے نورِ چشم کا سر وصول کیا اور فرمایا کہ بسم اللہ! آؤ میرے نورِ نظر اپنی ماں کو گلے لگاؤ، میں نے آج جی بھر آپ کو پیار کرنا ہے، کیونکہ ایک مدت سے میں آپ کیلئے ترس رہی ہوں، بیٹا! مناسب یہی ہے کہ ایک مرتبہ اپنی بیوہ دلہن سے بھی کلام کر لیں، کہ جو ملکہءِ شرم و حیا ہونے کی وجہ سے نزدیک آنے کی بجائے دور کھڑی ہو کر رو رہی ہیں

اس کے بعد معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ایک اور پاک سر برآمد فرمایا کہ جس کے رخِ انور پر مسیں بھیگ کر بہارِ جوانی کی آمد کی خبر دے رہی تھیں، آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے، یہ اس پاک نوجوان کا سر اطہر ہے کہ جن کو اٹھارہ سال تک نگاہِ بد سے بچانے کی خاطر معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پردوں اور نقابوں میں پالا تھا، پاک سر کو اٹھا کر پہلے تین مرتبہ چوما، پیشانی، رخساروں اور ہونٹوں پر بوسہ دیا، پھر فرمانے لگیں کہ بیٹا! میرے دل میں حسرت ہے کہ سفرِ شام کی تھکی ہاری پھوپھی کو آج کم از کم ایک مرتبہ تو ماں کہہ کر پکارو تا کہ میری تمام تھکن دور ہو جائے

اسی دوران معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے نگاہ فرمائی تو سامنے اس پاک شہزادے کی والدہ صلواۃ اللہ علیہا حسرت و یاس کی تصویر بنی اپنے لخت جگر کے سر کو دیکھ رہی تھیں، ہونٹوں پر خاموشی کا سکوت تھا مگر نگاہیں آنسوؤں کی زبان میں دل میں موجزن

طوفانِ درد کی ترجمانی کرنے میں مصروف تھیں، پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے انہیں اپنے قریب بلایا اور فرمایا کہ آئیں اپنے نورِ دیدہ و دل کا پاک سر یہ سمجھتے ہوئے وصول کریں کہ اپنے کمسن بیٹے کو پہلی مرتبہ آغوش میں لے رہی ہیں

مدت سے ترسی ہوئی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا جلدی سے آگے بڑھیں اور کانپتے ہوئے ضعیف ہاتھوں پر پاک سر وصول کرتے ہوئے فرمانے لگیں کہ معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے لختِ جگر! آئیں، آپ کی کنیز آپ کو آغوش میں سلائے، زندگی بھر جو حسرت میرے دل میں پل رہی ہے آج اس کی تکمیل کروں، آپ کو بچپن میں اٹھانے کا موقع ہی نہیں ملا تھا، مگر افسوس کہ آج تقدیر نے ایک موقع دیا بھی ہے تو اس رنگ میں کہ خدا کسی ماں کو اپنے نورِ نظر کی یہ حالت کبھی نہ دِکھائے

اس وقت پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن میں گریہ و زاری کا ایک طوفان برپا ہوا

اس کے بعد عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے چمن نبوت کے ایک بن کھلے غنچہ کا پاک سر برآمد فرمایا کہ زمین کربلا متزلزل ہوئی، شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا جگر تھام کر زمین پر بیٹھ گئیں اور روتے ہوئے فرمانے لگیں کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ میں اپنے کمسن لعل کو کس طرح آغوش میں لوں گی، اور کس طرح اسے اس حالت میں اپنے سرتاج امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے سامنے لے جاؤں گی، اسے لوری کیسے سناؤں گی؟ مجھے اس کا گھوارا لا دیں تا کہ میں اسے گھوارے میں سلا کر لے جاؤں

ام المصائب بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پروردگارِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کا پاک سر ان کی ہمشیر کے سپرد کیا، جب پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی نظر اپنے وفا کے خالق بھائی علیہ الصلواۃ والسلام

پر پڑی تو بے ساختہ رونے لگیں، اور فرمایا کہ اے مالک ملک وفا! آنکھیں کھولیں اور آج اپنی ان پاک بہنوں کی کیفیات ملاحظہ کریں کہ جن کا ادب واحترام ملحوظ رکھنا آپ اپنا فرض سمجھتے تھے

القصہ تمام شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سرہائے اطہر پاک مستورات میں تقسیم کر دیئے گئے، امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا پاک سر معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے خود اٹھایا اس وقت ایسا سماں تھا کہ مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے ہاتھوں میں شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے فقط سر نہیں تھے بلکہ جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے پاک جنازے تھے

جس وقت یہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن یہاں سے مقتل گاہ کی جانب روانہ ہوئیں تو معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے مرثیہ پڑھنا شروع کیا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کے بینوں کی تاب نہ لاتے ہوئے زمین کربلا شدتِ غم سے لرزنے لگی

☆ یا ھلال لما استتم کمالاً ....خسف فابدا غروبا

اے میرے بخت واقبال کے روشن چاند! ابھی تو آپ درجۂ کمال تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ آلام ومصائب کے گرہن کی زد میں آ گئے، ابھی تو آپ کی شفقت و رحمت کی روشنی سے ہم فیض یاب بھی نہ ہونے پائے تھے کہ آپ ہمیشہ کیلئے غروب ہوکر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے

اس حالت میں مخدراتِ عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن پاک مزاروں کی طرف روانہ ہوئیں، کہ گریہ اور بینوں کی صدائیں صحرائے کرب وبلا میں گونج رہی تھیں، اور ماتم کی آواز سے ارض وسما کانپ رہے تھے

مجھے یقین ہے کہ اس وقت معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے یہ دعا ضرور کی ہوگی کہ اے رب الارض والسماوات! ہمیں اپنے پاک بھائیوں کے گھر جلد دوبارہ آباد دِکھا، کیونکہ ان کے پاک گھر کی ویرانی اب ہم سے برداشت نہیں ہوتی ہے، ہمارے پاک منتقم قائم آلِ محمد عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو جلد اِذنِ ظہور وخروج عطا فرما، تا کہ وہ ظالمین سے ہم سب پر روا رکھے گئے تمام مظالم کا انتقام لیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجّل فَرَجَھُم بقَائِمِهِمٌ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهٗ الشريف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰی آلِهٖ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 26

داخلہ کربلا معلیٰ

(حصہ سوم)

[روایت یحییٰ برمکی]

جناب عطیہ عوفی، عطا کوفی، یحییٰ برمکی یا جن دوسرے مقتل نگاروں نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری کی کربلا میں آمد کے واقعات تحریر کئے ہیں ان سب میں سے کسی ایک نے بھی ان کی زیارتِ اربعین کی تفصیلات میں قافلہ ءِ تسلیم و رضا کی شام سے کربلا میں تشریف آوری کا اس موقع پر ذکر نہیں کیا ہے، صرف زیارت کا اور آدابِ زیارت کا ذکر کیا ہے، جن راویوں نے قافلہ پاک کی تشریف آوری کا ذکر کیا ہے تو انھوں نے اس موقع پر جناب جابر کی زیارتِ اربعین کا ذکر نہیں کیا، اکثر صاحبانِ مقتل کو یہ اشتباہ ہوا ہے کہ انھوں نے ان تمام واقعات کا ایک ہی موقع اور ایک ہی وقت میں وقوع پذیر ہونا سمجھ لیا جس کی بناء پر انھوں نے قافلہ ءِ تسلیم و رضا کی کربلا معلیٰ میں تشریف آوری 20 صفر کو تحریر کی ہے

میں آج یحییٰ برمکی کی روایت پیش کرتا ہوں

یحییٰ برمکی بیان کرتے ہیں کہ میں کربلا معلیٰ جا کر امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا

ارادہ رکھتا تھا، اسی سلسلہ میں میں اپنی بیوی خدیجہ کے ہمراہ رہنمائی کیلئے کوفہ میں مقیم صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب جابر ابن عبداللہ انصاری کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے، اور ان کی بارگاہِ قدسی میں فیض یاب ہوتے رہے ہیں، کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کربلا کے واقعات پر روشنی ڈالی تھی؟

جناب جابر کی آنکھوں سے اشک رواں ہوئے اور فرمانے لگے کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں سے بارہا یہ منظر دیکھا تھا کہ کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنستے مسکراتے ہوئے اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں پر سوار ہوتے تھے، ان کے ہاتھوں میں شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زلف ہائے عنبریں ہوا کرتی تھیں، اور آپ اپنے نانا کی زلفوں کو اس طرح ہلاتے تھے کہ جیسے کوئی سوار اپنی ناقہ کو تیز چلانے کیلئے مہار کو بار بار ہلاتا ہے، پھر آپ پیار سے فرمایا کرتے کہ نانا جان! سب لوگوں کی سواریاں تو بولتی ہیں، آپ بھی تو بولیں نا......اور کائنات کی رحمت کل ان کی ناز برداری کیلئے بلند آواز میں فرمایا کرتے

☆اَلعَفو اَلعَفو اَلعَفو (خالق میری امت کو معاف فرما)

جناب جابر کہتے ہیں کہ یہی مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام بچپن کے معصومانہ لہجے میں بار بار یہی الفاظ دہرایا کرتے تھے کہ ☆ العفو العفو العفو

آج بچپن کے حاصل کردہ اسباقِ نبوی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر ظلم پر عفو کلی کا عملی ثبوت دیتے ہوئے سو گئے ہیں، اے یحییٰ برمکی! مجھے سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کبھی نہیں بھول سکتا کہ آپ اسی پاک فرزند علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رخسار چوم چوم کر

فرماتے تھے کہ

☆من زار الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام بکربلا کمن زار الله فی عرشه

جس نے کربلا معلیٰ جا کر مولا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی گویا اس نے ان کی نہیں بلکہ عرش معلیٰ پر جا کر اللہ تعالیٰ کی زیارت کی

یحییٰ برمکی کا بیان ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی رات گئے تک جناب جابر بن عبداللہ سے تاجدارِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچپن کے واقعات سنتے رہے اور گریہ کرتے رہے جناب جابر کی اپنی آنکھیں بھی ساون بھادوں کا منظر پیش کر رہی تھیں

پھر روتے ہوئے فرمانے لگے کہ اے یحییٰ! تمہیں میں کیا بتاؤں؟ درحقیقت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اطہر ہر وقت کلی طور پر کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف میں ہوا کرتا تھا، یعنی انہی کیلئے وقف تھا، مثلاً

سلطانِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوش مبارک ان کی مسند تھے

رحمت کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش ہمیشہ اس پاک شہزادے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دل نواز باتیں سننے کے مشتاق رہا کرتے تھے

لسانِ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی غذا کیلئے شیر مادر کا درجہ رکھتی تھی

تاجدارِ ھل اتیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہن مبارک ان کے بوس و کنار کیلئے وقف تھا

سرکارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک آنکھوں کیلئے یہ نورِ دیدہ و دل تھے

رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ اقدس ان کی آرام گاہ تھا

مظہر ذاتِ ذوالجلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت اطہر ان کی سواری کیلئے ہمہ وقت وقف تھی

مبدۂ انوارِ الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واللیل کی زلفیں ناقہ کی مہار کی طرح ہر وقت انہی کے دست قدرت میں رہا کرتی تھیں

مخزنِ نبوت و رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک لباس کی جیبوں کو یہ پاک شہزادے رکابوں کی جگہ استعمال فرمایا کرتے تھے...... الغرض آپ یوں سمجھ لیں کہ سرکار احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم محبوبی اسی پاک لعل کے مکمل اختیار و تصرف میں ہوتا تھا

یحیٰی برمکی کہتے ہیں کہ ہمارا دوسرا دن بھی اسی طرح ان کے پاک ذکر اور گریہ و زاری میں بسر ہوا، دوسرے دن جب ہم نمازِ فجر سے فارغ ہوئے اور جناب جابر سے اجازت کے خواہاں ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ مناسب تو یہی ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ جا کر زیارتِ کربلا معلیٰ سے مشرف ہوں، ویسے بھی کافی دنوں سے میرا دل چاہ رہا تھا مگر ضعیفی مانع تھی کہ اب میرے لئے اکیلے سفر کرنا بہت مشکل ہوگیا ہے، اب اگر تم مجھے ہمراہ لے چلو تو تمہارے ساتھ میں بھی اپنے مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرلوں گا

یحیٰی روایت جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ 19 صفر 62 ہجری کو بعد از نمازِ صبح ہم کربلا معلیٰ کیلئے روانہ ہوئے تاکہ شام ہونے سے پہلے وہاں پہنچ سکیں

ہمارا مختصر سا قافلہ چھ افراد پر مشتمل تھا جن میں جنابِ جابر، میں خود، میری بیوی، ایک کنیز اور دو غلام شامل تھے

ابھی دن کا کچھ وقت باقی تھا کہ ہم غاضریہ کی بستی میں جا پہنچے، اہلیانِ غاضریہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب جابر بن عبداللہ انصاری شہدائے کربلا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کیلئے آئے ہیں تو انہوں نے پرتپاک انداز

میں ہمارا خیر مقدم کیا اور اس بات پر اصرار کرنے لگے کہ آپ سب آج رات ہمارے مہمان رہیں کیونکہ کربلا معلیٰ یہاں سے پانچ چھ میل دور ہے، وہاں تک جاتے جاتے آپ کو رات ہو جائے گی، چونکہ آپ تھکے ہوئے ہیں اور زیارات تو آپ صبح ہی کر سکیں گے، صبح ہم بھی آپ کے ساتھ زیارت کیلئے چلیں گے، انہوں نے اتنی اپنائیت سے اصرار کیا کہ ہم ان کی بات ماننے پر مجبور ہو گئے

یہ 20 صفر 62 ہجری کی شب تھی، صبح کو یوم اربعین تھا، یحییٰ کہتا ہے کہ میں نے بیوی کو علیحدہ خیمہ لگا دیا اور بستی کی کچھ عورتیں رات کو اس کے پاس آ گئیں تا کہ وہ اکیلی گھبرائے نہیں، میں جنابِ جابر کے پاس آ گیا، اہل غاضریہ میں سے کچھ لوگ بھی ہمارے ساتھ موجود تھے، خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام کے ذکر پاک میں ہمیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا اور باتیں کرتے کرتے ہمیں رات ڈھل گئی

ابھی ہم لوگ باتوں میں مصروف ہی تھے کہ اچانک میری بیوی کے خیمہ سے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں، میں دوڑ کر خیمہ کے قریب گیا تو میری بیوی بین کر رہی تھی

☆وا حسیناہ وا اماماہ وا شہیداہ وا غریباہ

میں جلدی سے خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ میری بیوی سر برہنہ، بال کھولے، سر میں خاک ڈالے ماتم میں مصروف تھی اور رو رو کر کہہ رہی تھی

ہائے حسینؑ ...... ہائے حسینؑ ...... ہائے غریب کربلا

جب میں نے رات ڈھلے اتنی زیادہ شدت سے رونے کی وجہ دریافت کی تو وہ کہنے لگی کہ آپ لوگ تو باتوں میں مصروف تھے مگر تھکاوٹ کی وجہ سے میں جلد سو گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ صحرائے کربلا کے مقام مقدس گنج شہداء میں ایک

نورانی عماری اتری، جسے چار ہزار حورانِ جنت نے اٹھایا ہوا تھا، وہ سب سیاہ پوش تھیں، ان کی سردار حور کا نام طیبہ تھا، اس نے بڑھ کر عماری کا پردہ اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی مادرِ گرامی القدر ملکہ عِ عالمین سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا سیاہ ماتمی لباس زیب تن کیئے، سر برہنہ، پا برہنہ عماری سے برآمد ہوئیں، آپ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مزار کی طرف روانہ ہوئیں، جیسے ہی آپ مزار پر پہنچیں تو آپ نے ایک ایسا دردناک بین کیا ''واحسیناؑ ہ'' جس سے کائنات کا سکوت درہم برہم ہوگیا، پھر مزارِ اطہر کو گلے سے لگا کر پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے بین کرنا شروع کیئے

اے دیدۂ مادر کے نور...... اے میرے مضطر جگر کے ثمر...... اے میرے تین یوم کے پیاسے مظلوم...... دو دریاؤں کے درمیان تشنہ دہن رہ جانے والے میرے مظلوم لعل...... میں تیرے تشنہ لبوں کے قربان...... تیری گرد آلود زلفوں کے قربان...... تیرے زرد رُخساروں کے صدقے...... تمہارے زخمی گلے پر واری جاؤں

وہ ظالم کتنے سنگدل تھے کہ جنھوں نے تیرے پیاسے گلے پر بے دردی سے ظلم ڈھائے، کسی کو آپ کی مظلومیت پر رحم ہی نہ آیا، نہ خدا کا خوف، نہ میری بددعا کا ڈر، نہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لحاظ، نہ امیر کائنات علیہ الصلواۃ والسلام سے شرم، نہ آیاتِ قرآنی کا احترام، اتنی بے دردی سے تو کوئی کسی جانور کو بھی ذبح نہیں کرتا کہ جس طرح یہ ملاعین ''قتل صبر'' کے مرتکب ہوئے ہیں

قتل صبر کی تشریح کرتا چلوں تا کہ پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا کے اس فرمان کو آپ سمجھ

سکیں

☆نهی رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن قتل شیی ء من الدواب صبراً

سرکارِرسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا تھا کہ کبھی کسی جانور کا قتل صبر نہ کرنا

دراصل قبل از اسلام قدیم عرب میں ایک دستور یہ بھی تھا کہ جس جانور کو ذبح کرنا مقصود ہوتا تو سب لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو جاتے، پھر اسے درمیان میں کھڑا کر کے تیروں، تلواروں، نیزوں، خنجروں، لکڑیوں اور پتھروں وغیرہ سے نشانہ بناتے ہوئے اتنا مارتے تھے کہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ گر پڑتا تھا، پھر یہ وحشی لوگ اس کے مکمل طور پر مرنے کا انتظار کیئے بغیر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لیا کرتے، اور پھر یہ گوشت کھاتے تھے

عرب کی قدیم زبان میں اس قبیح اور وحشیانہ فعل کو "قتل صبر" کہا جاتا تھا

ملکہ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ امت ملعون نے آپ سے وہ رویہ رکھا ہے کہ جو ہم جانوروں کیلیئے بھی پسند نہیں کرتے تھے

اب ہمیں بتائیں کہ آپ کے یتیم کہاں ہیں، آپ کی دستار کا وارث کہاں ہے؟

میری پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن پر کیا گزری

یحییٰ برمکی کی بیوی بیان کرتی ہے کہ اس کے بعد معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے حورانِ جنت میں سے طیبہ نامی حور سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم فوراً مدینہ چلی جاؤ اور ہمارے تاجدارِ انبیاء پاک بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ہماری طرف سے عرض کرو کہ کل یوم اربعین یوم عزا ہے، ہمارے مظلوم لعل علیہ الصلواۃ والسلام کا چہلم

ہے، ہم کربلا پہنچ چکی ہیں، آپ بھی تشریف لے آئیں اور شریک عزا ہوں، ہم یہاں اس انتظار میں ہیں کہ کون کون مجھ دکھیا کو مظلوم بیٹے کا پرسہ دینے آتا ہے

ایک دوسری حور کو طلب فرما کر حکم دیا کہ تم نجف اشرف جا کر پاک حسنین علیہما الصلوٰۃ والسلام کے بابا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرو کہ

اے خفتہ در نجف شاہِ مرداں بیا بیا
بہر عزائے نورِ دو چشماں بیا بیا

اے شہنشاہِ نجف علیہ الصلوٰۃ والسلام! اب جلدی سے اپنے مظلوم لختِ جگر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزاداری میں شرکت کیلئے کربلا معلیٰ تشریف لائیے، آج چہلم کا دن ہے، جس طرح ورثاء کا دستور ہے، اپنے بیٹے کے سوگ میں شامل ہوں، اور مجھ غریب کو بیٹے کا پرسہ دیں

تیسری حور کو حکم دیا کہ تو جنت البقیع جا کر میرے بڑے بیٹے کو چہلم کی اطلاع دے

حورانِ جنت روانہ ہوئیں تو پاک معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے پھر مزار کو گلے لگا کر بین کرنا شروع کیے

چند لمحوں کے بعد میں نے دیکھا کہ تاجدارِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ سیاہ لباسِ عزا زیب تن تھا، سر اطہر اور پاک ریش خاک آلود تھی، آنکھوں سے آنسو رواں تھے، اور ان کے قدم لڑکھڑا رہے تھے، انہوں نے آتے ہی معظّمہ بیٹی صلوٰۃ اللہ علیہا کو مزار سے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور ان کے ساتھ خود

بھی رونے لگے

سرکار امیر کائنات علیہ الصلواۃ والسلام اور امام مسموم علیہ الصلواۃ والسلام بھی تشریف لے آئے، جب سب جمع ہو چکے تو گریہ اور ماتم کا کہرام برپا ہوگیا، اسی دوران جناب ام الحسنین صلواۃ اللہ علیہا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مزار پر گر پڑیں، سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پاک بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کا سر آغوش میں لیا اور انہیں دلاسہ دینے لگے، صبر کی تلقین کرنے لگے

مگر اس وقت ملکہ عِ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی کیفیت یہ تھی کہ آپ کی آنکھیں بند تھیں، اور وارفتگی کے عالم بین کر رہی تھیں، ''ہائے حسینؑ...... ہائے حسینؑ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا سے فرمانے لگے کہ بیٹا! صبر کریں، آپ کے بین عرش کو ہلا رہے ہیں، ساکنانِ عالم بالا قریب بہ ہلاکت ہیں، قدسیانِ ملاء الاعلیٰ غش میں ہیں، صبر سے کام لیں اور خاموش ہو جائیں، مگر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی وہی حالت ہے کہ ان کے آنسو رکنے کا نام نہیں لیتے

پھر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والی عِ نجف سرکار امیر کائنات علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ آپ انہیں تسلی دیں، وہ اٹھ کر پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے قریب تشریف لائے اور روتے ہوئے فرمانے لگے کہ☆ یا بنت نبی الرحمة اسکتی

اے رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا چپ کر جائیں، معظّمہ عِ کونین صلواۃ اللہ علیہا نے سر اٹھا کر فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ علیہ الصلواۃ والسلام ذرا اپنے مظلوم بیٹے علیہ الصلواۃ والسلام کی مزار کے اندر تو نگاہ کریں اور مجھے بتائیں کہ

☆ یا علی علیہ الصلواۃ والسلام هذا ولدك الحسين علیہ الصلواۃ والسلام مقطوع الاعضاء مجزور

الراس من القفا منصوب الخبا

کیا یہی آپ کا نازک مزاج فرزند حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام ہے؟ جس کا جسم اطہر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے، سر اطہر پس گردن جدا کر دیا گیا ہے

یہ فرماتے ہی ایک درد بھرا بین کیا اور پھر غش کھا گئیں، اس وقت جناب حسن مجتبیٰ علیہ الصلواۃ والسلام روتے ہوئے قریب آئے اور اپنی مادرِ گرامی صلواۃ اللہ علیہا سے عرض کرنے لگے کہ اماں! آپ آنکھیں کھولیں اور میری جانب نگاہ کریں، میں آپ کا مسموم بیٹا ہوں، میں وہی ہوں کہ زہر ہلاہل نے جس کا جگر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا، جس کے جنازہ سے ستر 70 تیر پاک بہنوں نے اپنے ہاتھوں سے نکالے تھے، جسے اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں دفن نہیں ہونے دیا گیا تھا

صدیقہ طاہرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے مسموم لعل کے گلے میں باہیں ڈال کر فرمایا کہ ماں آپ کے جگر کے ٹکڑوں کے صدقے، تیرے نازک جسم پر قربان

مگر بیٹے ذرا اپنے چھوٹے بھائی کو تو دیکھیں، آپ کے تو صرف جگر کے ٹکڑے ہوئے تھے، ان کا تو پورا جسم اطہر آپ کے جگر سے زیادہ زخمی ہے، آپ کو تو صرف ستر زخم آئے تھے، مگر ان کے ایک ہزار نو سو پچاس 1950 زخموں سے ابھی تک خون رِس رہا ہے، اسی عالم میں پھر بین کرنے لگیں

☆یا غریب الام یا ذبیح الام این راسك الشریف واین اخواتك الاسیر

اے درد رسیدہ ماں کے غریب بیٹے! اے میرے ذبیح القفا نورِ نظر! آپ کا سر اطہر کہاں ہے؟ کہ میں اسے چومتی اور پیار کرتی ...... آپ کی مجبور و بے کس بہنیں صلواۃ اللہ علیہن کہاں ہے؟ کہ میں انہیں بھائیوں اور بیٹوں کا پرسہ دیتی ...... میری

کائنات سے زیادہ پیاری بہوئیں کہاں ہیں؟ ان سے کہیں کہ مجھے آکر گلے تو لگائیں، کہ میں انہیں دلاسہ اور تسلی دوں کیونکہ ہمارے گھر میں آنے کے بعد انہیں بہت زیادہ دکھ دیکھنا پڑے ہیں جو شاید ان کی برداشت سے بھی زیادہ ہیں

یحییٰ برمکی کی بیوی کا بیان ہے کہ ابھی یہ ماتمداری جاری تھی کہ ایک اور سمت سے گریہ و ماتم کی صدائیں بلند ہوئیں، ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام انہیں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا پرسہ دینے کیلئے حاضر تھے، ان سب نے سیاہ ماتمی لباس پہنے ہوئے تھے، اور ان کے سروں میں خاک کربلا تھی، اور وہ سب مصروف ماتم تھے

اس وقت میں نے دیکھا کہ ملکہءِ دو جہاں صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک لباس سے ایک شیشی برآمد فرمائی اور اسے مولا امام حسنؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے حوالے کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹا! اس میں آپ کے مظلوم بھائی علیہ الصلواۃ والسلام پر گریہ کناں لوگوں کے آنسو ہیں، یہ سب عزادار میرے مظلوم لعل علیہ الصلواۃ والسلام کی مظلومیت کے گواہ ہیں، میں بروزِ محشر ایک ایک آنسو کو بطور گواہ پیش کروں گی، یہ شیشی سنبھال کر رکھنا

اس کے بعد معظّمہءِ کونین صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک بابا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں کہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ شرفاء کو بیٹوں سے زیادہ بیٹیاں پیاری ہوتی ہیں، جن بیٹیوں کا دن کے وقت آپ کی قبر پر آنا آپ کو گوارا نہیں تھا، آپ کی امت نے روزِ روشن میں انہیں بازاروں میں پھرایا ہے، اور انہیں درباروں میں لے گئے ہیں، آپ مجھ غریب پر احسان کریں اور میری مظلوم بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کو کسی طرح کربلا میں بلوا دیں

یحییٰ برمکی کی بیوی کہتی ہے کہ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی

جناب جابر نے یہ خواب سنتے ہی روکر فرمایا کہ اب ہمیں تاخیر نہیں کرنا چاہیے اور جتنا جلدی ممکن ہو سکے ہمیں کربلا معلیٰ پہنچنا چاہیے کیونکہ آج شب اربعین یعنی چہلم کی رات ہے، اور یقیناً معظّمہ ءِ کائنات بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے وہاں اپنے مظلوم لختِ جگر امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی صفِ عزا بچھائی ہوئی ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم جا کر انہیں امام مظلوم کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کا پرسہ دیں

واضح رہے کہ یہ واقعہ 20 صفر المظفر سن 62 ہجری کا ہے اور پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن اس وقت شام سے رہائی پانے کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لے جا چکی تھیں، اور جس موقعہ پر جناب جابر بن عبداللہ انصاری نے کربلا معلیٰ میں قافلہ ءِ تسلیم و رضا کا شام سے واپسی پر استقبال کیا تھا، وہ واقعہ 25 رجب 61 ہجری کا ہے

﴿ آمد قافلہ پاک ﴾

اپنی سابقہ مجلس سے متصل ہوتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت قافلہ پاک غاضریہ سے مغرب کی طرف مڑا اور کربلا کا رخ کیا تو اہل غاضریہ نے دو ہزار فوجیوں کو سیاہ لباس پہنے اور سیاہ علم اٹھائے دیکھا، یہ تو وہ سمجھ گئے کہ یہ عام زائرین نہیں ہیں، وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے کچھ افراد کربلا آئے ہوئے ہیں، اس لئے انہوں نے یہ سمجھا کہ شاید یہ قافلہ بھی مدینہ ہی سے آیا ہوگا ...... جب یہ پاک قافلہ کربلا معلیٰ میں وارد ہوا تو

☆فوجدوا جابر بن عبدالله الانصار و جماعة من بنی هاشم و رجال من آل رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد وردوا الزيارة قبر الحسینؑ فتوافوا فی وقت واحد
اس وقت جناب جابر بن عبداللہ انصاری کے ہمراہ کچھ لوگ بغرض زیارت آئے ہوئے تھے، اور پاک خاندانِ تطہیر علیہم الصلواۃ والسلام میں سے کچھ شخصیات بھی کربلا معلیٰ میں موجود تھیں، عین اسی دن پاک قافلہءِ تسلیم و رضا کا کربلا میں ورودِ مسعود ہوا سرہائے اطہر کی تقسیم کے بعد پاک پردہ داران عصمت صلواۃ اللہ علیہن جب مقتل گاہ کی طرف روانہ ہوئے تو جناب جابر بن عبداللہ نے جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلواۃ والسلام اور دیگر بنی ہاشم علیہم السلام کے افراد کو اطلاع بھجوائی کہ پرسہ داری کی تیاری کریں، فاتح شام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنی جملہ بہوؤں بھابیوں اور بیٹیوں کے ساتھ پرسہ لینے تشریف لا رہی ہیں
ایک طرف سے بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام پرسہ دینے چلے، دوسری طرف سے فاتح شام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے ہمراہ ماتم کرتی ہوئی گنج شہداء کی طرف روانہ ہوئیں، صدائے ماتم بلند ہوئی

☆وا محمدا وا عليا وا حسيناه وا عباساه وا اكبراه وا قاسماہ علیہم الصلواۃ والسلام
اس وقت قیامت کا منظر تھا کہ ہر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے بھائی یا فرزند کے نام کے بین کرتے ہوئے انہیں پکار رہی تھیں، اتنے میں ام المصائب بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک بھائی کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کو آواز دی کہ

☆ السلام عليك يا من هو نحره منحور و راسه علیٰ الرماح مشهور و دفنه بلا سدر و الكافور

بہنوں کا سلام قبول فرمائیں، میرے بے دردی سے شہید ہونے والے بھائی،
جس کا سر اطہر امت نابکار نے معراج تک بلند کیا، شہروں میں پھرایا، اور جسے
بہنیں سدر و کافور بھی نہ دے سکیں، نہ غسل و کفن ہوا، اور نہ ہی دفن ہوا
قافلہء تسلیم و رضا کے پاک افراد علیہم الصلواۃ والسلام بین کرتے ہوئے مقتل گاہ کی جانب
بڑھ رہے تھے، دوسری طرف سے خاندانِ رسالت علیہم الصلواۃ والسلام کے وہ افراد جو
اس وقت کربلا معلیٰ میں موجود تھے، ان کے استقبال کیلئے آ رہے تھے، جس وقت
یہ دونوں ماتمی جلوس آمنے سامنے آئے تو قیامت کا منظر تھا کہ

☆ تلاقوا بالبكاء والحزن واللطم و اقامو الماتم المقرحة للاكباد

گریہ و بکا اور درد و غم اپنی انتہا سے بھی متجاوز تھے، طرفین کے افراد نے منہ پر ماتم
کرنا شروع کیا، اور ایسے جگر خراش بین کئے کہ فولاد کا جگر بھی پگھل کر پانی ہو
جائے، درحقیقت اس وقت کی کیفیات کو بیان کرنا ممکن ہی نہیں ہے

☆اجتمع اليهم نساء ذالك السواد

قریبی بستیوں کی عورتیں سر برہنہ گھروں سے نکل آئیں، اور منہ پر ماتم کرتی ہوئی
مقتل گاہ کی طرف روانہ ہوئیں، یہاں تک کہ گریہ و بکا کی یہ آوازیں غاضریہ تک
پہنچ رہی تھیں، جو مقتل گاہ سے پانچ یا چھ میل دور تھا، وہ سمجھ گئیں کہ شریکۃ الحسینؑ
صلواۃ اللہ علیہا کربلا پہنچ چکی ہیں، وہ عورتیں بھی سر میں خاک ڈالے روتی ہوئی سوئے
مقتل چل پڑیں

اس حال میں یہ پاک عزادارانِ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام مقتل گاہ تک پہنچے، سب
سے پہلے معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اس مقام پر تشریف لائیں کہ جہاں بھائی کو زین

سے اترتے دیکھا تھا

یہ مقام موجودہ مزار پاک سے کافی دور ہے، یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں بعدازاں جناب امام جعفر صادق علیہ الصلواۃ والسلام نے باغ لگوایا تھا، یہیں سے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے پیدل جنگ شروع کی تھی، اور وہاں تک جنگ کرتے ہوئے پہنچے تھے کہ جہاں سجدۂ آخرادا فرمایا تھا، یہ سجدے والی جگہ پاک مزار سے 16 قدم دور ہے

جب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا وہاں پہنچیں کہ جہاں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے زین چھوڑی تھی تو دیکھا کہ وہاں ابھی تک خون کے نشانات موجود تھے، کافی دیر تک یہاں گریہ فرماتی رہیں، پھر یہاں سے روتی ہوئی اس جگہ پر آئیں کہ جہاں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے آخری سجدہ ادا فرمایا تھا، مقتل گاہ کو غور سے دیکھا تو خشک لہو کے اثرات نظر آئے تو گریہ کرتی کرتی اسی مقام پر بیٹھ گئیں

اس وقت آپ نے پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ذرا دیکھیں، یہی جگہ تھی کہ جہاں میرے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام نے آخری سجدہ دیا تھا، ستر قدم کے فاصلہ پر ہم موجود تھیں، ہم خدا و رسول کے واسطے دیتی رہیں مگر شمر ملعون نے ذرا بھرحیا نہ کیا

اس کے بعد پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کی تربت کے سرہانے تشریف لائیں، اور امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا سر اطہر مزار کے اوپر رکھ دیا، باقی بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے سرہائے اطہر ترتیب وار پاک مزار کے اوپر رکھ دیئے، اور دیگر شہدائے کربلا علیہم السلام کے سر مزار کے چاروں طرف یوں رکھے جیسے چاند کے گرد ہالا ہوتا ہے

اس وقت آپ نے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کی بوسیدہ عباء کو مزار کا غلاف بنایا

پھر ایک قدم پیچھے ہٹ کر کھڑی ہو گئیں، تمام پاک مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن نے مزارِ اطہر کے گرد دائرہ بنایا، فاتح شام صلوٰۃ اللہ علیہا نے انگشت شہادت دراز کر کے سر جھکایا اور اشک فشانی کے ساتھ بھائی کو یوں خراج تحسین پیش کیا

☆ السلام عليك يا ابا عبدالله ( ) السلام عليك يا بن رسول الله ( ) السلام عليك يابن اميرالمؤمنين ( ) السلام عليك يابن سيدة النساء العالمين صلوٰۃ اللہ علیہا

جس وقت ملکہ شام بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک والدۂ گرامی صلوٰۃ اللہ علیہا کا اسم مبارک تلاوت کیا تو مزارِ پاک کو زلزلہ آیا، شاید امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پاک ماں صلوٰۃ اللہ علیہا کی آغوش یاد آئی ہو گی

جب معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے زیارت کے یہ جملے ادا فرمائے تو بے بسی کے سبب زمین پر دو زانو بیٹھ گئیں، اور رو کر فرمانے لگیں حسینؑ بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام! ناراض نہ ہونا میں اب کھڑی نہیں رہ سکتی، میری مجبوری یہ ہے کہ میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں، صعوباتِ سفر کی وجہ سے سکت ہی نہیں رہی، شام میں کئی کئی گھنٹے بازاروں اور درباروں میں رہنے کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہوں، ضعیف ہو گئی ہوں، مجھے اپنے خاک آلود کھلے سر اطہر کی قسم مجھے بھائیوں اور بیٹوں کی شہادت نے بہت زیادہ کمزور کر دیا ہے، اب تو میں نماز بھی بیٹھ کر ادا کرتی ہوں

عزادارانِ حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام! ماتم میں خون بہانا معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی سنت حسنہ ہے، آپ سوال کریں کہ وہ کیسے؟

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جس وقت معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزارِ اطہر پر پہنچ کر ماتم شروع کیا تو دل میں درد و غم کا طوفان موجزن ہوا،

آپ نے بھائی کے پاک مزار سے ایک پھول (پتھر) اٹھایا، اور اسے ہاتھ میں لے کر سر اطہر پر ضربیں لگانے لگیں، ان کی اقتداء میں باقی مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے بھی اسی طرح ماتم کرنا شروع کر دیا، اور تاریخ گواہ ہے کہ سبھی مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے اس قدر ماتم کیا کہ ان کے سرہائے اطہر کے خون سے مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مزار رنگین ہوگئی، ساتھ ساتھ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھائی کا مرثیہ بھی پڑھ رہی تھیں

هنا ذبح الحسينؑ بسيف شمراً

هنا قد تربوا منه الجبينا

فرمانے لگیں کہ یہی جگہ تھی کہ جہاں آپ زین ذوالجناح سے اتنے مشکل انداز میں اترے تھے کہ آپ نے سب سے پہلے پیشانی زمین پر رکھی تھی، میں آپ کے قریب کھڑی دیکھ رہی تھی کہ جب شمر ملعون آپ پر ظلم ڈھا رہا تھا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بوسہ گاہ پر ظلم کرنے اور کعبۂ دین و ایمان کو منہدم کرنے میں مصروف تھا، ہم قرآن سروں پر اٹھائے اس ملعونِ ازل کو خدا و رسول کے واسطے دیتی رہیں مگر اس بے حیا نے ذرا بھر رحم نہ کیا، اس وقت کوئی ہمدرد یا عزیز بھی موجود نہیں تھا کہ جو آپ کا پاک سر اپنی آغوش میں لیتا

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی مرثیہ خوانی سے سرہائے شہداء علیہم الصلواۃ والسلام نے رونا شروع کر دیا، مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے خون سے پاک تربت رنگین ہونے لگی، امام

مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زلفوں میں خونِ اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تازگی نمودار ہوئی، زمین کربلا متزلزل ہوئی، عرشِ الٰہی لرزنے لگا تو جناب سجّاد علیہ الصلوٰۃ والسلام دوڑ کر پاک پھوپھی صلوٰۃ اللہ علیہا کے قدموں پر گرے، اور عرض کیا کہ پھوپھی اماں صلوٰۃ اللہ علیہا! ٹھہر ٹھہر کے حوصلہ سے گریہ کریں، آپ پہلے بھی بہت کمزور ہیں، مرثیہ میں توقف فرمائیں، درد کی یہ تڑپ برداشت سے باہر ہے، تمام شہداء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سر گریہ کناں ہے، ابھی قیامت آجائے گی

سبھی عزادار بہ آوازِ بلند مل کر پکاریں، ہائے حسینؑ...... ہائے حسینؑ...... ہائے حسینؑ

ان اشکوں کی روانی میں مل کے دعا کریں کہ اب تو ان پاک پردہ داروں صلوٰۃ اللہ علیہن کے درد و غم ختم ہوجائیں، اپنے بھائیوں اور بیٹوں کے ہمراہ یہ وطن میں پھر آباد و شاد ہوں، سرکار قائمؑ آلِ محمد عجل اللہ فرجہٗ الشریف فوراً ظہور فرمائیں تاکہ شہدائے کربلا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان پاک عزاداروں کے سوگ کے سیاہ ماتمی لباس ابدی خوشیوں کی پوشاکوں میں بدل جائیں، ہر پاک مستور صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے نونہالوں کو شگنوں کے سہرے پہنائیں، صحن چمن نبوت پھر سے غنچوں اور کلیوں کی خوشبوؤں اور کلکاریوں سے مہک اٹھے

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجّل فَرَجھُم بقَائمِھِمؑ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 27

داخلہ کربلا معلیٰ

(حصہ چہارم)

25 رجب المرجب 61 ہجری، مطابق 20 اپریل 681ء جمعرات کا دن ہے، شام کا وقت ہے، ملکہءِ شام صلواۃ اللہ علیہا کا مقدس کارواں شام سے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی زواری کیلئے کربلا میں آیا ہوا ہے، ایک طرف پاک پردہ دارانِ توحید ورسالت صلواۃ اللہ علیہن مزاراتِ مقدسہ پر مصروف ماتم ہیں، دوسری طرف بنی اسد کے چند جوانوں کو لے کر امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام اس مقام پر خیمے نصب کروا رہے ہیں کہ جہاں سات محرم کو سرکارِ وفا جناب عباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے خیام آراستہ فرمائے تھے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کو وہ وقت ضرور یاد آیا ہوگا کہ جب شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام نے اسی جگہ خیام نصب فرمائے تھے، اور خیام کی ایک ایک چوب پکڑ کر یہ بھی اسی طرح روئے ہوں گے کہ جس طرح اس موقع پر علمدارِ لشکر جناب ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے گریہ فرمایا تھا

مگر ان دونوں کے گریہ فرمانے میں فرق یہ ہے کہ جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کا رونا اس بات پر تھا کہ بناتِ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیام ایک جگہ سے دوسری

جگہ منتقل کیوں کروائے جارہے ہیں؟ آقا نے یہ پابندیاں کیوں قبول کیں؟

مگر بیمارکربلا علیہ الصلواۃ والسلام کردگارِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ ساتھ اپنے آباد گھر کو یاد کرکے رورہے ہیں ...... خیام آراستہ ہوگئے، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے خیام سے کافی دور مردوں کیلئے خیام لگائے گئے، پردہ داری کے پیش نظر مقتل گاہ اور گنج شہداء کے گرد بھی قناتیں استوار کی گئیں

جیسے جیسے قریب کی آبادیوں میں قافلہءِ تسلیم ورضا کی شام سے واپسی کی اطلاع پہنچتی گئی، تمام زن ومرد پرسہ داری کیلئے جمع ہونے لگے، شام ہوتے ہوتے کربلا معلیٰ میں ماتم دارانِ کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا جم غفیر اکٹھا ہوگیا، اور یہ سلسلہ پورے تین دن تک جاری رہا، جب یہ خبر کوفہ میں پہنچی تو وہاں سے بھی تعزیت کرنے والے کربلا آنے لگے، یوں سمجھ لیں کہ کربلا کی جاگیر لوگوں سے چھلک رہی تھی

پاک پردہ دارانِ توحیدورسالت صلواۃ اللہ علیہن شہادتِ عظمیٰ کے بعد آج تیسری مرتبہ گنج شہداء یا مقتل گاہ میں تشریف فرما تھے ...... پہلی مرتبہ شام غریباں کے بعد کربلا سے کوفہ روانگی کے وقت ......، دوسری مرتبہ کوفہ سے شام تشریف لے جاتے ہوئے 20 صفر 61 ہجری کے دن تکمیل عہد کیلئے یہاں تشریف لائے تھے، اور آج تیسری بار زوّاری کرنے کی نیت سے آئے تھے

ایک انتہائی اہم وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ عارفین زمانہ کا قول ہے

☆اول من زاره بعد الشهادة هو الله العلى العظيم( ) ثم زاره رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ( )ثم زاره الملائكة( ) ثم زار بعد ذالك ذوالجناح

کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کے بعد سب سے پہلے ان کی زیارت اللہ

تعالیٰ علی العظیم نے کی، یعنی ان کا پہلا زوّار خداوند عالمین ہے، پھر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لخت جگر کی زیارت کی، بعدازاں جملہ ملکوت نے زواری کی، ملکوت ارض وسما کے بعد شہنشاہِ کرب و بلا علیہ الصلواۃ والسلام کے آخری وقت کے ناصر اور مددگار یعنی پاک مرتجز نے زیارت کی، اور پھر آپ کی پاک ہمشیرگان صلواۃ اللہ علیہن نے زیارت کی .... اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام شہید ہوئے تو پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن ستر قدم کے فاصلہ پر موجود تھیں، پھر زیارت کیلئے سب سے آخر میں کیوں تشریف لے آئیں؟

اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ پاک ناموسِ رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو ایک تو پردے کی مجبوری تھی، اور پھر شام غریباں ظلم کا جو طوفان برپا ہوا، اس کی مصروفیات کچھ ایسی تھیں کہ انہیں وقت ہی نہیں ملا تھا کہ وہ زیارت کیلئے تشریف لاتیں

مردوں میں عزاداری اور ماتم داری کا سلسلہ شام تک جاری رہا، جب رات ہونے لگی تو جناب سجّادؑ علیہ الصلواۃ والسلام اپنی پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ کی حسرتوں اور دکھ درد کا درمان تو ناممکن ہے، یہ تو اس دن ختم ہوں گے کہ جس دن آپ کے لخت جگر عجل اللہ فرجہٗ الشریف منتقم بن کر تلوارِ انتقام بے نیام فرمائیں گے اور میزانِ عدل قائم کریں گے، خدا کرے کہ وہ جلد تشریف لائیں

ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاک شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے جوسر ہائے اطہر واقدس ہم شام سے لائے ہیں، انہیں آج ہی رات کے پردے میں متعلقہ اجساد وابدانِ طاہرہ کے ساتھ ملحق فرمادیں، آپ ان کی آخری زیارت کرلیں

یہ سن کر جناب عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بیٹا! جیسے آپ کی مرضی، آپ جو بھی مناسب سمجھیں ٹھیک ہے، میرے دکھ تو واقعی ختم ہونے والے نہیں ہیں

جناب سید الساجدین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ تمام مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن سے کہیں کہ وہ ان پاک سروں کو دوبار غسل دیں، کفن پہنائیں، اور سدر و کافور سے حنوط بھی کریں، کیونکہ عاشور کی شام کو ہم سب کے دل میں یہی حسرت تھی کہ اگر امت اجازت دے دیتی تو ہم ان غریبوں کی لاشوں کو غسل بھی دیتے، کفن بھی پہناتے، اور خود دفن بھی کرتے، مگر افسوس کہ چاہتے ہوئے بھی ہم ایسا نہیں کر سکے تھے، مگر آج تو ہم آزاد ہیں اس لئے مناسب یہی ہے کہ اپنی اُن حسرتوں کی تکمیل ان پاک سروں کی تکفین و تدفین سے کرلیں

رات کے پردے میں معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا تمام مستورات کے ہمراہ مشکیں لے کر نہر علقمہ پر آئیں، جب وہاں پہنچیں تو خدا جانے کہ نہر علقمہ سے کیا کیا گلے شکوے کیئے ہوں گے

القصہ پانی کی مشکیں بھر کر تمام مستورات واپس مزار اقدس پر پہنچیں اور سر ہائے اطہر کو غسل دینا شروع کیا

اعتبارات

مجھے یقین ہے کہ معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے جس وقت اپنے پاک بھائی امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اطہر کو غسل دیا ہوگا تو یہ ضرور فرمایا ہوگا کہ بھیا! میں یہاں سے لاکھوں ناتمام حسرتیں لے کر شام گئی تھی کہ کاش میں آپ کو غسل دے سکتی،

شایانِ شان کفن پہنا سکتی ، آپ سب کی تدفین کرسکتی ،مگر نا قابل بیان مجبوریاں حائل تھیں کہ میں کچھ بھی نہ کرسکی ، اور کربلا ہماری حسرتوں کی بھی قتل گاہ بن گئی ،مگر آج دل میں رہ جانے والے سارے ارمان پورے کرنا چاہتی ہوں ، اس لئے آپ کے پاک سر کو غسل دے کر اس کی تکفین وتدفین کر رہی ہوں

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ سیدۃ الثقیف بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جس وقت جوان بیٹے کا سر اپنی آغوش میں لیا ہوگا تو ضرور فرمایا ہوگا کہ بچپن میں تو میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کرسکی تھی ، حالانکہ ہر ماں کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ بچوں کو خود نہلائیں ، دھلائیں ، اچھے اچھے کپڑے پہنائیں ، اور اپنی آغوش میں لوریاں دے کر پیار سے سلائیں ، میں ان تمام کاموں سے محروم رہی اور اٹھارہ سال تک اپنے وعدے کے مطابق تمہیں بیٹا بھی نہیں کہا ، بیٹا ! میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ اسی قسم کی حسرتیں آپ کے دل میں بھی کبھی کبھی کروٹیں لیتی ہوں گی کہ کاش کبھی مجھے اپنی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا ماں بن کر آغوش میں سلاتیں ، کبھی مجھے پیار کرتیں ، میں ان سے اپنے ناز منواتا اور وہ اولاد کی طرح میری ناز برداریاں کرتیں

میرے لعل ! آج میں آپ کو بالکل اسی طرح آغوش میں لئے بیٹھی ہوں کہ جیسے کمسن بچے کو ماں گود میں لے کر بیٹھتی ہے ، آپ کو معصوم سمجھ کر آج پوری زندگی کی حسرتیں پوری کرنا چاہتی ہوں

بیٹا ! شاید آپ کو مجھ سے یہ شکایت بھی ہوگی یا شاید آپ اس لئے مجھ پر ناراض ہوں کہ میں آپ کو کفن نہیں پہنا سکی تھی ، آپ کو دفن نہیں کرسکی تھی اور کربلا کی گرم زمین پر سلا کر چلی گئی تھی ، میری ممتا کے سرمائے ! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ بیکس و

ناچار ماں کی مجبوریاں تھیں، آج میں ہر حسرت پوری کروں گی مگر مجھے ایک مرتبہ اپنی پاک زبان سے ماں کہہ کر پکارو تا کہ دل کے درد میں کچھ تخفیف ہو سکے

جب تمام شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے سرہائے اطہر کو غسل دے دیا گیا اور سدر وکافور سے حنوط کیا جا چکا تو پاک مخدرات عصمت وطہارت صلواۃ اللہ علیہن ان سروں کو اٹھا کر مزاروں کے قریب آئیں

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ فقط سر تو نہیں تھے، بلکہ پاک بہنوں کیلئے یہ بھائیوں کے جنازے ہوں گے، اور ماؤں کیلئے بیٹوں کے لاشے ہوں گے، ان سب کے بے دردی سے شہید ہونے کے سبھی دکھ درد یکدم تازہ ہو گئے ہوں گے

یہاں ایک اور بات کرنا ضروری ہے کہ علمائے فقہ وصاحبان مقتل کی یہ بحث کتابوں میں موجود ہے کہ امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے سرہائے اطہر کیسے دفن کئے ہوں گے؟

کیونکہ علمائے فقہ کے نزدیک نبش قبر یعنی کسی قبر کو دوبارہ کھولنا یا کھودنا حرام ہے، اور بغیر نبش قبور کے سروں کو اجسام وابدانِ طاہرہ سے ملحق کرنا محال ہے

اور چونکہ سرکار سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام امام وقت ہیں چنانچہ ان کی پاک ذات سے صدورِ فعل حرام کی توقع کرنا بھی کفر ہے، اس لئے شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے پاک سروں کو ان کے اجسام طاہرہ سے ملحق کرنے والی روایت درست نہیں ہے...... کچھ فقیہ یہ خیال کرتے ہیں کہ نبش قبر کی حرمت عموی ہے، یعنی اگر کسی سر کو جسم کے ساتھ ملحق کرنا مقصود ہو تو شریعت قبر کھودنے کو حرام قرار نہیں دیتی

میرا ذاتی عقیدہ یہ ہے کہ امام وقت سرکار سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام کو کسی شہید کی قبر

کھودنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی ہوگی ، کیونکہ آپ جونہی مزاراتِ مقدسہ کے قریب تشریف لے گئے ہوں گے اور یہ ارادہ فرمایا ہوگا کہ پاک سروں کو ابدانِ مقدسہ کے ساتھ ملحق کیا جائے ، تو یقیناً شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کی پاک قبریں خود بخود کھل گئی ہوں گی اور ہر شہید نے اپنا سر خود وصول کیا ہوگا ، اس بات کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ ان پاک سروں کو ملحق کرنے والے اور وصول فرمانے والے کوئی عام لوگ تو تھے نہیں کہ جنہیں ہم اپنی طرح سمجھ کر بے لاگ تبصرہ کرسکیں بلکہ دونوں طرف اپنے وقت کے سب سے افضل اہل کل زمان افراد تھے کہ جن کی عظمت اور رفعت کا اندازہ کرنے کیلئے انسانی ذہن عاجز ہیں

اس بات میں دکھ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جس وقت جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام ان پاک سروں کو لے کر مزارات پر آئے ہوں گے تو پاک مستوراتِ توحید صلواۃ اللہ علیہن بھی تو ہمراہ ہوں گی اور یہ منظر انہوں نے بھی ملاحظہ کیا ہوگا ، اب خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ جب کشف قبور کا عمل سامنے آیا ہوگا تو پاک شہداء کے اجسام طاہرہ کس حالت میں سامنے آئے ہوں گے؟ اور یہ جان لیوا مناظر پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے کس طرح برداشت کیئے ہوں گے ، ہم ان کیفیات کا اندازہ ہی نہیں کرسکتے باقی تمام دکھ اور درد ایک طرف ، مگر جب میں چشم تصور میں یہ منظر لاتا ہوں تو درد کی ایک لہر سی جگر میں اترتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کہ شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام کی بیوہ دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے جب اپنے پاک سرتاج کی لاش دیکھی ہوگی تو ان کے دل پر کیا گزری ہوگی ؟ کیونکہ کوئی بھی دلہن اپنے نوشاہ کا دردِ جدائی برداشت نہیں کرسکتی ، اس وقت بیاہ کے تمام مناظر ان کی نگاہوں کے سامنے نہیں آئے ہوں گے؟

علمائے تاریخ لکھتے ہیں کہ جس وقت امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام سرکار وفا جناب ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے مزار پر زیارت کیلئے تشریف لائے تو جونہی ان کی نگاہ بے نیازی سے بہتی ہوئی نہر علقمہ پر پڑی تو آپ نے نہر علقمہ سے مخاطب ہوکر عالم جلال میں فرمایا کہ تو ابھی تک سطح زمین پر بہہ رہی ہے؟ شرم سے زمین میں دفن نہیں ہوگئی؟ چونکہ کلام امام امام کلام ہوتا ہے اس لئے یہ جملہ مکمل ہوتے ہی نہر علقمہ کے دونوں کنارے آپس میں مل گئے اور وہ واقعی زمین میں دفن ہوگئی، اور وہ اس دن سے آج تک شہنشاہ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی تربت کے قریب ہی نیچے زیر زمین رواں ہے، اور ظہورِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے بعد دوبارسطح زمین پر آئے گی

واضح رہے کہ جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے حکم پر نہر علقمہ کا دفن ہونا کتابوں میں دو مواقع پر بیان ہوا ہے، ایک بارہ محرم کو اور دوسرا شام سے واپسی کے وقت، اس لئے میں نے دونوں مقامات پر اس بات کا ذکر کیا ہے ...... (واللہ اعلم بالصواب)

تاریخ کہتی ہے کہ ☆اقامو الماتم عند قبر الحسین علیہ الصلواۃ والسلام ثلثة ایام فلما کان یوم الرابع توجهوا نحو المدینة

پورے تین دن تک شب و روز کربلا میں عزاداری جاری رہی، اور چوتھے دن قافلہءِ تسلیم و رضا نے وطن جانے کی تیاری کی

ایک روایت یہ بھی ہے کہ جس وقت جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک پردہ داران توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کی کیفیات پر غور فرمایا تو انہیں فکر لاحق ہوئی کہ شدتِ غم سے کسی پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا کو کچھ ہو نہ جائے، اس لئے انہوں نے یہاں سے

روانگی کا ارادہ فرمایا، اور کربلا سے کوفہ تشریف لے گئے

کسی بھی صاحب مقتل نے اس بات کی تفصیل بیان نہیں کی ہے کہ قافلۂ تسلیم و رضا کے کربلا معلیٰ میں گزرنے والے تین شب و روز کیسے گزرے، یعنی ان کیفیات کو بیان نہیں کیا گیا ہے مگر ہر صاحب شعور اتنا اندازہ تو لگا ہی سکتا ہے کہ صحرائے کربلا میں بکھری ہوئی مزاروں پر پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کیسے گئی ہوں گی، کسی وقت کسی پاک مزار پر تشریف لے جاتی ہوں گی، اور وہاں رونے کی حسرت پوری کرتی ہوں گی، پھر دوسری پاک مزار پر جا کر گریہ فرماتی ہوں گی، یا ماتم کرتی ہوں گی ...... اسی طرح گریہ وزاری اور ماتم وعزاداری میں یہ تین شب و روز گزرے ہوں گے

میں سمجھتا ہوں معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک بھائی سے یہ ضرور کہا ہوگا کہ میرا دل اپنے بیٹے عون علیہ الصلواۃ والسلام کیلئے بہت اداس ہے، اگر انہیں بلوا کر مجھے ملا دیں تو آپ کا احسان ہوگا کیونکہ یہاں سے بارہ میل دور جا کر ان سے ملنے کی مجھ میں سکت نہیں ہے، اور آپ خود شاہد ہیں کہ اپنے لخت جگر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا صدقہ سمجھتے ہوئے میں نے روانگی کے وقت انہیں نہ تو پیار کیا تھا اور نہ ہی انہیں گلے لگایا تھا، شاید اسی وجہ سے وہ مجھ پر ناراض بھی ہوگا

اسی موقع کی مناسبت سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ شام سے کربلا معلیٰ میں تشریف آوری پر تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے زیادہ دگرگوں حالت شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدۂ گرامی صلواۃ اللہ علیہا کی تھی، آپ کا زیادہ وقت تو شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مزار پر گریہ فرماتے ہوئے گزرتا، مگر کسی کسی وقت اچانک اٹھ

کر کسی بھی سمت چل پڑتی تھیں، اور جب ان سے دریافت کیا جاتا کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہی ہیں؟ تو روتے ہوئے فرمایا کرتی تھیں کہ اسی دشت میں میرا ایک معصوم بیٹا گم ہو گیا ہے، میں اسے تلاش کرنے جا رہی ہوں، پھر چلتے چلتے اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو دشت نینوا میں جو جگہ تھوڑی سی بلند نظر آتی، تو یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید یہی میرے نورِ نظر کی مزار ہو، وہیں تشریف فرما ہوتیں اور بین کرنے لگتیں

ان کی یہ کیفیت دیکھتے ہوئے امام وقت جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام نے انہیں آگاہ فرمایا کہ جس وقت ہم نے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی مزار بنائی تھی تو آپ کے معصوم لختِ جگر کو بابا کے سینے پر سلا دیا تھا، یہ سنتے ہی پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے سرتاج کے مزار پر آئیں اور معصوم لعل سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں کہ

اصغرؑ بیٹا! اٹھو ماں کی آغوش آپ کیلئے ترس رہی ہے، اسے پھر سے زینت دو، میں اپنے لختِ جگر کو جی بھر کے پیار کروں، آپ کی معصوؐمہ بہن صلواۃ اللہ علیہا نے آپ کو بہت بہت دعائیں دی ہیں، میں مجبوراً اسے شام چھوڑ آئی ہوں، وہ ہر وقت آپ کی پیاس کو یاد کرتے ہوئے آنسو بہایا کرتی تھیں، افسوس تو یہ ہے کہ وہ بھی آپ ہی کی طرح پیاسی اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئی ہیں

اس نے ایک لمحہ کیلئے بھی آپ کو فراموش نہیں کیا تھا بلکہ زندان میں بھی وہ آپ کا دریدہ لباس ہاتھوں میں لئے لوری سنایا کرتی تھی، آخر کار وہ مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئی، اور میں دل کی حسرتوں کی تکمیل کیلئے شام میں اس کی پاک مزار کو لوری سناتی رہی ہوں، بیٹے! اگر ہمیں اس کیلئے کفن مل جاتا تو میں یہ چاہتی تھی کہ اس کا

بوسیدہ لباس آپ کیلیئے تحفہ بنا کر لاتی ،مگر افسوس کہ غربت کے عالم میں اسی بوسیدہ لباس کا کفن اسے پہنانا پڑا ،اور آپ کیلیئے اس کی کوئی نشانی تک نہیں لاسکی

قافلہءِ تسلیم و رضا کے کربلا معلیٰ میں قیام کی چوتھی رات امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے تمام آل اللہ کو حکم فرمایا کہ تیاری کریں اب یہاں سے ہم مدینہ منورہ جائیں گے ،اس وقت کوفہ کے اکابرین نے آپ کے قدموں پر سر رکھ کر استدعا کی کہ آپ نے مدینہ جاتے ہوئے کوفہ کے قریب سے تو گزرنا ہی ہے ،ہماری التجا ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کچھ وقت کیلیئے کوفہ کو ضرور شرف بخشیں

جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے ان کی استدعا قبول فرماتے ہوئے کہا کہ ٹھیک ہے ،ہم کوفہ آئیں گے ،یہ سنتے ہی اہل کوفہ فوراً وہاں سے روانہ ہو گئے ،تب آپ نے پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن سے فرمایا کہ آپ رات کے پردہ میں تمام احباب کی مزاروں سے آخری مرتبہ وداع کر لیں ،رات کے پچھلے پہر ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے ،رات کی تاریکی میں تمام مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے سبھی پاک شہداء علیہم الصلواۃ والسلام سے وداع فرمایا ،روانگی سے کچھ دیر پہلے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک مزار کے قدموں کی جانب شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک مزار پر تشریف لائیں اور روتے ہوئے فرمانے لگیں کہ نورِ نظر! آج ہم وطن واپس جا رہے ہیں ،مناسب تو یہ تھا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلتے ،کیونکہ بیٹوں کے بغیر وطن پہنچ کر میں کسی کو کیا منہ دکھاؤں گی ،اور سب سے زیادہ مجھے اس بات کی فکر ہے کہ آپ کی بیمار بہن ملکہءِ ہجر صلواۃ اللہ علیہا جو آپ کی واپسی کی آس پر ہی زندہ ہے ،جب مجھ سے آپ کے

بارے میں پوچھے گی تو میں اسے کیا جواب دوں گی، آپ کی شہادت کے متعلق اسے کیسے بتا پاؤں گی؟

میرا دل مانتا ہے کہ اس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک مزار سے شاید یہی جواب آیا ہوگا کہ ماں! جب آپ خیریت سے وطن پہنچیں تو میری پاک بہن کو میری شہادت کی تفصیلات ہرگز ہرگز نہ بتانا کیونکہ وہ یہ سب کچھ برداشت نہیں کر سکے گی، خاص طور پر میرے زین سے بمشکل اترنے کے متعلق تو بالکل ہی نہ بتانا بلکہ میری طرف سے اس کی پیشانی چوم کر بس اتنا کہہ دینا کہ آپ کے بھائی کی پاک جوانی کو کفر و نفاق کی نظر لگ گئی تھی، اور اسے جوانی راس نہیں آسکی، اگر پھر بھی اس کی تشفی نہ ہو تو میرا خون آلود سرخ لباس اسے دکھا دینا، امید ہے کہ اس کے تمام گلے شکوے دور ہو جائیں گے

جب روانگی کا وقت قریب آیا تو جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی حقیقی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا تو ہم میں موجود ہی نہیں ہیں، اس وقت کچھ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن ان کی تلاش میں نہر علقمہ کی جانب روانہ ہوئیں، جب وہ شہنشاہ کردگارِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک مزار کے نزدیک پہنچیں تو دیکھا کہ جناب مسلم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک بیوہ صلواۃ اللہ علیہا وفا کے خالق اکبر بھائی کے مزار کو گلے لگا کر رونے میں مصروف تھیں، اور اپنے پاک بھائی کو زبانِ حال سے اپنے دکھوں دردوں کا حال سناتے ہوئے فرما رہی تھیں کہ

بھیا! میں کوفہ و شام کے کٹھن سفر طے کر کے آئی ہوں، مجھے امید تھی کہ کوفہ میں شاید مجھے اپنے نورِ نظر مل جائیں، یا پھر مجھے اپنے پاک سرتاج جناب مسلم علیہ الصلواۃ والسلام مل

جائیں گے تو میں ان سے اپنے بیٹوں کے متعلق دریافت ضرور کروں گی، شاید انہیں کچھ علم ہو، مگر نہ تو مجھے اپنے نورِ نظر بیٹے ملے، اور نہ ہی پاک سرتاج علیہ الصلوٰۃ والسلام ملے، اس لئے اب میں ناامید ہو کر وطن واپس جا رہی ہوں، مجھے کیا خبر تھی کہ چھ بیٹوں کی ماں کا کوئی ایک بیٹا بھی باقی سلامت نہیں رہے گا، اور زندگی بھر اولاد کیلئے ترستی رہ جاؤں گی

ان اشک بہاتی آنکھوں کے وسیلہ سے بارگاہِ رب العزت میں دعا کریں کہ اب تو یہ اجڑا ہوا گھر پھر سے آباد ہو، یہ پاک مائیں اپنے ایک ایک بیٹے کو پھر ہنستا بستا دیکھیں، شام کے اذیت ناک سفر کی تھکن دور ہو، ازل و ابد کی کل خوشیاں اب اِنہیں نصیب ہوں، ان کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلدی تشریف لائیں، اوران کے ایک ایک دکھ کا ازالہ کریں، تمام مومنین منتقم آلِ عبا عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی پاک بارگاہ میں التجا کریں کہ آقا! آپ کے پاک گھر کو غیر آباد ہوئے صدیاں بیت چکی ہیں، اب تاخیر ہرگز مناسب نہیں ہے، تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اب آپ فوراً تشریف لائیں، ذرا دیکھیں تو سہی کہ خوشیوں کی امید لئے آپ کے سبھی عزیز واقارب مایوس ہو کر دنیا سے منہ موڑ کر چلے گئے ہیں، پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کی ہر آس ہر امید اب فقط آپ ہی کی پاک ذات سے وابستہ ہے، آپ انہیں ابدی اور لامتناہی مسرتیں عطا فرمائیں، اوران کے ہر نورِ نظر اور لختِ جگر کو خوشیوں کے سہرے پہنائیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَیهِ وَ عَلیٰ آلِهٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 28

واپسی در کوفہ

29 یا 30 رجب المرجب 61 ہجری مطابق 24 یا 25 اپریل 681ء بروز سوموار یا منگل کربلا سے پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے پاک محمل دریائے فرات کے کنارے کنارے اسی راستہ پر رواں ہیں کہ جہاں سے گیارہ محرم کو گزرے تھے، مگر اس وقت کیفیت کچھ اور تھی، محملوں پر سرپوش نہیں تھے، چاروں طرف ملاعین و ظالمین تھے، فرات کے کنارے آباد بستیوں کے لوگوں نے تسلیم ورضا کے اس قافلہ کو دیکھا تھا، آج بھی انہی بستیوں کی عورتیں اور مرد راستے پر کھڑے انہیں دوبارہ کوفہ جاتے ہوئے دیکھ رہے ہیں، ان دونوں مواقع کی ایک بات مشترک ہے کہ اُس مرتبہ بھی یہاں بسنے والی عورتوں نے روتے ہوئے پاک قافلہ کا استقبال کیا تھا، اور آج بھی وہ سبھی ان کی غربت اور بے کسی پر رو رہی ہیں

تاریخ مقتل میں ہے کہ جس وقت قافلہ پاک کوفہ سے شام کی طرف روانہ ہوا تھا تو اس وقت بصرہ میں عبیداللہ ابن زیاد ملعون کے نائب کی حیثیت سے اس کا بھائی عثمان بن زیاد ملعون حاکم تھا، اور اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شیعانِ بصرہ نے سعید بن عبداللہ قعقاع خزاعی کی سرپرستی میں ایک مختصر سی فوج ترتیب دے کر یہ

منصوبہ تیار کیا تھا کہ جس وقت شامی ملاعین پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو شام لے جائیں گے تو ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ایک یا دو ہزار فوجیوں کا حفاظتی دستہ ہوگا، ہم ان پر حملہ کر کے پاک قافلہءِ تسلیم و رضا کو آزاد کروالیں گے اور انہیں بحفاظت وطن پہنچائیں گے

مگر عبیداللہ ابن زیاد ملعون کو قبل از وقت اس کے جاسوسوں نے اس پروگرام سے آگاہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس نے کوفہ سے بغداد اور تکریت سے شام جانے والے راستہ کی بجائے پاک قافلہ کو کربلا والے راستے سے شام روانہ کیا تھا جس وقت پاک قافلہ شام پہنچ گیا تو ابن زیاد ملعون نے اہل کوفہ کو دہشت زدہ کرنے کے بعد واپس بصرہ کا قصد کیا، اور وہاں جا کر خوف و دہشت پھیلائی تاکہ حکومت وقت کی مخالفت نہ ہوسکے

جس وقت شام سے واپسی کے بعد پاک قافلہ کوفہ پہنچا تو یہ ملعونِ ازل بصرہ میں تھا اور یزید ملعون نے حاکم کوفہ عثمان بن زیاد کو حکم بھیجا کہ تو اس قافلہ کے معاملات میں کوئی مداخلت نہ کرنا، جو کچھ بھی ہوتا رہے تو قصر دارالامارہ سے باہر نہ نکلنا

جب کوفہ میں یہ اطلاع پہنچی کہ کل صبح طلوعِ آفتاب کے وقت پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کوفہ تشریف لا رہی ہیں تو اس رات تمام اہل کوفہ نے شب بیداری کی، اور نمازِ صبح کے بعد اہل کوفہ قافلہءِ تسلیم و رضا کے استقبال کیلئے باب القنطرۃ کی طرف جوق در جوق آنا شروع ہو گئے

اس زمانہ میں کوفہ کی وسعت 12x36 میل تھی، کوفہ کی گلیوں میں لوگوں کا اژدہام تھا، عورتوں اور مردوں کا ایک سیل رواں تھا جس میں برابر اضافہ ہو رہا تھا

جس دروازہ سے پاک قافلہ نے کوفہ میں داخل ہونا تھا اسے باب القنطرۃ یعنی پل والا دروازہ، باب المدینہ یا باب الحجاج بھی کہا جاتا تھا

اس کے باہر ایک وسیع و عریض میدان تھا جس میں لوگوں کے رش کی وجہ سے تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی، کل مجمع سیاہ پوش تھا اور ہاتھوں میں راکھ اٹھائے ہوئے تھا واضح رہے کہ شام سے روانگی کے وقت پہلے تو یزید ملعون نے نعمان بن بشیر کو یہ حکم دیا تھا کہ کوفہ جانے سے احتراز کرنا کہ وہاں شورش کا خطرہ ہے، مگر یہ ملعونِ ازل اس حقیقت سے بھی لاعلم نہیں تھا کہ آل اللہ کے تمام پاک افراد علیہم الصلواۃ والسلام ماموِرِ من اللہ ہیں، اور ہمارے حکم کے پابند نہیں ہیں، اس لئے جب اسے یہ اطلاع ملی تھی کہ جنابِ سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام پاک مستورات کے ہمراہ پہلے کربلا اور پھر کوفہ تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو اس ملعون نے سیاسی تدبیر کے طور پر اہل کوفہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ اب تمام اہل کوفہ مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کا گرمجوشی سے استقبال کریں، اور پرسہ داری میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں تاکہ حکومت وقت کی بدنامی کا داغ کسی حد تک دھویا جا سکے

اس لئے کیا دوست اور کیا دشمن، سب لوگ بیرونِ کوفہ موجود انتظار کر رہے تھے مردوں اور عورتوں کی ایک بڑی تعداد کربلا کے راستے کی طرف چل پڑی تاکہ ایک دو میل آگے جا کر پاک قافلہ کا استقبال کیا جائے

جونہی پاک قافلہءِ تسلیم و رضا کے محمل نظر آئے تو عورتوں نے بین کرنا شروع کر دیئے، ان کے رونے کی آواز سنتے ہی زمین پر بیٹھے افراد ایک دم اشتیاقِ زیارت میں کھڑے ہو گئے

الویل الصبور کی صدائیں بلند ہوئیں ،لوگوں نے دیکھا کہ سیاہ پوش محملوں کے آگے سیاہ علم ہیں ،بس یہ دیکھتے ہی گریہ وزاری کا کہرام مچ گیا ،مخلوق محملوں کے طرف لپکی اور محملوں کے گرد اسی طرح حلقہ بنا کر ماتم شروع کیا کہ جس طرح ہم لوگ جلوسوں میں حلقہ بندی کر کے ماتم کرتے ہیں

پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ہجوم کا ایک جائزہ لیا اور اپنی پاک ہمشیر سے فرمایا کہ☆ھولا یبکون علینا فمن قتلنا غیرھم

بہن ! ذرا دیکھو تو کیا یہ وہی لوگ آج ہمارے مصائب پر آنسو نہیں بہا رہے ہیں کہ جنہوں نے مل کر کل ہمارے ہنستے بستے گھر پر دھاوا بول کر اسے لوٹ لیا تھا

یہی تو ہیں کہ جنہوں نے چند ماہ پہلے فقط چار پہر میں ہمارا گھر لوٹ کر تاراج کر دیا تھا ، جو گھر ہمارے بھائیوں اور فرزندوں سے آباد تھا ، انہی لوگوں نے تو اسے خالی اور ویران کر دیا تھا

لاکھوں کے ہجوم میں چلتے ہوئے پاک محمل جب باب القنطرۃ پر آئے تو سالار قافلہ جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام نے ساربانوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ ہم کوفہ شہر میں داخل نہیں ہوں گے ، جن اونٹوں پر سامان ہے انہیں تم مخلوق کے ہجوم سے ایک طرف لے جاؤ اور باب مدینہ سے کافی دور جلدی سے خیام نصب کرو ، انہوں نے حکم کی تعمیل کی ،مگر لوگوں کو یہ علم نہ ہو سکا کہ محمل کیوں روکے گئے ہیں کیونکہ وہ ماتم وگریہ میں مصروف تھے

اچانک جناب سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے محمل کا پردہ ہٹایا ، ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ گھوڑے پر سوار تھے ، آپ نے ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کے

ہجوم کو خاموش ہونے کا حکم دیا مگر لوگ شور وغل کی وجہ سے سمجھ نہ سکے اور امام علیہ الصلواۃ والسلام پر نظر پڑتے ہی صدائے گریہ و ماتم مزید بلند ہوگئی، سرکار بیمار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے تین مرتبہ لوگوں کو خاموش کرانے کی کوشش کی مگر حکم پر عمل نہ ہوسکا
اس وقت ملکہءِ عالمین عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے رخِ انور پر جلال ظاہر ہوا، اور تصرفِ تکوینی استعمال کرتے ہوئے ایک دفعہ فرمایا
☆اسکتوا فارتدت الانفاس و سکنت الاجراس
''خاموش ہو جاؤ'' آپ کا یہ فرمان اللہ تعالیٰ کے حکم کن کی طرح فوراً نافذ ہوگیا، جو جہاں تھا ساکن وساکت ہوگیا، ایک سناٹے کا عالم تھا، حتیٰ کہ اونٹوں کی گھنٹیاں بھی خاموش تھیں، اس وقت ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے وارثِ منبر سلونی کے لب و لہجہ میں ایک خطبہ ارشار فرمایا
☆ ثم قالت بعد حمد الله وا لصلواة علیٰ ابی رسول الله صلی الله علیه آله اما بعد یا اهل الکوفة واهل الخزی والغدر والخذل والمکراً لا فلا رقات العبروالدمعة ولا هدات الزفرة فانما مثلکم کمثل التی نقضت غزلها من بعد قوة انکاثا() تتخذون ایمانکم دخلا بینکم الآو هل فیکم الا الصلف النطف وصدر الشنف والعجب والکذب و ملق الاماو غمزالاعداء کمرعی علی دمنة او کفضة علی ملحوده الابئس ما قدم لکم انفسکم ان سخط الله علیکم فی العذاب انتم خالدون
حمد وثنائے رب اکبر اور محمد وآل محمد علیہم الصلواۃ والسلام پر درود وصلوات وسلام کے بعد آپ نے کوفی لا یوفی لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے کوفیو، اے حیلہ سازو، اے غدارو، اے مکارو، اے دھوکا بازو، اے بزدلوں کی طرح چھوڑ جانے والو

ابھی تو تمہارے ظلم کا پانی بھی خشک نہیں ہوا کہ تم نے ہمارے دکھوں پر منافقت کے آنسو بہانا شروع کردیئے ہیں، جو ظلم تم نے ہم پر روا رکھے ہیں، ابھی تک تو ان کے بین ہمارے ہونٹوں پر جاری ہیں، ہاں تمہاری مثال اس بدبخت بڑھیا کی سی ہے جو دن بھر تو سوت کاتتی ہے اور شام کو برباد کردیتی ہے

تم لوگ ایک وقت میں ہم سے ایمان کے رشتے جوڑتے ہو، پھر پتہ ہی نہیں چلتا کہ کفر اختیار کرکے اپنے سارے کیئے کرائے پر پانی پھیر دیتے ہو، اپنے مطلب کے حصول کیلیئے دنیا کی کسی بھی برائی کو اختیار کرنا تم عیب نہیں سمجھتے ہو، تمہارے سینے عجب تملق (خوشامد) کینہ اور تکبر سے بھرے ہوئے ہیں، تمہارا تملق اور چال بازی پیشہ ور لونڈیوں کی طرح ہے کہ جیسے وہ ترچھی نگاہوں کے جال میں مقید کرکے دشمنی کرتی ہیں، تم غلاظت کا ایسا ڈھیر ہو کہ جس پر سبزہ اُگ آتا ہے، تم ملمع کار چاندی کی مثال ہو کہ جس کی چمک بہت جلد ماند پڑ جاتی ہے اور حقیقت آشکار ہو جاتی ہے

بدبختو! تم نے آخرت کیلیئے کتنا برا زادِ راہ اکھٹا کیا ہے، رب ذوالجلال والاکرام کی مخالفت مول لے کر ایسے عذاب کو گلے لگا بیٹھے ہو کہ جس میں ہمیشہ معذب رہو گے

☆اتبکون و تنتحبون علیٰ اخی اجل ای واللہ احریا بالبکاء و فابکوکثیراً و اضحکوا قلیلا فقد بلیتم بعارھا و بشنارھا ولن ترحضوا بغسل بعدھا ابداً ترحضون قتل سلیل خاتم النبوۃ و معدن الرسالۃ و سید شباب ال الجنۃ و ملاذ خیرتکم و معاذ حزبکم و مفزع نازلتکم و منار حجتکم و مدرۃ سنتکم مقر سلمکم

و المرجع اليه عند مقاتلتكم الا ويلكم يا اهل الكوفة ساء ما تذرون و بعداً لكم سحقاً ما تذرون ليوم بعثكم فتعسا نعسا و نكسا نكسا فلقد خاب السعی و تبت الايدی و خسرت الصفة و بوتم بغضب من الله ضربت عليكم الذلة والمسكنه

کیا تم لوگ میرے مظلوم بھائی مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے غم میں رو رہے ہو؟ واللہ تمہیں رونا بھی چاہیے، روؤ، خوب روؤ، بین کر کے روؤ، اور بہت کم ہنسو تمہارے لئے اب یہی مناسب ہے، کیونکہ جو ملامت اور بدنامی تم نے اپنے سر لی ہے اور بے حیائی، بے شرمی اور عار سے جو اپنا منہ کالا کیا ہے، وہ ابد تک ایسا ہی رہے گا، ہم جانتے ہیں کہ تمہارا یہ رونا اپنی بدنامی اور ذلت پر ہے

تم نے خلاصہ ءِ نبوت و امامت کو شہید کیا ہے، رسالت کے مخزن و معدن کو شہید کیا ہے، جوانانِ جنت کے سردار کو شہید کیا ہے، اسی وجہ سے ہمیشہ مبتلائے بدنامی ورسوائی ہی رہو گے، تم نے اپنے برگزیدہ لوگوں کی جائے پناہ اور کعبہ ءِ امن کو شہید کیا ہے، وہ تمہارے لئے حفاظتی قلعہ تھے، مینارِ ہدایت تھے، سنت اِلٰہی کو جاری کرنے والے تھے، تمہارے دین ودنیا کی سلامتی کے ضامن تھے، جمیع امور جدال وقتال میں تمہارے مرجع تھے، عدل قائم کرنے والے تھے

افسوس صد افسوس! تم نے غور ہی نہیں کیا کہ کتنا بڑا بوجھ تم نے اپنی پشتوں پر لا دلیا ہے، اور کتنی بری طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو چکے ہو، تمہاری سب کوششیں رائیگان اور برباد ہوگئیں، ابدی خسارہ تمہارا مقدر ہے

ذلت اور خواری کے خریدارو! تمہارا اب اللہ تعالیٰ کے ابدی عذاب میں غرق ہونا لازم ہو چکا ہے، کیونکہ تم نے خود غضب خداوندی کو دعوت دی ہے، ذلت

وخواری تم پر واجب ہو چکی ہے☆

ویلکم یا اھل الکوفة أتدرون ای کبد لرسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فریتم و ای کریمة له ابرزتم؟ وای عهد نکثتم؟ ای دم له سفکتم؟ وایة حرمة له انتهکتم لقد حبئتم شئیا ادا تکا دا السموات ایتفطرن منه و تنشق الارض

اے اہل کوفہ! ویل اور بربادی ہے تمہارے لئے، کیا تمہیں معلوم ہے؟ کہ تم نے جگر گوشۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخمی کیا ہے، کیا تم جانتے ہو؟ کہ تم نے کون سا عہد توڑا ہے، تم نے کس کریم ازل سے جنگ کی ہے؟ تمہارے ہاتھوں سے بہایا جانے والا خون کس کا ہے؟ جن پردہ داروں کی تم نے بے حرمتی کی ہے وہ کون ہیں؟

تم سب نے مل کر ہم پر وہ ظلم ڈھائے ہیں، قریب تھا کہ آسمان زمین پر گر پڑتے، زمین پھٹ جاتی اور پہاڑ خس وخاشاک کی طرح اڑ جاتے

☆ لقد جئتم بها صلعا عنقا سودا خرقاء حرقا نقما شوها کطلاع الارض و مل السماء فعجبتم ان تمطر لسماء دما و لعذاب الاخرة اخزیٰ و انتم لا تنصرون فیستخفنکم المهل فانه عزو جل لا یحفزه البدار ولا یخشی علیه فوت الثار کلا ان ربك لنا و لکم لبا لمرصاد

جو کام تم نے کیا ہے وہ حماقت ہے، کم ظرفی ہے، گھٹیا پن ہے، قبیح ہے، بدترین ہے آفاق گیرا اور انتہائی ذلت آمیز ہے، تم تو حیران ہوئے تھے کہ آسمان سے خون کی بارش کیوں ہوئی تھی، یہ درحقیقت تمہارے مظالم کا نتیجہ تھی، مگر ابھی تم عذاب اِلٰہی سے بچے ہوئے ہو لیکن آخری زمانہ میں تمہیں ذلیل کن عذاب میں مبتلا کیا جائے گا

اس وقت اپنا حمایتی و مددگار ڈھونڈو گے مگر کہیں بھی نہیں پاؤ گے
اے کوفیو! کسی دھوکے میں نہ رہنا کہ تم بچ گئے ہو، حقیقت یہ ہے کہ فی الحال تمہیں مہلت دی گئی ہے، یہ لمحاتِ مہلت تمہارے جرم کو کم نہیں کر سکتے، اللہ بے نیاز ہے، اسے انتقام یا بدلہ لینے کی کوئی جلدی نہیں ہے، تم کہیں بھی ہو اس کے دائرۂ انتقام سے باہر نہیں جا سکتے، چاہے دنیا میں ہو یا آخرت میں
یاد رکھو! تمہارا اور ہمارا رب منتقم ظالمین کی گھات میں ہے، (یعنی ہمارے منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہٗ الشریف کی گرفت سے کوئی شخص کسی حال میں یا کسی بھی جگہ دور نہیں ہے، اور وہ صرف یوم انتقام کے منتظر ہیں)
اس خطبہ کے بعد جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے چند اشعار انشاء فرمائے
☆

ما ذا تقولون اذ قال النبی لکم
ما ذا فعلتم و انتم اخر الامم
باهل بیتی و اولادی و مکرمتے
منهم اساری و منهم ضرجوا بدم
ما کان ذاك جزائی اذ نصحت لکم
ان تخلفونی بسوء فی ذوی رحمی
انی لا خشیٰ علیکم یحل بکم
مثل العذاب الذی اردے علی ارم

﴿مفہوم﴾

اے کوفیو! اس وقت کیا جواب دو گے کہ جب ہمارے پاک نانا شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم تم سے دریافت کریں گے کہ اے احسان فراموش قوم! تم جو آخری امت تھے، تم نے ہماری اولادِ طاہرہ سے کیا سلوک کیا؟ یہی کچھ کیا نا کہ انہیں شہید کر کے خاک و خون میں غلطاں کیا، اور ہمارے ناموس کو اسیر کر کے بازاروں اور درباروں میں پھراتے رہے، کیا ہمارے احسانات کا یہی بدلہ تھا؟ جو تم نے میری پاک اولاد کو اور میری بہو بیٹیوں کو دیا

ہمیں ایسے آثار نظر آ رہے ہیں کہ تم پر کہیں ایسا عذاب نہ نازل ہو کہ جیسا صاحب ارم شداد ملعون اور اس کی قوم پر آیا تھا

جس وقت سلسلہءِ کلام یہاں پہنچا تو بشیر ابن جزلم بن شتر الاسدی کا بیان ہے کہ

☆ فواللہ لقد رایت حیاری الناس و قد وضعوا ایدیھم فی افواھھم

اللہ کی قسم! مخلوق کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی، اور افسوس و ندامت میں دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹ رہے تھے، کئی لوگوں نے حیرت سے انگلیاں منہ میں ڈالی ہوئی تھیں، ایک بوڑھا کوفی میرے ساتھ کھڑا تھا وہ دھاڑیں مار مار کر یوں رو رہا تھا کہ اس کی سفید ڈاڑھی سے آنسو زمین پر ٹپک رہے تھے، اور وہ روتے ہوئے کہے جا رہا تھا کہ

☆ بابی انتم و امی کھولکم خیر الکھول و شبابکم خیرالشباب و نسوانکم خیرۃ النساء و نسلکم خیر النسل و لا تخزی و لا تبری

میرے ماں باپ آپ کے پاک گھرانے پر قربان ہوں، آپ کے ضعیفوں جیسا برگزیدہ اور ذی عزت کائنات میں موجود ہی نہیں ہے، آپ کے پاک جوانوں جیسا اس عالم موجود میں کوئی نظر ہی نہیں آتا، آپ کے پردہ دار مستورات صلواۃ اللہ

علیہن جیسی ہستیاں اب خزانہءِ خداوندی میں کہاں ہیں؟ آپ کی ساری نسل طیب جیسی نسل عالم ہست میں ہو ہی نہیں سکتی ، دنیا کی کوئی طاقت آپ کی عظمت اور شان کو گھٹا نہیں سکتی ، اور نہ ہی مصائب و آلام آپ کے مزاج اقدس کے وقار و دبدبے کو کم کر سکتے ہیں

جس دوران ملکہ ءِ عالمین عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا خطبہ ارشاد فرمانے میں مصروف تھیں تو اس وقت مخلوق کی حالت یہ تھی کہ☆

فارتفعت اصوات الناس من کل ناحیه و یقول بعضهم لبعض هلکتم و ما تعلمون

مخلوق کی گریہ وزاری کی صدائیں بلند ہو کر آسمان کو چھو رہی تھیں اور ان میں جو صدا مشترک اور نمایاں تھی وہ یہ تھی کہ''ہم ہلاک ہو گئے مگر ہمیں علم ہی نہیں ہوا''

بہت سے افراد اپنی داڑھیاں نوچ رہے تھے، کوفہ میں ایسا گریہ اس سے قبل کہیں دیکھنے میں نہیں آیا تھا

جس وقت ملکہ ءِ عالمین عالیہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اس مقام پر پہنچیں تو امام وقت جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے آپ کے محمل کے قریب آکر عرض کیا کہ

☆ اسکتی یا عمة و انت بحمد لله عالمة غیر معلمة فهمة غیر مفهمة ان البکا و الحزن لا برد من اباده الدهر فقی الباقی عن الماضی اعتبار

پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا! اب آپ خاموشی اختیار فرمائیں، الحمدللہ آپ عالمہ غیر معلّمہ ہیں، فہمہ غیر مفہمہ ہیں، آپ بہتر جانتی ہیں کہ ان لوگوں کی آہ و بکا سے ہمارے پاک شہداء علیہم الصلواۃ والسلام واپس تو نہیں آ سکتے ، جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا، اب ان کوفی لا یوفی لوگوں کے دھوکے میں کوئی نہیں آئے گا

اپنے لختِ جگر علیہ الصلواۃ والسلام کی یہ بات سن کر آپ خاموش ہو گئیں

☆ثم نزل علیہ الصلواۃ والسلام و ضرب فسطاطه و انزل نسائه و دخل الفسطاط

مخلوق میں گریہ کا کہرام جاری رہا، جنابِ سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں کو اس جگہ لے گئے کہ جہاں خیام نصب کئے جا چکے تھے، وہاں پہنچ کر جنابِ سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے خود پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو محملوں سے اتارا، اور انہیں خیام میں لے گئے

کوفی چاہتے تھے کہ قافلہ پاک کوفہ میں داخل ہو مگر امام علیہ الصلواۃ والسلام نے قطعاً انکار کر دیا

کوفہ واپسی پر ملکہءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے دو خطبے انشاء فرمائے، ایک آپ نے سن لیا ہے، دوسرا خطبہ یہاں سے مدینہ کی طرف روانگی کے وقت دیا تھا، جب اہل حرم خیام میں تشریف لے آئے تو وہاں ایک خطبہ شہزادہ امیر قاؔسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک بیوہ دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے مجمع خواتین میں دیا تھا، خوفِ طوالت سے میں یہ خطبات نقل نہیں کر سکتا

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو خیام میں پہنچانے کے بعد جس وقت جناب امام سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام اپنے خیمہ میں تشریف لائے تو اس وقت بھی اہل کوفہ آپ کے خیمہ اطہر کے باہر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے، کافی دیر بعد امام وقت علیہ الصلواۃ والسلام سے درخواست کی گئی کہ آپ بھی ان سے کچھ کلام فرمائیں تاکہ یہ خاموش ہو جائیں

امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے، روتے ہوئے لوگوں کو اشارہ کیا کہ اب خاموش ہو جاؤ، جب سب لوگ خاموش ہو چکے تو آپ

نے اس موقع پر ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اہل کوفہ کو ان کی عہد شکنی اور ظلم و ستم کا آئینہ دکھایا تو لوگ پھر پہلے کی طرح چیخ چیخ کر رونے لگے

کافی دیر بعد جب لوگوں کا گریہ کچھ کم ہوا تو اکابرین کوفہ حاضر بارگاہ ہوئے اور اہل کوفہ کی طرف سے عرض گزار ہوئے کہ اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہمیں کم از کم ایک موقع ضرور عطا کریں، اب انشاء اللہ ہم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے، آپ کی اطاعت سے کبھی دست کش نہیں ہوں گے، ہم سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ اب بیعت نہیں توڑیں گے، اور ہم اس بات کا بھی آپ کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ آپ کے خون کی محافظت کریں گے اور ہمیشہ پابند امر رہیں گے

☆ رحمك الله فانا حرب لحربك و سلم لسلمك

جس کے ساتھ آپ کی جنگ ہوگی، ہماری بھی اس سے جنگ ہوگی اور جو آپ کی ذاتِ اقدس سے صلح رکھے گا ہم بھی اس سے صلح رکھیں گے

آپ ہمیں اجازت دیں، ہم یزید ملعون اور اس کے سبھی حکام سے آپ کا ابھی انتقام لیں گے، اور ایسا شدید اور بھرپور انتقام لیں گے کہ صفین سے کربلا تک کے ہر ہر شہید اور مقتولِ جفا کا بدلہ لیں گے

☆ فقال على ابن الحسين عليها الصلواة والسلام هيهات هيهات ايتها الغدرة المكرة حيل بينكم و بين شهوات انفسكم اتريدون ان تاتوا الى كما آتيتم آبائى من قبل كلا و رب الرافضات الى منى فان الجرح لما يندمل من قتل ابى بالامس واهل بيته معه و لم ينسى ثكل رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم و ثكل ابى

جب اکابرین کوفہ اپنی بات مکمل کر چکے تو جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہائے ہات، ہائے ہات، اے گروہ غداراں! اے جماعت مکاراں! تم نے تو بہت دور کی سوچی ہے، تمہاری خواہشاتِ نفس تمہارے ارادوں میں ہمیشہ حائل رہی ہیں، مگر اب اپنی خواہشاتِ نفس کو اتنا دراز نہ کرو، کیا جو کچھ تم نے ہمارے آبائے طاہرین علیہم الصلواۃ والسلام کے ساتھ کیا ہے، وہی کچھ اب دوبارہ ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہو، حاشا وکلا! اب ہم تمہارے دھوکے میں نہیں آ سکتے، اب ہم تمہارے دام فریب کا شکار نہیں ہو سکتے، خدا کیلئے اب ہمارا پیچھا چھوڑ دو

اہل کوفہ کو ان کے مظالم یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ یاد کرو

ہم نے شہنشاہِ انبیاءؑ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صف ماتم برخاست نہیں کی تھی کہ تم نے ہمیں ملکہ ءِ دو جہاں، دختر رسول ثقلین، ام الحسنین صلواۃ اللہ علیہا کی شہادت کے صدمہ ءِ عظیم سے دوچار کر دیا...... ان کی فرقت کا غم ابھی تازہ ہی تھا کہ تم نے ہمیں سرکار امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کی صف ماتم پر بٹھا دیا...... ابھی ہمارا وہ زخم مندمل نہیں ہوا تھا کہ تم نے ہمیں امام مسموم مولا حسنؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے صدمہ ءِ جانکاہ میں مبتلا کر دیا، ابھی ان کی شہادت کا درد ہمارے دلوں میں تازہ ہی تھا کہ اب جو تم نے آلام و مصائب کا کڑوا اور تلخ گھونٹ ہمیں پلایا ہے اس کی تلخی ابھی تک ہمارے حلق میں موجود ہے

☆مسالتی ان لا تکونوا لنا و لا علینا

اب تم سے ہماری آخری خواہش یہی ہے کہ تم اب ہمارا خیال چھوڑ دو، اور نہ ہی اب ہم پر بھروسا کرو، ہم تو اس بات پر بھی راضی ہیں کہ تم اب ہمارا نام ہی نہ لو،

نہ ہی ہم سے کوئی امید رکھو اور نہ ہی ہم تم سے کوئی امید وابستہ کرنا چاہتے ہیں
اس کے بعد آپ نے چند اشعار انشاء فرمائے ☆

قتیل بشط النهر نفسی فدائه
جزاء الذی اراده نار جهنماً
فلا تفرحوا یا اهل کوفة بالذی
اصاب حسیناً کان ذالك اعظماً

میری لاکھ جان فدا ہو اس مظلوم اکبر پر کہ جنہیں نہر فرات کے کنارے پیاسا شہید کیا گیا، ان کے قاتلین کی ابدی سزا جہنم ہی ہے
اے اہل کوفہ! تمہیں کوئی خوش فہمی نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ جس سے درگزر کیا جا سکے
کوفیوں کو روتا چھوڑ کر امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام حرم سرا میں تشریف لے آئے
حرم سرا میں کوفہ کی عورتوں کا اجتماع تھا، سب مل کر پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو پرسہ دے رہی تھیں، گریہ وزاری کا کہرام تھا، کوئی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا پرسہ دے رہی تھی، کوئی سرکار غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کا پرسہ دے رہی تھی، کوئی شام کا حال پوچھ رہی تھی، کوئی ان کے دکھوں پر افسوس کرتے ہوئے رو رہی تھی
میرا دل کہتا ہے کہ اس وقت کردگار وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ہمشیر یعنی جناب مسلم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک زوجہ صلواۃ اللہ علیہا نے کوفہ کی عورتوں سے اپنے بیٹوں جناب محمد و ابراہیم علیہا الصلواۃ والسلام کے متعلق ضرور پوچھا ہوگا اور فرمایا ہوگا کہ میرے دو معصوم بیٹے

اسی کوفہ کی گلیوں میں گم ہو گئے ہیں، میری آغوش خالی ہو چکی ہے، میری مانگ لٹ چکی ہے، میری مامتا کی آخری آس یہی نور العین تھے، اب تو میری زندگی تنہا اور خالی خالی سی ہو گئی ہے، معلوم نہیں کہ اپنے بابا کے بعد یتیم بچے کہاں چلے گئے

ہم جب کربلا سے 12 محرم کو کوفہ آئے تھے تو بازار کے ہر چوک پر میں تمہیں یہی کہتی رہی تھی کہ اگر کسی کو میرے نورِ نظر مل جائیں تو مجھے اطلاع کر دینا، اور انہیں یتیم اور بے وطن مسافر سمجھتے ہوئے اپنے پاس رکھ لینا، اور میرے شام سے واپس آنے تک ان کا خیال رکھنا، یا پھر انہیں مدینہ بھجوا دینا

آج میں شام سے واپس کوفہ اسی امید پر آئی ہوں کہ شاید مجھے اپنے بیٹوں کی کوئی خبر مل سکے، کیا تم میں سے کوئی مجھے بتا سکتی ہو کہ میرے لختِ جگر کہاں ہیں؟

جبکہ مجھے تو ہر وقت یہی خیال آتا ہے کہ وہ دونوں اس بھری دنیا میں کہیں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہوں گے، بھوکے پیاسے مجھے یاد کر کے دن رات روتے ہوں گے، خدا جانے وہ کسی ظالم کی قید میں محبوس ہوں، اب میں یہ سوچ رہی ہوں کہ بیٹوں کے بغیر میں وطن کیسے واپس جاؤں گی، اگر آپ کو معلوم ہو تو خدا کیلئے مجھے اپنے بیٹوں کی کوئی اطلاع دیں کہ ان پر کیا گزری ہے؟

جس وقت پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اتنی شدت سے استفسار فرمایا تو پہلے کچھ دیر تک تو عورتیں خاموش رہیں کہ یہ پہلے ہی بہت زیادہ دکھی ہیں، اب ہم انہیں ان کے پاک شہزادوں کی شہادت کی خبر کس طرح دیں، لیکن پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے بار بار پوچھنے پر آخر انہوں نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے

ہوئے یہ سمجھ لیں کہ شاید خالق کی رضا اسی میں ہوگی کہ دریائے فرات کے کنارے آپ کے دونوں بیٹوں نے دین خدا کو سربلند و سرخرو کرنے کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، وہ یہاں سے وطن واپس جاتے ہوئے حارث بن عروہ تمیمی ملعون کے ہاتھ لگ گئے تھے، اس سنگدل ملعونِ ازل نے بے دردی اور ظلم کی انتہا کردی تھی، ان کے چاند جیسے چہرے اس قدر داغدار ہو چکے تھے کہ جس وقت ان دونوں کے پاک سر دربار میں لائے گئے تھے تو وہ پہچانے ہی نہیں جارہے تھے، ہم نے سنا ہے کہ وہاں وہ تنہا شہید ہوتے رہے اور کوئی بھی ان کو ظلم و ستم سے بچا نہ سکا، کسی نے ان کی مدد نہیں کی، ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ کوفہ سے شمال کی طرف مسیّب نامی شخص نے ان کے لاشہ ہائے اطہر دریا کے کنارے دفن کردیئے تھے

سب مومنین مل کے دعا کریں کہ ان دکھی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے مصائب ختم ہوں، ان کے دکھوں کا جلد انتقام ہو، ان تمام مظلومین کے پاک وارث عجل اللہ فرجہ الشریف جلد تشریف لائیں تاکہ تمام مخدراتِ توحید صلواۃ اللہ علیہن اپنے اپنے فرزندوں کو سہرے پہنائیں، ان کے شگن منائیں، ہر پاک شہزادے کی بارات وطن میں آئے، ملکہ عِ دو جہاں صلواۃ اللہ علیہا کی ساری پاک آل و اولاد علیہم الصلواۃ والسلام کی ابدی اور دائمی خوشیوں کا اہتمام ہو، اور پھر یہ خوشیاں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے انہی کا مقدر ہوں کہ جو خوشیوں کے سب سے زیادہ حق دار ہیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٌ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 29

﴿ واپسی مدینہ منورہ ﴾

(حصہ اول)

مدینہ منورہ سے شمال کی جانب صحرا میں ایک گھوڑے سوار اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑتا آ رہا ہے، اس کے انداز و اطوار سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ شخص کوئی خاص خبر فوراً کسی تک پہنچانا چاہتا ہے، اس کا رخ مدینہ کے باب الکوفہ کی طرف ہے

تھوڑی دیر بعد یہ مدینہ میں داخل ہوا مگر اس کی تیز رفتاری میں ذرا بھر فرق نہ آیا، جب یہ قصر دار الامارہ کے پاس پہنچا تو فوراً گھوڑے سے اترا، اور وہاں موجود دربان سے کہا کہ اندر جا کر حاکم مدینہ سے کہو کہ حاکم کوفہ عثمان بن زیاد بن سمیہ ملعون کا قاصد آیا ہے جو بلا تاخیر اذنِ باریابی چاہتا ہے

اس دربان نے جلدی سے اندر جا کر یہ اطلاع دی، اس وقت عمر ابن سعید ابن عاص ملعون دربار برخواست کرنا ہی چاہتا تھا، مگر یہ بات سنتے ہی اس نے باقی عام درباریوں کو رخصت کیا مگر چند خاص گماشتوں کو روک لیا کہ شاید کسی بات میں مشورہ لینا پڑ جائے

اس کے بعد اس ملعون نے حکم دیا کہ قاصد کو اندر بھیج دیا جائے، قاصد کے اندر آتے ہی عمر ابن سعید ملعون نے سوال کیا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟

قاصد نے جواب دیا کہ میں حمل بن مالک محاربی قادسیہ کا رہنے والا ہوں، وہاں سے حصین بن نمیر تمیمی ملعون نے حاکم کوفہ عثمان بن زیاد ملعون کا خط دے کر مجھے بھیجا ہے کہ یہ خط فوراً آپ تک پہنچا دیا جائے، یہ کہہ کر اس ملعون نے اپنی عبا کے اندر سے ایک تھیلی نکالی اور اس میں سے مذکورہ خط نکال کر ملعون کے حوالے کیا

عمر ابن سعید ملعون نے پہلے خود خط پڑھا، پھر دربار میں موجود حاضرین کو سنایا

خط میں لکھا تھا کہ قافلہءِ تسلیم ورضا شام سے رہا ہونے کے بعد کربلا پہنچ چکا ہے وہ کچھ عرصہ کربلا میں قیام کا ارادہ رکھتے ہیں، اس کے بعد وہ کوفہ کے راستے واپس مدینہ روانہ ہو جائیں گے

فرعونِ شام یزید ابن معاویہ ملعون کا حکم ہے کہ اہل البیت نبوت و رسالت علیہم الصلواۃ والسلام کے شام آنے کی وجہ سے بنی امیہ توقع سے بہت زیادہ بدنام ہو چکے ہیں بلکہ ان کی مٹی پلید ہو گئی ہے، اور مخالفت کی فضا بن چکی ہے، اپنی رہی سہی جھوٹی عزت کا بھرم رکھنے کی خاطر اس پاک قافلہ کو مجبوراً عزت و احترام سے واپس بھیجا جا رہا ہے......تم بھی ان کا خاص خیال رکھنا اور کسی معاملہ میں ان کی مخالفت نہ کرنا بلکہ تقاضائے مصلحت وقت کے تحت ان کی اشک شوئی کی خاطر اظہارِ تعزیت اور دل جوئی کرنا

عین ممکن ہے کہ ان پاک ذوات علیہم الصلواۃ والسلام کے آلام ومصائب اور ہمارے مظالم سے آگاہ ہونے کے بعد اہل مدینہ اشتعال میں آ کر تیرے خلاف بغاوت کر دیں اس صورت میں بھی تو خاموش رہنا اور ان سے جنگ ہرگز نہ کرنا

کیونکہ پورے عربستان میں بنی امیہ کے خلاف بغاوت کا جو لاوا پک رہا ہے، اگر

وہ اچانک پھٹ پڑا تو بنی امیہ کی حکومت کو بنیادوں تک خاکستر کر کے رکھ دے گا اگر وہاں پر تجھے جنگ کا خطرہ محسوس ہو تو پھر مدینہ کو اہل مدینہ کے حوالے کر دینا اورخود خاموشی سے کوفہ آ جانا، جب اشتعال کی شدت میں کمی آ جائے گی تو پھر کوئی تدبیر سوچی جائے گی

خط سننے کے بعد باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ آج سے بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام سے راہ ورسم بڑھائی جائے، اظہارِ ہمدردی کیا جائے تاکہ لوگوں کی مخالفت کا رخ مدینہ کے دارالامارہ کی بجائے شام کے دارالسلطنت کی طرف رہے

اسی وقت عمرابن سعید ملعون نے ایک غلام کو جناب عبداللہ ابن جعفر طیار رعلیہاالصلواۃ والسلام کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ میں آپ کی زیارت کیلئے خدمت اقدس میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، آپ مجھے آگاہ فرمائیں کہ میں کس وقت حاضری دوں؟

جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام سے اس ملعون کے دیرینہ دوستانہ مراسم تھے، اور یہ ملعون سرکاؐر کا قرض دار بھی تھا، اور وہ قرضہ نہ تو سرکاؐر نے کبھی طلب کیا تھا، اور نہ ہی اس ملعون نے کبھی واپس کرنے کی کوشش کی تھی

اس قاصد کو سرکار جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام نے جواباً فرمایا کہ اس سے کہنا جب چاہے آ جائے، یہ ملعون فوراً اپنے گماشتوں (جو معززین دربار سمجھے جاتے تھے) کو لے کر روانہ ہوا اور درِ دولت پر حاضر ہوا

دشمن نواز اور خلق عظیم کے مالک نے ان ملاعین کا پرتپاک خیر مقدم کیا

اس ملعونِ ازل نے پہلے واقعہ ءِ کربلا پر اظہارِ افسوس کیا، پھر اپنی دوستی اور وفاداری جتلانے کیلئے لمبی چوڑی تقریر کی، سرکار جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام خاموشی

سے سب کچھ سنتے رہے، اگرچہ یہ دشمن تھا مگر گھر چل کر آیا تھا، اس لئے آداب بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کو ملحوظ رکھتے ہوئے سرکاؑر نے اسے شرمسار کرنے کی بجائے خاموشی کو ترجیح دی

اس مکار ملعون نے یہاں قافلہءِ تسلیم و رضا کی واپسی یا تشریف آوری کا جان بوجھ کر تذکرہ نہ کیا، بلکہ یہ کہنے لگا کہ حضور! اب تو فرعونِ شام ملعون بھی اپنے کیئے پر بہت زیادہ شرمندہ اور نادم ہے، مگر اس ندامت کا اب کیا فائدہ ہے، جو کچھ نہیں ہونا چاہیے تھا وہ تو ہو چکا ہے، اسی قسم کی باتیں کر کے یہ ملعون واپس چلا گیا قافلہءِ تسلیم و رضا کی وطن واپسی کی خبر نہ تو معمولی تھی اور نہ ہی اتنی غیر اہم کہ چھپائی جا سکے، اگلے دن سارے مدینہ میں یہ خبر عام ہوگئی کہ پاک قافلہءِ تسلیم و رضا وطن واپس آ رہا ہے

یہ خبر پھیلتے ہی مدینہ کی چند عورتوں نے سوچا کہ شب و روز اپنے پاک بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے ہجر و فراق میں گریہ فرمانے والی پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو یہ خوشخبری سنانا چاہیے، یہی سوچ کر وہ پاک گھر میں آئیں اور دیکھا تو بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پاک نانا سرورِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار کو گلے لگا کر رو رہی ہیں

یہ ایک فطرتی امر ہے کہ جن بہنوں کے بھائی دکھوں کے سفر پر ہوں، وہ رات دن ان کی بخیر و عافیت واپسی کی دعا کرتی رہتی ہیں، اس لئے آپ بھی لازماً یہی عرض کر رہی ہوں گی کہ پاک نانا! کوئی ایسا سبب کریں کہ کوئی مجھے اسی جگہ یہ خوشخبری سنائے کہ جانے والے واپس آ رہے ہیں، آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی شادی کر کے عراق سے واپس تشریف لا رہے ہیں، سارا قافلہ

ایک بارات کی شکل میں مدینہ آ رہا ہے

نانا جان! خدا کرے کوئی مجھے یہ اطلاع دے کہ آپ کا بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام دولہا بن کر واپس آ رہا ہے، خالق نے کرم کیا ہے کہ ان کے سر اطہر پر شگنوں کے سہرے لہرا رہے ہیں

اسی اثنا میں ان عورتوں نے آ کر بیمار مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا شانہ ہلایا اور عرض کیا کہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا! اٹھیں کہ آپ کے رونے کے دن ختم ہو چکے ہیں

پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سر اٹھایا اور پہلا سوال یہی کیا کہ کیا میرا بھائی واپس آ گیا ہے؟

ان عورتوں نے بتایا کہ ہم نے فقط اتنا سنا ہے کہ آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام واپس وطن آ رہے ہیں، بیمارِ مدینہ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم نے تو بہت سی باتیں سنی تھیں، آپ کو کیا کچھ معلوم ہے؟ وہ کہنے لگیں کہ ہمیں صرف اتنا معلوم ہے کہ جو پاک قافلہ یہاں سے عراق روانہ ہوا تھا، وہ اب واپس آ رہا ہے

آپ کیلئے اب مناسب یہی ہے کہ گھر تشریف لے چلیں اور ایک سال سے بند رہنے والے گھروں کے دروازے کھول کر تشریف لانے والوں کے استقبال کی تیاری کریں

یہ خبر سنتے ہی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا مزارِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فوراً گھر تشریف لائیں اور سب سے پہلے اپنی پاک پھوپھی یعنی جناب مسلم بن عقیل علیہما الصلواۃ والسلام کی پاک ہمشیر بی بی ام لقمان صلواۃ اللہ علیہا کو یہ خبر سنائی

اگر آپ کو یاد ہو تو قافلہءِ تسلیم و رضا کی مدینہ سے روانگی کے ضمن میں میں نے اس

پاک معظّمہ بی بی ام لقمان صلواۃ اللہ علیہا کا ذکر کیا تھا کہ مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے روانہ ہوتے ہوئے اپنی کمسن بیمار بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کا ہاتھ پکڑ کر انھی کے ہاتھ پر رکھا تھا، اور ان کی تیمارداری کی ذمہ داری انہیں سونپی تھی، ان کا پاک نام تو اور ہے مگر یہ ام لقمان صلواۃ اللہ علیہا کی کنیت سے معروف ہیں

جس وقت بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے انہیں یہ خبر دی تو اس وقت شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا اور حرم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہیں موجود تھیں، ایک ایرانی شاعر نے اس خبر کو بہت خوبصورت انداز میں نظم کیا ہے

جده بیا که کوکب بختم سر آمده
ایام وصل گشته و هجران سر آمده
در شهر شورشی و بصحرا قیامت است
گویا ز کوفه بابائے مضطر سر آمده
زیبد که آفتاب کند جا بسایه ام
زیرا که سایهءِ پدرم بر سر آمده
عطر و گلاب و شانه بیاور که از سفر
اکبرؑ چوں سروری ز گل تر سر آمده

وہ کہتے ہیں کہ ملکہءِ ہجر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی جدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا کو اس انداز میں یہ بات بتائی کہ

پاک دادی اماں صلواۃ اللہ علیہا! جلدی تشریف لائیں اور دیکھیں کہ ہمارے بخت و

اقبالِ خوابیدہ کا ستارہ روشن ہو کر ہمارے سر اطہر پر واپس پہنچ چکا ہے، ہمارے ہجر و فراق کے دن ختم ہو چکے ہیں اور وصال کی خوشیوں کے دن آ پہنچے ہیں

ذرا غور سے سنیں! کہ تمام شہر میں ہلچل مچی ہوئی ہے اور صحرائے حجاز میں قیامت برپا ہے، گویا میرے پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام کوفہ سے وطن واپس آ پہنچے ہیں

اب تو سورج کو چاہیے کہ میرے سر سے اپنی تمازت کا سایہ ہٹا لے کیونکہ اب میرے سر اطہر پر پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام کی شفقت و رحمت کا سایہ واپس آ رہا ہے

آپ مجھے عطر و گلاب، کنگھی اور دیگر سامانِ آرائش مہیا کریں کیونکہ گل تر سے زیادہ نازک میرے بھائی شہزادہ علیؑ اکبرعلیہ الصلواۃ والسلام سفر سے واپس آ رہے ہیں

اب میں ان کی گرد آلود زلفوں میں کنگھی کروں گی، ان میں سے گردِ سفر صاف کروں گی، انہیں معطر و معنبر کروں گی

صاحب ریاض القدس اس سلسلہ میں یوں رقم طراز ہیں کہ

☆پس آں شهزادی صلواۃ اللہ علیہا کنیزان را امر کرد که در خانه را بکشایند و آب و جاروب بکشند و اطاق ها را فرش کنید مسند و متکاء پدرم را بگذارید

ملکہءِ ہجر و فراق صلواۃ اللہ علیہا نے کنیزوں کو حکم دیا کہ تمام گھروں کے دروازے کھولیں، جھاڑو دے کر صفائی کریں، پانی کا چھڑکاؤ کریں، کمروں میں قالین بچھائیں، اور ان پر میرے پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام کی مسند لگائیں، اور ساتھ ہی خوبصورت تکیہ آراستہ کریں

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اطلاع کے بعد جب تک قافلہ پاک آیا نہیں ہوگا، بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنی پاک پھوپھی اور دادی اماں صلواۃ اللہ علیہن سے ایسی باتیں ہی

کرتی رہی ہوں گی کہ میں اتنے دنوں بعد اپنے پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام سے کیسے ملوں گی ، اپنے فخر روزگار بھائی علیؑ اکبرعلیہ الصلواۃ والسلام سے کیسے ملوں گی ، پھر کبھی فرمانے لگتیں کہ پھوپھی اماں ! میں نے بھائی کے ہجر وفراق اوران کی یاد میں جتنے آنسو بہائے ہیں ، ان سب کا حساب ضرورلوں گی

ان دنوں معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے کنیزوں کوحکم فرمایا کہ تم ہر وقت دروازہ پر انتظار میں رہو، جب بھی پاک قافلہ کی آمد کی اطلاع ملے فوراً ہمیں مطلع کرنا، جناب عبید ابن ابوالفضل العباؑس علیہا الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ بھائی ! آپ حسب معمول مدینہ شہر سے باہر باب الکوفہ پر بیٹھ کرانتظار کریں

الغرض انہی تجویزوں ، تیاریوں ، خوابوں ، خیالوں ، اور خوش فہمیوں میں دن گزرنے لگے

متقدمین ذاکرین پڑھتے تھے کہ بیمارِ مدینہ صلواۃ اللہ علیہا نے پوچھا کہ دادی اماں صلواۃ اللہ علیہا ! میں کس کس سے ملوں ، اورکس کس سے نہ ملوں؟ کیونکہ ہمیں اپنے بہت سے عزیزوں سے شکوے اور شکایات تو ہیں ہی ، کہ انہوں نے مجھے روانگی کے وقت نظرانداز کردیا تھا، جس کی وجہ سے ہمیں ہجر کے کٹھن اورمشکل ترین مراحل سے گزرنا پڑا ہے

سرکاروفاعلیہ الصلواۃ والسلام کی مادرِگرامی القدرصلواۃ اللہ علیہا رو کے معصوم بیٹی کو گلے لگا کرفرمایا کرتیں بیٹا ! دعا کریں کہ خدا آپ کے تمام عزیزوں کوخیر وعافیت سے گھر واپس لائے ، ان کو نہ جانے سفر میں کیا کیا مجبوریاں درپیش رہی ہوں گی ، سفر میں بڑے دکھ سکھ پیش آتے ہیں، آپ نے تو کبھی سفر کیا نہیں ہے نا ، جب سفر سے تھکے

ہارے احباب گھر پہنچیں تو ان سے ناراض ہونا مناسب نہیں ہوتا، بلکہ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ان کے سفر کی تھکان دور ہو جائے

بیمارِ مدینہ صلواۃ اللہ علیہا معصومانہ انداز میں فرماتیں کہ دادی اماں صلواۃ اللہ علیہا! میں سب سے ملوں گی مگر چچا غازیؑ علیہ الصلواۃ والسلام سے بالکل نہیں بولوں گی، کیونکہ انہوں نے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام سے میری سفارش نہیں کی تھی، مجھے یقین ہے کہ اگر وہ میرے کریم بابا علیہ الصلواۃ والسلام سے میرے لے جانے کی سفارش کرتے تو بابا ان کی بات کبھی نہ ٹالتے، اور مجھے ضرور ساتھ لے جاتے

پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا سر اطہر چوم کر فرماتیں کہ بیٹی! ناراضگی اور گلے شکوے تو اپنے ہمسر و ہم مرتبہ افراد سے زیبا ہوتے ہیں، ہم تو آپ کے غلام ہیں، بھلا کوئی غلاموں اور کنیزوں سے بھی ناراض ہوتا ہے؟

جس وقت ام العبّاس صلواۃ اللہ علیہا نے عاجزانہ انداز میں بات کی تو ملکہءِ فراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ آپ بجا فرماتی ہیں، آپ کا حکم سر آنکھوں پر، اب ہمیں کسی سے کوئی شکوہ نہیں ہے، کیونکہ دکھ تو یہی تھے کہ جو ختم ہو گئے ہیں، رونے کے دن گزر چکے ہیں، ویسے بھی جب سبھی احباب تشریف لائیں گے تو ان سے ملنے کی خوشی میں تمام گلے شکوے خود ہی ختم ہو جائیں گے

تاریخ کی سب سے بڑی ستم ظریفی یہ ہے کہ یہ فقط حالات و واقعات بیان کرتی ہے مگر کیفیات و احساسات کو بے دردی سے کچل کر رکھ دیتی ہے مثلاً

اس موقع پر کوئی صاحب تاریخ ہمیں یہ نہیں بتاتا کہ پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی مسند سجاتے ہوئے ملکہءِ فراق معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے کیا محسوس کیا ہوگا؟ جب

پروردگار ِحسنِ ازل شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا کمرہ کھول کر وہاں ان کا بستر لگایا ہوگا تو انہیں کتنی مسرت محسوس ہوئی ہوگی؟

پاک معظّمہ بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پر امید تھیں کہ شاید میرے بھائی کی شادی ہو چکی ہوگی، عین ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں بھی دادی معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا سے مشورے کرتی رہی ہوں کہ ان کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کو میں منہ دکھائی میں کیا دوں؟ یا دلہن کے شایانِ شان کمرہ سجایا ہو

میں نے خود تو کسی کتاب میں نہیں پڑھا مگر متقدمین ذاکرین بیان فرمایا کرتے تھے جس وقت بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کا گہوارہ لگانے لگیں تو تین مرتبہ کوشش کرنے کے باوجود گہوارہ نہ لگایا جا سکا، کیونکہ گہوارے کی ڈوریاں ٹوٹ جاتی تھیں یا پھر ایک طرف سے لگانے کی کوشش کرتیں تو دوسری طرف سے گر جاتا تھا، اس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا روتے ہوئے پاک نانی ام المومنین صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آ کر کہنے لگیں کہ نانی اماں! دعا فرمائیں خدا خیر کرے، میرے معصوم بھائی خیریت سے ہوں، اور اپنی پاک ماں کو ہمیشہ نصیب رہیں، کیونکہ ایک ایسا بدشگون سامنے آیا ہے کہ میرا دل گھبرا رہا ہے، جس نے مجھے بہت پریشان کر دیا ہے، جب انہوں نے وجہ پوچھی تو ملکہ ءِ ہجر صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ نانی اماں صلواۃ اللہ علیہا! ابھی کچھ دیر پہلے میں نے اپنے معصوم بھائی شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کا گہوارہ لگانا چاہا مگر میں نہیں لگا سکی، کیونکہ ایک طرف سے آراستہ کرتی ہوں تو وہ دوسری طرف جھک جاتا ہے، پھر جب دوسری طرف سے درست کرنے لگتی ہوں تو وہ خاک پر گر پڑتا ہے، اور اس کی ڈوریاں ٹوٹ جاتی ہیں

میرا دل ہول رہا ہے، خدا جانے تقدیر کی رضا کیا ہے؟ مقدر مجھے شاید اس سے زیادہ دکھ دِکھانا چاہتا ہے، اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم سب مل کر مزار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جا کر قافلہ ءِ تسلیم و رضا کی خیر و عافیت سے واپسی کی دعا کریں سب عزاداران آنسو بھری آنکھوں سے دعا فرمائیں کہ خدا کرے اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو خوشیاں نصیب ہوں کہ آلام و مصائب نے جنہیں سات سال کی عمر میں ضعیف کر دیا تھا، ہجر و فراق نے جن کی کمر جھکا دی تھی، جن کی نگاہوں کا نور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی شکل میں ہمیشہ کیلیئے روٹھ کر دور چلا گیا تھا ان کے پاک منتقم حقیقی عجل اللہ فرجہُ الشریف اب فوراً سے پہلے تشریف لا کر ان کے مہجور اور زخمی دل پر وصل حبیب اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا ایسا مرہم لگائیں اور انہیں اتنی زیادہ خوشیاں عطا فرمائیں کہ انہیں تمام دکھ بھول جائیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجّل فَرَجھُم بقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 30

﴿ داخلہ مدینہ ﴾

(حصہ دوم)

11 شعبان یا 18 شعبان سن 61 ہجری = 5 مئی یا 12 مئی 681 عیسوی بروز جمعہ مدینہ سے شمال مشرق کی طرف سے معدن النقرہ کے راستے پر ایک مختصر سا کارواں محوسفر ہے جو کوفہ سے مدینہ کی طرف آ رہا ہے، دن کا پہلا پہر ہے اور یہ قافلہ مسلسل مصروف سفر ہے، قافلہ میں جو مستورات کے محمل ہیں ان کے سر پوش سیاہ ہیں، کچھ سامان بردار اونٹ ہیں، جن پر سامانِ سفر ہے، محملوں کے ساتھ کچھ گھوڑے سوار ہیں، ان پاک محملوں کے چاروں طرف کافی فاصلے پر شامی فوج کے سپاہی گھوڑوں پر سوار چلے آ رہے ہیں جن کا سالار نعمان بن بشر انصاری ہے

یہ قافلہ ان غرباء کا ہے کہ جو سرزمین کربلا میں لٹ گئے، ان محملوں میں وہ پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن ہیں کہ جو تبلیغ اسلام سے فارغ ہو کر کافی عرصہ کے بعد وطن واپس تشریف لا رہے ہیں

آپ سوچتے ہوں گے کہ میں نے 11 یا 18 شعبان کیوں کہا ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت قافلہ پاک نے مدینہ کے باہر قیام فرمایا تو بشیر ابن جزلم کو ان کی تشریف آوری کی اطلاع دینے کیلئے مدینہ شہر میں بھیجا گیا تھا

اب اس بارے میں تاریخ کی کتب میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں، پہلی روایت یہ ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور نمازِ جمعہ کے خطبے میں حکومتی خطیب عوام کو یہ اطلاع دینے میں مصروف تھا کہ پاک کاروانِ تسلیم ورضا کوفہ سے روانہ ہو چکا ہے اور وہ کسی وقت بھی مدینہ پہنچ سکتا ہے، حکومت وقت کی طرف سے آپ سب کو عام اجازت ہے، کسی قسم کی پابندی، ممانعت یا رکاوٹ نہیں ہے، آپ جس طرح چاہیں اس پاک قافلہ کا استقبال کر سکتے ہیں

مسجد نبوی میں سرکاری خطیب نے عوام کو نمازِ جمعہ کے وقت یہ خبر دی اور اس کے بعد واقعاتِ کربلا سنانا شروع کیے ہی تھے کہ اچانک بشیر ابن جزلم کی آواز مدینہ کی فضاؤں میں گونجی کہ

☆ یا اهل یثرب لا مقام لکم بها

اے اہلیانِ یثرب! مدینہ اب رہنے کے قابل ہی نہیں رہا

دوسری بات یہ ہے کہ جب ہم قافلہءِ تسلیم و رضا کی مدینہ واپسی کے واقعات کو تاریخوں کے تناظر میں دیکھتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ وہ شعبان کے دوسرے عشرے کا کوئی جمعہ تھا، اور تقویم کے حساب سے سن 61 ہجری ماہِ شعبان کے دوسرے عشرے میں دو جمعے آتے ہیں، ایک 11 شعبان کو اور دوسرا 18 شعبان کو اور میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ قرین قیاس 18 شعبان والا جمعہ ہے، اس لئے میں نے ابتدا میں دونوں تاریخیں بیان کر دی ہیں ...... (واللہ اعلم بالصواب)

المختصر! جس وقت فصیلِ مدینہ کی دیواریں نظر آنے لگیں تو سالارِ قافلہ جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کو اطلاع دی کہ اب مدینہ کی دیواریں نظر

آ رہی ہیں، ملکہ ءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اپنے خاندان کے علاوہ جو غیر لوگ ساتھ ہیں، انہیں کہیں کہ وہ ذرا دور ہٹ جائیں کیونکہ ہم اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر کی زیارت کرنا چاہتے ہیں، جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے حکم پر جب سبھی لوگ ہٹ گئے اور پردہ کا انتظام ہو چکا تو پاک مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیہن نے اپنے محملوں کے سر پوش ہٹائے، جس وقت جناب شریکتہ الحسینؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی نظر مدینہ کے در و دیوار پر پڑی تو صبر و ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے اور بے ساختہ لب ہائے اطہر سے بین نکلا کہ☆

مدينة جدنا لا تقبلينا
فبالحسرات والاحزان جيئنا
خرجنا منك بِاهلين جمعاً
رجعنا لا رجال و لا بنينا

اے ہمارے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر! اب ہمیں قبول نہ کرنا، کیونکہ ہم اتنی حسرتوں اور دکھوں کے ساتھ واپس آ رہے ہیں کہ دوبارہ شاید ہی کبھی آباد ہو سکیں جب ہم یہاں سے روانہ ہوئے تھے تو تمام عزیز و اقارب ہمارے ساتھ موجود تھے، یعنی ہمارا پاک گھر شموس و اقمارِ حسن و جمال سے بھرا ہوا تھا...... مگر اب نہ تو وہ جوان بھائی ہیں اور نہ ہی ہمارے حسین و جمیل بیٹے ہمارے ساتھ ہیں، یعنی ہمارا وہ بھرا گھرا اجڑ چکا ہے، اے مدینہ! ہمارے مصائب کا ذرا اندازہ تو کر

با برادر رفته بودم بے برادر آمدم

تاج بر سر رفته بودم خاك بر سر آمدم

﴾﴿

ذرا دیکھ تو سہی کہ ہم اپنے فخر روزگار پاک بھائیوں کے حلقہ میں روانہ ہوئے تھے مگر آج ان بھائیوں کے بغیر تنہا واپس آ رہے ہیں، جب یہاں سے گئے تھے تو بخت واقبال کا تاج ہمارے سر اطہر پر موزوں تھا، مگر آج ہمارے پاک سر میں خاکِ کربلا ہے، کیا اب بھی ہماری آبادی کی کوئی صورت باقی رہ گئی ہے؟

اسی اثنا میں جناب سجاّدؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے ایک مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا! ذرا پہچاننے کی کوشش کریں، یہی وہ مقام ہے کہ جہاں روانگی کے وقت آپ کے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام نے قیام فرمایا تھا اور یہیں اپنی مدینہ کی آخری شب بسر کی تھی

معظّمہ ءِ کونین بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بیٹا! اسی جگہ محمل روک دیں، ہم اپنے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کے قیام کی جگہ پر کچھ وقت گزاریں گے، کیونکہ اس جگہ سے ہماری بہت سی یادیں وابستہ ہیں، جب کسی دکھی بہن کے بھائی عالم بقا کی طرف چلے جاتے ہیں تو مجبور وبیکس بہن کو بھائیوں کی ایک ایک چیز کی قدر واہمیت کا اندازہ تبھی ہوتا ہے، ان یادگاروں کی عزت وعظمت کوئی میرے دل سے پوچھے

حکم کی تعمیل میں محملوں کو بٹھا دیا گیا اور خیام ایستادہ کیئے جانے لگے، خیام نصب ہوتے دیکھ کر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو وہ وقت یاد آ گیا کہ جب پردوں کے ضامن شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام نے خیام لگائے تھے، قناتیں آراستہ ہونے لگیں تو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام یاد آنے لگے کہ انہوں نے ہی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے

پردوں کی محافظت فرمائی تھی، پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہافرمانے لگیں کہ ایک سال بیت جانے کے باوجود وہ تمام مناظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہیں، اسی مقام پر تو میرے پیکر وفا بھائی عباؑس علیہ الصلواۃ والسلام نے پردوں کا انتظام فرمایا تھا، ہمیں محملوں سے اتارنے کیلیئے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام اور شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام سب سے پیش پیش تھے، جب میں ان دونوں کے سہارے محمل سے اتر کر خیام میں آئی تھی تو میرے فخر وانبساط کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، مگر افسوس کہ آج حسرت و یاس ہی باقی رہ گئی ہے، کچھ بھی تو نہیں بچا ہے، رونق صحن نبوت، نونہالانِ چمن رسالت کو ظلم کی بادِ سموم نے لوٹ لیا ہے، اب تو تنہائی اور غم وآلام ہی ساتھی ہیں کہ جو زندگی بھر ساتھ ہی رہیں گے، کافی دیر تک اسی طرح ایک ایک بات کو یاد فرماتے ہوئے اشک فشانی جاری رہی، جب اشکوں کے آبِ طاہر واطہر سے قلب ہائے مضطر کے نیم مندمل زخموں کو غسل یادِ رفتگاں دیا جا چکا تو پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے خیام کو زینت بخشی، مولا امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کا خیمہ باہر والی قنات کے پاس لگایا گیا، آپ کچھ دیر تک تو گریہ کناں رہے، یاقوت بیز اشکوں کے آبِ بقا سے مدینہ کی سنگلاخ زمین کی آبیاری کرنے کے بعد ایک غلام کو حکم فرمایا کہ شامی فوجیوں میں سے بشر ابن جزلم ابن شتر اسدی نامی سپاہی کو بلا لاؤ، جب وہ سرِ نیاز جھکائے حاضرِ بارگاہِ امامت ہوا تو امام نے بجھے بجھے سے لہجہ میں فرمایا کہ

☆ قال یا بشیر رحم الله اباك لقد كان شاعراً فهل تقدر علىٰ شی منه قال بلیٰ یا بن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انی لشاعر فقال ادخل المدینة و انع ابا عبدالله علیہ الصلواۃ

والسلام

اے بشیر! خدا تمہارے باپ جزلم پر رحم فرمائے، وہ ہمارا شیعہ تھا، اور ایک عظیم شاعر بھی تھا، کیا تجھے بھی شاعری سے کچھ رغبت ہے؟ اس نے عرض کیا کہ آقا! آپ کے کرم سے شاعری کی کچھ سوجھ بوجھ مجھے بھی ورثہ میں ملی ہے

فرمایا کہ تمہارا باپ ہماری آبادی، خوش نصیبی، اور مسرتوں کی داستان بیان کرنے میں رطب اللسان ہوا کرتا تھا اور ہمارے موسم بہار پر کلام موزوں کیا کرتا تھا، مگر آج ہم خزاں گزیدہ ہوکر واپس آئے ہیں، اور اس خزاں نے ہمارے نو بہار چمن کو یوں اجاڑ دیا ہے کہ جیسے ہم کبھی آباد ہی نہیں تھے، جیسے بہار نے کبھی ہمارے گھر کو اپنا مسکن بنایا ہی نہیں تھا

بشیر! ہماری خواہش ہے کہ تم ہی جا کر اہل مدینہ کو ہماری آمد کی اطلاع اس رنگ میں دو کہ ہمارے مصائب پر مبنی مرثیہ پڑھتے ہوئے جاؤ تا کہ لوگوں کو پتا چل جائے کہ مدینہ کے سردار کربلا معلیٰ کو آباد کرنے کے بعد شام فتح کر کے واپس آ گئے ہیں ...... حکم کی تعمیل میں بشیر ابن جزلم نے ایک مرثیہ لکھا، جس کا مطلع یہ تھا

☆یا اهل یثرب لا مقام لکم بها

کہ اے اہل یثرب! مدینہ اب رہنے کے قابل ہی نہیں رہا ہے

اس نے ایک سیاہ علم کاندھے پر اٹھایا، اور گھوڑے پر سوار ہوکر روتا ہوا مدینہ شہر کی جانب روانہ ہوا

بشیر ابن جزلم خود روایت کرتا ہے کہ جس وقت میں مدینہ کی شہر پناہ یعنی فصیل شہر کے سامنے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دروازہ سے باہر حسن و معصومیت کا مرقع چار یا

پانچ سال کا ایک معصوم شہزادہ بیٹھا ہوا نظر آیا، جونہی میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے میرے قریب آ کر بے تابی سے سوال کیا کہ

اے شیخ! اللہ تم پر رحم فرمائے، کہاں سے آ رہے ہو؟

میں نے جواب دیا کہ کوفہ سے آ رہا ہوں، انہوں نے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس میرے آقا و مولا سے متعلق بھی کوئی خبر ہے؟ میں نے عرض کیا کہ معصوم شہزادے! آپ کے آقا و مولا کون ہیں؟ معصوم نے فرمایا کہ ہمارے آقا و مولا فرزند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام ہیں، کیا ان کے بارے میں آپ کے پاس کوئی خبر ہے؟ میں نے پوچھا کہ آپ کی تعریف کیا ہے؟ آپ کون ہیں؟

پاک شہزادے نے فرمایا کہ

☆ انا عبیداللہ ابن عباس ابن علی ابن ابیطالب علیہم الصلواۃ والسلام

میں مخدومہ عِ کونین صلواۃ اللہ علیہا کے وفادار غلام شہنشاہِ وفا جناب ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا فرزند عبیداللہ علیہ الصلواۃ والسلام ہوں

بشیر کہتا ہے کہ یہ سنتے ہی میں فوراً سواری سے اترا، اور اس معصوم کی پیشانی کو بڑے ادب سے بوسہ دیا، اور پوچھا کہ اس وقت آپ شہر سے باہر تنہا کیوں کھڑے ہیں؟ پاک شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام نے جواب دیا کہ جب میرے آقا مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کربلا روانہ ہوئے تھے تو اس وقت اپنی ایک بیمار دختر صلواۃ اللہ علیہا کو گھر چھوڑ گئے تھے، اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو اپنے بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سے بے پناہ محبت تھی، اس لئے وہ اپنے بھائی کے فراق میں انہیں یاد کر کے

دن رات گریہ کرتی تھیں، میں نے ان سے عرض کیا تھا کہ آپ اس طرح دروازے پر بیٹھ کر انتظار نہ کیا کریں، یہ ڈیوٹی میں دوں گا اور شہر سے باہر آپ کے بھائی کا انتظار کروں گا، مگر شرط یہ ہے کہ میری واپسی تک آپ گریہ نہیں فرمائیں گی

انہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا، اس لئے میں روز صبح سے شام تک اس مقام پر ان کے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کا انتظار کرتا رہتا ہوں، میرے یہاں بیٹھنے کا اور کوئی فائدہ نہ بھی ہو تو یہی بات کیا کم ہے کہ جب تک میں یہاں بیٹھا رہتا ہوں وہ مجھ سے کیئے گئے وعدہ کے مطابق گریہ نہیں فرماتی ہیں

اب آپ مجھے میرے آقا و مولا علیہ الصلواۃ والسلام کی کوئی خبر سنائیں تاکہ میں فوراً جا کر اپنی پاک مرشد زادی صلواۃ اللہ علیہا کو خوش خبری دے سکوں

اپنے پاک بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی آمد کی خبر سن کر میری پاک مرشد زادی صلواۃ اللہ علیہا خوش ہو جائیں گی، ان کی گریہ وزاری بند ہو جائے گی، جب اپنے بھائی سے ملاقات کریں گی تو انشاءاللہ پھر کبھی نہیں روئیں گی

بشیر بیان کرتا ہے کہ شہزادے کی معصومیت میں ڈوبی ہوئی گفتگو سن کر میں ضبط نہ کر سکا، اور ان کا پاک سر چوم کر عرض کیا کہ میں آپ کی وفا پر قربان جاؤں، آپ اپنی پاک مرشد زادی صلواۃ اللہ علیہا کو جا کر اطلاع دیں کہ مدینہ کے سردار واپس تشریف لا چکے ہیں...... یہ سنتے ہی اس معصوم شہزادے کے رخِ انور پر بے پناہ خوشی کی لہر دوڑ گئی، اور انہوں نے فوراً دوسرا سوال کیا کہ اے بزرگ! آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا میرے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام بھی تشریف لائے ہیں؟ جب انہوں نے

یہ سوال کیا تو میں اس غیر متوقع سوال سے گھبرا گیا اور مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے میں نے سوال کیا کہ اگر آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام واپس تشریف لے آئے ہوں تو آپ کیا کریں گے؟ اس پاک معصوم شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام نے مسکرا کر فرمایا کہ اگر ایسا ہوا تو پھر میں فوراً گھر جا کر یہ خوش خبری اپنی معظّمہ دادی صلواۃ اللہ علیہا کو سناؤں گا، اس کے بعد یہ میلے کپڑے اتاروں گا، اور نئے کپڑے پہن کر اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا استقبال کروں گا، واللہ بابا کیلئے میرا دل بہت زیادہ اداس ہے

جب میں نے یہ بات سنی تو میں بہت دل گرفتہ ہوا، مگر مجھے حوصلہ نہ ہوا کہ انہیں حقیقت سے آگاہ کروں، مجھے ڈر تھا کہ شاید یہ معصوم شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام حقائق برداشت نہ کر سکے، اس لئے میں اپنے آنسو چھپانے کیلئے اپنا رخ دوسری طرف کرتے ہوئے چل پڑا، اس معصوم شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام نے میری عبا کے دامن کو پکڑ کر فرمایا کہ

اے شیخ! تجھے اللہ کا واسطہ، مجھے جلد بتا کہ کیا میرے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام آئے ہیں؟ مجھے بابا سے ملاقات کا بہت زیادہ اشتیاق ہے

بشیر کہتا ہے کہ ان کی بے تابی کو دیکھتے ہوئے میں زبان سے تو کچھ نہ کہہ سکا، البتہ ان کی جانب نگاہ کرتے ہوئے میں نے اس معصوم کے سر اطہر پر اس طرح ہاتھ پھیرا کہ جس طرح کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں

میرے ایسا کرنے سے ایک دم وہ پاک شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام سکتے میں آ گیا، حیرت سے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، جن میں سے آنسوؤں کی برسات شروع

ہو گئی، پھر بہت ہی دھیمی آواز میں انہوں نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اے شیخ کیا میں واقعی یتیم ہو گیا ہوں؟

اس وقت میں نے روتے ہوئے بہ دِقت انہیں آگاہ کیا کہ شہزادے! آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام واپس نہیں آسکے ہیں، اور آپ واقعی یتیم ہو چکے ہیں، میں زیادہ تفصیل تو عرض نہیں کرسکتا، البتہ اتنا کہتا ہوں کہ آپ اپنی معظّمہ دادی صلواۃ اللہ علیہا کو ان کی شہادت کی خبر سنا سکتے ہیں ...... یہ بات سنتے ہی پھر وہ معصوم شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام ایک لمحہ بھی وہاں رکے نہیں بلکہ روتے ہوئے گھر کی جانب دوڑے گھر پہنچتے ہی اپنی پاک دادی معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش میں گر پڑے اور رو رو کر انہیں بتانے لگے کہ دادی اماں! میں نے سنا ہے کہ میرے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام واپس نہیں آئے ہیں، آپ میرے سر میں خاک ڈالیں کیونکہ میں یتیم ہو چکا ہوں مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی ہے کہ میرے آقا و مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے میرے بابا کو کیوں نہیں بچایا، ہم تو عقیلہء بنی ہاشم معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے نوکر تھے، خدا جانے ان کے بے کراں کرم سے کیوں اور کیسے محروم رہے؟

جناب ام العباسؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے لختِ جگر کو فوراً گلے لگایا، پیار کیا اور دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے لعل! جس شخص نے آپ کو یہ خبر سنائی ہے، جا کر اس سے کہیں کہ وہ فوراً ہمارے درِ اقدس پر آئے اور ہمیں تفصیلات سے آگاہ کرے، ہمیں اس بات پر یقین ہی نہیں آرہا ہے، اور نہ ہی دل اس کو ماننے پر تیار ہے، کیونکہ جب ہم اپنے لختِ جگر شیر فرزند کی جوانی پر نظر کرتے ہیں، پھر عرب و عجم کی سرزمین پر نگاہ کرتے ہیں تو کائنات میں ہمیں کوئی ایسا جری جوان دکھائی

ہی نہیں دیتا کہ جو میرے جوان بیٹے کی غضب آلود نگاہ کو ہی برداشت کر سکے
آپ جلدی سے جا کر بشیر ابن جزلم کو بلا کر لائیں، ہم خود ہی ان سے پوچھتی ہیں
دوسری طرف مدینہ شہر میں منادی کی طرح ندا دیتے ہوئے اور اطلاعِ عام دیتے
ہوئے بشیر ابن جزلم مسجد نبوی میں داخل ہوا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزارِ
مقدس کے قریب آ کھڑا ہوا، راستے میں بار بار اس نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ
جس نے تفصیل سننا ہو وہ فوراً مسجد نبوی میں چلا آئے، میں ادھر ہی جا رہا ہوں
جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ اہل البیت توحید علیہم الصلواۃ والسلام کے خانہءِ اطہر کا
دروازہ مسجد نبوی میں کھلتا تھا، معظّمہ ام العبّاس بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے حکم پر اس
دروازہ کے باہر ایک اضافی پردہ فوراً آویزاں کیا گیا، اور گھر اطہر کی پاک
مستورات صلواۃ اللہ علیہن پس پردہ تشریف لے آئیں

بشیر ابن جزلم مزارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب واقعاتِ کربلا بیان کرتا رہا، اہل
مدینہ کا وہاں بہت زیادہ اژدھام تھا اور لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے اور
ان کی چیخیں نکل رہی تھیں جس کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی

جس وقت بشیر ابن جزلم اپنی بات مکمل کر چکا تو جناب ام العبّاس صلواۃ اللہ علیہا اور حرم
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب عبید علیہ الصلواۃ والسلام کو فرمایا کہ بیٹا! جلدی سے جا کر
بشیر ابن جزلم سے کہو کہ وہ درِ اقدس پر آئے، ہم ان سے کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں
حکم کی تعمیل میں بشیر ابن جزلم درِ اطہر پر حاضر ہوا، اور تعظیماً سر جھکا کر عرض کرنے
لگا کہ غلام حاضر بارگاہ ہے، حکم فرمائیں

معظّمہ ام العبّاس بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی ایک کنیز کو فرمایا، اس سے پوچھیں کہ ابھی

کچھ دیر پہلے اس نے یہ بتایا ہے کہ میری وارثِ تطہیر پردہ دار بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن کوفہ وشام کے بازاروں اور درباروں میں لے جائی گئی ہیں، مگر ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی ہے کہ ہمارے کردگارِ وفا بیٹے عباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کے ہوتے ہوئے کوئی انہیں شام لے جانے کی جرأت کیسے کرسکتا ہے؟ اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ ان کی موجودگی میں میری پاک بیٹیاں صلواۃ اللہ علیہن شام تشریف لے گئی ہیں تو پھر ہم قیامت تک نہ اسے بیٹا کہہ کر بلائیں گے اور نہ ہی ان سے کلام فرمائیں گے

بشیر نے رو کر عرض کیا کہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا! جب تک فضل کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام موجود رہے تو کوئی ظالم خیام فلک احتشام کی طرف نگاہ کرنے کی جسارت بھی نہیں کرسکا، مگر جب وہ شہید ہو گئے تو پھر چونکہ کسی ظالم کے دل میں کوئی خوف باقی نہیں رہا تھا، کوئی رکاوٹ نہ رہی تھی، اس لئے وہ سب کچھ واقعی ہوا کہ جو میں نے بیان کیا ہے

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے کنیز سے فرمایا کہ اس سے دوبارہ پوچھیں، کیا یہ سچ ہے کہ واقعی میرا اسد کردگار بیٹا عباؑس علیہ الصلواۃ والسلام شہید ہو گیا ہے؟

بشیر ابن جزلم نے سر جھکا کر عرض کیا کہ واللہ وہ شہید ہو گئے ہیں

جناب ام العباؑس صلواۃ اللہ علیہا نے دریافت فرمایا کہ میرے فرزند کو شہید کرنے والے کتنے آدمی تھے؟

بشیر ابن جزلم نے عرض کیا کہ انہیں شہید کرنے والے تین آدمی تھے، جو دربارِ یزید ملعون میں انعام کے مستحق قرار دیئے گئے تھے

پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا، واللہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا، صرف تین ملعون

میرے لعل کو زین سے نہیں اتار سکتے، ہمیں یقین ہے کہ پورا عرب مل کر بھی مقابلے کی جرأت نہیں کرسکتا تھا، تو کہتا ہے کہ وہ صرف تین ملاعین تھے

بشیر نے عرض کیا کہ میں اس وقت یزید ملعون کے دربار میں موجود تھا اور دیکھ رہا تھا کہ جب آپ کے پاک فرزند علیہ الصلواۃ والسلام کے تینوں قاتل وہاں پہنچے، وہ تینوں ایک دوسرے سے بڑھ کر فخریہ انداز میں انعام طلب کر رہے تھے، وہ ایک قیامت خیز منظر تھا کہ جس وقت پاک بہنوں کے سامنے ان کے بھائیوں کے قاتل انعام طلب کر رہے تھے، اور پھر وہ ملعونِ ازل ان پر انعامات ونوازشات کی بارش کرر ہا تھا، ان کے کارناموں کو سراہتے ہوئے ان کی دستار بندی کرر ہا تھا

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پھر سوال فرمایا، مجھے یہ بتاؤ کہ میدانِ جنگ میں بوقت جہاد ہمارے لختِ جگر کے پاس کیا سلاحِ حرب وضرب موجود تھے، کیا ان کے دست قدرت شعار میں نیزہ یا تلوار تھی؟

اس وقت بشیر بے تحاشہ رونے لگا، اور عرض کیا کہ معظّمہ! افسوس تو اسی بات کا ہے کہ انہیں میدان کی جانب روانہ کرتے ہوئے کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے ہر چیز خود وصول فرمائی تھی، نہ ان کے پاس نیزہ تھا، نہ تلوار تھی، نہ تیرکمان تھا، حتیٰ کہ خود اور زرہ بکتر بھی ان کو نہیں پہننے دیئے گئے تھے، جب وہ میدانِ جہاد میں تشریف لائے تو ایک پاک علم ان کے ہاتھ میں تھا اور ایک خشک مشک ان کے پاس تھی

بلکہ یہ بات بھی سننے میں آئی ہے کہ جن پاک بازوؤں پر مخدراتِ توحید صلواۃ اللہ علیہن ہمیشہ ناز کیا کرتی تھیں، جن بازوؤں کی قوت وطاقت سے دشمن ہمیشہ خوف زدہ اور لرزہ براندام رہا کرتے تھے، روانگی کے وقت کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے انہیں

بھی دم فرما کر بے بس کر دیا تھا

جس وقت جناب ام العباسؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے لختِ جگر کی بے بسی اور مجبوری کا حال سنا تو جنت البقیع کی جانب منہ کر کے فرمانے لگیں کہ

اے ملکہ عِ عالمین معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ! میرے بیٹے کا کوئی قصور نہیں ہے، لِلّٰہ اپنے نوکر کو معاف فرما دیجیئے گا، وہ بہت زیادہ مجبور کر دیا گیا تھا، اس کی زندگی میں تو آپ کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پردے کی طرف کسی نے نگاہ تک نہیں کی تھی آپ کے پاک فرزند علیہ الصلواۃ والسلام نے انہیں اتنا زیادہ پابند کر دیا تھا کہ وہ سوائے شہید ہونے کے کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا، حالات ہی ایسے پیدا کر دیئے گئے تھے کہ وہ شہید ہو گیا، ہاں ! اگر ان کے دستِ قدرت میں تلوار ہوتی تو پھر نہ ہی کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام شہید ہوتے، نہ ہی کوئی خیام کی طرف جسارت کا قدم بڑھا سکتا، اور نہ ہی آپ کی پاک شہزادیوں صلواۃ اللہ علیہن کو شام کے بازاروں اور درباروں تک جانا پڑتا

آپ مالک ہیں، وہ تو آپ کا غلام تھا، امر کی پابندیوں نے اس کے بازوؤں کو بے بس اور مفلوج کر دیا تھا، مجھے اس کی شہادت کا کوئی ارمان نہیں، اس جیسے میرے لاکھ عباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام ہوتے تو میں قربان کرنے میں ذرا بھر گریز یا توقف نہ کرتی، مگر یہ درد ہمیشہ ناسور بن کر دل میں رہے گا اور زندگی بھر رلاتا رہے گا کہ کاش میرے لختِ جگر کا بس چلتا تو وہ آپ کی کسی کنیز کی پاک نعلین کو بھی شام نہ جانے دیتے

تمام مومنین سے التماس ہے، تہہ دل سے دعا فرمائیں کہ سرکار کرد گارِ صدق و وفا

جناب ابوالفضل العباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے محزون و مغموم دل کی سب امیدیں برآئیں، ان کی تمام حسرتیں پوری ہوں، ان کے پاک دل سے مخدراتِ عصمت تو حید صلواۃ اللہ علیہن کے پردوں کے غم ہمیشہ کیلئے محو ہو جائیں، اور یہ صرف اور صرف اسی صورت میں ہی ممکن ہے کہ ہمارے امام زمانہ، سرکار قائمؑ آلِ محمد عجل اللہ فرجہ الشریف منتقم حقیقی بن کر جلد از جلد تشریف لائیں، اور جناب ابوالفضل العباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کو اذنِ جہاد و انتقام عطا فرمائیں، چودہ صدیوں سے دل میں پلنے والی ظالمین سے بدلہ لینے کی ہر تمنا کی تکمیل ہو، اور پھر کبھی کسی دکھ یا غم کا سایہ ان کے نقش کف نعلین تک بھی نہ پہنچ سکے

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَیهِ وَ عَلٰی آلِهٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 31

﴿داخلہ مدینہ منورہ﴾

(حصہ سوم)

مدینہ منورہ کی گلیوں میں ایک ناقہ سوار باب الکوفہ سے مزارِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آ رہا ہے، جس نے ایک سیاہ علم اٹھایا ہوا ہے، اس کی ناقہ کے دونوں کان جزوی کٹے ہوئے ہیں، جن سے تازہ خون جاری ہے
اہل عرب کے نزدیک یہ امر اس بات کی علامت سمجھا جاتا تھا کہ کوئی عظیم حادثہ یا سانحہ رونما ہوا ہے، جس کی اطلاع دینے کیلئے قاصد جارہا ہے
ناقہ سوار کا عمامہ گلے میں ہے، سر میں خاک ہے، ایک ہاتھ زیر گوش ہے، دوسرے ہاتھ سے وہ لوگوں کو اشارے سے متوجہ کر رہا ہے اور دردناک آواز میں روتے ہوئے مرثیہ پڑھ رہا ہے☆

یا اهل یثرب لا مقام لکم بها
قتل الحسینؑ و ادمعی مدرار
الجسم منه بکربلا مضرج
والراس منه علیٰ القناة یدار

يا اهل يثرب شيخكم و امامكم
هل فيكم احدا عليه الا يغار

﴿ مفہوم ﴾

اے اہل یثرب! مدینہ اب رہنے کے قابل ہی نہیں رہا ہے، کیونکہ اس شہر کے سید و سردار آپ کے آقا و مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اعوان و انصار کے ساتھ شہید ہو چکے ہیں، اور ان کے پسماندگان انتہائی غربت اور کسمپرسی کی حالت میں واپس تشریف لے آئے ہیں، ملکہءِ عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک معظّمہ بیٹی مخدومہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا جو کبھی اٹھارہ بھائیوں کی بہن تھیں، ان کے سبھی فخر روزگار بھائی شہید ہو چکے ہیں اور وہ بغیر بھائیوں کے وطن واپس پہنچ چکی ہیں
مگر افسوس صد افسوس کہ جب وہ یہاں سے روانہ ہوئی تھیں تو پاک بھائی انہیں لاکھ لاکھ عزت و احترام سے لے گئے تھے، مگر آج وہ تمام مال و اسباب راہِ خدا میں قربان کر کے خالی ہاتھ واپس آئی ہیں
اے لوگو! ماتم اور گریہ کرو کہ تطہیر کی وارث پاک بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا جو ہزار پردوں میں یہاں سے گئی تھیں، کوفہ اور شام کے بازار، دربار اور زندان دیکھ کر واپس آ رہی ہے...... جب وہ یہاں سے روانہ ہوئی تھیں تو ان کے بھائی بیٹے اور بھتیجے ان کے ساتھ تھے، مگر آج فقط دو بیٹے زندہ بچا کر لے آئی ہیں، آج کسی مانگ میں سیندور نہیں ہے اور نہ ہی کسی کی آغوش میں کوئی معصوم نورِ نظر ہے
بشیر ابن جزلم کے مدینہ میں آنے کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ وہ ناقہ کی بجائے گھوڑے پر سوار تھا

خود بشیرا بن جزلم سے روایت ہے کہ جیسے جیسے میں اعلان کرتا ہوا گلیوں سے گزرتا رہا مدینہ کے زن و مرد میرے گرد جمع ہوتے گئے

☆ فما بقيت في المدينه مخدرة ولا محجوبة الا برزن من خدودهن مكشوفة و شعورهن مخمشة وجوههن ضاربات و خدودهن يدعون بالويل والثبور

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ شاید مدینہ کی تمام عورتیں بغیر پردہ کیئے، بال کھولے، منہ پر ماتم کرتی ہوئی گلیوں میں نکل آئی تھیں، اور ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ کی آوازوں سے مدینہ کے در و دیوار گونج رہے تھے، سبھی لوگ میری سواری کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، جب میں محلّہ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام میں داخل ہوا تو گریہ و ماتم کا کہرام اور زیادہ ہوگیا، آخر کار میں مسجد نبوی کے سامنے پہنچ کر سواری سے اترا اور صحن مسجد کو عبور کرتے ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک مزار پر پہنچا

زیارتِ ناحیہ میں امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف فرماتے ہیں کہ

☆فقام ناعيك عند قبر جدك الرسولؐ صلی الله علیه و آلہٖ وسلم

بشیرا بن جزلم ہمارے مظلوم کائنات پاک دادا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کی خبر لے کر مزارِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر آیا، اور رو رو کر کہنے لگا

☆ يا رسول الله قتل سبطك الحسين علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے اللہ کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ کے فرزند اصغر مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام شہید ہوگئے ہیں، وہ آپ کو بہت بہت سلام دیتے تھے

بشیرا بن جزلم کے مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہی جب لوگوں کی آہ و بکا کی آواز پاک گھر میں پہنچی تو جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب عبداللہ ابن جعفر طیار علیہما الصلوٰۃ

والسلام پا برہنہ، سر برہنہ دوڑتے ہوئے مسجد نبوی میں آئے، جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب محمدؑ حنفیہ نے سہارا دے کے مزارِ اقدس کے قریب بٹھایا اور خود پاس کھڑے ہو کر بشیر کی گفتگو سننے لگے

دوسری طرف پاک گھر میں موجود مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن نے یہ محسوس کیا کہ شاید مسافرۂ شام بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا پاک قافلہ جدا طہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار پر پہنچ چکا ہے ملکہءِ ہجر وفراق بیمارِ مدینہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا اپنی پاک نانی صلوٰۃ اللہ علیہا اور پاک دادی صلوٰۃ اللہ علیہا کے ہمراہ تطہیر کے پردہ میں پاک گھر کے دروازہ پر تشریف لے آئیں، چونکہ صحن مسجد میں مخلوق کا اژدھام تھا اس لئے انہیں دراطہر پر ہی رکنا پڑا

اس وقت بشیر ابن جزلم واقعات سنانے میں مصروف تھا، جس وقت اس نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاک ذکر شروع کیا تو بیمارِ مدینہ صلوٰۃ اللہ علیہا احتراماً کھڑی ہو گئیں ...... واقعاتِ شہادت مختصراً بیان کرنے کے بعد جب بشیر نے یہ کہا کہ اپنی حیاتِ طیبہ کے آخری لمحوں میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا تھا کہ میری مہجور پاک بہن صلوٰۃ اللہ علیہا کو میری طرف سے دعائیں اور سلام کہنا، اور میری طرف سے معذرت کرنا کہ مجبوریوں کے پیش نظر میں ان کے ساتھ ایفائے عہد نہیں کر سکا ...... یہ سن کر بیمارِ مدینہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی بے ساختہ چیخ نکلی اور درونِ پردہ رو کر فرمایا کہ

قربان زبان تو شوم در دم آخر
بر گو علیؑ اکبر بمن زار چه می گفت

تیری زبان و بیان پر قربان جاؤں، ایک مرتبہ پھر بیان کرو کہ دم آخر میرے

بھائی نے میرے بارے میں کیا فرمایا تھا
بشیر ابن جزلم نے در اطہر کے سامنے آویزاں پردے کی جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بلند آواز میں کہا کہ اس معصوم پردہ دار سے کہیں کہ خاموش رہیں جیسے ہی بشیر نے ہاتھ سے اشارہ کیا، جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے تلوار نیام سے نکالی، قبضے پر گرفت مضبوط کی، آنکھوں سے جلال کی سرخی عیاں ہوئی اور اسے جھڑک کر فرمایا کہ "تو کون ہے بنی ہاؑشم علیہم الصلواۃ والسلام کی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی طرف اشارہ کرنے والا"
آج اگر مزار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تقدس واحترام مانع نہ ہوتا تو تجھے میں تلوار کی نوک سے سمجھاتا کہ ہماری مقدس مستورات صلواۃ اللہ علیہا کی جانب اشارہ کرنے کی کیا سزا ہوتی ہے، اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ ہم کتنے غیور ہیں
جب بشیر کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس نے منہ پر ماتم کرتے ہوئے عرض کیا کہ آقا! مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے، میں اس جرم کی معافی چاہتا ہوں، مگر یہ نہ تو شام کا بازار ہے، نہ بدمعاشوں کا اجتماع ہے، نہ کسی شرابی ملعون کا دربار ہے، اور نہ ہی نو گھنٹے کی طویل پیشی ہے، جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام اس سے زیادہ نہ سن سکے، آپ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا، عالم جلال بشیر ابن جزلم کو بازو سے پکڑ کر فرمانے لگے کہ تم یہ اشاروں کنایوں میں کیا کہہ رہے ہو؟ کھل کے بات کرو کہ ہم پر کیا قیامت آچکی ہے؟
بشیر ابن جزلم نے مسجد نبوی کی دیوار سے سر ٹکرا کر کہا کہ آقا! کاش آپ شام کے بازار میں موجود ہوتے، اپنی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کو باپردہ محملوں میں بازار عبور

کرتے ہوئے دیکھتے، تطہیر کے پردوں میں محفوظ پاک بہنوں کے نورانی چہروں پر گرد آلود اور پریشان حال زلفوں کے پردے دیکھتے، یزید شرابی ملعون کے دربار میں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے سامنے رذیل ترین اور کمینہ صفت لوگوں کو طنزاً ہنستا ہوا دیکھتے تو شاید آپ برداشت ہی نہ کر سکتے

یہاں تو مسجد نبوی کا مقدس ماحول ہے، بدمعاش اور شرابی لوگوں کی گستاخانہ فضا تو نہیں ہے، کم سن پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا پس پردہ موجود ہیں، بازارِ شام میں تو ہر چوک پر لاکھوں لوگوں کے اجتماع میں پاک پردہ دارانِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کو عمداً کئی کئی گھنٹوں تک روک دیا جاتا رہا تھا...... آقا! خدا کی قسم وہ ایک قیامت خیز منظر تھا کہ جس وقت مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیہن بازار میں داخل ہوئے، لاکھوں کی تعداد میں تماشائی وہاں موجود تھے، رقص و سرود جاری تھا، طبل و ناقوس بجائے جا رہے تھے، سرعام شراب پی جا رہی تھی، ہر طرف سے ملاعین طنزیہ قہقہے لگا رہے تھے، ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے پاک پردہ کی وارث و مالک مستورات صلواۃ اللہ علیہن جب ایسے نجس ترین ماحول میں تشریف لائیں تو آپ کے لختِ جگر امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کی آنکھوں سے خون کے آنسو رکنے کا نام نہیں لیتے تھے جس وقت بشیر ابن جزلم نے یہ بات کی تو جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام برداشت نہ کر سکے اور مزارِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گر پڑے، اور مزارِ مقدس کو پکڑ کر عرض کرنے لگے کہ اے کریم ازل، اے رحمت عالمین! آپ خود انصاف کریں کہ جس بھائی کی پاک بہنوں کو ایسے ماحول میں جانا پڑے، وہ غیور بھائی غیرت کے صدمات سہنے کے بعد کیا زندہ رہنے کے قابل رہتے ہیں؟ آپ کے دین کی تکمیل

کیلئے میری پردہ دارِ عصمت بہنوں کو کن مراحل سے گزرنا پڑا ہے؟

فطرت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا دل مانتا ہے کہ جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام اور عبداللہ ابن جعفر طیار علیہما الصلواۃ والسلام دونوں نے اس موقعہ پر یہ دعا ضرور فرمائی ہو گی کہ اے ربِ محمد و آل محمد علیہم الصلواۃ والسلام! پردہ داری اور غیرت کے دکھ اب برداشت کے قابل نہیں رہے، تجھے اپنے پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و عظمت کی قسم، اب ہمارے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کو جلد ظاہر فرما، کیونکہ ہمارے آلام و مصائب کے ازالہ کی اور کوئی صورت ممکن ہی نہیں رہی

بشیر ابن جزلم نے جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آقا! اب مناسب یہی ہے کہ آپ دونوں سردار تشریف لے جا کر خود پاک قافلہءِ تسلیم و رضا کا استقبال کریں اور انہیں اپنے شہید بھائیوں اور بیٹوں کا پرسہ بھی دیں، اور پھر انہیں اپنی معیت میں شایانِ شان طریقہ سے گھر اطہر میں واپس لے آئیں دونوں سردار یہیں سے پاک قافلہ کے استقبال کیلئے روانہ ہوئے مگر چند قدم چل کر جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کے قدم رک گئے، آنکھیں برس رہی تھیں، خاموشی سے مسلسل زمین کو دیکھنے لگے، جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام نے شانہ ہلا کر پوچھا کہ آپ رک کیوں گئے ہیں؟

روتے ہوئے فرمانے لگے کہ ایک سوال کا جواب سوچ رہا ہوں مگر کوئی جواب ذہن میں نہیں آ رہا ہے، اسی لئے رک گیا ہوں، انہوں نے پوچھا کہ ایسا کون سا سوال ہے کہ جس کا جواب سمجھ میں نہیں آ رہا ہے؟

جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ زمانہ کا دستور ہے، جس بہن کا کوئی بھائی

موجود ہو، اور خوش قسمتی سے وہ جوان بھی ہو، کیسے ہی مشکل حالات کیوں نہ ہوں وہ بھائی ہر حال میں بہنوں کا خیال ضرور رکھتا ہے، اپنی زندگی میں کوئی بھائی اپنی بہنوں کو بازاروں یا درباروں میں نہیں جانے دیتا، اگر چہ اسے جان کی بازی ہی کیوں نہ لگانا پڑ جائے، اور اگر خدانخواستہ بھائی کی کسی مجبوری یا بے بسی کی وجہ سے ایسے حالات پیش آ جائیں تو پھر اس غیور بھائی کا زندہ رہنا ہرگز مناسب نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل ہی نہیں رہتا، آخر ہر شریف بھائی کو اپنی بہنوں کے پردے کا احساس تو ہوتا ہی ہے

میں یہی سوچ رہا ہوں کہ اب میں کس منہ سے اپنی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کا سامنا کروں گا؟ میرے پاس تو الفاظ ہی نہیں ہیں، میں انہیں کس طرح تسلی یا دلاسہ دوں گا؟ انہیں شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا پرسہ کس طرح دوں گا؟ جو اپنے پاک گھر میں رہتے ہوئے مزارِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اندھیری رات کے پردہ میں تشریف لاتی تھیں، اب وہ کوفہ و شام کی تلخ اور گستاخ فضا دیکھ کر واپس آ رہی ہیں، تو میں کیسے ان کے سامنے جاؤں گا؟ اور جب وہ مجھے آ کر ملیں گی تو میں شرم کے مارے ان کے سامنے سر نہیں اٹھا سکوں گا، یہی سوچ سوچ کر غیرت سے میرا جگر پھٹا جا رہا ہے

جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا بھائی! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم سب مامورِ امرِ امام علیہ الصلواۃ والسلام ہونے کی وجہ سے بے بس تھے، کچھ بھی تو نہیں کر سکتے تھے، اگر ہمارے بس میں کچھ ہوتا تو شاید یہ نوبت ہی نہ آتی ...... دوسری بات یہ ہے کہ خدا نخواستہ جب بہنوں پر ایسا وقت آ جائے تو انہیں سب سے زیادہ ضرورت

بھائیوں کی ہی ہوتی ہے، آپ کو دیکھ کران کی کچھ تو تسلی وتشفی ہو جائے گی، آپ یہ بھی تو سوچیں کہ آپ کی پاک بہنیں صلواۃ اللہ علیہن جب یہاں سے عراق کے سفر کیلیئے روانہ ہوئی تھیں تو ان کے ساتھ نو 9 پاک بھائی موجود تھے، مگر آج جب وہ واپس تشریف لا رہی ہیں تو ان میں سے ایک بھائی بھی ہمراہ نہیں ہے، آخران کا بھی تو بہنوں کا دل ہے، انہیں ضرور یہ آس رہی ہوگی کہ ہمارا ایک بھائی مدینہ میں بھی موجود ہے، ان سے مل کر سارے بھائیوں کی حسرت نکال لیں گی، کیونکہ اس وقت ان کی ہر آس، ہر امید، اور ہر حسرت آپ کی ذات ہی سے وابستہ ہے، آخر آپ کے سوا ان کا اس دنیا میں رہا ہی کون ہے؟ اس لئے آپ کا ان سے جا کر ملنا بے حد ضروری ہے کیونکہ اب آپ ہی تو ان کا واحد سہارا اور آسرا ہیں

جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے روتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا فرمان مبنی بر حقیقت اور بالکل سچ ہے مگر شرم وحیا کی وجہ سے مجھ میں اپنی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کا سامنا کرنے کی جرأت اور حوصلہ نہیں ہے، میں کیسے بہنوں کو منہ دکھاؤں، کس منہ سے جا کر بہنوں کو ان کے مقتولِ راہِ جفا بھائیوں کا پرسہ دوں، غیرت جگر کو کھائے جا رہی ہے، میں تو اب زندہ رہنا ہی نہیں چاہتا

اس احساس ہی سے میرا دل ڈوب رہا ہے کہ جس وقت عزیز واقارب کی اموات وشہادت کے مصائب جھیلنے والی، شام غریباں کی لٹی، کوفہ وشام کے سفروں کی تھکی اور قید وبند کی صعوبتوں کی ستائی ہوئی بہنیں مجھے دیکھ کر کہیں گی کہ بھائی ہم آپ کو تفصیلی حالات تو سنا نہیں سکتی ہیں، آپ ہماری خون آلودہ، بوسیدہ اور خاکِ شفا سے مزیّن ردائیں ہی دیکھ لیں تو آپ سب کچھ سمجھ جائیں گے اور آپ کو کوئی

بات پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی

تو پھر آپ ہی مجھے بتائیں کہ میں کیا کروں گا؟

مل کر دعا کریں کہ اس غیور بھائی کے پاک دل سے بہنوں کے دکھ محو ہو جائیں، امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف ان کیلئے ابدی خوشیاں لے کر جلد تشریف لائیں، اور مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا گھر اطہر دوبارہ آباد ہو

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمؑ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلیٰ آلِهِ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 32

داخلہ مدینہ منورہ

(حصہ چہارم)

مسجد نبوی کا صدر دروازہ ہے، اہل مدینہ بشیر ابن جزلم کا دردناک خطبہ سن کر باہر نکل رہے ہیں، ہر شخص جلدی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہوئے مدینہ کے باب الکوفہ کی طرف بڑھ رہا ہے، سب لوگوں پر عجیب درد کی کیفیت طاری ہے، کوئی رو رہا ہے، کوئی ماتم کر رہا ہے، مدینہ کی عورتیں سر کے بال کھولے بین کرتی آ رہی ہیں، کیونکہ مدینہ کی مالک پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کوفہ و شام میں حسینیت کے مقصد اعلیٰ کی عملی تبلیغ و تکمیل فرما کر واپس تشریف لائی ہیں، اور مدینہ سے باہر باب الکوفہ کے سامنے قیام پذیر ہیں، یہ سب لوگ انہیں پرسہ دینے کیلئے ادھر ہی جا رہے ہیں

مسجد نبوی کے صدر دروازے کے ساتھ ہی جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب عبداللہ ابن جعفر طیار علیہما الصلواۃ والسلام سر جھکائے کھڑے رو رہے ہیں، اور آپس میں گفتگو بھی کر رہے ہیں، جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام جناب محمدؑ حنفیہ سے فرما رہے ہیں کہ آپ اپنی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن سے ملنے ضرور چلیں، مگر ان کا مؤقف یہ ہے کہ میں ان کا سامنا کرنے کے قابل ہی نہیں ہوں، میں کیا منہ لے کر ان کے

سامنے جاؤں گا، جبکہ میں تو دنیا کو بھی منہ دکھانے کے لائق نہیں رہا، اور نہ ہی جینے کے قابل رہا ہوں

جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ اس بات کو ذرا اس انداز سے دیکھیں اور سوچیں کہ جن بہنوں کے نو بھائی ایک ہی دن میں ان کی آنکھوں کے سامنے شہید ہو جائیں، ان کیلئے بھائیوں کی اہمیت کیا ہوتی ہے؟ آپ ان کے جوان بھائی ہیں، آپ کو دیکھ کر ان کی کچھ تو ڈھارس بندھے گی، انہیں کسی حد تک صبر آ جائے گا، آپ کے بغیر اب ان کا کون سہارا ہے؟ بہنیں آپ کے سامنے جی بھر کے گریہ کریں گی، آپ کے سینے پر سر رکھ کر روئیں گی تو ان کے دل سے درد و غم کا احساس کافی حد تک کم ہو جائے گا، انہیں سہارا مل جائے گا، ذرا سکون مل جائے گا، اور اگر آپ ان سے نہیں ملیں گے تو خدا نہ کرے ان کے دکھ بڑھ جائیں گے، کم تو نہیں ہوں گے

القصہ ان کے سمجھانے پر جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام جانے پر رضا مند ہو گئے

دونوں شہنشاہوں نے اپنے گھوڑے منگوائے اور سر برہنہ، پا برہنہ ان پر سوار ہو کر باب الکوفہ کی جانب روانہ ہوئے

مدینہ کی گلیوں میں گریہ کناں لوگوں کا سمندر موجزن تھا، جو سروں میں خاک ڈالے اور ماتم کرتے ہوئے باب الکوفہ کی جانب دوڑ رہے تھے، ہر طرف ہائے حسینؑ، ہائے حسینؑ، ہائے عباسؑ، ہائے علیؑ اکبر علیہم الصلواۃ والسلام کی صدائیں تھیں

جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام اپنے اپنے گھوڑے پر سوار لوگوں کے اژدھام میں سے راستہ بناتے ہوئے آہستہ آہستہ تشریف لے جا رہے

ہیں ،مگر کیفیت یہ ہے کہ دونوں سر جھکائے ، دنیا و مافیھا سے بے نیاز ،سوچوں میں گم ہیں اور آنکھیں ساون کے بادل سے زیادہ برس رہی ہیں

جونہی باب الکوفہ سے باہر تشریف لائے اور سامنے پاک مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیھن کے خیام نظر آئے جن کے سامنے سیاہ علم پاک نصب تھے، اس وقت جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کے ضبط وصبر کے بند ٹوٹ گئے ، بے ساختہ زبان سے ہائے حسینؑ نکلا اور غش کھا کر زمین کو زینت بخشی ،لوگوں نے بڑھ کر آپ کا سر آغوش میں لیا، رخِ انور پر پانی چھڑکنے لگے، اتنے میں ان کے ایک غلام نے جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کو ان کی آمد کی اطلاع دی تو وہ فوراً ان کی جانب روانہ ہوئے ...... یہاں پر دو روایات ہیں

ایک روایت یہ ہے کہ امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام ابھی کچھ دور تھے کہ جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے آنکھیں کھولیں ، سامنے جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کو آتے دیکھا تو اٹھنے کی کوشش کی مگر اٹھ نہ سکے ، ادھر جب سرکار بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی نظر چچا پر پڑی تو وَاَبَتَـــاہُ فرما کے انہوں نے بھی زمین کو زینت بخشی ، دونوں کے درمیان جو چند قدم کا فاصلہ تھا دونوں پاک ذوات نے کہنیوں کے بل چل کر اسے طے کیا اور جس وقت دونوں آپس میں ملے تو ایک دوسرے کو گلے لگا کر غش کر گئے

اسی سے ملتی جلتی ایک روایت یہ ہے کہ جب جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام چچا کے قریب پہنچے تو ان کی آنکھیں ابھی بند تھیں ، سرکارؑ نے چچا کا سر اپنی آغوش میں لیا، کچھ دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں ، جب ان کی نظر اپنے امام بھتیجے پر پڑی تو انہوں نے فوراً روتے ہوئے سوال کیا

☆آه یابن اخی این اخی این قرة عینی و ثمرة فوادی
میرے لعل! میرے پاک بھائی کہاں ہیں؟ آپ انہیں کہاں چھوڑ آئے، کہاں سلا آئے ہیں؟ میری آنکھوں کی ٹھنڈک کہاں ہیں؟ میرے دل کے ثمر مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں؟ .... سرکار امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

☆ یا عم آتیتك یتیماً .... چچا جان! میں یتیم ہو گیا ہوں
ذرا آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ پاک بابا کی خون آلود دستار مجھے کیسی لگتی ہے؟
دوسری روایت یہ ہے کہ جس وقت جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام غش فرما گئے تو جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا سر اطہر اپنی آغوش میں لیا، کافی دیر بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں، تب وہ اٹھ کر جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کیلئے روانہ ہوئے
دوسری طرف جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غش کھانے کی اطلاع ملی تو وہ چچا سے ملنے کیلئے روانہ ہوئے، جس وقت جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مجمع کو عبور کرتے ہوئے آگے بڑھے اور دوسری جانب سے جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سامنے آتے ہوئے دیکھا تو اپنے آپ کو سنبھال نہ سکے اور زمین پر گر گئے، ادھر جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی زمین کو زینت بخشی، دونوں چچا بھتیجا چند قدم کہنیوں کے بل چل کر ایک دوسرے سے گلے ملے، جونہی دونوں کی زخمی چھاتیاں ملیں تو غم کی شدت کی وجہ سے دونوں دوبارہ غش فرما گئے
میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت انہوں نے آنکھیں کھولی ہوں گی تو سرکار جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک چچا کو یہ ضرور بتایا ہو گا کہ چچا جان! جب میرے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاش پر گئے تھے تو ان کی بھی یہی کیفیت

تھی، وہ بھی ہماری طرح کہنیوں کے سہارے چل کر جوان بیٹے کے پاس پہنچے تھے
جب شدتِ غم میں کچھ کمی آئی اور اشکوں کا سیلاب نسبتاً تھم چکا تو جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے پوچھا کہ میرے لعل! پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام کو کہاں سلا آئے ہو؟
سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ چچا جان! میں آپ کو کیسے بتاؤں کہ وہ کس طرح شہید ہوئے ہیں؟ آپ خوش قسمت ہیں کہ ہمارے ساتھ کربلا تشریف نہیں لے گئے...... کاش! آپ دیکھتے کہ ملاعین نے کس طرح دوڑتے ہوئے ذوالجناح سے آپ کے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کو ظلم وجور سے اتارا تھا
جب پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام زین ذوالجناح سے زمین پر تشریف لائے تو ھل من ناصراً کی صدائیں دیتے رہے مگر افسوس صد افسوس کہ لاکھوں لوگوں میں سے کسی نے بھی ان کی نصرت نہیں کی
جب جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے یہ سنا تو بے ساختہ فرمایا کہ☆
یعز علی یا ابا عبداللہ یا اخی کیف طلبت ناصراً فلم تنصرو معیناً فلم تعن
ہائے میرے بھائی! میرے لئے یہ دکھ موت سے بھی زیادہ مشکل ہے، آپ نے کیسے مدد مانگی ہوگی؟ مگر ملعون امت نے آپ کی مدد نہ کی اور کوئی بھی آپ کی نصرت کو نہیں آیا...... پھر روتے ہوئے فرمایا کہ☆

بابم علیؑ مگر بہ نجف کردہ بود خواب
شیرِ خدا نداد پسر را چرا جواب

ہمارے کائنات کے مشکل کشا باؑبا نجف میں آرام فرما تھے، نجف کربلا سے دور بھی

تو نہیں تھا، مگر سمجھ نہیں آتی کہ بابا نے بھی مظلوم بیٹے کو کوئی جواب کیوں نہیں دیا؟

☆آه يا اخى مضيت غريباً وصرت قتيلا بلا معين لعن الله قاتلك

ہائے میرے مسافر بھائی! آپ تنہا شہید ہوتے رہے، ہم مدد بھی نہ کر سکے، خدا ان ملاعین کو برباد کرے، ان پر اللہ کی لعنت ہو کہ جنہوں نے آپ کو بے وارث سمجھتے ہوئے شہید کر دیا ہے

یہاں ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے بعض ذاکرین اس موقع پر یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جس وقت جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب سجاؐد علیہ الصلواۃ والسلام کا ایک دوسرے سے سامنا ہوا تو جناب سجاؐد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ چچا جان! میرا سلام ہو، اس بات پر جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اے ضعیف! آپ مجھے چچا کہہ کر کیوں مخاطب کر رہے ہیں حالانکہ آپ مجھ سے زیادہ عمر کے ہیں، بعد میں جناب سجاؐد علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنا تعارف کرایا، وغیرہ وغیرہ......

حالات و واقعات اور حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے میں پورے وثوق اور ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ یہ روایت خلافِ حقیقت اور خلافِ شان ہے

القصہ جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام جناب امام سجاؐد علیہ الصلواۃ والسلام کے خیمہ میں تشریف لے آئے، پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کو جب یہ اطلاع ملی کہ جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام تشریف لائے ہیں تو معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بھائی محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام سے کہیں کہ وہ حرم سرا میں تشریف لے آئیں اور اپنی غریب اور امت ستائی بہنوں کو آکر دلاسہ دیں، اور اپنی بھاوجوں کو تسلی دیں، میرا دل اپنے

مظلوم بھائی کیلئے بہت زیادہ اداس ہے، وہ کم از کم ایک مرتبہ انہی کی طرح ہمیں گلے لگا کر مل لیں، شاید ہمارا حزن و ملال کچھ کم ہو سکے...... فطرت زمانہ ہے کہ جب غم زدہ اور تھکی ہوئی بہنوں سے بھائی آ کر حال دریافت کرتے ہیں، ان کی دلجوئی کرتے ہیں تو سفر کی تھکان دور ہو جاتی ہے، جب بھائی پیار سے سر کی چادر چومتے ہیں تو بہنوں کو دکھ بھول جاتے ہیں، نو بھائیوں کی ظلم بھری شہادت کے دکھ دیکھ کر آئی ہوں، جگر کے زخم ابھی تازہ ہیں، اسی بھائی کی آس اور امید پر تو ہم وطن واپس آئی ہیں

جب ایک کنیز نے یہ اطلاع جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کو دی تو انہوں نے رو کر فرمایا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیسے بہنوں سے جا کر ملوں، جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ ایک مرتبہ ضرور تشریف لے چلیں، ذرا دیکھیں تو سہی کہ عراق اور شام کے سفر نے پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کی کیا حالت بنا دی ہے

دونوں پاک جناب علیہما الصلواۃ والسلام خیام کی طرف روانہ ہوئے، جیسے ہی خیام کی قنات کو عبور فرما کر اندر داخل ہوئے اور ملکہ ءِ عالمین بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی نگاہ اپنے بھائی پر پڑی تو آپ زمین پر ہاتھ رکھتے ہوئے بھائی کے استقبال کیلئے اٹھیں، اور دونوں ہاتھ بڑھا کر اپنے پاک بھائی کے قریب آئیں، جب انہیں روتے ہوئے گلے لگایا تو پھر کوشش کے باوجود آنکھوں پر اختیار باقی نہ رہا، بھائی اور بہنوں کی گریہ وزاری سے ارضِ مدینہ میں ارتعاش پیدا ہوا

جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے جس وقت پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کے چہرۂ اقدس پر نگاہ فرمائی تو انتہائے درد و غم میں سوال کیا کہ ☆ ءَ انتِ اختی

کیا آپ میری وہی پاک بہن ہیں؟ کہ جس کے پاک پردہ کے تحفظ کی خاطر سورج چھپ گیا تھا، اور جو پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار اقدس پر بھی دن کو نہیں جاتی تھیں

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہاں بھیا! میں ہی آپ کی وہ کم نصیب بہن ہوں، مگر اب وہ دن کہاں؟ ہمارے بخت واقبال اور عزت وعظمت کا شمس درخشاں کربلا میں غروب ہوگیا ہے، اب تو ہمیں دن کی روشنی میں لاکھوں کے مجمع عام میں بازار دیکھنا پڑے ہیں، اور درباروں میں اسیروں کی طرح پیش بھی ہوتی رہی ہوں، اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ شام کے دربار میں ہزاروں لوگوں کے سامنے شرابی ملعونِ ازل آپ کے پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن کو نام لے لے کر پکارتا رہا، میرے بھائی! واللہ موت اپنے بس میں نہیں تھی، ورنہ ہمارا تو ملاعین شام نے جینا بھی دوبھر کردیا تھا، اور انہی صدمات کا اثر میرے لختِ جگر سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے اتنا زیادہ اپنے دل پر لیا ہے کہ اب ان کی آنکھوں سے خون برستا رہتا ہے

یہ سنتے ہی جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کے چہرے پر موت کی زردی چھا گئی، انہوں نے روکر فرمایا کہ غیور کیلیئے اس دنیا میں شدید ترین درد ناموس کے پردے کا ہی ہوتا ہے جسے برداشت کرنا ممکن ہی نہیں ہے، اب کوئی مستور مجھے ایسے جگر سوز حالات نہ سنائے، ورنہ میرا جگر پھٹ جائے گا

تاریخ شاہد ہے کہ جس وقت پاک پردہ دار گھر اطہر میں تشریف لے آئے تو پورے تین دن تک شب وروز عزاداری ہوتی رہی، جناب امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام مستورات صلواۃ اللہ علیہن کیلیئے باہر سے کھانا تیار کروا کر بھجواتے، مگر کھانا کون

کھاتا اور کیسے کھاتا؟ حتیٰ کہ جب کوئی کنیز پانی پیش کرتی تو پانی پر نگاہ پڑتے ہی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن رونے لگتیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ ہمارے حسین وجمیل جوان تو دریا کے کنارے پیاسے چل بسے، اب ہم پانی کیسے پئیں؟

جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنا کمرہ بند کرلیا اور مسلسل تین دن تنہا گریہ فرماتے رہے، کسی سے ملاقات تک نہیں کی، چوتھے روز باہر تشریف لائے اور ایک غلام سے فرمایا کہ ہم لوگوں میں رہنے کے لائق نہیں رہے، اب ہم چاہتے ہیں کہ کسی جنگل یا پہاڑی ویرانے میں چلے جائیں، مگر جانے سے پہلے ایک مرتبہ پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن سے ملنا چاہتے ہیں اور پاک کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے وارث لعل جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کی پیشانی چومنا چاہتے ہیں

ایک چھوٹی سی بات یہاں کرنا چاہتا ہوں کہ جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے واقعی مدینہ چھوڑ دیا تھا، اور پورے چھ سال تک کسی شخص کو نہیں ملے تھے، تا اینکہ جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کا زمانہ آیا، درحقیقت جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کے پشت پناہ جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام ہی تھے، انہی کی حمایت سے ہی وہ برسرِ اقتدار آئے تھے، اور پھر انہی کی کوشش اور سرپرستی ہی میں ظالمین سے انتقام لیا گیا تھا یعنی انتقامی اقدامات میں پس پشت رہتے ہوئے یہ برابر کے شریک تھے

جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے مدینہ منورہ چھوڑ کر ویرانہ میں جانے کا جب مصمم ارادہ فرمایا تو ملکہ عالمین بہن صلواۃ اللہ علیہا کے گھر تشریف لے گئے، ایک ایک پاک بہن کو حسرت و یاس سے دیکھتے رہے، اور آنسو بہاتے رہے

روانگی کے وقت جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کو علیحدہ لے جا کر فرمایا کہ بیٹا! اب غیرت

مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ میں مدینہ میں قیام رکھ سکوں، کیونکہ جب تک میں یہاں رہوں گا، روتا رہوں گا اور آنے جانے والوں کے سامنے میری نگاہیں شرمندگی کی وجہ سے نیچی ہی رہیں گی

دوسری بات یہ ہے کہ آپ ہمارے امام زمانہ ہیں، اس حیثیت میں چچا ہونے کے باوجود میں آپ کا مطیع وفرمانبردار ہوں، اس لئے اپنے عزائم سے آپ کو قبل از وقت آگاہ کر رہا ہوں کہ اگر میرا بس چلا تو میں ظالمین کوفہ وشام سے انتقام لینے کی اپنے تئیں ہر ممکن کوشش کروں گا، آپ مجھ پر اتنی مہربانی ضرور کرنا کہ کبھی بھی امام زمانہ کی حیثیت سے مجھے روکنے کی کوشش نہ کرنا، اب اگر زندگی نے ساتھ دیا تو اس وقت واپس آؤں گا کہ جب ممکنہ حد تک حسرتِ انتقام کی تکمیل کرلوں گا

تمام عزادار گریہ وزاری کے وسیلہ سے دعا کریں کہ شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا پاک ظہور ہو، اور وہ پاک ذات علیہ الصلواۃ والسلام اپنے اجدادِ طاہرین علیہم الصلواۃ والسلام کا ظالمین سے بھرپور انداز میں اس طرح انتقام لیں کہ جس طرح انتقام لئے جانے کا حق ہے، حقیقی اور صحیح انتقام کے پرلطف اور دل فزا مناظر دیکھ کر جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کا دکھی دل خوش ہو، ان کے دل کو چین آئے، پاک گھر میں ابدی اور کبھی نہ ختم ہونے والی خوشیوں کا موسم جلد آئے، ملکہءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے تمام پاک بھائیوں علیہم الصلواۃ والسلام کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ آباد وشاد رہیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمؑ عَجلَ اللّٰہُ فَرَجہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 33

داخلہ مدینہ منورہ

(حصہ پنجم)

جمعہ 18 شعبان 61 ہجری کا دن ہے، مدینہ منورہ کا شہر ہے، مسجد نبوی کا صحن لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا ہے، بشیر ابن جزلم ابن شتر الاسدی مزارِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا کربلا کے واقعات بیان کر رہا ہے، اور موجودگان میں گریہ و ماتم کا ایک کہرام بپا ہے، واقعاتِ کربلا سنانے کے دوران اس نے تمام موجودگان کو یہ تو بتایا کہ اہل البیت علیہم الصلواۃ والسلام کا لٹا ہوا قافلہ مدینہ پہنچ چکا ہے، مگر یہ نہ بتا پایا کہ اس وقت پاک قافلہءِ تسلیم ورضا کس مقام پر قیام پذیر ہے

بشیر ابن جزلم سے روایت ہے کہ جب میں صحن مسجد سے باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ مسجد نبوی سے باہر بھی بہت سے لوگ موجود تھے، جنہیں مسجد میں آنے کیلئے جگہ نہیں مل سکی تھی، اس خیال کے تحت کہ شاید گریہ کے شور وشین کی وجہ سے ان لوگوں تک میری آواز نہ پہنچ سکی ہو، میں نے اپنے اعلان کا اعادہ کرنا مناسب سمجھا تاکہ مسجد نبوی کے دروازہ کے قرب و جوار میں کھڑے ہوئے تمام لوگوں تک میرا پیغام پہنچ جائے، میں نے بلند آواز سے کہا کہ

☆ یا اھل المدینۃ ان علیؑ ابن الحسین علیہا الصلواۃ والسلام مع عماتہ و اخواتہ صلواۃ اللہ علیہن قد

حلوا بساحتكم بفنائكم و انا رسوله اليك اعرفكم مکانه

اے اہل مدینہ! امام مظلوم کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے پاک وارث امام علیؑ زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام پاک پردہ دارانِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کے ہمراہ مدینہ کے قریب پہنچ چکے ہیں، میں انہی کا بھیجا ہوا ہوں اوران کی تشریف آوری کی اطلاع دینے کیلئے آیا ہوں ...... دروازۂ مسجد کے قریب ہی میری نظر ایک برقع پوش کمسن کنیز پر پڑی جو انتہائی درد انگیز لہجہ میں روتے ہوئے مرثیہ پڑھ رہی تھی، جب میں اس کے قریب سے گزرا تو اس نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا

☆ ایھا الناعی جددت حزننا بابی عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام و خدشت منا قروحاً لما تندمل فمن انت رحمك الله

اے خبر سنانے والے! تو نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا دکھ ہمارے دلوں میں تازہ کر دیا ہے، اور ہمارے نیم مندمل زخم پھر سے تازہ کر دیئے ہیں، خدا تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟ میں نے اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ مجھے میرے آقا سرکار علیؑ ابن الحسینؑ علیہما الصلواۃ والسلام نے اہل مدینہ کو مطلع کرنے کیلئے بھیجا ہے

☆و ھو نازل کذا و کذا مع عیال ابی عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام و نسائه صلواۃ اللہ علیہن

اور امام وقت علیہ الصلواۃ والسلام اس وقت پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے ہمراہ فلاں جگہ قیام پذیر ہیں

جب میں نے آقاؑ کے قیام کا محل وقوع بتایا تو لوگ مجھے چھوڑ کر باہر کی طرف دوڑے، اس کے بعد مجھے شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا کی طرف سے حکم پہنچا اور میں ان کی پاک بارگاہ میں درِ اطہر پر حاضر ہوا، وہاں سے

رخصت ہونے کے بعد میں اپنی سواری پر سوار ہو کر جلدی میں باب الکوفہ کی جانب روانہ ہوا تا کہ جتنا جلدی ہو سکے میں امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں پہنچ جاؤں، جب میں شہر سے باہر آیا تو دیکھا کہ لوگوں کا ایک سمندر موجزن تھا، گریہ وزاری کے شور وشین میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی

☆ وجدت الناس قد اخذوا الطريق و المواضع فنزلت عن فرسی و تخطات رقاب الناس

مجھے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ اطہر تک پہنچنے میں بہت دشواری ہوئی، لوگوں کے اژدھام میں راستہ نہیں مل رہا تھا، آخر کار میں نے سواری سے اتر کر پیدل چلنا شروع کر دیا، مگر رش اتنا زیادہ تھا کہ پیدل چلنا بھی محال تھا، کیونکہ راستہ میں کئی لوگ شدتِ گریہ سے بے ہوش پڑے تھے، میں لوگوں کی گردنوں اور سروں پر پاؤں رکھتا ہوا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ تک پہنچا

پاک پردہ داروں صلوٰۃ اللہ علیہن کے خیام کے گرد چاروں طرف عورتوں کا گریہ کناں ہجوم تھا، وہ سب پرسہ داری میں مصروف تھیں اور ملکہءِ عالمین عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا تعزیت قبول فرما رہی تھیں

جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ اطہر کے باہر خلق خدا دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی، امام کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی خیمہ کے اندر ہی تھے، اور لوگ گریہ وزاری کے ساتھ اس انتظار میں تھے کہ آپ باہر تشریف لائیں تا کہ ہم انہیں پرسہ دے سکیں

میں سر جھکا کر خیمہ کے باہر کھڑا ہو گیا اور یہ دردناک منظر دیکھ کر خود بھی رونے لگا

کچھ دیر کے بعد ایک غلام نے خیمہ کا پردہ اٹھایا اور امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک

دستار کے مظلوم وارث علیہ الصلواۃ والسلام کا ورودِ اجلال ہوا، ایک غلام کرسی لئے ہمراہ تھا، امام پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی کیفیت یہ تھی کہ ہزار ضبط گریہ کے باوجود آنسو تھے کہ رکنے کا نام نہ لیتے تھے، ایک رومال آنسوؤں سے تر ہو جاتا تو آپ دوسرا رومال آنکھوں پر رکھ لیتے تھے، غلام نے خیمہ سے باہر کرسی لگائی اور آپ کرسی پر جلوہ افروز ہوئے

ان پر نظر پڑتے ہی لوگوں میں گریہ کا شور زیادہ بلند ہوا، اس وقت قیامت کا منظر تھا کہ لوگ شدتِ غم میں زمین سے سر ٹکرا ٹکرا کر چیخ رہے تھے

کافی دیر بعد جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام نے رومال آنکھوں سے ہٹایا اور ایک بھرپور نگاہ مجمع پر ڈالی، لوگوں کو گریہ کرتے دیکھا، پھر ہاتھ کے اشارے سے لوگوں کو خاموش ہونے کا حکم فرمایا، خاموشی ہوئی تو آپ نے گلوگیر آواز میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا

☆ بسم الله الرحمٰن الرحيم ( )الحمد لله رب العالمين الرحمٰن الرحيم مالك يوم الدين بارى الخلائق اجمعين( )الذى بعد فارتفع فى السماوات العلیٰ و قرب فشهد النجوى

تمام حمد و ثنا مخصوص ہے اس رب العالمین کیلئے جو رحمٰن و رحیم ہے، یوم جزا و سزا کا مالک ہے، جس نے عالم لاشے سے وجود خلائق کو ایجاد فرمایا، حمد ہے اس کی جو اپنے مقام بعید کے ساتھ اعلیٰ ترین رفعتوں کا حامل ہے، اور اپنے مقام قرب کے سبب مخلوق کی سرگوشیوں کے دائرے میں موجود ہے

ہم ان عظیم دکھوں، کمر شکن مصائب، جگر فگار دردوں اور بے انتہا غم و آلام پر اس

کی حمد بجا لاتے ہیں

ایہا الناس! ہم کبھی کسی حال میں بھی اس کی حمد وثنا سے غافل نہیں ہیں

تم لوگوں کو علم ہونا چاہیے کہ ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت نے اسلام کی دیواروں میں شدید رخنہ اور گہرے شگاف ڈال دیئے ہیں، امت نابکار نے انہیں شہید کیا، اور ان کی عترتِ طاہرہ، ان کی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن اور ان کے معصوم نونہالوں کو اسیر رنج ومحن کیا، ان کے سر اقدس کو طورِ نیزہ وسناں پر سوار کر کے نہ جانے کتنے شہروں کی گلیوں میں پھرایا گیا، یہ وہ عظیم مصیبت ہے کہ جس کی مثال ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی

ایہا الناس! ہمارے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام اور ان کی پاک عترتِ طیبہ کی اس پر درد شہادت پر تم میں سے کون ہے؟ جو خوش ہوا ہو......شاید کوئی بھی نہیں ہے

وہ کون سا دل ہے؟ جو اس درد کی تڑپ سے تھرایا نہیں ہے، وہ کون سی آنکھ ہے؟ جس نے اس دکھ پر اشک فشانی نہیں کی، وہ کون سا آسمان ہے؟ جو اس عظیم دکھ پر متزلزل نہیں ہوا ہے، کس سمندر کی موجوں نے ماتم برپا نہیں کیا؟ ملکوت ارض و سماء میں سے کون ہے؟ جس نے سوگ نہیں منایا ہے، شش جہات نے اس درد کو اپنایا ہے، ہر شجر، ہجر اور بحر اپنے اپنے شعور کے مطابق اس غم پر گریہ کناں ہوا ہے ہر دل اس درد سے شگافتہ ہوا ہے، اور ہر آنکھ اشکبار ہوئی ہے

افسوس صد افسوس کہ جن لوگوں نے خود خط لکھ لکھ کر ہمیں یہاں سے بلوایا، مہمان نوازی کی بجائے انہی لوگوں نے ہمارا بھرا گھر تین پہر میں لوٹ لیا، پھر فقط انہی مظالم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہمارے سارے کنبہ کو اسیر کر لیا، پردۂ تطہیر کے وارثان

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو شہر بہ شہر پھرایا گیا، حتیٰ کہ کوفہ سے شام تک کا کوئی ایسا شہر یا قریہ نہ تھا کہ جہاں ہماری تشہیر نہ کی گئی ہو، بے جرم و بے خطا ہونے کے باوجود ہمارے گھر اطہر پر مظالم کی برسات کی گئی ......آخر کیوں؟

کیا ہم نے اسلام کی حدود سے تجاوز کیا تھا؟

کیا ہم نے کوئی نیا دین ایجاد کیا تھا؟

کیا ہمارے پاک آباء و اجداد علیہم الصلواۃ والسلام نے کسی کا دل دکھایا تھا؟

کیا ہمارے جد اطہر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے کا حکم دیا تھا؟

ہرگز نہیں ......مگر کون سا ظلم ہے جو ہم پر نہیں ہوا، شاید اس سے زیادہ ظلم کرنا ان کیلئے ممکن ہی نہ تھا

پھر فرمایا کہ ☆ انا اللہ وانا الیہ راجعون ( ) بہر حال جو مشکل ترین وقت تھا کٹ تو گیا ہے، مگر حقیقت میں دنیا کی گمراہ اور بدترین قوم کے ہاتھوں اسلام اور ایمان قتل ہو کر لہو سے رنگین ہو گئے، اَذان، اقامت اور نماز کی گردن پر خنجر چل گیا، احکام دین پامال ہوئے، توحید کی تقدیس کا باغ لٹ کر ویران ہو گیا، کعبۂ اسلام زمیں بوس ہوا، کیا اس سے زیادہ نقصان کا تصور ممکن ہے؟

ملاعین شام و کوفہ نے شقاوتِ قلبی کی انتہا کرتے ہوئے ہمارے پاک خانوادہ کو جو دکھ دیئے ہیں، ہم نے ہر قدم پر صبر خداوندی کا مظاہرہ فرمایا ہے

کیونکہ ہم نے اپنا فیصلہ اس خالق کائنات پر چھوڑ دیا ہے کہ جو حقیقی عادل اور منصف ہے، اس کی بارگاہِ قدسی میں کوئی مظلوم عدل و انصاف سے محروم نہیں رہ سکتا، ظالمین اور ظلم کو جتنی زیادہ ڈھیل ملتی رہے مگر یاد رکھو کہ ایک نہ ایک دن

ہمارے پاک منتقم حقیقی مطلع ولایت کے بارہویں تاجدار، فلک امامت کے مہر درخشاں، اورعدل گستر جہاں عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا ظہور پرنور ہونا ہی ہے

اس وقت انشاء اللہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے دشمنوں سے شدید ترین انتقام لیا جائے گا، اور ہمارے ویران گھر یقیناً دوبارہ آباد ہونا ہیں

جس وقت افصح الفصحاء امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے خطبہ کی تکمیل فرمائی تو سب سے پہلے صوحان بن صعصعہ بن صوحان نے اٹھ کر اپنی طرف سے اظہارِ معذرت کرتے ہوئے ندامت آمیز لہجہ میں عرض کیا کہ

آقاؑ! مجھے دلی افسوس ہے کہ میں آپ کے پاک بابا مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام پر اپنی جان نچھاور نہ کرسکا، آپ کی دانا وبینا ذات گرامی شاہد ہے کہ بیماری کی وجہ سے میں زمین گیر اور چلنے پھرنے سے معذور تھا، اس لئے آپ میری معذرت قبول فرماتے ہوئے مجھے معاف فرمادیں

امام علیہ الصلواۃ والسلام نے اس کی معذرت قبول کرتے ہوئے اسے دعا فرمائی کیونکہ وہ اپنی عذرخواہی میں سچا تھا، ریاکاری یا بناوٹ نہیں کررہا تھا

دستورِ زمانہ ہے کہ اجتماعی تعزیت کے بعد لوگ گروہ درگروہ حاضر ہوتے ہیں اور انفرادی طور پر اظہارِ ہمدردی اور تعزیت کرتے ہیں

تاریخ شاہد ہے کہ جب یہ سلسلہ شروع ہوا تو جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام کیلئے یہ ایک انتہائی مشکل وقت تھا، اس وقت قیامت کا منظر تھا، آنے والوں میں کچھ لوگ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے رفقاء اور دوست تھے، جب وہ اظہارِ افسوس کرتے تو جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام کیلئے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا دکھ تازہ ہوجاتا تھا

جس وقت شہنشاہِ وفا سرکار ابوالفضل العباسؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوست اُن کی تعزیت کیلئے حاضر ہوتے تو ان کی شہادت کے واقعات دہرانا پڑتے تھے

اسی اثناء میں مدینہ منورہ کے نوخیز جوانوں کا گروہ حاضر بارگاہ ہوا، جن کی عمریں پندرہ سے بیس سال کے درمیان تھیں، عنفوانِ شباب کے حامل یہ وہ نوجوان تھے کہ جو بچپن سے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھی تھے

جناب امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر جس وقت ان نوجوانوں پر پڑی تو آپ سے رہا نہ گیا، فوراً کرسی سے اٹھے، چند قدم چل کر ان کا استقبال کیا، اور روتے ہوئے فرمانے لگے کہ تم جنہیں اپنا دوست نہیں بلکہ بھائی سمجھتے تھے، آپ سب کے اُس بھائی نے آپ کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا تھا، حتیٰ کہ انہوں نے آپ سب کو شہادت کے وقت اپنی زندگی کی آخری سانسوں میں بھی یاد رکھا تھا، دمِ آخر انہوں نے مجھ کم نصیب کو تاکید کرتے ہوئے یہ وصیت فرمائی تھی کہ

''بھائی! آپ جب واپس مدینہ جانا تو میرے تمام دوستوں کو میری طرف سے بہت بہت سلام کہنا اور دعا دینا''

آؤ میرے قریب آؤ، آج مجھے گلے لگا کر ملو، میں آپ سب کو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت میں گلے لگا کر ملوں گا، میں آپ کے دوست کے سلام لایا ہوں

جب آپ نے یہ فرمایا تو سبھی نوجوان دھاڑیں مار کر رونے لگے

جس طرح باہر مردوں کا ہجوم تھا اسی طرح حرم سرا میں مدینہ کی مستورات بھی تعزیت کیلئے آئی ہوئی تھیں، اور خیام میں مستورات کے بینوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی

متقدمین روضہ خوان یہ بھی بیان کیا کرتے تھے کہ بیمارِ مدینہ ملکہ ءِ ہجر وفراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھی پاک پردہ دارانِ توحید صلواۃ اللہ علیہن سے ملنے کیلئے مدینہ شہر سے باہر تشریف لائی تھیں، اب یہ معلوم نہیں ہے کہ مخلوق کے اس اژدہام میں سے گزر کر وہ کیسے تشریف لائی ہوں گی، یا ان کے تاثرات وکیفیات کیا ہوں گے؟

کتب میں ہمیں یہ بات ملتی ہے کہ مدینہ کی عورتیں پرسہ داری کیلئے باب الکوفہ سے باہر تک آئی تھیں، مگر ان امور کی وضاحت کہیں درج نہیں ہے کہ ملکہ ءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ان عورتوں کے سامنے سید الشہدا ء علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کیسے بیان فرمائی ہوگی؟ شام غریباں کے حالات کس طرح بیان کئے ہوں گے؟ کوفہ وشام کے بازاروں اور درباروں کا احوال بیان فرمایا ہوگا تو آپ کے دل پر کیا گزری ہوگی؟ ......اس لئے اب قرائن وشواہد اور اندازوں کی بے ساکھیوں کا سہارا لینے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چارۂ کار نہیں ہے

﴿اعتبارات﴾

گزشتہ اور موجودہ حالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے مستوراتِ مدینہ سے فرمایا ہوگا کہ جس طرح ہمیں بازاروں اور درباروں میں لے جایا گیا، خدا کرے کسی شریف زادی کو کبھی ان مراحل سے نہ گزرنا پڑے، جب ہمارا قافلہ بازارِ شام میں داخل ہوا تو سامنے لاکھوں تماشائی موجود تھے، جو ڈھول، تاشے، دفیں اور طنبور بجا رہے تھے، وہاں کی عورتیں ہماری زیارت کیلئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ آئی تھیں، ہمارے قافلہ کی اکثر

مستورات صلواۃ اللہ علیہن یہ ماحول دیکھ کر بہت زیادہ گھبرا گئی تھیں

پھر ظلم کی انتہا اس وقت ہوئی کہ جب ہمیں بازار عبور کرنے کے بعد دربارِ یزید ملعون میں لے جایا گیا، یہ موت سے مشکل مرحلہ تھا، کیونکہ سامنے کرسیوں پر تمام ملاعین بیٹھے شراب پی رہے تھے اور ہماری حالت زار کا احساس کیئے بغیر قہقہے لگا رہے تھے، ہماری آنکھوں کے سامنے شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے جملہ قاتلین کو انعامات سے نوازا گیا، اس وقت ہر قاتل ملعون نے بڑھ چڑھ کر اپنے مظالم ور کرتوت بین کیئے، جس سے ہمارے زخمی قلب ہائے مضطر پر مسلسل نمک پاشی ہوتی رہی، اور دربار میں سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ یزید ملعون بھرے دربار میں تمام موجودگان ملاعین ازل کے سامنے ہمارے پاک اسمائے گرامی تلاوت کرتا رہا اس وقت موت اپنے بس میں نہ تھی، شرم وحیا سے ہمارے سر جھکے ہوئے تھے اور جی چاہتا تھا کہ ابھی ابھی زمین شگافتہ ہو جائے اور ہم سب زندہ دفن ہو جائیں

دعا فرمانویں کہ شام کی تھکی ہوئی ان پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی تھکان دور ہو، اور سرکارِ قائم آل عبا عجل اللہ فرجہ الشریف انہیں ابدی خوشیوں سے ہمکنار فرمائیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک وصلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 34

داخلہ مدینہ منورہ

(حصہ ششم)

تاریخ میں خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے دو قافلوں کا ذکر ملتا ہے کہ جنہیں پہلے اپنے وطن سے جبراً اور قہراً نکال دیا گیا...... مگر کچھ عرصہ کے بعد وہ اپنے وطن واپس تشریف لے آئے، اور جن کے استقبال کیلئے پورا شہر اُمڈ آیا

سب سے پہلا قافلہ شہنشاہِ انبیاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ کفارِ مکہ کے سلوکِ ناروا سے دل برداشتہ ہوکر بظاہر بے سروسامانی کے عالم میں انہیں اپنا وطن مالوف ترک کر کے مدینہ آنا پڑا

پھر مسلسل آٹھ سال تک انہیں مکہ میں واپس نہ آنے دیا گیا، اور اہل مدینہ کو حج بیت اللہ کی سعادت سے محروم رکھا گیا، سنہ چھ 6 ہجری میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کو شرف عطا فرمانا چاہا اور اصحاب کو حکم دیا کہ مکہ کی تیاری کرو مگر کوئی آدمی ہتھیار ساتھ نہ لے جائے یعنی سبھی غیر مسلح ہوکر جائیں

مدینہ سے 6 میل دور مقام ذوالحلیفہ پر ذاتِ واجب الوجود پروردگارِ کائنات کا حکم بذریعہ وحی پہنچا کہ آپ سب کا غیر مسلح ہوکر نرغہءِ اعداء میں جانا مناسب نہیں ہے، آپ اسی مقام پر قیام فرمائیں اور پہلے مدینہ سے سلاحِ حرب وضرب

منگوائیں، پھر آگے روانہ ہوں

خالق کے حکم کی تعمیل میں فوراً ہتھیار منگوائے گئے، بعدازاں روانگی عمل میں آئی

جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر مکہ پہنچی تو وہاں ابوسفیان ملعون نے اپنی رسولؐ دشمنی کے جال پھیلانا شروع کردیئے

شہنشاہِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ سے دو منزل دور قافلہ والوں کو قیام کا حکم فرمایا، اسی اثناء میں بشیر بن سفیان نے حاضر بارگاہِ رسالت ہوکر یہ اطلاع دی کہ ابوسفیان ملعون کی سازش پر کفار مکہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے

یہاں سے طرفین میں سفارتی رابطے اور سفارشی مشن شروع ہوئے، جن کے نتیجہ میں آخرکار صلح حدیبیہ ہوئی، صلح حدیبیہ میں جو شرائط طے کی گئیں وہ بظاہر مسلمانوں کے حق میں نہیں تھیں، اور انہی شرائط کو دیکھتے ہوئے اجماعی خلافت کے خلیفہ ثانی نے شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخانہ لہجہ میں عرض کیا کہ آپ کو ہماری بے عزتی کرانے کا کوئی حق نہیں ہے، ان شرائط تسلیم کرکے آپ نے نعوذ باللہ اپنے مذہب کو ذلیل کردیا ہے...... اس کا یہ قول مشہور ہے اور بہت سے سیرت نگاروں نے نقل بھی کیا ہے کہ ''حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر مجھے جیسا شک صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوا تھا، ایسا قوی شک اس موقع سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا''

مطلب یہ ہے کہ شک تو پہلے بھی تھا، مگر اتنا زیادہ نہیں تھا، اب پکا یقینی شک ہوگیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اپنی اس گستاخی پر یہ بہت نادم اور پشیمان بھی ہوا اور

کفارے وغیرہ ادا کرتا رہا تھا، مگرتا دم آخراس کے عمل سے اس کی توثیق نہ ہوسکی
القصہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا گیا اور وہ واپس مدینہ آ گئے
دو سال تک آپس میں جنگ نہ کرنے کی شرط طے شدہ تھی، مگر کفارِ مکہ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسلام کے حلیف قبیلہ بنی خزاعہ کو بنی بکر کے ہاتھوں مروا دیا اور بنی خزاعہ کو حرم کعبہ میں بھی امان نہ دی گئی
طرفین میں طے پانے والے کسی بھی معاہدہ کا یہ ایک عالمی یا آفاقی اصول اور مسلّمہ ہے کہ جب ایک فریق معاہدہ کی کسی بھی شِق کی خلاف ورزی کرے تو وہ معاہدہ کالعدم شمار کیا جاتا ہے، اور دوسرا فریق اس معاہدہ پر عمل پیرا ہونے کا پابند نہیں رہتا اور فریق ثانی حق بجانب شمار کیا جاتا ہے
اسی اصول کے تحت شہنشاہِ انبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنہ آٹھ 8 ہجری ماہِ رمضان میں اپنے اصحاب کو حکم فرمایا کہ مکہ جانے کی تیاری کریں، دس ہزار آدمیوں کا لشکر جرار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سربراہی میں روانہ ہوا
اور مقام مرالظہر ان پر پہنچ کر قیام فرمایا، ابوسفیان ملعون رات کو جاسوسی کی غرض سے ادھر آ نکلا تو اصحابِ رسولؐ نے اسے پہچان لیا، جب اس کا تعاقب کیا گیا تو یہ ملعونِ ازل بھاگ کر عباسی خاندان کے مورث اعلیٰ عباس صاحب کے خیمہ میں آ کر چھپ گیا
اس نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ ابوسفیان اب تیرا بچنا محال ہے، البتہ تیرے بچاؤ کی ایک صورت ہے کہ میں جلدی سے جا کر تجھے شہنشاہِ انبیاء رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، تو وہاں جا کر امان اور جاں بخشی کی اپیل

کرنا، امید ہے وہ رحمت اللعالمین ہونے کے ناطے تجھے چھوڑ دیں گے

المختصر دشمن نواز پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ملعون کو امان بخشی، اور یہ جان بچا کر واپس مکہ جا پہنچا، وہاں پہنچتے ہی اس نے مکہ کے سارے چوہدریوں کو جمع کیا اور خوفزدہ لہجے میں انہیں آگاہ کیا کہ اب ہمارا بچ جانا شاید ممکن ہی نہیں رہا

انہوں نے پوچھا کہ ایسی کون سی قیامت آ گئی ہے؟ اس ملعون نے کہا کہ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزاروں جنگجوؤں کے ہمراہ مکہ کے قریب پہنچنے والے ہیں، وہ جس شان وشوکت اور جاہ وجلال کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، یہ بات یقینی ہے کہ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے، اور میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ وہ یہاں پہنچتے ہی ہم سب کو یقیناً نیست و نابود کر دیں گے اور صفحہءِ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیں گے

یہ سنتے ہی اہل مکہ کے ہوش اُڑ گئے اور انہوں نے خوف و ہراس کے ماتحت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور امان مانگنے کو ترجیح دی

دوسری صبح چشم کائنات نے یہ عجیب وغریب منظر دیکھا کہ کل جن کو جبراً مکہ سے نکال دیا گیا تھا اور پھر آٹھ برس تک اِدھر کا رخ ہی نہیں کرنے دیا گیا، آج وہ اپنے عظیم لشکر جرار کے ساتھ اس انداز میں مکہ میں داخل ہو رہے تھے کہ آگے آگے فتح کے طبل بجانے والے غلاموں کی قطار تھی، ان کے پیچھے گھوڑا سوار فوج کا انبوہِ کثیر تھا، دف اور طبل کی تھاپ کے ساتھ گھوڑے رقص کرتے ہوئے آ رہے تھے، اور ہر شخص کی نگاہوں میں فتح وکامرانی کی چمک تھی

کفار و ملاعین مکہ دہشت زدہ ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے، جناب عباس سب سے

آ گے تھے، پہلا دستہ بنوسلیم کے ایک ہزار گھوڑے سوار جوانوں کا تھا، جن کے سینوں پر ڈھالیں چمک رہی تھیں، کمر سے لٹکی تلواریں گھوڑوں کے قدموں کی ردھم پر رقص کناں تھیں، ابوسفیان ملعون نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو جناب عباس نے بتایا کہ یہ قبیلہ بنوسلیم کے جی دار اور بہادر ہیں

دوسرا دستہ پانچ سو نیزہ بردار گھوڑے سواروں کا تھا، جن کے خودوں کی چمک کا عکس کعبۃ اللہ کی دیواروں کے بوسے لے رہا تھا، گھوڑے جھوم جھوم کر چل رہے تھے، لگاموں کی کڑیاں اس طرح کھنک رہی تھیں کہ جس طرح کسی نئی نویلی دلہن کے چلنے سے اس کی چوڑیوں اور پازیبوں کی جھنکار خوشی کی پیامبر بن کر کانوں میں رس گھولتی ہے

رؤسائے مکہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ صاحبانِ شان وشوکت کون ہیں؟ تو کسی نے انہیں بتایا کہ یہ ابطالِ عرب کے وہ نوخیز جوان ہیں کہ جو موت گر بازار میں بھی رقص کرتے ہوئے آتے ہیں

ان کے پیچھے تین سو گھوڑے سوار آ رہے تھے جن کی پشت پر تیروں بھرے ترکش اور کندھوں پر کمانیں تنی ہوئی تھیں، ان کے گھوڑے یوں اٹھلا رہے تھے کہ جیسے دریا کی موجیں ساحل سے کھیلتی ہیں، گھوڑوں کی لگاموں کی کڑیوں سے پر وقار جھاگ یوں بہہ رہی تھی جیسے جوش سے بہتے ہوئے دریا کی موجوں پر جھاگ ابھرتی ہے، ابوسفیان ملعون نے پوچھا کہ یہ کون آ رہے ہیں؟ جناب عباس نے کہا کہ ذرا علمدارِ لشکر کو دیکھ لے سب کچھ سمجھ جائے گا، جب ابوسفیان ملعون نے علمدار پر نگاہ کی تو دیکھا کہ جناب ابوذر غفاری شانے پر علم بلند کیے آ رہے تھے

اور علم کا پھریرا ان کے سر کو چوم رہا تھا، ابوسفیان دہل کر کہنے لگا کہ یہ تو سبھی بنی غفار کے جوان ہیں

پھر پانچ سو سواروں کا دستہ ظاہر ہوا، جن کے ہاتھوں میں موجود نیزوں کی انیاں سورج کی کرنوں سے آنکھ مچولی کر رہی تھیں، زرہ بکتر سے آراستہ چھاتیاں ایسی کہ جنہیں دیکھ کر پہاڑوں کے دل دھڑکنا بھول جائیں، ابوسفیان نے پھر پوچھا کہ یہ کس قبیلہ کے لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ بنوکعب کے جانباز ہیں

ان کے پیچھے پھر ایک ہزار گھوڑے سوار نوجوان قطار اندر قطار بے نیام تلواریں ہاتھوں میں لئے ظاہر ہوئے، جن کی چمک نے ابوسفیان کے پسینے چھڑا دیئے

ان کے گھوڑے جب رقص محبوبی کرتے ہوئے سامنے آئے تو اس ملعون نے لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا، اسے بتایا گیا کہ یہ بنی مزینہ کے بانکے ہیں

اسی طرح باری باری بنولیث، بنوسعہ، بنوحمزہ اور بنواشجع کے گھوڑے سواروں کی قطاریں گزریں، گھوڑا سواروں کے بعد پیدل فوج کا موجیں مارتا ہوا سمندر مکہ شہر میں داخل ہوا، جن کے نعرہ ہائے تکبیر و تمحید سے مکہ شہر کی دیواریں متزلزل محسوس ہوتی تھیں، اور دیواروں سے زیادہ کفارِ مکہ کے دل لرز رہے تھے

مکہ کی عورتیں یہ مناظر دیکھنے چھتوں پر سوار تھیں، انہوں نے دیکھا کہ اس پیدل فوج کے درمیان نئی نویلی دلہن کی طرح سجی ہوئی سرخ رنگ کی ناقہ بڑی بے نیازی سے چاروں طرف دیکھتی ہوئی چلی آ رہی ہے، جس کی پشت پر شہنشاہ انبیاء، سرورِ دو جہاں، سلطانِ کائنات، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں، اور اس ناقہ کی مہار جناب سلمانِ محمدی نے تھام رکھی ہے، اس کے چاروں طرف

بے نیام تلواروں کی باڑ لگی ہوئی ہے، شجاعتوں کے اس سمندر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناقہ پر سوار ہیں، جو ناقہ کے ہر ہچکولے کے ساتھ ایک شعر تلاوت فرما رہے ہیں

سرکارؐ نے اپنی پوری حیات طیبہ میں کبھی کوئی شعر موزوں نہیں فرمایا تھا، مگر اس پرمسرت موقع نے آپ کو شاعری پر آمادہ کیا، سرکارؐ جھوم جھوم کر فرما رہے ہیں

☆انا النبی لا کذب .... انا بن عبد المطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہم وہ اصدق الصادقین نبی ہیں کہ ہماری پاک زبانِ مبارک اللہ تعالیٰ کی طرح ہر قسمی کذب وافتراء سے ازل ہی سے پاک ہے

کیونکہ ہم سرکار عبدالمطلبؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر اور نورِ نظر ہیں

یہ مناظر دیکھ کر ابوسفیان ملعون کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ ''اب مجھے اس بات کا کامل یقین ہوا ہے کہ آلِ عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دُرِّ یتیم کو تو آل داؤد علیہ السلام سے بھی بڑی شاہی اور حکومت مل گئی ہے''

جس وقت یہ لشکر عظیم شاہی طمطراق کے ساتھ مکہ میں داخل ہوا تو ایک صحابی نے آواز دی کہ کفارِ مکہ نے جو سلوک کل ہمارے ساتھ روا رکھا تھا، آج ہم بھی ان سے وہی سلوک کریں گے ......یعنی ہم ان سے اپنے مقتولین کا بدلہ لیں گے

یہ بات سنتے ہی بزدل ملعون ابوسفیان کا پسینہ سر سے بہہ کر پاؤں کے تلووں سے بہنے لگا ......لیکن بلا توقف کریم ازل، رحمت دارین، شفیق ومہرباں پاک ذات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کو روک کر فرمایا کہ ہماری طرف سے بلند آواز میں یہ اعلان کرو کہ

آج کے دن کوئی دروازہ نہیں توڑا جائے گا، کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا جائے گا، کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا، جو شخص اپنے گھر میں رہے گا یعنی مزاحمت نہیں کرے گا، جو حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہوگا، یا جو ابوسفیان ملعون کے گھر میں پناہ لے گا، اسے ہماری طرف سے امان دی جائے گی

سرکارؐ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوسفیان ملعون کو اپنی رحمت واسعہ سے یوں نوازا کہ اسے ایک خلعت شاہی یعنی ایک قیمتی پوشاک عطا فرمائی، کیونکہ سرکارؐ جانتے تھے کہ واقعہِ کربلا کے بعد کیا ہونے والا ہے؟...... ممکن ہے کہ ملاعین بنی امیہ ہمارے اس احسان کو یاد رکھتے ہوئے شام میں ناموسِ پیغمبر صلواۃ اللہ علیہن کو امان دے دیں، آج ہم نے اس کے گھر کو جائے امن قرار دیا ہے، شاید کل یہ بھی ہمارے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کے خیام فلک احتشام کا لحاظ کریں اور انہیں جائے امان قرار دیں

خلعت عطا فرمانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ شاید اسی نوازش کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ملاعین میرے غریب نینوا اور مظلوم کربلا نواسے علیہ الصلواۃ والسلام کو کفن نہ بھی پہنائیں گے تو کم از کم انہیں لباسِ اطہر سے تو محروم نہیں کریں گے

یہ خلعت ابوسفیان سے معاویہ کو ملی، وہ صرف عید کے موقع پر اسے پہن کر نمازِ عید پڑھایا کرتا تھا، معاویہ ملعون کے بعد یہ خلعت یزید ملعون کے ہاتھ لگی، مگر اس ملعونِ ازل نے اسے پہننا اپنی توہین سمجھا، صرف ایک مرتبہ اس نے یہ خلعت پہنی کہ جب پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن داخل دربارِ شام ہوئے میں عرض کررہا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شان و شوکت سے مکہ میں داخل

ہوئے کہ ہزاروں جاں نثار آپ کے ساتھ تھے، نعرہ ہائے تکبیر و تمجید کی صدائیں عرشِ اِلٰہی کے بوسے لے رہی تھیں، وہ پاک ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنہیں آٹھ سال قبل انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا تھا، آج شاہانہ انداز میں، بڑی عظمت و شان اور دبدبہ و جلالِ اِلٰہی کے نورانی پردوں میں ملبوس ہو کر اپنے وطن مالوف مکہ مکرمہ میں واپس تشریف لائے

دوسرا قافلہ جو وطن واپس آیا وہ بھی شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترتِ طاہرہ کا تھا میں نے کل بیان کیا تھا کہ بشیر ابن جزلم نے مسجد نبوی میں یہ اعلان کیا کہ مدینہ کے سردار واپس آ گئے ہیں، یہ اعلان سنتے ہی اہل مدینہ شہر سے باہر اس مقام پر پہنچے کہ جہاں سالارِ قافلہ جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیام لگوائے ہوئے تھے، یہاں پر کافی دیر تک لوگ تعزیت پیش کرتے رہے، بعد میں سب اعزہ و اقرباء نے عرض کیا کہ اب آپ یہاں سے پاک پردہ داروں صلواۃ اللہ علیہن کو گھر لے چلیں

جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکہءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ پھوپھی اماں! سبھی احباب یہی چاہتے ہیں کہ اب آپ گھر تشریف لے چلیں، آپ نے فرمایا کہ شام نے ہمیں گھر جانے کے قابل تو نہیں رکھا ہے، مگر جانا تو پڑے گا

غروبِ آفتاب سے کچھ پہلے محمل تیار ہوئے، پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو محملوں پر سوار کیا گیا، سرکار جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گھوڑے پر سوار ہوئے، مدینہ کے سبھی لوگ ان کے ہمراہ روانہ ہوئے، مردوں کے پیچھے کچھ فاصلہ پر مدینہ کی عورتوں کے حلقہ میں پاک محمل روانہ ہوئے، مدینہ شہر میں داخل ہونے

سے قبل سورج غروب ہو گیا

قافلہِ تسلیم و رضا کے مدینہ میں داخل ہونے کا منظر انتہائی دردناک تھا، پاک مستوراتِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن کے محملوں کے چاروں طرف مدینہ کی عورتیں بال کھولے ماتم کرتی ہوئی آ رہی تھیں، ان کے آگے آگے جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک رہوار کے ساتھ ساتھ مرد گریہ و ماتم کرتے آ رہے تھے

ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ واللہ یہ منظر دیکھ کر مجھے وہ دن یاد آ گیا کہ جب 28 صفر کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک تابوت برآمد ہوا تھا تو تب بھی یہی منظر تھا سارے مدینہ میں ماتم کا کہرام برپا تھا، اسی طرح پاک تابوت کے چاروں طرف لوگوں کا ہجوم تھا، سبھی ماتم کرتے آ رہے تھے، کچھ لوگ شدت غم میں دیواروں سے سر ٹکرا رہے تھے...... آج پھر وہی منظر سامنے ہے، ملکہِ کون و مکاں جناب سیدہ طاہرہ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن مرثیہ خوانی کر رہی ہیں، مدینہ کی عورتیں ماتم اور گریہ کر رہی ہیں، اور مدینہ کے لوگ دیواروں سے سر ٹکرا ٹکرا کر رو رہے ہیں...... معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا روتے ہوئے فرما رہی ہیں کہ اے مدینہ تو آج ہمیں قبول نہ کر کیونکہ ہم اپنے فخرِ روزگار پاک بھائیوں کے بغیر واپس آ رہی ہیں، یہاں سے ہم بھرا گھر لے کر گئی تھیں مگر آج نہ تو کسی مستور کا بھائی ساتھ ہے اور نہ ہی کسی کا کوئی فرزند باقی بچا ہے، ہمارے سر ہائے اطہر میں خاکِ کربلا ہی رہ گئی ہے، امت نابکار نے کرب و بلا کے جنگل میں ہمیں اس طرح لوٹا ہے کہ ہمارے سبھی مان ختم ہو گئے ہیں

ایک وقت وہ بھی تھا کہ جب ہم اسی شہر میں آباد و شاد تھے، کائنات سے حسین و

جمیل ہمارے پاک بھائیوں کا سایہءِ عاطفت ہمارے سروں پر موجود تھا، جنت الفردوس سے زیادہ خوبصورت ہمارے گھر تھے، مگر افسوس کہ ملاعین کوفہ وشام نے ہمیں آباد ہونے کے لائق ہی نہیں چھوڑا ہے، آج میں چاروں طرف دیکھتی ہوں مگر مجھے اپنے پاک بھائی کہیں نظر نہیں آتے

اسی طرح کے بین کرتے ہوئے شام کے سفر کی تھکی ہوئی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے بازارِ مدینہ عبور کیا، سامنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روضہ نظر آیا تو معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے حکم فرمایا کہ محمل بٹھا دیئے جائیں کیونکہ ہم یہاں سے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ تک پیدل جائیں گے، پاک مستوراتِ وحدت صلواۃ اللہ علیہن مسجد نبوی سے کچھ دور محملوں سے اتر کر مزارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روانہ ہوئیں، مزارِ پاک کے قریب آتے ہی گریہ وزاری میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا

جسّ وقت یہ پاک قافلہ مدینہ شہر میں داخل ہوا تو گھر اطہر میں موجود پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو کنیزوں نے یہ اطلاع دے دی کہ قافلہءِ تسلیم ورضا کے محمل شہر میں داخل ہو چکے ہیں، یہ اطلاع ملتے ہی پاک بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے تمام پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن پرسہ داری کیلئے گھر اطہر سے مسجد نبوی کے صحن میں تشریف لے آئے، اور انتظار کرنے لگے، ان میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا، آلِ جناب عبدالمطلب علیہم الصلواۃ والسلام، آلِ جناب عقیل علیہم الصلواۃ والسلام اور آلِ جناب جعفرطیار علیہم الصلواۃ والسلام کی تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن شامل تھیں

معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے ساتھ آنے والی مدینہ کی عورتوں کے گریہ کی صداؤں سے یہ اندازہ ہورہا تھا کہ اب پاک قافلہ کہاں پہنچ چکا ہے

جس وقت شام سے واپس آنے والی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے محملوں سے اتر کر پیدل چلنا شروع کیا تو ایک کنیز نے مسجد نبوی میں موجود خاندان پاک کی بزرگ مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو یہ خبر پہنچائی کہ قافلہءِ تسلیم ورضا کی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن پیدل مزارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب تشریف لا رہی ہیں

اس وقت جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے زانوؤں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اپنی بیٹیوں کے استقبال کیلئے اٹھنے کی کوشش کی مگر نہ اٹھ سکیں، ایک کنیز کو بلا کر فرمانے لگیں کہ خدا ضعیفی کے عالم میں کسی کو ایسے دکھ کبھی نہ دے، آؤ اور مجھے سہارا دے کر اٹھاؤ، کیونکہ جب سے ہم نے اپنی بیٹیوں کے رونے کی آواز سنی ہے مجھ میں اٹھنے کی سکت نہیں رہی

دوسری طرف سے کاروانِ توحید جب مسجد نبوی کے صدر دروازے پر پہنچا اور جناب غازی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک اماں صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کی حالت زار کا مشاہدہ کیا تو مزارِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رخ پھیر کر فرمانے لگیں کہ آقا! آپ کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن بھائیوں اور بیٹوں کی شہادت کے عظیم صدمات سہہ سہہ کر تشریف لا رہی ہیں، اب آپ خود ہی انہیں تسلی دیں، مجھ سے تو ان کی یہ حالت دیکھی نہیں جا سکتی، میری بیٹیاں سہاگ لٹا کے آئی ہیں، میں کس کس کو پرسہ دوں؟ کس کس کی ڈھارس بندھاؤں؟ اور کس کو کس کس کا پرسہ دوں؟ کن الفاظ سے تسلی دوں؟ خدایا میں کیا کروں؟

مجھے تو ہر مانگ اجڑی ہوئی اور ہر گود خالی نظر آتی ہے، بیوگی کا صدمہ کتنا بھاری ہوتا ہے؟ یہ بات میں اچھی طرح سمجھتی ہوں، اے والیءِ کون و مکاں آپ

عزتوں کے پالن ہار ہیں، اب میری بہوؤں کو خود ہی صبر کی تلقین کریں

جس وقت معظّمہ دو جہاں صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کی نگاہ شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدۂ گرامی صلواۃ اللہ علیہا پر پڑی تو عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو کردگارِ صدق و وفا علیہ الصلواۃ والسلام کا عکس پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کے رخ انور میں نظر آیا تو بیتابی میں جلدی سے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگایا اور روتے ہوئے فرمانے لگیں کہ

اماں! آج میں باغِ نبوت کی تمام بہاریں لٹا کے آ رہی ہوں، یہاں سے بھائیوں کے ہمراہ گئی تھی، مگر آج سب بھائیوں کو کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں بے گور و کفن چھوڑ کر آئی ہوں

بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے سب پردہ دار ایک دوسرے کو گلے لگا کر پرسہ داری میں مصروف تھے، ملکہءِ دو جہاں جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن نے باری باری جناب ام العباؑس صلواۃ اللہ علیہا کو گلے لگایا، کافی دیر تک پرسہ داری اور گریہ و زاری ہوتی رہی، جب کچھ فراغت ملی تو جناب ام العباؑس صلواۃ اللہ علیہا معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے قریب تشریف لائیں اور آہستہ سے دریافت کیا کہ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ جس وقت امت نابکار مصروفِ ظلم تھی، آپ کے پاک فرزندان علیہم الصلواۃ والسلام شہید ہو رہے تھے، امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو شہید کیا جا رہا تھا، جب آپ کے پاک خیام لوٹے جا رہے تھے، ملاعین ازل جب آپ کو بے وارث سمجھتے ہوئے مظالم کی ہر حد کو عبور کر رہے تھے، جب شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا جہیز تقسیم کیا جا رہا تھا تو اس وقت میرا لخت جگر عباؑس علیہ الصلواۃ والسلام کہاں تھا؟ کیا یہ سب کچھ اس کی زندگی میں ہی ہوا تھا، اور اگر وہ موجود تھا تو اس

نے ظالمین کو روکنے کی کوشش کیوں نہیں کی تھی؟ اگر ایسا ہی ہے کہ اس نے حق بندگی ادا نہیں کیا تو پھر میں کبھی اسے اپنا بیٹا نہیں کہوں گی کیونکہ وہ میری شرمندگی کا موجب بنا ہے

جب جناب ام العباسؑ صلواۃ اللہ علیہا نے یہ بات کی تو معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اماں! آپ ایسی باتیں نہ سوچیں، آپ کے لختِ جگر نے وفاداری میں وہ اعلیٰ کردار ادا کیا ہے کہ قیامت تک وہ کردگارِ وفا اور شہنشاہِ وفا ہی کہلائیں گے آپ ان کی بے عیب اور پاک وفا پر شک نہ کریں، حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے تو اپنے تئیں ہر کوشش کی تھی، مگر کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے انہیں کسی مصلحت کے تحت اس قدر پابند کر دیا تھا کہ وہ بے بسی سے کف افسوس ملتے رہے مگر کچھ کر نہیں سکے پھر بھی جب تک بہنوں کا پاک پردہ، ایثار و وفا کا خالق بھائی موجود رہا تو واللہ اس وقت تک کسی ظالم ملعون نے ہمارے خیام کی طرف نگاہ کرنے کی جرأت نہیں کی تھی، مگر جب وہ ہمیں بے آسرا چھوڑ کر بحر شہادت کے اس پار چلے گئے تو پھر دشمن بے خوف اور نڈر ہو گئے، پھر جتنے مظالم ہم غریبوں پر وہ ڈھا سکتے تھے انہوں نے ڈھائے کیونکہ ان کے راستے میں اب کوئی رکاوٹ نہیں رہی تھی

آنسوؤں کی اس موسلا دھار بارش میں قبولیت دعا کا وقت سمجھ کر تمام عزادار تہہ دل سے دعا کریں کہ یہ پاک قافلہ جو آج شام سے اتنے دکھ اور مصائب جھیل کر واپس آیا ہے کہ کسی فرد کا پاک چہرہ پہچان کے قابل ہی نہیں رہا، یہ دوبارہ اپنے پاک گھر میں اپنے تمام عزیز و اقارب کے ساتھ اس طرح آباد و شاد ہوں کہ جس طرح آباد ہونے کا حق ہے، اور یقین جانیں کہ ان کی آبادی کی صرف اور صرف

یہی ممکنہ صورت ہے کہ ہمارے شہنشاہِ امامِ زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کا پاک ظہور وخروج بلا تاخیر ہو، پاک منتقم آلِ محمدؐ اور منتقم مظلومینِ اولین و آخرین عجل اللہ فرجہ الشریف اس دنیا میں تشریف لا کر تمام ظالمین کو کیفر کردار تک پہنچائیں تاکہ جناب کردگارِ وفا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زخمی دل کی ہر حسرت کی فوراً تکمیل ہو، یہ پاک ذات چودہ سو سال سے انتقام اور بدلہ لینے کی حسرتیں دل میں لئے تڑپ رہے ہیں، خدا کرے کہ اب ان کی ذوالفقارِ شرربار کو خونِ اعداء سے اپنی پیاس بجھانے کا موقع ملے، ظالمین کا قلع قمع ہو، کیونکہ اس دنیا سے ظلم تب ہی ختم ہوگا کہ جب تمام ظالمین نیست و نابود ہو جائیں گے...... مالک کائنات تمام مومنین کے ترستے ہوئے دلوں کو ظالمین سے انتقام، اور پاک خاندانِ توحید و رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ابدی آبادی کے روح پرور مناظر دکھائیں

۞ آمین یارب العالمین ۞

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰى آلِهٖ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 35

داخلہ مدینہ منورہ

(حصہ ہفتم)

مدینہ منورہ کا شہر ہے، جمعہ کے دن کا سورج غروب ہو چکا ہے، جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی شب ہے، نمازِ عشاء سے کچھ بعد کا وقت ہے، مدینہ کی گلیوں میں پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے محمل آہستہ آہستہ مسجد نبوی کی جانب چلے آ رہے ہیں، ان محملوں کے ساتھ مدینہ کی ہزاروں عورتوں کا جم غفیر بال کھولے مصروف ماتم ہے، مسجد نبوی سے کچھ دور جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے حکم فرمایا کہ محمل بٹھا دیئے جائیں، یہاں سے مزارِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہم ان کی عظمت اِلٰہیہ کے پیش نظر پا پیادہ جائیں گے، کیونکہ ظالم شام نے ہمیں پیدل چلنا سکھا دیا ہے
واضح رہے کہ اس موقع پر مولا امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ آنے والے تمام مردوں کو ایک طرف ہٹا دیا گیا تھا، مدینہ شہر میں موجود مردوں کو بھی جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف سے یہ حکم دیا گیا تھا کہ نمازِ مغرب کے بعد کوئی مرد اپنے گھر سے باہر نہ آئے، تاکہ تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن مکمل پردہ داری کے ماحول میں رہتے ہوئے عزاداری اور پرسہ داری کا پروگرام بہ آسانی نبھا سکیں ...... کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس شب قافلہ پاک کے شہر میں داخل ہونے سے

پہلے ہی مدینہ شہر میں پردہ کا مکمل انتظام کرایا جاچکا تھا

پاک پردۂ تطہیر کی وارث اور مالک پاک بیبیاں صلواۃ اللہ علیہن پا پیادہ مسجد نبوی کی طرف روانہ ہوئیں، تو دوسری طرف مسجد نبوی میں موجود حرم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب ام العباسؑ بی بی صلواۃ اللہ علیہا، ملکہءِ فراق معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا، اور خاندانِ نبوت کی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کے حقیقی عزاداروں کے اس ماتمی جلوس کے استقبال کی تیاری کی

اِس طرف سے معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا تمام مستورات کی قیادت کرتے ہوئے اپنے مظلوم کائنات بھائی مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کا مرثیہ پڑھتی ہوئی آرہی تھیں جب یہ قافلہ یا ماتمی جلوس مسجد نبوی کے صدر دروازہ سے اندر داخل ہوا تو وہاں موجود پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن دستور کے مطابق ماتم کرتی ہوئی پرسہ داری کیلئے آگے بڑھیں، تو پھر کسی کو ضبط وتحمل کا حوصلہ ہی نہ رہا، اور بینوں کی صدائیں اس قدر بلند ہوئیں کہ مدینہ کے درودیوار لرزاں محسوس ہوتے تھے

اگر سچ کہوں تو حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تمام مستورات کی جو کیفیت تھی اس کو الفاظ میں بیان کرنا محال نہیں بلکہ ناممکن ہے...... اور اس موقع پر تمام موجودگان کیلئے سب سے مشکل ترین وقت وہ تھا کہ جب ملکہءِ ہجر وفراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا ضعیفوں کی طرح کمر جھکائے، اشک بہاتے اور ماتم کرتے ہوئے، اور بے انتہا کمزوری کی وجہ سے دو عصاؤں کے سہارے چلتی ہوئی پاک پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن کے سامنے تشریف لائیں...... سامنے آتے ہی انہوں نے صرف ایک بین کیا اور فرمایا کہ

''ہائے میرے مظلوم بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام'' اس کے بعد اگرچہ کنیزوں نے سنبھالنے یا سہارا دینے کی ہر ممکن کوشش کی مگر آپ دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو کر یعنی غش کھا کر زمین کی زینت بن گئیں، تمام پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو ان کی فکر لاحق ہوئی کہ کہیں یہ مصائب کو برداشت نہ کرسکنے کی وجہ سے کوچ نہ کر جائیں

کافی کوششوں کے بعد بھی جب انہیں غش سے افاقہ نہ ہوا تو انہیں اسی حالت میں اٹھا کر گھر اطہر میں پہنچا دیا گیا اور بعد ازاں انہوں نے اس وقت آنکھ کھولی کہ جب صبح کاذب کے وقت سبھی پاک مستوراتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن اپنے پاک گھر کے صحن میں پہنچے

صاحب مخزن البکاء لکھتے ہیں کہ مسجد نبوی میں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی باہمی پرسہ داری ابھی جاری تھی کہ عقیلہءِ بنی ہاشم عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک گھر کے دروازہ کی طرف نگاہ فرمائی تو ایک قیامت خیز منظر سامنے تھا کہ

حرم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب (ام س ل م یٰ) معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کمر جھکائے، سر اطہر خاک آلود کیئے، عصا کے سہارے چلتی ہوئی برآمد ہوئیں، ان کے ساتھ ایک کنیز تھی جس کے ایک ہاتھ میں چراغ تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو سہارا دیا ہوا تھا، حرم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں وہ شیشی تھی کہ جو شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خصوصی طور پر عطا فرمائی تھی، اور اس راز سے آگاہ فرمایا تھا کہ اس شیشی میں کربلا معلّٰی کی خاک ہے، اسے سنبھال کر رکھنا اور دیکھتی رہنا کہ جب یہ خاک خون آلود ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرے سبط اصغر حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کر دیا گیا ہے...... اس وقت اس شیشی میں خاک کی

بجائے مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خونِ ناحق جوش کھا رہا تھا، ان کے مسجد میں تشریف لاتے ہی ہر طرف اس پاک خون کی خوشبو پھیلی تو گویا ان کا غم نئے سرے سے تازہ ہوگیا، اور فرطِ غم سے ماتم کا ایک لامتناہی سلسلہ پھر سے شروع ہوگیا سب نے مل کر ایک دوسرے کو ہر شہید کا پرسہ دیا، تاریخ کے الفاظ ہیں کہ

☆ولم یبق فی المدینة هاشمی ولا هاشمیه الا و قد حضرت بالمسجد

خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مردوں اور مستورات میں سے کوئی ایک فرد ایسا نہ تھا کہ جو اس رات مسجد نبوی میں موجود نہ ہو...... صحن مسجد نبوی میں عزاداری اور پرسہ داری کے بعد مخدرات عصمت بیبیوں صلوٰۃ اللہ علیہن نے مزارِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ کیا، پاک مستورات کے درمیان میں جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خون آلود دستار اپنے سر اطہر پر موزوں فرما کر پاک پھوپھی صلوٰۃ اللہ علیہا کے ہمراہ تھے

تمام مستورات بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام اس وقت یہ مرثیہ پڑھ رہی تھیں

﴿☆﴾

حسیناً یا حسیناً یا حسیناً

شهیداً یا شهیداً یا شهیداً

الا فابکوا قتیلاً مستباحاً

الا فابکوا المرمل بالدماً

﴿﴾

اسی طرح نوحہ خوانی کرتی ہوئی پاک مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن روضہ نبوی کے دروازہ پر تشریف لائیں، ملکہءِ عالمین عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا سب سے آگے آگے تھیں،

دروازہ پر پہنچ کر انہوں نے دونوں ہاتھ چوکاٹھ پر رکھے اور اندر نگاہ کرتے ہوئے فرمایا

☆السلام عليك يا جداه انى ناعية اليك ولدك الحسينؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام

پاک ناؐ نا! میں آپ کو اپنے مظلوم بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کی خبر سنانے آئی ہوں، اگر اجازت ہو تو یہ دکھیا اندر آ جائے، نانا! آپ کا لخت دل مظلوم کائنات حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کی بارگاہ میں بہت بہت سلام عرض کرتا تھا، نانا! امت نابکار نے انہیں بے رحمی سے پس گردن شہید کیا تھا، تین دن کے بھوکے پیاسے فرزند کے سلام قبول فرمائیں

اس کے بعد معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے اسی مرثیہ کے چند اشعار تلاوت فرمائے کہ جو مدینہ میں داخل ہوتے وقت ارشاد فرمایا تھا

﴿☆﴾

مدينة جدنا لا تقبلينا

فبالحسرات والاحزان جيئنا

﴿﴾

اے مدینہ! ہمیں قبول نہ کر کہ ہم لاکھوں دکھ اور حسرتیں لے کر آئے ہیں اور اب ہمارے پاس سوائے دکھوں کے کچھ بھی تو نہیں بچا ہے

پھر آپ نے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ☆

﴿﴾

الا يا جدنا قتلوا حسيناؑ

و لم يرعوا جناب الله فينا

﴿﴾

نانا جان ! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ امت ملعونہ نے میرے بھائی کو شہید کر دیا ہے، اور انہوں نے نہ آپ کا لحاظ کیا اور نہ ہی خوف خدا ان کے دل میں آیا

لقد ہتكوا النساء و حملوها
علىٰ الاقطاب قهراً اجمعينا

امت ملعونہ نے پردہءِ توحید کی مالک و وارث مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی عظمت و منزلت کا بھی کوئی احساس نہیں کیا، جب ہمارے بھائیوں اور بیٹوں کو شہید کر چکے تو ہمیں جبراً محملوں پر سوار کیا گیا اور شہر بہ شہر پھرایا گیا، ان کی ہتک حرمت کی گئی اس کے بعد آپ مزار پاک پر تشریف لائیں، اور آتے ہی اپنے آپ کو مزار اطہر پر گرا دیا، شاید کھڑے رہنے کی سکت باقی نہیں تھی ...... پھر فرمانے لگیں کہ نانا جان ! میں مجبور ہوں کہ ان سب لوگوں کی موجودگی میں حسب منشاء حقیقت حال بیان نہیں کر سکتی، جس طرح بہنیں بھائی کی میت پر بین کرتی ہیں، اسی طرح میں آج بین کرتی، اور کوفہ و شام میں ہونے والے مظالم کا احوال سناتی مگر میں ایسا نہیں کر سکتی، آپ مجھ غریب پر اتنا احسان کریں کہ مجھے اپنے پاس ہی قبر کی جگہ دے دیں کیونکہ اس سے زیادہ آلام و مصائب اب میری روح برداشت نہیں کر سکتی

چونکہ یہ رات کا وقت تھا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر مشعلیں روشن تھیں، معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی جب ان مشعلوں پر نظر پڑی تو اچانک وہ وقت یاد آیا کہ جب اپنے پاک بھائیوں علیہم الصلواۃ والسلام کے ساتھ اندھیری رات میں مزارِ اقدس

کی زیارت کیلئے تشریف لایا کرتی تھیں

بین کرتے ہوئے فرمایا کہ پاک نانا! پہلے جب ہم آپ کی زیارت کرنے آیا کرتی تھیں تو ہمارا پروردگارِ وفا عباؑس بھائی علیہ الصلواۃ والسلام یہ تمام روشن مشعلیں بجھا دیا کرتا تھا، مگر آج یہ مشعلیں روشن ہیں، شاید اس لئے کہ آج انہیں بجھانے والے موجود نہیں ہیں، پاک عباؑس علیہ الصلواۃ والسلام جیسے وفادار آج ہمارے ساتھ نہیں ہیں اور شاید اب ان مشعلوں کو بجھانے کی ضرورت ہی نہیں رہی، کیونکہ ملاعین نے ہماری عزت وعظمت کا بھرم رہنے ہی نہیں دیا، اب تو ہم روزِ روشن میں بازاروں اور درباروں میں لاکھوں کے ہجوم میں سے گزر کر یہاں پہنچی ہیں، وہ کون سا دکھ ہے کہ جو ہم نے نہیں جھیلا...... وہ کون سا ستم ہے؟ کہ جو ہم پر نہیں ڈھایا گیا، ہمارے پاس باقی بچا ہی کیا ہے؟

یہ فرماتے ہی آپ فرطِ جذبات میں غش فرما گئیں، جناب غازؑی پاک علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے آپ کا سر اٹھا اپنی آغوش میں لیا

فاتح شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے بعد آپ کی چھوٹی بہن ام القاؑسم معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزار کے قریب تشریف لائیں اور فرمانے لگیں کہ نانا جان! میں وہ مظلومہ ہوں کہ جس کے نو 9 بھائیوں کو ظالمین نے چند لمحوں میں ظلم وجور سے شہید کر دیا، اور ہمیں اتنی مہلت بھی نہ دی کہ ہم اپنے پاک شہداء علیہم الصلواۃ والسلام کی تکفین وتدفین کر سکتیں، نانا جان! ہم اپنے فخر یوسف بھائیوں اور بیٹوں کو بے گور وکفن چھوڑ آئی ہیں، میرا پرسہ قبول فرمانویں، میں تعزیت کیلئے حاضر ہوئی ہوں

نانا جان! آپ نے اللہ تعالیٰ کے بلانے پر عرشِ الٰہی کو شرف عطا فرمایا تھا، مگر ہمارے بھائی نے خالق کائنات کو تیروں کی بوچھاڑ میں ارضِ کربلا معلیٰ پر بلوایا تھا آپ کو تو عرشِ عظیم پر رب نے بلوا کر معراج کرائی تھی، مگر ہمارے پاک بھائی نوکِ سناں پر معراج سے بھی اعلیٰ وارفع منزل پر فائز ہوئے تھے

آپ سے تو خالق کل نے پردے میں رہتے ہوئے کلام کیا تھا مگر ہمارے بھائی کی شان کا اظہار اس نے اِس طرح کیا کہ ان کے پاک سر کے توسط سے اللہ تعالیٰ کربلا سے شام تک خود متکلم رہا، ان کی پاک زبان سے خود خالق بولتا رہا، اور معراج کی منزل پر اللہ تعالیٰ کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے لب ولہجہ میں قرآن سناتا رہا

نانا جان! دعا کریں کہ کبھی، کہیں اور کسی بھی بیٹے کے سامنے اس کی ماں کو دربار میں نہ جانا پڑے، اور اگر مجبوراً جانا بھی پڑے تو نامحرم اور غیر لوگوں سے گفتگو نہ کرنا پڑے، اور کوئی غیر محرم کسی بیٹے کے سامنے اس کی ماں بہنوں کے نام مجمع عام میں نہ پکارے، کیونکہ کسی غیور کیلئے یہ سب کچھ ناقابل برداشت ہوتا ہے

نانا جان! خدا شاہد ہے کہ آپ کا لختِ جگر سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام ان تمام مراحل سے گزرا ہے، اس مظلوم پر اس کی برداشت سے زیادہ دکھ آئے ہیں، اسی لئے تو یہ پچیس سال کی عمر میں ضعیف ہو گئے ہیں، ان کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کا رنگ بھی تبدیل ہو گیا ہے، نانا اب آپ خود ہی ان کی دلجوئی کریں

ان کے بعد سرکارِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا نے آگے بڑھ کر مزار اقدس کو بوسہ دیا، اور رو کر عرض کیا کہ اے عالمین کی رحمت! میں اپنے بھائی جناب عباّس علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف سے معذرت کرنے حاضر ہوئی ہوں، میرا بھائی آپ

کے سبط اصغر مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر کا پابند رہا، اور اسی پابندی میں کف افسوس ملتے ہوئے شہید ہو گیا، انہیں تلوار چلانے کا موقع ہی نہیں مل سکا، اور وہ دل کی تمام حسرتیں دل ہی میں لے گیا ☆

ان کے بعد شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیوہ دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا نے مزارِ اقدس پر دونوں ہاتھ رکھے، ادب سے جھک کر صلوٰۃ وسلام نچھاور کیئے، پھر رو کر عرض کیا

یا جداہ الیك المشتکیٰ مما جریٰ علینا فواللہ ما رأیت اقسیٰ من یزید علیہ اللعن

پاک نانا! میں آپ کی بارگاہ میں ان دکھوں کی شکایت کرنے آئی ہوں کہ جو امت نابکار نے ہمیں دیئے ہیں، نانا میں آپ کی مزارِ اقدس پر مالک کائنات کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ دنیا میں یزید ملعون سے بڑا اشقی کوئی نہیں ہے، کیونکہ جس وقت اس ملعونِ ازل نے میرے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سر اطہر والے طشت سے بے ادبی کے ساتھ سرپوش ہٹایا تو وہ بے حیا ہنس رہا تھا، وہ شراب پیتے ہوئے قہقہے لگا رہا تھا، اس قدر شقی القلب درندہ صفت انسان میں نے کہیں نہیں دیکھا، اس ملعونِ ازل پر یوم ازل سے یوم الدین تک خدا کی لعنت ہو

جس وقت پاک مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن اپنے اپنے دکھ درد پاک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنانے میں مصروف تھیں، اچانک معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی نگاہ اپنے بیمارِ کربلا جناب سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑی، آپ نے دیکھا کہ وہ پاک مزار کے قدموں کی جانب دوزانو ہو کر تشریف فرما ہیں، اور کسی وقت دایاں رخسار مزار پر رکھتے ہیں اور کسی وقت بایاں رخسار مزار سے لگا کر رونے لگتے ہیں، اور ایک مرثیہ پڑھ رہے ہیں

انا جيك يا جداه يا خير مرسل
حبيبك مقتول و نسلك ضائع
انا جيك محزوناً عليلاً موجلا
اسيراً و ما لی حامی و مدافع

فرما رہے ہیں کہ اے تاجدارِ انبیاء و مرسلین نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کے پاس اس حال میں واپس آیا ہوں کہ آپ کے وہ نورِ نظر پاک فرزند علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ جسے آپ کبھی اپنے شانوں پر سوار کر کے مدینہ کی گلیوں میں گھوما کرتے تھے، آپ کا وہ لاڈلا بیٹا کربلا میں شہید ہو گیا ہے، اور ان کے پاک سر کو ملاعین ازل نے نوک سناں پر بلند کیا، اور کربلا سے شام تک کے سارے شہروں میں اسے پھرایا گیا، آپ کی طیب و طاہر نسل کو بظاہر مٹا دیا گیا ہے

پاک نانا! آلام و مصائب کا ستایا ہوا ہوں، مجھے بیماری، اسیری اور طویل مسافت نے انتہائی ضعیف اور کمزور کر دیا ہے، اب نہ تو ہمارا کوئی حامی و مددگار ہے، اور نہ ہی ہمارا کوئی دفاع کرنے والا باقی بچا ہے، کبھی نہ ختم ہونے والے دکھوں میں مبتلا چند مستورات باقی ہیں، سارا زمانہ دشمن ہے، امید کی کوئی کرن سامنے نہیں ہے، اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ ان حوصلہ شکن حالات میں میں کیسے زندہ رہ سکتا ہوں؟ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں اب کیا کروں اور کہاں جاؤں؟

یہ مرثیہ پڑھنے کے بعد جناب سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بے تحاشہ رونا شروع کر دیا گریہ کناں فرزند پر جب عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی نگاہ پڑی تو مخدومہ انہیں دلاسہ

دینے کی بجائے پاک ناناصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہوئیں اور فرمایا کہ

نانا جان ! کربلا سے کوفہ، کوفہ سے شام، اور پھر شام سے مدینہ تک تو میں آپ کے اس لخت جگر کو دلاسے دیتی رہی ہوں، ان کی دلجوئی کرتی رہی ہوں، ان کی ہمت اور حوصلہ فزائی کرتی رہی ہوں، مگر جب گھر کا کوئی بزرگ موجود ہو تو کسی چھوٹے کو دلاسہ دینا زیبا نہیں ہوتا ہے...... آپ ذرا اس یتیم بیٹے کا حال تو دیکھیں، اب آپ خود ہی اسے گلے لگا کر تسلی دیں

مجھے یقین ہے کہ اس وقت شہنشاہِ انبیاءصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار پاک سے باہر تشریف لے آئے ہوں گے، اور بے اختیار اپنے یتیم پوتے کو گلے لگا لیا ہوگا، اور فرمایا ہوگا کہ سجاّد بیٹا علیہ الصلواۃ والسلام ! آپ صبر کریں اور یقین جانیں کہ ان آلام و مصائب میں آپ اکیلے نہیں تھے بلکہ ہر منزل پر اور ہر قدم پر ہم بھی آپ کے ساتھ شریک غم رہے ہیں، ہر دکھ میں برابر کے حصہ دار رہے ہیں، اس لئے آپ سب پر جو ظلم و ستم ہوئے ہیں ہم سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے، شام کے شہر میں ہم اپنی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کے سروں کو بوسے دیتے رہے ہیں

جب کسی مظلوم اور اسیر رنج ومحن کے دکھی دل کو دلاسہ دینا مقصود ہو تو اسے دوبارہ خوشیوں کی اور انتقام کی نوید اور امید دلائی جاتی ہے

میں سمجھتا ہوں کہ جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کو دلاسہ دیتے ہوئے کائنات کی رحمت کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ضرور فرمایا ہوگا کہ اے میرے سید الصابرین بیٹے ! ذرا صبر سے کام لیں، کیونکہ آپ کے یہ دکھ عارضی ہیں، انشاء اللہ یہ جلد ختم ہو جائیں گے، مطلع ولایت و امامت کے آخری تاجدار عجل اللہ فرجہٗ الشریف جب اجلالِ خداوندی کے

ساتھ تشریف لائیں گے تو آپ سب پر روا رکھے گئے ایک ایک ظلم وستم کا ظالمین سے بدلہ ضرور لیں گے، آپ کیلئے نوید مسرت یہ ہے کہ اس وقت آپ کے شہنشاہِ صدق ووفا چچا جناب عباسؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اِذنِ جہاد ملے گا، اور وہ ظالمین سے اتنی شدت سے آپ کا انتقام لیں گے کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، آپ کے یہ اجڑے ہوئے گھر پھر سے آباد ہوں گے، اس وقت آپ کو اتنی زیادہ خوشیاں ملیں گی کہ جن کا اندازہ ہی نہیں کی جا سکتا، دونوں جہاں کی تمام خوشیاں آپ کے قدموں میں نچھاور کی جائیں گی اور آپ کو کوئی ایک دکھ بھی یاد نہیں آئے گا

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 36

داخلہ مدینہ منورہ

(حصہ ہشتم)

مدینہ کا شہر ہے، ملکہ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کا پاک گھر ہے، صبح کاذب کا وقت ہے، ملکہ ءِ دو جہاں کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن مزارِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ساری رات گریہ و ماتم اور مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی عزاداری کرنے کے بعد ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے گھر اطہر میں تشریف لے آئی ہیں

پاک گھر کے وسیع وعریض صحن میں صف ماتم بچھی ہوئی ہے، پاک مخدراتِ عصمت توحید صلواۃ اللہ علیہن صف ماتم پر جلوہ افروز ہیں، مدینہ کی اکثر عورتیں ان کے چاروں طرف موجود ہیں، مرثیہ خوانی ہے، نوحہ خوانی ہے، ماتم ہے، پرسہ داری ہے

مسجد نبوی میں اجتماعی پرسہ داری کے بعد اب یہاں انفرادی طور پر ہر مستور باری باری معظّمہ بیبیوں صلواۃ اللہ علیہن کے پاس آ کر پرسہ دے رہی ہے، اور ہر مستور واقعاتِ کربلا کی تفصیل سننے کیلئے بے تاب نظر آتی ہے

مدینہ کی عورتیں شام سے واپس آنے والی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے ایک ایک شہید کے متعلق پوچھ رہی ہیں، ہر دل میں ایک تجسس ہے، ہر ذہن میں ہزاروں سوال مچل رہے ہیں

کوئی عورت پوچھ رہی ہے کہ میری معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا! میں آپ کے دکھوں پر قربان جاؤں، آپ کو پھر کبھی کوئی مصیبت نہ دیکھنا پڑے، خدا کرے آپ ہمیشہ ہر غم سے محفوظ رہیں، مجھے یہ تو بتائیں کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو خاندانِ نبوت کے چشم و چراغ تھے، سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھے، جنگ کیلئے خیام سے کس انداز میں روانہ ہوئے تھے، آپ سب نے انہیں کیسے رخصت کیا تھا، انھوں نے میدانِ جنگ میں شجاعت الٰہیہ کے کیا کیا جوہر دکھائے تھے، ان کی شہادت کیسے ہوئی، ان کی لاش کس طرح خیام میں لائی گئی تھی؟

کوئی عورت یہ جاننے کیلئے بے چین ہے اور پوچھ رہی ہے کہ جناب ابوالفضل العباؑس علیہ الصلوٰۃ والسلام تو بہت جری، بہادر اور جنگجو تھے، ان کی ایک ضرب کی تاب تو یہ کائنات نہیں لاسکتی تھی اور آپ سب کو ان کے پاک بازوؤں پر بہت ناز بھی تھا آپ ہمیں آگاہ فرمائیں کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ کیا انھوں نے میدانِ کربلا میں جنگ نہیں کی تھی؟ ہم نے سنا ہے کہ ان کے پاک بازو قطع ہوئے تھے، آخر یہ سب کچھ کیسے ہوا، ان کو شہید کرنا ظالمین کیلئے کیسے ممکن ہوا؟ حالانکہ ان کا مقابلہ تو پورے عرب میں کوئی کر ہی نہیں سکتا تھا

آخر آپ کا بھائیوں اور بیٹوں سے بھرا گھر دو پہر میں کیسے سنسان ہو گیا؟

بس اسی طرح ایک ایک شہید کے بارے میں تفصیلی سوالات کئے جا رہے ہیں، پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن انہیں واقعاتِ کربلا کی تفصیلات سنا رہی ہیں، گویا ایک باقاعدہ مجلس عزا برپا ہے...... تاریخ شاہد ہے کہ گھر اطہر میں اسی انداز سے یہ مجلس عزائے مظلومین کرب و بلا بغیر کسی توقف کے تین دن تک شب و روز جاری رہی

اس دوران جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام کھانا باہر سے تیار کروا کے بجھواتے رہے، مگر جس وقت بھی کسی پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا کے سامنے کھانا یا پانی پیش کیا جاتا تو وہ شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کی بھوک اور پیاس کو یاد کر کے گریہ فرمانے لگتیں، گویا یہ چیزیں ان کیلئے دکھ اور مصائب کی شبیہ بن کر سامنے آتیں، جنہیں دیکھتے ہی مصائب تازہ ہو جاتے تھے

ان حالات کو دیکھتے ہوئے جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام اور جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام نے یہ طریقہ اپنایا کہ وہ پاک مستورات میں سے ایک ایک کو علیحدگی میں بلا کر انہیں دلاسہ دیتے اور کچھ نہ کچھ کھانے پینے پر مجبور کرتے مگر اس موقع پر بھی وہ گریہ فرماتے ہوئے کہنے لگتیں کہ بیٹا! ہم کیا کریں، ہماری بھی کچھ مجبوریاں ہیں کیونکہ جس وقت ہم پانی پر نگاہ کرتی ہیں تو ہمیں گہوارے میں پیاس کی شدت سے تڑپتا ہوا معصوم صغیر یاد آتا ہے تو پھر ہمیں پیاس کا احساس ہی باقی نہیں رہتا

جس وقت ہم کھانے کی چیزوں پر نگاہ کرتی ہیں تو ہمیں کربلا میں شام غریباں کے ڈرے ہوئے کمسن معصوم یاد آ جاتے ہیں کہ جو دشمنوں کے خوف سے کھانا مانگنے سے بھی گریز کرتے تھے، اور اسی بھوک اور پیاس کی حالت میں دنیا سے منہ موڑ کر چلے گئے تھے، ہم ان معصوم بچوں کی کمزور اور نحیف و نزار لاشوں کا تصور اپنے ذہنوں سے محو نہیں کر سکتی ہیں، وہ تمام مناظر آج تک ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں، تاریخ گواہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد پانچ یا سات سال تک گھر اطہر میں آگ روشن نہیں کی جا سکی تھی

قافلۂ تسلیم و رضا کی مدینہ واپسی کے بعد تین دن تک تو پاک صحن ہی میں سب کا

قیام رہا اور کسی معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے گھر کا دروازہ کھولنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی، اور صف ماتم پر بیٹھے بیٹھے، گریہ وزاری اور مرثیہ خوانی کرتے ہی شب و روز گزار دیئے

اسی دوران ایک دن صبح کے وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک بہن بیمارِ مدینہ صلواۃ اللہ علیہا اپنی پاک پھوپھی معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آئیں اور عرض کرنے لگیں کہ پھوپھی اماں! آج اپنے بھائی کیلئے میرا دل بہت زیادہ اداس ہے، اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے ان کی شہادت کی تفصیل سنائیں، میں ان کا ذکر پاک سننا چاہتی ہوں، معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی خیام سے روانگی، جنگ، شہادت اور پھر ان کی خیام میں واپسی کا پاک ذکر تفصیل سے سنانا شروع کیا، گویا انہوں نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی باقاعدہ مجلس پڑھنا شروع کی

ملکہءِ ہجر و فراق صلواۃ اللہ علیہا ہمہ تن گوش ہو کر پوری توجہ سے اپنے پاک بھائی کی شہادت کے واقعات سنتی رہیں، ایک ایک بات کو کئی مرتبہ دہراتی رہیں، اسی دوران انہیں روتے روتے غش آجاتا، جب غش سے افاقہ ہوتا تو پھر عرض کرتیں کہ پھوپھی اماں آپ پھر وہیں سے بات شروع کریں کہ جہاں چھوڑی تھی

آخر پر انہوں نے سوال کیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ ان کی پاک دستار کہاں گئی تھی؟

جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بیٹی! جب ہم کربلا سے کوفہ کی طرف جانے لگے تھے تو ملاعین نے سارا سامان ہم سے وصول کر لیا تھا، پھر جس وقت

ہمیں شام سے رہائی ملی تو ہم نے اپنا لوٹا گیا سامان واپس طلب کیا تھا، جو کچھ ہمیں مل سکا وہ سارا سامان ہم واپس لے آئے ہیں، مگر ہم نے ابھی تک وہ سامان کھول کر نہیں دیکھا ہے، کیونکہ ہمیں رونے سے فرصت ہی نہیں مل رہی ہے

یہ سن کر بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ پھوپھی اماں! مجھ پر احسان کریں کہ مجھے وہ سامان تو دکھائیں، شاید بھائی کے تبرکات کی زیارت کرنے سے میرے ہجر کا کچھ مداوا ہو جائے

جب انہوں نے کافی اصرار کیا تو معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے کنیزوں کو حکم فرمایا کہ وہ سامان جو ہم شام سے لائی ہیں پیش کیا جائے، حکم کی تعمیل کی گئی

سارا سامان جب کھولا گیا تو بیمارِ مدینہ ملکہ ءِ ہجر بی بی صلواۃ اللہ علیہا ایک ایک چیز کو اٹھاتیں، روتے ہوئے آنکھوں سے لگاتیں، کبھی سینہ سے لگاتیں، پھر اسے چومنے لگتیں، اسی دوران اچانک ایک ایسی چیز سامنے آئی کہ جسے اٹھانے کیلئے آپ نے ہاتھ بڑھائے مگر ابھی اٹھا نہیں سکی تھیں کہ آپ غش فرما گئیں، پھر کچھ دیر کے بعد جب غش سے افاقہ ہوا تو اپنے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کا وہ لباس اٹھایا کہ جو انہوں نے آخری بار زیب تن فرمایا تھا، اس پاک لباس میں وہ عبا بھی موجود تھی کہ جو خون میں غلطان تھی، جب آپ نے اس عبا کا غور سے مشاہدہ کیا تو اس میں سینے والی جگہ پر آپ کو برچھی کا خون میں ڈوبا ہوا نشان دکھائی دیا

یہ منظر اتنا زیادہ دردانگیز تھا کہ آپ برداشت نہ کر سکیں اور روتے روتے دوبارہ غش فرما گئیں

اسی غش کی حالت میں انہیں صحن سے اٹھا کر کمرے میں لے جایا گیا، کافی دیر کے

بعد جب ان کی آنکھ کھلی تو اپنے آپ کو شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی آغوشِ عاطفت میں پایا، جو ان کی آنکھوں کے بوسے لے کر رو رہی تھیں

بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے صغیر پاک کی والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں عرض کیا کہ اماں جان! کیا آپ کو اس گھر کے وہ حسین لمحات یاد ہیں کہ جب میرا پاک بھائی شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کو اپنی آغوش میں اٹھائے اسی پاک صحن میں خراماں خراماں ٹہلتا رہتا تھا، دونوں بھائیوں کا یہ دل خوش کن ملن ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے چودھویں کے چاند کی آغوش میں ایک نورانی ستارہ چمک رہا ہو

پھر خدا جانے کہ اس گھر کی رونقوں کو کس کی نظر لگی کہ آج بینوں اور حسرتوں کے سوا ہمارے دامن میں کچھ بھی تو باقی نہیں رہا ہے

اماں! مجھے آج تک وہ منظر نہیں بھولتا کہ جب شام کے وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام دونوں بھائی ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ لئے اسی گھر میں تشریف لاتے تھے اور ہمیں دیکھ کر ان کے چہرے کھل اٹھتے تھے، وہ بھی ہمیں ہنستا مسکراتا دیکھ کر خوش ہوتے اور مسکراتے رہتے تھے

لیکن اب ہمارے پاس درد بھرے آنسوؤں کے بغیر کچھ بھی نہیں رہا ہے

اماں! آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا کہ بعد نمازِ عشاء ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام اپنے جوان بھائیوں اور پاک فرزندان علیہم الصلواۃ والسلام کے ہالے میں کس طرح گھر اطہر میں تشریف لایا کرتے تھے، ہم سب انہیں دیکھ کر صلواۃ وسلام پڑھتے تھے، اور یوں لگتا تھا کہ جیسے چاند کے چوگرد چمکتے ستاروں کا حسین ہالہ ہوتا ہے

وہ تمام مناظر ابھی تک میرے دل پر نقش ہیں کہ جب میرے پاک بابا جان علیہ الصلواۃ والسلام اسی گھر میں مسند پر جلوہ افروز ہوتے تھے، میرے پیارے وفادار چچا عباس علیہ الصلواۃ والسلام بھائی ہونے کے باوجود نوکروں کی طرح ان کی پاک نعلین اٹھا کر ادب سے ایک طرف رکھتے، یہ منظر دیکھ کر سب جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام احترام سے جھک جایا کرتے تھے، مگر اب تو ہمارے پاس گزرے وقت کی فقط یادیں ہی ہیں کہ جو زندگی بھر ہمیں رلاتی رہیں گی

اماں! کبھی ہم سب اسی گھر میں آباد وشاد تھے، مگر اب تو یہ گھر بیگانہ سا لگتا ہے، مجھے تو یہ اپنا گھر ہی نہیں لگتا ہے، تقدیر نے ہمیں یوں لوٹ لیا ہے کہ ہمارا یہ بھرا گھر بالکل ہی خالی ہوگیا ہے، جدھر نظر جاتی ہے بند اور مقفل دروازے نظر آتے ہیں، ہر پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا گریہ کناں اور اشک فشاں دکھائی دیتی ہے، ہر شخص سوگ کے عالم میں سیاہ پوش ہے، اماں! کیا آباد گھر اسی طرح ہوتے ہیں؟

ملکہ عِ ہجر صلواۃ اللہ علیہا نے پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے دونوں ہاتھ پیار سے اپنے ہاتھوں میں لے کر پہلے اپنی آنکھوں سے اور پھر رخساروں سے لگائے، اور فرمانے لگیں کہ

اماں! سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس کو دوش دوں؟ کس کو مجرم ٹھہراؤں؟ یا کس کو ذمہ دار کہوں؟ ...... شاید ہماری قسمت میں یہی لکھا ہوگا، کہ میرا پاک بھائی سہرا باندھنے کی بجائے خاک وخون میں غلطان ہوکر سو گیا، میری دو پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہا نے ظالم شام کو اپنا مسکن بنا لیا، تیسری پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا دلہن بنتے ہی بیوگی کے ہاتھوں لٹ کر واپس تشریف لائی ہیں، اور اتنی زیادہ غمزدہ ہیں کہ ان کے پاک

چہرے کی جانب دیکھا ہی نہیں جا سکتا

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی بیمار اور ہجر گزیدہ بیٹی کو حقیقی دلاسہ دیتے ہوئے یہ ضرور فرمایا ہوگا کہ

میری لختِ دل! یقین جانو کہ یہ غم و آلام ہمیشہ کیلئے ہمارا مقدر نہیں ہیں بلکہ جب ہمارے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف تشریف لائیں گے تو ہم دوبارہ اس دنیا میں ضرور آباد ہوں گے، ہمارا یہ اجڑا ہوا گھر آباد ہو جائے گا، آپ کے پاک بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سبھی بہنوں کے ساتھ پھر آباد ہوں گے

جب ہر کسی کو اپنا نور نظر دکھائی دے گا تو انہیں حقیقی چین آ جائے گا، بیٹی! دعا کرو کہ ہمیں دوبارہ خوشیاں عطا فرمانے والی پاک ذات قائمؑ آلِ محمد عجل اللہ فرجہٗ الشریف کے پاک ظہور میں کبھی دیر نہ ہو

﴾ آمین یارب العالمین ﴿

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَھُم بِقَائِمِھِمٌ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 37

داخلہ مدینہ منورہ

(حصہ نہم)

جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا کہ شام سے واپسی کے بعد تین دن تک شب و روز مسلسل عزاداری ہوتی رہی اور شب بیداری رہی کہ ان تین دنوں میں خاندانِ تطہیر کی کوئی پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا سو نہیں سکی

چوتھے دن جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک پھوپھی جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ نعمان بن بشیر انصاری کہہ رہا ہے کہ اگر اجازت ہوتو میں اب واپس جانا چاہتا ہوں

ملکہءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میرے لعل! اگرچہ یہ ہمارے خاندان کا دوست نہیں ہے، مگر شام سے واپسی مدینہ کے سفر کے دوران اس نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا ہے، اس لئے اب ہمیں بھی مناسب ہے کہ اسے حق زحمت عطا فرمائیں کیونکہ ہمارے پاک خاندان کا یہی دستور ہے کہ کسی کا حق ہمارے ذمہ نہ رہے، جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام نے عرض کیا کہ آپ جو حکم کریں ہم اسی پر عمل کریں گے، حالات آپ کے سامنے ہی ہیں

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم شام سے جو سامان واپس لائے ہیں اس میں

کچھ زیورات بھی ہیں، آپ یہ زیورات نعمان بن بشیر انصاری کے حوالے کر دیں، اوراسے کہنا کہ سردست ہمارے پاس اور کچھ نہیں ہے، انہیں کو کافی سمجھ کر سب سپاہیوں میں خود تقسیم کر لے گا

بیمارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کے حکم کے مطابق زیورات لے کر نعمان بن بشیر انصاری کے پاس پہنچے اور یہ مقدس زیورات اسے عطا فرمانا چاہے مگراس نے انہیں ہاتھ بھی نہ لگایا اور کہا کہ یہ ڈیوٹی ملعونِ شام نے ہمارے ذمہ لگائی تھی اور ہمیں مکمل زادِراہ بھی دیا تھا، میں نے آپ پر کوئی احسان تو نہیں کیا، سرکاری ڈیوٹی ادا کی ہے، اس کی اُجرت میں آپ سے کیوں اور کیسے لوں؟

سرکار امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ اے نعمان بن بشیر تو خود سوچ کہ ہم کس حال میں شام سے واپس آئے ہیں؟ کیا ہماری کوئی مستور اب ان زیورات کو کبھی استعمال کر سکے گی؟ یہ تو اب ہمارے لئے ویسے بھی بے کار ہیں کیونکہ کسی نے اِنہیں استعمال تو کرنا نہیں ہے، اس لئے تم ضرور یہ زیورات قبول کرلو

نعمان بن بشیر نے جواب دیا کہ آقا! میں آپ کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ آپ کو کربلا میں لوٹا گیا سامان بھی تو پورا واپس نہیں ملا، مجھے یہ زیورات لیتے ہوئے شرم آتی ہے، اس لئے میری معذرت قبول فرمائیں

القصہ نعمان بن بشیر انصاری تمام سپاہیوں کے ساتھ واپس روانہ ہو گیا

اس کے بعد مدینہ کی عورتیں بھی ایک ایک کر کے اجازت لے کر روانہ ہونے لگیں اور ہر عورت پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کو صبر کی تلقین کرتے ہوئے اپنے گھر چلی گئی

غروبِ آفتاب کے وقت صرف افرادِ خانہ ہی گھر اطہر میں باقی رہ گئے

مخدراتِ عصمت بیبیاں صلواۃ اللہ علیہن ایک دوسرے کو دیکھتی اور گریہ فرماتی رہ گئیں

کتب تاریخ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان تین دنوں میں خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے سبھی افراد پاک پردہ دارانِ عصمت تو حید صلواۃ اللہ علیہن کو دلاسہ دینے کیلئے گھر میں موجود رہے مگر جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام بالکل ہی نہیں آئے کیونکہ وہ اپنے گھر کے ایک کمرے میں دروازہ بند کرکے روتے رہے، اور بار بار یہی کہتے رہے کہ اب میں لوگوں کو منہ کیسے دکھاؤں؟ کیا ہم مخلوق میں رہنے کے قابل رہ گئے ہیں؟

پھر جب چوتھی رات آئی تو سب نے سوچا کہ جنت البقیع جا کر پاک ملکہءِ دو جہاں سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا کو شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا پرسہ دے آئیں

معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ہم واپس تشریف لانے کے بعد سے اب تک اپنے بھائی جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کے انتظار میں رہے ہیں کہ وہ ہمارے پاس آئیں گے اور ہمارے پاک شہداء علیہم الصلواۃ والسلام کیلئے تعزیت کریں گے، مگر وہ ابھی تک نہیں آئے ہیں، اس لئے پہلے ہم سب جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کے گھر چلیں گے، ان کی خیر و عافیت دریافت کریں گے، پھر انہیں ساتھ لے کر جنت البقیع جائیں گے

اِدھر سے پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن روانہ ہوئیں، اُدھر جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کی ایک کنیز نے جا کر ان کے کمرے کے بند دروازے پر دستک دی، مگر دروازہ نہ کھلا، اندر سے گریہ کرنے کی آواز سنائی دے رہی تھی، جب کئی مرتبہ دستک دینے

پر بھی دروازہ نہیں کھلا تو کنیز نے باہر ہی سے آواز دے کر اطلاع دی کہ
آقا! ملکہ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا پاک مستورات کے ہمراہ آپ کے گھر
تشریف لا رہی ہیں
یہ سنتے ہی جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام پا برہنہ اور سر برہنہ روتے ہوئے باہر نکلے،
اور کمرے سے باہر صحن کے دروازہ کی طرف روانہ ہوئے، مگر پاک مستورات
صلواۃ اللہ علیہن کو اپنے گھر کے مرکزی دروازے سے اندر داخل ہوتے دیکھا تو صحن ہی
میں رک گئے، جلدی سے آنسو صاف کئے اور سر جھکائے نگاہیں پیوند زمین کئے
ساکت و جامد ہو کر کھڑے رہے، ایسے محسوس ہوتا تھا کہ ان کے جسم میں خدا
نخواستہ جان ہی نہیں ہے، آنکھیں مسلسل گریہ کرنے کی وجہ سے متورم تھیں اور
چہرے پر زردی نمایاں تھی
معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آتے ہی جوان بھائی کی پیشانی پر بوسہ دیا، اور شکوہ
کرتے ہوئے رو کر فرمایا کہ بھیا! شریفوں پر دکھ سکھ تو آتے ہی رہتے ہیں،
مستورات کے دل تو بہت نازک ہوتے ہیں، لیکن جب دکھ میں جوان بھائی آ کر
تسلی کے چار الفاظ ادا کرتے ہیں تو بہنیں بہت زیادہ سکون محسوس کرتی ہیں، آپ
تو ہمیں دلاسہ دینے بھی نہیں آئے
جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ بہن! آپ کا فرمان بجا ہے مگر مجھے سمجھ نہیں آ
رہی تھی کہ دلاسہ دینے کیلئے میں آخر کیا کہوں گا اور کن الفاظ میں دلاسہ دوں گا
ظالمین سے انتقام لئے بغیر میرا ہر دلاسہ ایک جھوٹی تسلی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا
ہاں یہ وعدہ ہے کہ جب میں انتقام لے لوں گا تو پھر آپ سب کو پرسہ بھی دوں گا

اور لوگوں کے سامنے بھی آؤں گا، اس سے پہلے میرا ضمیر مجھے اجازت نہیں دیتا کہ میں آپ کے یا دوسرے لوگوں کے سامنے آسکوں

معظّمہ بی بی پاک صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بھائی ایک آپ ہی تو اب ہمارا سہارا ہیں، آپ ذرا یہ بھی تو سوچیں کہ اب جب بھی ہمیں بھائیوں کی یاد بے چین کرے گی تو ہم آپ ہی کے چہرے پر نظر کر کے کچھ تسلی کرلیں گے کہ کوئی بھائی سر پر موجود تو ہے

جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کو ساتھ لے کر جوانانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے پہرے اور پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے زمرے میں بھائیوں کی پاک ماتمدار معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا جنت البقیع میں وارد ہوئیں، دور سے جب پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی تربت نظر آئی تو پھر صبر وضبط کا دامن بے اختیار چھوٹ گیا کیونکہ فطرتِ زمانہ بھی یہی ہے اور مشاہدہ بھی ہے کہ بیٹیوں پر اگر دکھ سکھ آجائیں تو دکھ درد میں وہ بھائیوں کو دیکھ کر ضبط کر جاتی ہیں، والد کے سامنے بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتی ہیں، بلکہ اکثر شریف زادیاں باپ یا بھائی کے سامنے اپنے دکھوں کا اظہار تک نہیں کرتی ہیں

مگر جب کسی غم وآلام میں مبتلا بیٹی کی نظر مہربان وشفیق ماں پر پڑتی ہے تو پھر صبر کے بند خود بخود ٹوٹ جاتے ہیں، نہ تو آنکھوں پر اختیار ہوتا ہے، اور نہ ہی دل قابو میں رہتا ہے

مدینہ سے کربلا سے شام اور پھر مدینہ واپس آنے تک آلام ومصائب کے جتنے پہاڑ ٹوٹے، معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے صبر واستقامت سے کام لیا، ہر مرحلہءِ

درد میں پردہ داروں کو دلاسے دیتی رہیں، شام کے مشکل ترین اور کٹھن سفر میں ہر کسی کا حوصلہ انہی کے توسط سے بحال رہا، حتیٰ کہ بازاروں اور درباروں میں غیورِ کائنات جناب امام سجادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دلاسہ دے کر ان کی ہمت افزائی فرماتی رہیں

مگر جس وقت آپ کی نظر پاک ماں صلوٰۃ اللہ علیہا کی مزارِ اطہر پر پڑی تو اس جگہ پر صبر کرنا محال ہو گیا، ضبط کا دامن تار تار ہو گیا، حوصلہ ساتھ چھوڑ گیا اور بے ساختہ لب ہائے طاہر و اطہر سے بینوں کا ایک لا متناہی سلسلہ شروع ہو گیا، فرمانے لگیں کہ اماں! میں مکمل طور پر لٹ چکی ہوں، امت نابکار نے مجھ سے میرے بھائی، بیٹے اور بھتیجے سب چھین لئے ہیں، اماں! ہمارے خیام کو نذرِ آتش کر دیا گیا، ہمیں اسیر کیا گیا، ہمیں شہروں اور قصبوں میں پھرایا گیا، ہماری ہتک حرمت کی گئی، جگہ جگہ ہماری تشہیر و تضحیک کی گئی، اماں! ہمیں بازاروں کے مجمع عام میں لے جایا گیا، ہمیں ملاعین ازل کے سامنے درباروں میں بھی پیش کیا گیا، جہاں کئی کئی گھنٹے تک ہمیں کھڑا رہنا پڑا، اماں! میں زندان میں رہ رہ کر آ رہی ہوں

اماں! میں نے اتنے زیادہ دکھ اور مصائب جھیلے ہیں کہ میں بیان نہیں کر سکتی

پہلے جب ہم آپ کی زیارت کیلئے آیا کرتی تھیں تو ہمارے چاروں طرف پاک بھائیوں کی بے نیام تلواروں کا پہرہ ہوتا تھا...... ماں! آج ذرا غور سے دیکھیں، کیا آپ کو ہمارے ساتھ ان میں سے کوئی ایک بھائی نظر آ رہا ہے؟

میں تو شام سے واپس صرف اس لئے آئی ہوں کہ آپ کو بتا سکوں کہ جس پاک بھائی سے ہماری زندگی وابستہ تھی، اس مظلوم کرب و بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کر دیا گیا

ہے، وہ تنہائی اور انتہائی غربت کے عالم میں ھل من ناصراً کی صدائیں دیتا رہا مگر کوئی اس کی نصرت کو نہیں آیا، حتیٰ کہ صرف چالیس میل دور نجف اشرف میں آرام فرما کائنات کے مشکل کشا ہمارے پاک باباعلیہ الصلواۃ والسلام نے قاہر العدو ہونے کے باوجود ہماری کوئی مدد نہیں کی

اماں! جس بھائی کے بغیر مجھے ایک پل چین نہیں آتا تھا، جس کی جدائی موت سے زیادہ شدید محسوس ہوتی تھی، اسے کربلا کے گرم صحرا میں خاک اور خون میں کفنا کر آئی ہوں، اب میرے سب مان ختم ہو گئے ہیں

یہ فرمانے کے بعد اپنی چھوٹی پاک ہمشیرصلواۃ اللہ علیہا سے کریم کربلاعلیہ الصلواۃ والسلام کا خون آلودہ لباس لے کر دونوں ہاتھوں پر بلند کیا اور جگر شگاف بین کیا کہ اماں! اپنے پاک بھائی کا خون سے تر بتر لباس آپ کو دکھانے کیلئے لے آئی ہوں، اس کو ذرا غور سے دیکھیں، اس دریدہ لباس کا کوئی ایک تار ایسا نہیں ہے کہ جو مضروب نہ ہو، تیروں، نیزوں، اور تلواروں کی ضربوں سے چھدا ہوا یہ لباس میرے غریب الوطن بھائی کی مظلومیت کا گواہ ہے، ملاعین ازل کے سلوکِ ناروا کی اس سے زیادہ محکم شہادت کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی

اماں! آج ہمارے سروں میں خاک کربلا اور جلتے ہوئے پاک خیام کی راکھ ہے جس طرح غم زدہ بیٹیاں ماں کے گلے میں باہیں ڈال کر اپنے دکھ سناتی ہیں، بعینہٖ اسی طرح معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سیدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کی مزار کو گلے سے لگایا اور رو رو کر فرمانے لگیں کہ اماں! پردیس میں جا کر میرے پاک بھائی علیہم الصلواۃ والسلام مجھ سے روٹھ کر چلے گئے اور پھر میں انہیں تلاش کرتی ہوئی شام کے بازار

تک جا پہنچی ، ہر قریہ میں ، ہر شہر میں اور ہر بازار کے ہر چوک میں اپنے پاک بھائیوں کو صدائیں دیتی رہی ، میں نے تو ہر ممکن کوشش کی مگر افسوس کہ مجھے بھائی نہیں مل سکے

اماں ! اب اگر حشر تک میں چراغ لے کر ڈھونڈتی پھروں ، میں کتنی ہی سعی کیوں نہ کروں مگر مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام جیسے بھائی شاید مجھے کبھی نہیں مل سکیں گے ، جس پاک بھائی سے ایک پل کی جدائی میں برداشت نہیں کرسکتی تھی ، اب اس کے بغیر میں یہ زندگی کیسے گزاروں گی ؟

ایک بیمار بیٹے کا آسرا ہے ، اسی کی چھاؤں میں وقت نبھاؤں گی

ہر پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا نے باری باری مزارِ اطہر کو گلے لگا کر پرسہ دیا ، اور ملکہ ءِ دو جہاں جناب سیدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا سے مظلوم بیٹے کی تعزیت کی

تاریخ ہمیں یہ تو بتاتی ہے کہ پاک مخدراتِ عصمت صلواۃ اللہ علیہن نے ملکہ ءِ عالمین صلواۃ اللہ علیہا کے مزار اقدس کو گلے لگا کر بین کیئے مگر کس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے کیا کیا کہا اس کی تفصیل کسی کتاب میں درج نہیں ہے

﴿ اعتبارات ﴾

حالات اور موقع محل کی مناسبت سے یہ اندازہ لگانا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے کہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے پاک مزار کو گلے لگا کر یہ بین کیا ہوگا کہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ! آج آپ کی بہوئیں بیوہ ہو کر ملنے آئی ہیں ، جب ہم یہاں سے گئی تھیں تو سر کے تاج سلامت تھے ، مگر آج ہمارے سروں میں خاک

کر بلا رچ بس گئی ہے، جب ہم یہاں سے روانہ ہوئی تھیں تو میرا فخر یوسف جوان بیٹا گھوڑے پر سوار ہو کر محمل کو آسرا دیئے ساتھ ساتھ چل رہا تھا، اس لئے فخر وغرور سے میرا سر آسمان سے بھی زیادہ بلند تھا، اب واپسی پر سارے راستہ میں جھک جھک کر دیکھتی رہی کہ شاید اب بھی وہ میرے محمل کے ساتھ ہو مگر مجھے کہیں بھی میرا لخت جگر نظر نہیں آیا ہے، میری آنکھوں کا نور کر بلا کی خاک میں گم ہو گیا ہے

معصوم شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے یہ عرض ضرور کیا ہوگا کہ پاک معظّمہ طاہرہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا! میری آغوش کی رونقیں لٹ گئی ہیں، خالی جھولی لے کر واپس آئی ہوں، آپ کے ناز ونعم میں پلے فرزند مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے کہ جس گھر میں آپ اور میرے سینہ کا سکون معصومہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا موجود نہ ہوں وہ گھر ہمیں اچھا نہیں لگتا ہے

میں کر بلا سے واپسی پر ان کی منت سماجت کرتی رہی کہ میرے ساتھ وطن چلیں مگر نہ جانے کیوں وہ ہمیں وطن تک چھوڑنے بھی نہیں آئے

میرے لخت جگر پیاسے صغیر علیہ الصلواۃ والسلام اور معصوؑمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کی طرف سے نیاز و سلام قبول فرمائیں، بیٹے کو اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے پاس اور معصوؑمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کو شام کے ظالم ماحول میں اکیلا چھوڑ آئی ہوں، شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کے بارے میں تو زیادہ فکر مند نہیں ہوں کیونکہ ایک تو وہ بیٹا ہے اور سویا ہوا بھی اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے سینہ پر ہے، مگر مجھے اپنی معصوؑمہ بیٹی صلواۃ اللہ علیہا کی فکر کھائے جا رہی ہے، کیونکہ وہ کمسن ہے، اور شام کا ماحول بہت ظالم اور گستاخ ہے، وہاں

کے لوگ انتہائی کمینے اور رذیل ہیں

اسی طرح سبھی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن نے بین کئے ہوں گے، جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام نے بھی اپنے دکھ درد بیان فرمائے ہوں گے

جو لوگ جنت البقیع کی زیارت کر چکے ہیں، وہ یہ جانتے ہیں کہ ملکہءِ کون و مکاں صلواۃ اللہ علیہا کے مزار پاک کے ساتھ ہی مولا امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کی تربت ہے

ملکہءِ عالمین جناب سیدہ صلواۃ اللہ علیہا کو پرسہ دینے کے بعد پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام کے ہمراہ امام مسموم علیہ الصلواۃ والسلام کے مزار پر تشریف لائے، اور انہیں شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا پرسہ دیا

سب سے پہلے معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کیا کہ بھائی! میں اپنی بیوہ بھاوج کی تمام دولت کربلا میں لٹوا کر آئی ہوں، آپ کے پاک فرزند شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام کی ہم نے بہت مشکل حالات میں شادی کی تھی، اسے سہرے پہنائے تھے، پانی تو میسر نہیں تھا، ہمیں آنسوؤں سے مہندی تیار کرنا پڑی تھی

مگر افسوس کہ اسے سہرے راس نہیں آسکے، صبح ہوتے ہی شوقِ شہادت میں وہ راہیءِ ملک عدم بن کر چلے گئے تھے

اسی اثناء میں شہزادہ امیر قاؑسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا آگے بڑھیں اور روتے ہوئے عرض کرنے لگیں کہ سرتاج! آپ کے لخت جگر نے نصرت امام زمانہ علیہ الصلواۃ والسلام فرما کر ہم دونوں کو ابد تک سرخرو کیا ہے، میں اس کی شکر گزار ہوں، میدانِ جہاد میں اس نے اپنی شمشیر شرربار کے وہ جوہر دکھائے کہ دشمن بھی عش عش کر اٹھے

مگر ایک ایسے جوان بیٹے کی شہادت کہ جو چند لمحوں کیلئے دولہا بنا ہو، ضعیف اور بیوہ ماں کیلئے کتنی زیادہ درد انگیز ہوتی ہے، یہ آپ مجھ سے پوچھیں، میں تو جینے سے بھی بیزار ہوں مگر کیا کروں کہ اپنی بیوہ بہو کیلئے جی رہی ہوں

اس کے بعد آپ نے ساتھ کھڑی اپنی بیوہ بہو صلواۃ اللہ علیہا کے سر اطہر پر ہاتھ رکھا، اور اپنے سرتاج سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ آقا! آپ ہی کے حکم کی تعمیل میں آپ کے لختِ جگر کی شادی جن مشکل حالات میں ہوئی تھی، اس کا اندازہ آپ اپنی پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کی کیفیت سے بخوبی لگا سکتے ہیں

میں تو فقط یہی کچھ عرض کر سکتی ہوں کہ جس وقت وہ دولہا بن کر اتمام حجت کی خاطر میدان میں تشریف لے گئے تو کوفی اور شامی ملاعین ازل نے ان کا ذرا بھر لحاظ نہ کیا، عرب کے تمام دستور پس پشت ڈال کر انہیں ظلم وستم کا نشانہ بنا لیا، ان کا ادب واحترام بجا لانے کی بجائے ملاعین نے ان پر اتنے ستم کئے کہ ان کی لاشِ اطہر بھی خیام میں نہیں آ سکی بلکہ ان کے نازک بدن کے چند اعضاء ہی آئے، اور ہم نے انہی اعضاء پر تمام رسمیں ادا کیں، اُس غم زدہ ماحول میں ہم اس قدر مجبور تھے کہ کوشش کے باوجود ان کی شادی کی کچھ رسمیں ادا نہیں کر سکے تھے، پھر وہ رسمیں آپ کے دولہا بیٹے نے میدان میں جا کر خود ادا کی تھیں، اور ان رسموں کی ادائیگی میں امت نابکار نے ان کا بھرپور ساتھ دیا تھا، میں تو یہی کہوں گی کہ جب آپ کا نورِ نظر شادی کی تمام رسموں کی تکمیل فرما کر میدان سے واپس آیا اور انہوں نے پاک سیج کو زینت بخشی تو ان کی سیج پاک دولہا کے خون سے حنائی ہو گئی تھی

پھراس وقت میری قوتِ برداشت جواب دے گئی کہ جب میں نے اپنے پاک لعل کی لاش پر بیوہ دلہن کا گھونگھٹ اٹھایا تو دیکھا کہ ان کی مانگ میں سیندور کی بجائے اپنے سرتاج کا لہو تھا جوان کی پاک پیشانی اور رخساروں کو سرخرو کر رہا تھا میرے آقا، میرے پاک سرتاج علیہ الصلواۃ والسلام! یہ سب دکھ تو جیسے بھی ممکن ہوا میں جھیلتی رہی اور برداشت کرتی رہی مگر ایک موقع ایسا بھی آیا کہ جب ہم سب کو ظلم و جور کے عظیم طوفان نے گھیر لیا اور مجھے اپنے دولہا بیٹے کی پامال شدہ لاش بھی بھول گئی

امام مظلوم کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کے بعد جب شام غریباں آئی تو اس کا ایک ایک منظر اتنا دردناک تھا کہ میں بیان نہیں کرسکتی

اگر موت اپنے بس میں ہوتی تو میں اس وقت یقیناً چل بسی ہوتی کہ جس وقت ظالمین نے میری پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کے جہیز کی طرف دست ظلم دراز کیا، اور نصرتِ امام وقت کے تقاضوں کی تکمیل کی خاطر ہماری پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا نے اپنا جہیز بھی خالق کائنات کو سونپ دیا

مجھے آج تک وہ منظر یاد ہے اور شاید میں کبھی بھی اسے نہ بھلا پاؤں گی کہ جس وقت ہمیں مجبور و بے آسرا سمجھتے ہوئے ظالمین بے خوف ہو کر نہایت تسلی سے لوٹنے آئے تھے، ہماری پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا اور پاک دولہا کے متعلقات اور منسوبات کو ہماری آنکھوں کے سامنے وہ لڑ جھگڑ کر آپس میں بانٹتے اور تقسیم کرتے رہے، اور ہم دونوں خاموشی سے آنسو بہانے کے علاوہ کچھ بھی تو نہیں کرسکے تھے جس وقت شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا اپنا حال سنا چکیں تو

انہوں نے پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کی جانب دیکھا جوان کے پہلو میں کھڑی سر جھکائے رو رہی تھیں، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میری دکھی بیٹی! آپ بھی تو اپنے چچا سے کوئی بات کریں

پاک دلہن نے فرمایا کہ اگر اجازت ہو تو میں اِن سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے دریافت فرمایا کہ بیٹی! آپ کیا پوچھنا چاہتی ہیں؟ پاک بیوہ دلہن صلواۃ اللہ علیہا نے روتے ہوئے عرض کیا کہ

چچا جان علیہ الصلواۃ والسلام! دنیا کا دستور یہی ہے کہ جب کوئی نو بیاہتا دلہن بیوہ ہو جائے تو والدین اس کا آسرا اور سہارا بنتے ہیں، اور اگر وہ موجود نہ ہوں تو پھر وہ سسرال والوں کی آس پر بیوگی کی طویل سیاہ رات گزار دیتی ہے......مگر میں وہ کم نصیب ہوں کہ جس کے دونوں گھر ویران ہو چکے ہیں، نہ تو پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا سایۂ عاطفت میسر ہے اور نہ ہی آپ کا یا پاک سرتاج علیہ الصلواۃ والسلام کا سہارا باقی رہا ہے اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ میں زندگی کی طویل مسافت کس کے سہارے اور کیسے طے کروں؟

اصل حقائق تو مالک کائنات، آباء واجداد علیہم الصلواۃ والسلام کی دستار کے پاک وارث عجل اللہ فرجہ الشریف ہی بہتر جانتے ہیں، کتب تاریخ و مقاتل میں بھی فقط چیدہ چیدہ واقعات کے علاوہ ہمیں کچھ نظر نہیں آتا، اس لئے ہماری گفتگو کا یہ سلسلہ اعتبارات کی بنیاد پر چل رہا ہے اور موقع محل کی مناسبت اور قرائن وشواہد سے ماخوذ واقعات ہم بیان کر رہے ہیں

اس موقع کی مناسبت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شام سے واپسی کے بعد جب پاک

مخدراتِ عصمت توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن مولا امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک مزار پر تشریف لائی ہوں گی تو انہوں نے اپنی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن سے شام میں ہونے والے مظالم کا احوال ضرور دریافت فرمایا ہوگا

اور معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کو یہ ضرور بتایا ہوگا کہ بھیا! جب ہم شام کے حاکم یزید ابن معاویہ ملعون کے دربار کے نجس ماحول میں پہنچے تو سامنے جو ماحول تھا وہ ہمارے لئے بالکل اجنبی تھا کیونکہ ہم نے تو کبھی بازار یا دربار دیکھے ہی نہیں تھے، اس لئے اس بے حیا اور گستاخ فضا کو دیکھتے ہی ہمارے دل زخمی ہو گئے، اور وہاں سب سے زیادہ تکلیف دِہ بات یہ سامنے آئی کہ وہ شرابی ملعونِ ازل بھرے دربار میں مجمع عام کے سامنے ہم سب کے اسمائے گرامی تلاوت کرتا رہا، ہر ایک پاک مستور صلواۃ اللہ علیہا کو اس کا نام لے کر پکارتا رہا، جس پاک شہید علیہ الصلواۃ والسلام کا ذکر ہوتا، اس کے ساتھ کئی کئی مرتبہ اس کے پردہ داروں کے نام پکارے جاتے تھے، جس پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا نام پاک دربار میں لیا جاتا وہ شرم وحیا سے سر جھکا کر رونے کے علاوہ کر ہی کیا سکتی تھی؟

واللہ ہمارے لئے سب سے مشکل ترین لمحات یہی تھے کہ جو ناقابل برداشت تھے دربارِ شام کی بات چلی تو شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کیا کہ سرتاج! آپ بہتر جانتے ہیں کہ ایسے دکھ بھرے ماحول میں کوئی شریف اپنے بیٹے کی شادی کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا، کیونکہ مسافرت میں تو ضرورت کا سامان بھی میسر نہیں ہوتا، اور نہ ہی غربت کے عالم میں شایانِ شان انتظام کیا جا سکتا ہے، مگر آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے یہی سوچا

تھا کہ چلو یہ گھر کی بات ہے اور گھر کے رشتوں میں ضروریاتِ زندگی کی کمی بیشی کوئی محسوس ہی نہیں کرتا ہے

مگر آپ کی عزت کی قسم! مجھے اپنی غربت کا احساس اس وقت ہوا کہ جب ہم فرعونِ شام ملعون کے دربار میں پہنچے، اور وہاں مجمع اغیار میں کمینے اور بے حیا لوگوں کے سامنے ہمارا کربلا سے لوٹا ہوا مال واسباب پیش کیا گیا

دربارِ فرعونِ شام میں رؤسائے شام اور امرائے عرب موجود تھے، جس وقت ان سب کے سامنے شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلواۃ والسلام کی شادی کا سامان، ان کا دریدہ مقنع اور ان کی پاک دلہن صلواۃ اللہ علیہا کا پاک جہیز دکھایا گیا تو ان مقدسات کو دیکھ کر وہ ملاعین ازل تحقیر آمیز انداز میں دیر تک ہنستے رہے، میں خود دیکھ رہی تھی کہ ایک شامی ملعون آپ کے نورِ نظر کے متعلقات ومنسوبات اٹھا اٹھا کر سب کو دکھاتا رہا اور وہ مذاق اڑاتے رہے، اس وقت آپ کی پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کا سر اطہر شرم سے جھکا رہا اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برستی رہی ...... سچ پوچھیں تو یہ میری زندگی کے مشکل ترین لمحات تھے

آخر میں شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے سرتاج کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آقا! ہمارے ان تمام آلام ومصائب کا ازالہ فقط اسی طرح ممکن ہے کہ ہمارے پاک منتقم عجل اللہ فرجہٗ الشریف کا خروج جلد سے جلد ہو، اس کے علاوہ کوئی صورت ممکن ہی نہیں ہے

اس لئے ہم سب مل کر آپ کی پاک ذات کے وسیلہ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ بلا تاخیر قائم آلِ محمد عجل اللہ فرجہٗ الشریف تشریف لائیں تاکہ ہمارے یہ ویران گھر دوبارہ آباد

ہوں، آپ کے پاک فرزند شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ادھورے شگن پھر سے پورے ہوں، آپ کی پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کو ابدی اور دائمی بھاگ سہاگ نصیب ہو، اور آپ کی پاک بہنیں صلواۃ اللہ علیہن اپنی اِس پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا ہوا دیکھیں تا کہ ان کے دل اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں

اور خدا کرے کہ آپ کی پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا صاحب اولاد ہو، ان کے آنگن میں ابدی مسرتوں کے پھول اور کلیاں ابدالآباد تک مہکتی رہیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہُ الشریف وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یا ھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 38

جناب شریکۃ الحسینؑ

صلواۃ اللہ علیہا

شہنشاہِ انبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک دور ہے، صفر المظفر سن 7 ہجری میں چالیس دن کی طویل نبرد آزمائی کے بعد امیر کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کی شمشیر قدیر کی ضربِ یداللٰہی کی تاب نہ لاتے ہوئے جنگ خیبر فتح ہوئی

جس وقت امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر پر فاتحِ خیبر کی حیثیت سے فتح کا سہرا باندھا جا رہا تھا، عین اسی وقت ایک غلام نے آ کر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی بلکہ مبارکباد پیش کی

جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ فتح خیبر کی مبارکباد ہے، یا کوئی اور خوشخبری ہمارا مقدر بنی ہے؟، غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ میں ابھی ابھی دیکھ کر آ رہا ہوں کہ آٹھ نو سال کی ہجرت کے بعد سرکار جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام حبشہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں اور ان کا کارواں سوئے خیبر محو سفر ہے، اور بس چند گھڑیوں میں ان کا ورودِ مسعود خیبر میں ہونے والا ہے

سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام آج مدت کے بعد رحمتوں اور برکتوں کے جلو میں تشریف لا رہے ہیں، آپ سب

استقبال کی شایانِ شان تیاری کریں، ہم آگے بڑھ کر ان کو خوش آمدید کہیں گے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافی فاصلے پر جا کر اپنے بھائی کو گلے لگا کر ان کا والہانہ استقبال کیا، سب نے دیکھا کہ حبشہ سے آنے والے اس کارواں کے سالار اور سردار جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام اپنی ناقہ پر سوار سب سے آگے آگے تشریف لا رہے ہیں اور ان کی آغوش میں ایک کمسن پاک شہزادہ اسی ناقہ پر سوار ہیں، گویا چاند کے ساتھ مشتری ستارہ جلوہ کش ہے

عرب کی سرزمین کو فخر و مباہات سے نوازنے والے یہ شہزادہ عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام تھے، کہ جن کا عرشِ الٰہی سے دنیا میں ورودِ مسعود حبشہ میں ہوا تھا

ان کی دنیا میں آمد خیر و برکت سے قبل ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بردار گرامی کو گرامی نامہ تحریر فرمایا تھا کہ عنقریب ہمارے ایک لختِ جگر آپ کے گھر اطہر کو زینت بخشیں گے، جو شکل وصورت میں ہمارے پاک والد جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام کی کامل و اکمل شبیہ ہوں گے، جونہی وہ تشریف لائیں تو سب سے پہلے انہیں ہماری طرف سے پیار کرنا، ہمارے سلام کہنا، اور ان کا نام نامی اسم گرامی ہمارے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے نام پر ''عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام'' رکھنا

آج وہی پاک شہنشاہ زادہ اپنے پدر بزرگوار علیہ الصلواۃ والسلام کے ہمراہ ناقہ پر سوار ہیں، اور ان کی آغوشِ عاطفت کا شفیق لمس محسوس کرتے ہوئے مسکرا رہے ہیں

خلافِ توقع شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچانک اپنے سامنے موجود پا کر جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام نے فوراً ناقہ کو بٹھایا، اور ابھی وہ اترنے نہ پائے تھے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی شبیہ مبارک جناب عبداللہ علیہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آگے بڑھ کر گود میں لیا، پیار کیا، اور گلے لگایا

چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی حیاتِ طیبہ میں پہلی مرتبہ اپنے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی تھی اس لئے ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو چھلکنے لگے، رسالت کی نگری میں آج خوشیاں برس رہی تھیں، اس کے بعد مرتبہ شناس بھائی جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگے بڑھ کر سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی فرمائی، شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں وفورِ محبت میں اپنے سینہءِ اقدس سے چمٹا لیا، اور مصافحہ اور معانقہ فرمایا، اس کے بعد آپ نے موجودگان کی طرف رخ مبارک پھیرا، اور آپ کے لب لعلیں یوں گویا ہوئے

☆ما ادری بایهما افرح لقدوم جعفر علیه السلام او بفتح خیبر

اے لوگو! آج قادر وقدیر نے ہمیں دو خوشیاں عطا فرمائی ہیں، مگر ہم فیصلہ نہیں کر پا رہے کہ فتح خیبر کی خوشی بڑی ہے، یا جانِ برادر کی حبشہ سے آمد مسرتِ عظیم ہے

خیبر سے واپس مدینہ آنے کے بعد کچھ دن گزرے تھے کہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک بھائی تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ہم سلسلہءِ تجارت میں ملک شام جانا چاہتے ہیں کریم مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی

جس وقت سفر کی مکمل تیاری ہو چکی تو روانگی سے قبل جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیلئے تشریف لائے، اس وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پاک دختر ملکہءِ عالمین جناب سیدۃ النساء العالمین صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر اطہر میں تشریف فرما تھے، انہوں نے دنیا کے دستور کے مطابق عرض کیا کہ کوئی فرمائش

ہو یا ضرورت کی کوئی چیز آپ نے شام سے منگوانا ہو تو ارشاد فرمائیں

شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمین کرم میں دکھوں کے بادل اُمڈ آئے اور ابر کرم برسنے لگا، کمالِ ضبط سے رُندھی ہوئی آواز میں فرمایا کہ یہ بات آپ ان سے پوچھیں کہ جنہیں شام کی کوئی چیز درکار ہو

واقف رموزِ رسالت جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام نے محسوس کیا کہ ان میں سے کسی پاک ذات کو کوئی نہ کوئی چیز ضرورت تو ہے، مگر اظہار مناسب نہیں سمجھتے

انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی سرکار امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف رخ کیا اور فرمایا کہ اگر آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو آگاہ فرمائیں؟

انہوں نے بھی سرکار ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کو لفظ بہ لفظ دہرایا

جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام کی تشویش بڑھنے لگی، انہوں نے ملکہءِ دوجہاں جناب سیدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ آپ حکم فرمائیں، انہوں نے بھی روتے ہوئے وہی جواب عطا فرمایا کہ یہ بات آپ ان سے پوچھیں جنہیں شام کی کوئی چیز ضرورت ہو

اس وقت جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام کا ضبط جواب دے گیا اور وہ خود بھی رونے لگے، پھر روتے ہوئے فرمایا کہ آخر بات کیا ہے؟ ہم نے اتنا مشکل سوال تو نہیں کیا کہ آپ سب جواب دینے کی بجائے رونے لگے ہیں اور مجھے کچھ بتاتے بھی نہیں ہیں

تب ایک کمسن شہزادی صلواۃ اللہ علیہا جو اپنی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی اوٹ میں تشریف فرما تھیں، نہایت ادب واحترام سے شرم وحیا میں ڈوبی ہوئی آواز میں آہستہ

سے گویا ہوئیں کہ چچا جان! آپ ان سے کیوں دریافت فرما رہے ہیں؟ ان میں سے تو کسی نے بھی شام نہیں جانا ہے

جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلواۃ والسلام کو اپنی کم سن بہو کی ادا بہت پسند آئی، آگے بڑھے، انہیں گود میں لے کر پیار کیا، سر اطہر پر بوسہ دیا اور روتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟

پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ چچا جان! آپ شام تشریف لے جا رہے ہیں اور وہاں سے ہمیں ایک نہیں بلکہ دو چیزیں چاہئیں

ایک تو شام کے شہر سے باہر ہمارے لئے ایک جاگیر خرید کر لیں

جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلواۃ والسلام نے حیرانی سے فرمایا کہ بیٹی! جاگیریں تو بیٹوں کیلئے خریدی جاتی ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ کو جاگیر کی ضرورت ہے تو مدینہ میں جتنی جاگیریں چاہیں ہم آپ کیلئے خرید لیتے ہیں، بہوؤں سے تو کوئی چیز پیاری نہیں ہوتی ہے

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ چچا جان! ہمیں مدینہ میں نہیں بلکہ شام کے باہر ہی جاگیر چاہیے، ممکن ہے کبھی ہمیں شام جانا پڑے تو رہائش گاہ کیلئے ہمیں کسی کا محتاج ہونا ہرگز پسند نہیں ہے، ہم چاہتی ہیں کہ وہاں ہماری اپنی ذاتی جاگیر موجود ہو...... دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں شام سے ایک ایسی کنیز لا دیں جو پورے شام سے واقف ہو، جو شام کے شہر کے ہر چوک، ہر بازار اور گلی کوچوں کو اچھی طرح جانتی ہو

یہ کوئی عام باتیں تو نہیں تھیں، درد کے نشتر تھے، ہر لفظ میں ایک قیامت پوشیدہ تھی،

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی بات سنتے ہی سبھی پاک ذوات علیہم الصلواۃ والسلام رونے لگے

جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلواۃ والسلام جب شام پہنچے تو حبشہ کے ایک تاجر (جو شام کے شہر دمشق میں مقیم تھے) کے ہاں قیام فرمایا، جو اس زمانہ میں حبشہ اور شام کے ملک التجار شمار کئے جاتے تھے

رات کو تخلیہ میں اپنے میزبان سے فرمایا کہ ہم یہاں ایک جاگیر خریدنا چاہتے ہیں، اگر تمہارے علم میں کوئی ایسی جگہ برائے فروخت ہو کہ جو محل وقوع، آب و ہوا، زرخیزی اور شادابی کے لحاظ سے بہترین ہو تو ہمیں آگاہ کرو

اس تاجر نے عرض کیا کہ حضور! کل شام سے کئی میل دور ایک جاگیر نیلام ہونا ہے، اگر مناسب سمجھیں تو آپ خود ملاحظہ فرمالیں، پسند آئے تو خرید لیں گے

دوسرے دن جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلواۃ والسلام اس تاجر کو ساتھ لے کر نواحِ شام میں تشریف لائے، مذکورہ جاگیر کا ایک چکر لگا کر بغور جائزہ لیا، آپ کو وہ جگہ بہت زیادہ پسند آئی، جاگیر کا جائزہ لینے کے بعد جب آپ مرکزی مقام پر تشریف لائے تو وہاں اس کی نیلامی پہلے سے شروع ہو چکی تھی، اور بولی دی جا رہی تھی ایک آدمی نے اس جاگیر کی قیمت پانچ ہزار دینار لگائی، دوسرے آدمی نے چھ ہزار دینار اور تیسرے نے سات ہزار دینار کی بولی دی

یہ باتیں جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلواۃ والسلام نے وہاں پہنچنے سے پہلے راستے میں سنیں، جب آپ نیلامی میں شریک لوگوں کے قریب پہنچے تو اس سے پہلے کہ کوئی اور شخص اس جاگیر کی بولی دے کر اس سے زیادہ قیمت لگاتا، آپ نے دور سے آواز دیتے ہوئے فرمایا کہ اس جاگیر کی قیمت ہماری طرف سے ساٹھ ہزار 60,000 دینار

ہے

وہاں پر موجود سب لوگوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے اور چہروں کے رنگ فق ہو گئے، اس کے بعد کسی شخص نے پھر بولی دینے کی جرأت ہی نہیں کی اور وہ جاگیر آپ کے نام منسوب کر دی گئی

جو تاجر شام سے آپ کے ساتھ آیا تھا وہ بھی حیران رہ گیا اور اس نے جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام کے شانے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ حضور! آپ کا تعلق خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام سے ہے اور اس پاک خاندان کے تمام افراد عرب و عجم میں فن تجارت کے ماہر بلکہ موجد و خالق شمار کیئے جاتے ہیں، یہ آپ نے کیا کیا ہے؟

اتنی زیادہ قیمت لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ زیادہ سے زیادہ یہ بولی بارہ یا چودہ ہزار تک ہی جانا تھی، اور اگر ہم اس جاگیر کی بہت زیادہ قیمت بھی لگانا چاہتے تو بیس ہزار پر ہم نے اسے خرید لینا تھا، مگر آپ نے تو آج تجارت کے سارے اصول بالائے طاق رکھ دیئے اور حد سے زیادہ قیمت لگائی ہے

جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام نے مسکرا کر فرمایا کہ بھائی! تم اس بات کو نہیں جانتے ہم نے یہ جاگیر اپنی پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کیلئے لینا تھی، اور ہم یہ نہیں چاہتے تھے کہ ہمارے بولی دینے کے بعد کوئی دوسرا آدمی ہم سے زیادہ قیمت لگا سکے کیونکہ ہمارے خیال کے مطابق جس وقت ہم نے اس جاگیر کی بولی دے کر قیمت لگا دی تو یہ جاگیر ہماری پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کے نام منسوب ہو گئی

اس کے بعد اس جاگیر کو خریدنے کا خیال بھی اگر کسی ذہن میں آئے یا کوئی اس کی خریداری کیلئے بولی لگائے، یہ بات ہماری غیرت کو گوارا ہی نہیں ہے کہ ہماری

پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کے نام سے منسوب کسی بھی چیز کی طرف لوگ نگاہ اٹھا کر دیکھیں، اس لئے ہم نے اس جاگیر کی وہ قیمت لگائی ہے کہ جہاں کسی دوسرے آدمی کے خیال کی رسائی بھی نہ ہو

اس جاگیر کی قیمت ساٹھ ہزار دینار مقرر کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہماری پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کے پاک بھائی مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے مستقبل میں نینوا کے علاقہ میں ایک جاگیر خریدنا ہے، اور ہم جانتے ہیں کہ کربلا معلیٰ کی اس جاگیر کی قیمت بھی ساٹھ ہزار دینار ہوگی، اس لئے ہم یہ نہیں چاہتے کہ ہماری پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کی جاگیر ان کی جاگیر سے کم قیمت ہو

جاگیر کی خریداری کے بعد جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام اپنے میزبان تاجر کے گھر واپس تشریف لائے، رات کو سلسلہ ءِ گفتگو کے دوران اسے فرمایا کہ ہماری پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کی فرمائش ہے کہ ہم شام سے ایک ایسی کنیز لے کر آئیں کہ جو شام کے شہر سے اچھی طرح سے واقف ہو، لہٰذا کل صبح سب سے پہلے ہم یہی کام کریں گے

اس ملک التجار نے عرض کیا کہ حضور! میری ایک گزارش ہے، اگر آپ قبول فرمائیں تو عرض کروں؟ سرکارؑ نے فرمایا کہ تمہیں تو ہم اپنے بھائی کی طرح سمجھتے ہیں، اس لئے آپ بلا جھجک اور بلا تکلف کہیں، کیا کہنا چاہتے ہیں؟

اس نے عرض کیا کہ آقا! درحقیقت ہم آپ کے غلام ہے، یہ تو آپ کی کرم نوازی ہے کہ آپ مجھے اپنا بھائی کہتے اور سمجھتے ہیں، یہ ہمارا ایک گھریلو مسئلہ ہے جو آج تک ہماری سمجھ میں نہیں آسکا کہ میری آٹھ نو برس کی ایک کمسن بیٹی ہے، جب سے

اس نے شعور سنبھالا ہے، اس کا مزاج ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، اسے نہ جانے کیوں شام کے بازاروں اور گلی کوچوں میں پھرنے کا بہت زیادہ شوق ہے، ایک اور حیران کن بات یہ ہے کہ وہ کمسن بچی جب بھی شام کے بازار دیکھتی ہے تو رونے لگتی ہے...... اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری اس بیٹی کو اپنی کنیز سمجھتے ہوئے اپنے ساتھ لے جائیں اور اپنی پاک بہو صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں، یہ آپ کا اپنے اِس غلام پر بہ ایں معنی احسانِ عظیم ہوگا کہ شاید اسی بچی کے وسیلہ سے میری آخرت سنور جائے

کافی عرصہ پہلے ایک سلسلہءِ مجالس میں میں نے بیان کیا تھا کہ کربلا معلیٰ میں معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے ہمراہ دس کنیزیں تھیں، ان دس کنیزوں کے حالات و واقعات بیان کرنے کے دوران میں نے اس پاک کنیز کے حالات بھی عرض کیئے تھے، اس لئے یہاں اعادہ نہیں کرنا چاہتا

آمد در شام

ملکہءِ عالمین جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے دوسری مرتبہ شام تشریف لانے کے متعلق مؤرخین، صاحبانِ مقتل اور صاحبانِ روضہ کے درمیان ایک ایسی جنگ نظر آتی ہے کہ جس کے گرد و غبار میں اصل حقیقت کی شکل ہی نظر نہیں آتی

اس موضوع سے متعلق تمام روایات تو بیان نہیں کر سکتا، البتہ ہلکی سے جھلک پیش کر رہا ہوں، تا کہ آپ کو یہ اندازہ ہو سکے کہ اختلافاتِ روایات کا عالم کیا ہے

جن مؤرخین کا تعلق مصر سے ہے وہ یہ لکھتے ہیں کہ یہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا

دوسری مرتبہ شام تشریف لے ہی نہیں گئی ہیں، بلکہ جس وقت آپ پہلی مرتبہ شام سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائیں تو اس وقت مدینہ کا حاکم عمرو بن سعید بن عاص ملعون تھا، یا پھر ابن قاضی الاشدق فرعونِ شام کی طرف سے والیءِ مدینہ تھا قافلہءِ تسلیم ورضا کی وطن واپسی کے بعد جب عوام الناس کو بنی امیہ کے ملاعین کی بدکرداری کا علم ہوا اوران کے مظالم سے آگاہی ہوئی تو یزید ابن معاویہ ملعون کے خلاف شدید ترین نفرت پیدا ہوگئی، جس کی وجہ سے سب لوگوں نے فرعونِ شام ملعون کی بیعت توڑ دی تھی اور یہاں بغاوت کی ایک فضا بن گئی تھی

اس وقت عمروابن سعید ملعون نے فرعونِ شام ملعون کی طرف ایک تفصیلی خط لکھا جس میں تمام حالات اورلوگوں کے تاثرات وکیفیات درج تھے

اس خط میں اس ملعونِ ازل نے مدینہ کے لوگوں کو بغاوت پر مائل کرنے کا ذمہ دارخاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قرار دیا، جس کی وجہ سے یزید ملعون نے فوراً حکم دیا کہ پردہ دارانِ توحیدورسالت صلوٰۃ اللہ علیہن کو یہ خط ملتے ہی مصر روانہ کردیا جائے فرعونِ شام کے حکم کی تعمیل میں عمروابن سعید ملعون نے خاندانِ تطہیر کے پاک پردہ داروں صلوٰۃ اللہ علیہن کو مدینہ سے مصر چلے جانے کا حکم دیا، اور خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے افراد یہاں سے مصر روانہ ہوگئے، وہاں جاکرانھوں نے مسلمہ بن مخلد کے گھر قیام فرمایا، واضح رہے کہ اس زمانہ میں مصر کا حاکم عقبہ بن نافع تھا جس وقت اسے معلوم ہوا کہ خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام پاک مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن کے ہمراہ مصر میں تشریف لے آئے ہیں تو وہ بہت خوش ہوا اوراس نے اس پاک قافلہ کے تمام افراد کو معزز مہمانوں کی حیثیت سے اپنے پاس رکھ لیا

مصری مؤرخین کے مطابق یہ قافلہ یکم شعبان 61 ہجری کو مدینہ سے روانہ ہوا تھا، اور 14 رجب سن 62 ہجری تک مصر میں عقبہ بن نافع کے ہاں مہمان رہا، اور وہیں مصر ہی میں ملکہ ءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا وصال الیٰ اللہ ہوا، اور ان کا پاک مدفن الحمراء القصویٰ یا بروایت دیگر قناطر السباع (قاہرہ) میں بنایا گیا

اس روایت میں بہت سے نقائص موجود ہیں، پہلا نقص یہ ہے کہ قافلہ ءِ تسلیم و رضا کی شام سے مدینہ منورہ واپسی 18 شعبان 61 ہجری کو ہم ثابت کر چکے ہیں، اگر ہم یہ تسلیم کر لیں کہ ان کے مدینہ تشریف لاتے ہی عمرو ابن سعید ملعون نے خط شام بھیج دیا ہو تب بھی قافلہ پاک کی مدینہ سے مصر کی طرف روانگی ماہِ رمضان سے پہلے ناممکن ہے، کیونکہ ایک قاصد کا مدینہ سے دمشق جانا، پھر وہاں سے جواب لے کر واپس آنا، پھر فرعونِ شام کے حکم پر عمل درآمد ہونا، اس وقت کے ذرائع آمد و رفت کے مطابق یہ سب کم ازکم ایک ماہ کا پراسس (Process) یا عمل ہے

دوسرا نقص یہ ہے کہ اس روایت میں جو الفاظ بیان ہوئے ہیں، ان کے مطابق قافلہ ءِ تسلیم و رضا کا مصر میں قیام یکم شعبان سے چودہ رجب تک یعنی گیارہ ماہ اور دس دن رہا

اگر شعبان کے اواخر میں روانگی کو تسلیم کر بھی لیا جائے تو ماہِ رمضان کے آخری دنوں سے پہلے مصر پہنچنا بعید از قیاس ہے

اس روایت میں تیسرا نقص یہ ہے کہ سن 62 ہجری میں جب مسلم بن عقبہ ملعون نے یزید ملعون کے حکم پر مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور بدنام زمانہ واقعہ ءِ حرہ پیش آیا تھا تو اس ملعونِ ازل نے اہل مدینہ میں سے سب سے پہلے بیمار کربلا جناب سجاؑد علیہ

الصلواۃ والسلام کو اپنے پاس بلایا اور آپ کی خدمت میں شہد کا ایک پیالہ پیش کیا، اور عرض کیا کہ آپ اسے ضرور نوش فرمائیں

سرکارؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں شہد پسند نہیں ہے، ہاں اگر تو جبراً ہمیں یہ پلانا چاہے تو پھر ہم اسے پی لیں گے، ملعون بولا کہ میری آپ کے متعلق کوئی بری نیت نہیں ہے، بلکہ مجھے ملعونِ شام کا حکم ہے کہ آپ کے محلّہ بنی ہاشم کا احترام کروں، آپ سے عزت واحترام سے پیش آؤں، اور اگر آپ کی کوئی خواہش ہو تو اسے بھی پورا کروں، اب یہ آپ کی مرضی پر منحصر ہے کہ یہ جام نوش فرمائیں یا نہ فرمائیں

اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سن 62 ہجری میں سرکار جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام پاک پردہ داران عصمت صلواۃ اللہ علیہن کے ہمراہ مدینہ منورہ میں موجود تھے کیونکہ جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے بغیر معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا اکیلے مصر تشریف لے جانا ممکن ہی نہیں ہے

ایک مصدقہ روایت یہ بھی ہے کہ اِن دنوں آپ مدینہ شہر سے باہر سرکار امیر کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کی ذاتی جاگیر منبع میں رہائش پذیر تھے کہ جہاں شہنشاہ مولا امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام اجماعی خلافت کے دور میں گوشہ نشین رہے تھے

(بحوالہ تاریخ کامل ابن اثیر......عقد الفرید جلد دوم صفحہ 216)

اسی طرح اور بھی بہت سے نقائص ہیں، جن پر تبصرہ وقت کا زیاں ہے

ایک روایت یہ بھی ہے کہ عقیلہِ بنی ہاشم ملکہِ کونین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی رحلت مدینہ منورہ میں ہوئی اور آپ کا پاک مزار اطہر جنت البقیع میں ہے

یہ روایت چونکہ واقعیت سے خالی ہے، لہٰذا بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے
تیسری روایت یہ ہے کہ آپ کا پاک مزار شام میں ہے، مگر شام میں آپ کی دوبارہ تشریف آوری کی روایات میں بہت سے اختلافات موجود ہیں جو میں اجمالی طور پر بیان کرر ہا ہوں

﴿اختلافِ روایات﴾

پہلی روایت یہ ہے کہ مسلم بن عقبہ ملعون نے واقعہءِ حرہ کے وقت پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے تمام موجود پاک افراد کو پابند سلاسل کر کے شام روانہ کر دیا تھا، اور دورانِ سفر اِن پر بہت ظلم و ستم ڈھائے گئے، پھر شام پہنچ کر انہیں کافی عرصہ تک زندان میں اسیر رہنا پڑا، اس کے بعد مسیّب بن قعقاع خزاعی نے شام پر حملہ کر کے انہیں رہائی دلوائی، اور پاک اہل حرم صلواۃ اللہ علیھن کو کوہِ لبنان کے راستہ سے اس مقام پر لے آیا کہ جہاں آج ملکہءِ شام بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا مزار ہے، یہاں پر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ایک طاق یا پتھر یا درخت سے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کا تازہ خون ٹپکتا ہوا دیکھا، اور اس خون کو دیکھتے ہی آپ کا وصالِ الیٰ اللہ ہوا...... (خلاصہ)
اس روایت کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک ہی نہیں ہے، کیونکہ مسیّب بن قعقاع خزاعی نے کبھی ملک شام پر حملہ کیا ہی نہیں تھا
اور تاریخ سے ثابت ہے کہ مسلم بن عقبہ ملعون نے پاک گھر پر حملہ نہیں کیا تھا
تیسری بات اس روایت میں جو خرافات اور بکواس پر مبنی الفاظ ہیں وہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا کیونکہ وہ شایانِ شان نہیں ہیں، اور یہ وجہ بھی روایت کو جھوٹا ثابت

کرتی ہے

() ایک روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت مسلم بن عقبہ ملعون نے پاک قافلہ کو اسیر بنا کر شام روانہ کیا، اور قافلہ پاک شام سے باہر جب اس مقام پر پہنچا کہ جہاں آج پاک مزار ہے تو اس وقت اہل قافلہ کو یزید ملعون کے واصل جہنم ہونے کی خبر ملی تو قافلہ کے نگران فوجیوں میں افراتفری پھیل گئی

ایسے میں مخدومہءِ عالم صلواۃ اللہ علیہا اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائیں تو سامنے انہیں ایک باغ نظر آیا، آپ اس باغ میں تشریف لے گئیں، چھوٹی اور تنگ سی پانی کی ایک نہر بہہ رہی تھی، اسی کے کنارے بیٹھ کر معظّمہ مخدومہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کو یاد فرماتے ہوئے رونا شروع کر دیا اور شدتِ گریہ سے غش کھا کر اسی چھوٹی سی نہر کے پانی میں گر پڑیں جس کی وجہ سے پانی رک گیا

تب ایک باغبان بیلچہ اٹھائے یہ دیکھنے کیلئے ادھر آیا کہ پانی کیوں رکا ہوا ہے

جس وقت وہ اس مقام پر پہنچا کہ جہاں معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے زمین کی زینت بخشی ہوئی تھی، تو اس نے دیکھا کہ کوئی ہے جس نے پانی کو روک رکھا ہے، اس باغبان نے طیش میں آ کر بیلچے سے وار کیا جس سے آپ کا سر اطہر شگافتہ ہو گیا

جب پانی میں خون شامل ہو کر بہنے لگا تو باغبان پریشان ہو گیا، اتنے میں جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام کے غلام معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو تلاش کرتے ہوئے آ پہنچے، اور نعوذ باللہ انہی غلاموں نے آپ کو انتہائی زخمی حالت میں اٹھا کر خیمہ تک پہنچایا

جب باغبان کو اپنے ظلم کا احساس ہوا تو اس نے آ کر معافی مانگی اور معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اسے معاف بھی کر دیا، پھر اسی جگہ پر آپ کی شہادت واقع ہوئی،

اور آپ کو اسی باغ میں یعنی موجودہ جگہ پر دفن کر دیا گیا تھا

اس روایت کو جھوٹا ثابت کرنے کیلئے صرف یہی ثبوت کافی ہے کہ جب مسلم بن عقبہ ملعون نے آپ کو اسیر بنا کر مدینہ سے شام بھیجا ہی نہیں تھا تو باقی بات کیسے درست ہوسکتی ہے؟ پھر پانی کے رکنے پر بغیر پوچھے باغبان کا حملہ کرنا بھی خلاف عقل ہے، اور غلاموں کا نعوذ باللہ پردۂ تطہیر کی مالک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو اٹھانا تو دور کی بات ہے، ہاتھ لگانا بھی محال عقلی اور ناممکن ہے

میرے خیال میں اس روایت پر اس سے زیادہ تبصرہ کرنا بھی ایک ظلم ہے، اس لئے اسے ترک کرتے ہوئے اب ہم آگے بڑھتے ہیں

( ) ایک روایت یہ ہے کہ مسلم بن عقبہ ملعون نے پاک قافلہ کو اسیر کر کے شام بھیجا اور جس وقت وہ دمشق شہر کے قریب پہنچا اور شہر کے آثار نظر آنے لگے تو اس وقت پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے دعا فرمائی کہ اے خلاقِ عوالم! ہمیں دوبارہ بازارِ شام جانے سے بچالے ...... ابھی آپ دعا فرما ہی رہی تھیں کہ آپ کی پاک روحِ قدسی جسد نورانی سے علیحدہ ہو کر واصل باللہ ہوگئی

جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام مسلم بن عقبہ ملعون کے سپاہیوں سے اِنہیں غسل دینے کیلئے پانی مانگنے گئے مگر انہوں نے انکار کر دیا، اس لئے امام وقت علیہ الصلواۃ والسلام نے پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کو غسل نہیں دیا بلکہ تیمّم کروا کے اور ایک بوسیدہ سی چادر کا کفن پہنا کر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو اسی مقام پر سپرد جنت فرمایا کہ جہاں آج پاک مزار ہے

اس طرح کی بہت سی روایات ایسی ہیں کہ جن کا بیان بھی سوئے ادبی ہے، اس لئے ان روایات کو ترک کرتے ہوئے کچھ حقائق بیان کرنا چاہتا ہوں

﴿ واقعہ ءِ حرہ ﴾

پہلی بات تو یہ ہے کہ بدنام زمانہ واقعہ ءِ حرہ یزید ابن معاویہ ملعونِ ازل کے واصل جہنم ہونے سے تقریباً اڑھائی ماہ پہلے 18 ذوالحجہ سن 63 ہجری میں پیش آیا تھا اور یہ ملعونِ ازل 64 ہجری ربیع الاول کے پہلے عشرہ میں فی النار ہوا تھا

دوسری بات یہ ہے کہ اس واقعہ ءِ حرہ کے وقوع پذیر ہونے سے ایک سال پانچ ماہ اور چودہ دن پہلے معظّمہ ءِ کائنات عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا وصالِ الیٰ اللہ 14 رجب سن 62 ہجری کو ہو چکا تھا

اس لئے واقعہ ءِ حرہ سے معظّمہ ءِ کائنات عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے دوسری مرتبہ شام تشریف لے جانے کے واقعہ کو منسلک کرنا درست نہیں بلکہ حماقت ہے

کچھ مؤرخین نے واقعہ حرہ کی تاریخ ذوالحجہ 62 ہجری درج کی ہے، اگر اس بات کو بھی تسلیم کرلیں تو پھر بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ واقعہ ءِ حرہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے وصال سے پانچ ماہ بعد پیش آیا تھا...... اس لئے تاریخی، عقلی اور نقلی اعتبار سے مسلم بن عقبہ ملعون کا انہیں اسیر بنا کر شام لے جانا درست ثابت نہیں ہوتا ہے

اب میں واقعہ ءِ حرہ کا اجمالی تذکرہ کرنا چاہتا ہوں

ہوا یہ تھا کہ یزید ابن معاویہ ملعونِ ازل کے دورِ اقتدار میں عثمان بن محمد بن ابوسفیان مدینہ کا گورنر تھا، اس کی بدکرداریوں سے تنگ آ کر اہل مدینہ نے اس کے خلاف بغاوت کا پروگرام بنایا اور اسی سلسلہ میں ایک خفیہ اجلاس ہوا، جس میں بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے کچھ افراد بھی شامل تھے، جن میں سے

جناب علیؑ الاکبر بن جناب عبداللہ بن جعفر طیار علیہم الصلواۃ والسلام

اوران کے بھائی جناب عونؑ اصغر بن جناب عبداللہ بن جعفر طیار علیہم الصلواۃ والسلام

جناب فضل ابن عباس ابن ربیعہ ابن حارث بن عبدالمطلب علیہم الصلواۃ والسلام

جناب حمزہ ابن نوفل ابن حارث ابن عبدالمطلب علیہم الصلواۃ والسلام

کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں

واضح رہے کہ جناب علیؑ اور جناب عونؑ ابن عبداللہ علیہم الصلواۃ والسلام کی والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا جناب مسیّب بن نجبہ کی دختر تھیں، اور یہ جناب مسیّب وہ ہیں کہ جنہوں نے مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا انتقام لینے کیلئے عبیداللہ ابن زیاد ملعون کے ساتھ مقام عین الودر پر جنگ کی اور اسی جنگ کے دوران درجۂ شہادت پر فائز ہوئے تھے

جناب فضل علیہ الصلواۃ والسلام اپنے زمانہ کے بہت بڑے دانا، شجاع اور جنگجو مشہور تھے

اس میٹنگ میں شامل سب لوگوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ حاکم مدینہ عثمان بن محمد بن ابوسفیان ملعون کو بزورِ شمشیر مدینہ سے نکال دیا جائے، اس کے بعد ہم سب جناب فضل ابن عباس علیہ الصلواۃ والسلام کی بیعت کر کے انہیں مدینہ کا مطلق حاکم بنا دیں گے، اس سلسلہ میں جب ان لوگوں نے جناب فضل ابن عباس علیہ الصلواۃ والسلام کی رائے جاننا چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے ہم اپنے خاندان کے افراد سے علیحدگی میں مشورہ کر لیں بعد میں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں گے، سبھی لوگ رضا مند ہو گئے

جناب فضل بن عباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے اہل خاندان کو علیحدہ لے جا کر فرمایا کہ ہمیں اموی اور یزیدی ملاعین سے انتقام لینے کا ایک موقع مل رہا ہے، اسے گنوانا

نہیں چاہیے، کیونکہ امام زمانہ علیہ الصلواۃ والسلام کے امر کی اطاعت میں ہم کربلا کی جنگ میں حصہ نہیں لے سکے تھے، مگر آج تھوڑی سی کوشش سے ہم اس سعادتِ عظیم سے محرومی کا ازالہ کر سکتے ہیں، لیکن یہ بات بھی آپ کے ذہن میں رہے کہ مدینہ کے چند ہزار افراد جن میں ہمارے مخلصین کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے، یہ افواجِ شام سے مقابلہ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے، اس لئے شہادت ہی ہماری منزلِ مقصود ہے، اب آپ ہمیں اپنی رائے سے آگاہ کریں

جناب عبداللہ ابن جعفر طیار علیہا الصلواۃ والسلام کے کمسن شہزادوں سمیت سب نے یہی کہا کہ ہم ہر قسمی قربانی کیلئے تیار ہیں، اگر ہم شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے مخالفین میں سے ایک فرد کو بھی فی النار کر کے شہید ہو بھی گئے تو یہ بھی ہماری طرف سے انتقام کی ایک کوشش اور شمولیت شمار ہو گی، اور کربلا معلیٰ میں عدم موجودگی کا ارمان کچھ حد تک تو پورا ہو جائے گا

جناب فضل علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری اس تحریک کی وجہ سے ہمارے شہنشاہ امام زمانہ جناب سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام پر کوئی آنچ آئے، اس لئے ہمیں اس جماعت میں سپاہی کی حیثیت سے شامل ہونا چاہیے، اور اقتدار کی پیشکش کو قبول نہیں کرنا چاہیے، پاک خاندان بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام کے سب افراد نے آپ سے اتفاق کیا اور آپ کی تائید فرمائی

اس وقت آپ دوبار اس میٹنگ میں تشریف لائے کہ جہاں لوگ آپ کے فیصلہ کے انتظار میں بیٹھے تھے، آپ نے اپنا فیصلہ صادر فرماتے ہوئے اعلان کیا کہ ہم اپنی طرف سے عبداللہ ابن حنظلہ کو مدینہ کا حاکم مقرر کرتے ہیں اگر آپ سب کو

ہمارا یہ فیصلہ منظور ہے تو ان کے ہاتھ پر بیعت کریں، وہاں موجود تمام لوگوں نے جناب عبداللہ بن حنظہ کی بیعت کر لی...... اگر آپ میں سے کسی کو یاد ہو تو جناب حنظہ غسیل ملائکہ کا واقعہ میں نے ایک مجلس میں تفصیل سے بیان کیا تھا

القصہ اہل مدینہ نے مل کر مدینہ کے گورنر عثمان ملعون کو جبراً نکال دیا اور قصر دار الامارہ پر قابض ہو گئے

درحقیقت اس کے ردِعمل میں یزید ابن معاویہ ملعون نے مسلم بن عقبہ مری ملعون اور اس کے بھائی مسرف بن عقبہ مری ملعون کو فوج دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ تم دونوں جا کر مدینہ پر حملہ کرو اور وہاں اپنا تسلط قائم کرو، اور جو بھی سامنے آئے اسے بے دردی سے قتل کر دیا جائے

مگر یاد رکھنا کہ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی دستار کے پاک وارث جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام اور ان کے اہل خانہ سے ہرگز کوئی تعرض نہ کرنا

جس وقت مسلم بن عقبہ مری ملعون مدینہ پر حملہ آور ہوا تو اس وقت بہت سے لوگوں نے جنگ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا اور گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے، باقی ماندہ افراد نے مدینہ سے ایک میل دور حرہ کے مقام پر شامی لشکر سے مقابلہ کیا، اور اہل مدینہ میں سے تقریباً ایک ہزار افراد اس جنگ میں شہید ہوئے جن میں جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام کے فرزندان، جناب فضل ابن عباس علیہ الصلواۃ والسلام اور ان کے پاک بھائی بھی شامل تھے

اس مقابلہ کے بعد مسرف بن عقبہ ملعون نے حکم دیا کہ مدینہ کے سارے گھر لوٹ لو پھر تو مدینہ شہر میں قتل عام شروع کر دیا گیا، کچھ لوگوں نے روضہءِ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم میں پناہ لی تو اس ملعون لشکر نے مسجد نبوی کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے اپنے گھوڑے مسجد میں داخل کر دیئے اور وہاں گھوڑوں پر سوار ہو کر لوگوں کو قتل کرتے رہے، حتیٰ کہ نہ کسی کی جان بچی، اور نہ ہی کسی کی عزت محفوظ رہ سکی، یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو ان کی ماؤں کی گودیوں سے چھین کر دیواروں پر اس طرح مارا گیا کہ ان کے سر پھٹ گئے اور ان کے مغز دیواروں سے چپک گئے یہ 28 ذی الحجہ 63 ہجری کا واقعہ ہے جس کی مزید تفصیلات بیان کرنا کم از کم میرے لئے ناممکن ہے کیونکہ شرم و حیا مانع ہے اور مجلس کا مقدس ماحول بھی مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتا

روانگی شام

درحقیقت شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کے دن ہی سے عرب میں قحط کی فضا چھا گئی تھی، چونکہ اہل مدینہ نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی نصرت نہیں کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے انتقام کی پوشیدہ تلوار نے اپنے حملے کا آغاز بھی مدینہ ہی سے فرمایا جس کا ایک حصہ واقعہ حرہ بھی تھا کہ جن لوگوں نے نصرتِ امام حق علیہ الصلواۃ والسلام میں کوتاہی کی اور جان بچا کر گھروں میں بیٹھ گئے، ان سب کو گھروں ہی میں قتل ہونا پڑا

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قحط نے شدت اختیار کی تو بھوک سے مرنے کی نوبت آن پہنچی، اور تاریخ شاہد ہے کہ بہت سے لوگ اس قحط کے دوران مر بھی گئے اس دور میں جناب عبداللہ ابن جعفرؑ طیار علیہما الصلواۃ والسلام غریب لوگوں کیلئے گندم اور

اشیائے خورد ونوش شام اور مصر سے منگوایا کرتے تھے

تمام اہل عرب اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ جناب جعفر طیار علیہ الصلواۃ والسلام اپنے وقت کے ابوالمساکین تھے، اور ان ہی کی طرح جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام اِس دور میں اپنی سخاوت کی وجہ سے بحرالجود کے نام سے مشہور تھے

اس لئے شام یا مصر سے آنے والے اشیائے خوردنی سے لدے ہوئے آپ کے اونٹ جب مدینہ پہنچتے تھے تو ان کی سخاوت اور کرم نوازی کو دیکھتے ہوئے بھوک و افلاس کے ستائے ہوئے لوگ ان اونٹوں سے خود ہی سارا سامان اتار لیا کرتے تھے، اور جو کچھ باقی بچ جاتا اسے آپ کے عمال و خدام آپ کی عدم موجودگی میں ہی غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے

جس وقت جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام کو یہ اطلاع ملتی کہ حضور! آپ کا سب سامان غریب لوگوں نے اتار کر آپس میں بانٹ لیا ہے تو آپ اس وقت بطورِ خاص سجدۂ شکر بجالاتے اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کرتے کہ اے رؤوف ورحیم وکریم! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ لوگوں کو مجھ پر کس قدر نیک گمان اور یقین ہے کہ وہ ہم سے پوچھے بغیر ہمارے مال واسباب سے اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کر رہے ہیں

اے بارِ الٰہ! جب تک میں زندہ ہوں، میری ذات پر لوگوں کی اس نیک گمانی اور نیک یقین کو ہمیشہ قائم رکھنا اور انہیں کبھی بے آس نہ کرنا

اسی قحط کے عالم میں جب موسم سرما کا آغاز ہوا تو جو لوگ پہلے ہی بھوک و افلاس سے مر رہے تھے، انہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا دوسرا عذاب یوں نازل ہوا کہ اہل مدینہ پر طاعون کی بیماری کو مسلط کر دیا گیا اور لوگ قحط اور طاعون میں مبتلا ہو کر

دھڑ ادھڑ مرنے لگے

جمادی الاول سن 62 ہجری، جنوری سن 682 عیسوی میں جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام نے جناب سجاد علیہ الصلواۃ والسلام سے مشورہ فرمایا کہ قحط اور طاعون میں مسلسل اضافہ ہوتا جارہا ہے اور یہ شدت پکڑ رہے ہیں اس لئے ہمیں اب مدینہ چھوڑ دینا چاہیے اس گفتگو میں مناسب جگہ کا انتخاب بھی ایک لازمی امر تھا

دوسری طرف بنی امیہ کے حاکم ملاعین کا سختی کے ساتھ یہ حکم بھی تھا کہ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام مکہ، مدینہ اور شام میں رہائش پذیر ہونے کے علاوہ کسی دوسری جگہ نہیں جا سکتے ہیں ...... اور ان کا یہ حکم بنی امیہ کے پورے دورِ اقتدار تک نافذ العمل رہا تھا

ان وجوہات کی بنیاد پر فیصلہ یہ ہوا کہ ہمیں اب مدینہ کی بجائے جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلواۃ والسلام کی ذاتی جاگیر میں سکونت اختیار کرنے کیلئے شام چلے جانا چاہیے اور اسی فیصلہ کے تحت خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام نے عمداً پاک پردہ دارانِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ شام کا سفر اختیار فرمایا

تاریخ کی کتب میں اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ یہ پاک قافلہ مدینہ سے کوفہ کے راستے سے شام گیا تھا یا بدر اور تبوک کے راستہ سے

مگر قرائن سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شاید بدر اور تبوک والا راستہ ہی اختیار کیا گیا ہوگا کیونکہ کوفہ کے راستہ سے سفر کرنے میں ایک ہزار میل کا اضافی سفر کرنا پڑتا تھا کیونکہ مدینہ سے جتنا دور کوفہ ہے، اتنا ہی کوفہ سے شام کا سفر ہے، اس لئے پاک قافلہ کا مدینہ سے سیدھا شام جانا ہی زیادہ قرین عقل ہے

شام کے اس سفر میں خاندان اطہر علیہم الصلواۃ والسلام کے بہت سے افراد شامل تھے جن کی

تفصیل پھر کبھی عرض کروں گا

جب یہ پاک قافلہ شام پہنچا تو طے شدہ پروگرام کے مطابق جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی زرخرید جاگیر میں قیام فرمایا

مگر افسوس صد افسوس کہ معظّمہِ کونین مخدومہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے پاک مزاج کو یہاں کی آب وہوا راس نہ آئی

واضح رہے کہ جب پہلی مرتبہ قافلہِ تسلیم ورضا کربلا معلّیٰ سے افواجِ یزید ملعون کی حراست میں شام آیا تھا تو اس وقت بھی اسی جاگیر میں کچھ دیر کیلئے قیام کیا گیا تھا، اور اس دور میں آپ کی اسی جاگیر میں تغر کے ایک درخت کے ساتھ امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک سر کو چند لمحوں کیلئے ملاعین ازل نے آویزاں کیا تھا

بہ الفاظِ دیگر جس عمودِ نور پر مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا سراطہر منزلِ معراج پر فائز تھا، اسی عمودِ نور کو اس جگہ عارضی قیام کے دوران تغر کے اس درخت کے سہارے کھڑا کر دیا گیا تھا

14 رجب 62 ہجری، 30 مارچ 682 عیسوی شب جمعہ جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سجّادؑ علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمایا کہ میرے نورِ نظر! آج ہمارا دل پاک بھائی امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی یاد میں بے حد بے قرار ہے، اگر اجازت ہو تو ہم پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن اور پاک کنیزوں کے ہمراہ اس باغ میں جا کر تغر کے اس درخت کو دیکھنا چاہتے ہیں کہ جو آج تک مظلوم کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کی غربت اور مظلومیت پر خون کے آنسو بہا رہا ہے

جناب امام سجّادؑ علیہ الصلواۃ والسلام سے اجازت لے کر رات کے پردہ میں تطہیر کی چادر

اوڑھ کر تمام اہل حرم صلواۃ اللہ علیھن اور کنیزوں کے ہمراہ آپ اس درخت کے قریب تشریف لائیں کہ جس کی شاخوں سے شہنشاہ مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا تازہ خون ٹپک رہا تھا

جس وقت معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک بھائی کے خون کی خوشبو محسوس کی تو آپ کا رنگ متغیر ہونے لگا اور چہرۂ منور پر موت کی سی زردی چھا گئی

پاک مستورات صلواۃ اللہ علیھن نے آپ کو سنبھالنے کی بہت کوشش کی مگر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے تغر کے اس درخت کو گلے لگا کر بین کرنا شروع کر دیئے اور فرمانے لگیں کہ پاک بھائی! آپ سب مجھ غریب بہن کو غم و آلام کے طوفان میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے مگر میں آج تک آپ کے فراق کے دکھوں کو سینہ میں چھپائے بمشکل جی رہی ہوں، آپ کی آیات اور نشانیاں تلاش کر رہی ہوں، آپ کی طرف منسوب اشیاء کو دیکھ دیکھ کر اپنا غم غلط کرنے کی ناکام کوشش کر رہی ہوں

بھیا! حقیقت یہ ہے کہ اب میں روتے روتے تھک چکی ہوں، اب آپ کی جدائی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی ہے، آپ مجھ پر احسان کریں اور مجھے خود آکر اپنے پاس لے جائیں کیونکہ میں آپ کو تلاش کر رہی ہوں لیکن آپ مجھے نہیں مل رہے

جس وقت پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے درد و غم میں ڈوب کر بین کیا تو تغر کے درخت سے تازہ خون کی بارش شروع ہوگئی، یہ دیکھ کر تمام مستورات صلواۃ اللہ علیھن ماتم کرنے لگیں اور بینوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا

معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں کہ میرے عزیز از جان برادر! میرے دکھ سکھ کے محرم راز بھائی! آئیں اور جلدی سے مجھے اپنے پاس لے جائیں کیونکہ

اب یہ بے اندازآلام ومصائب برداشت کرنے کی مجھ میں سکت ہی نہیں رہی
جب آپ نے یہ بین کیا تو اس موقع پر میں اکثر یہی کہا کرتا ہوں کہ مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک بہن صلوٰۃ اللہ علیہا کی پکار پر خود تشریف لائے، ان کا سر اطہر اپنی آغوشِ رحمت میں لیا، اور چشم زدن میں پاک بہن صلوٰۃ اللہ علیہا کی خواہش کے مطابق انہیں اپنے ساتھ لے گئے ......☆اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون
جب معظّمہ ءِ کائنات عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی روحِ قدسی اپنے پاک بھائی سے واصل ہوئی تو وہاں موجود پاک مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن میں گریہ و ماتم کا ایک حشر خیز طوفان اٹھا، کافی دیر تک گریہ وزاری کرنے کے بعد جناب سجّادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دی گئی، اب میں یہ بیان نہیں کر سکتا کہ اس خبر کے سننے کے بعد خون رونے والے میرے غیور اور غیرت کے مریض آقا کے زخمی دل پر کیا قیامت گزری
چودہ 14 رجب کی یہ رات شام میں مقیم خاندانِ توحید علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام پاک افراد کیلئے انتہائے مصائب اور قیامت کی رات تھی، سبھی آپ کی مظلومیت اور کسمپرسی پر آنسو بہاتے رہے، آخر کار جناب سجّادؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم پر معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے غسل کا اہتمام کیا جانے لگا
خاندانِ تطہیر علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاک کنیز جناب فضہ سلام اللہ علیہا سے روایت مذکور ہے کہ جب ہم نے غسل دینے کا ارادہ کیا اور پانی کا جام بھر کے آپ کے پاک چہرۂ اقدس پر پانی ڈالنا چاہا تو آپ کے جسد اطہر میں جنبش ہوئی اور لب ہائے اطہر متحرک ہوئے، جب میں نے توجہ کی تو معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ فضہ سلام اللہ علیہا! غسل دیتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ ہمارے چہرۂ اقدس پر پانی

نہ ڈالنا، کیونکہ ہمارے پاک بھائی تین دن کے پیاسے شہید ہوئے تھے، اور ان کی پیاس ہمیں قیامت تک نہیں بھول سکتی، اس لئے ہمیں یہ بات مناسب معلوم نہیں ہوتی

خاندانِ اہل بیت علیہم الصلواۃ والسلام کا دستور تھا کہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کی تدفین ہمیشہ رات کی تاریکی میں ہوا کرتی تھی

جس وقت پندرہ رجب کی شب ڈھلی تو جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام سے عرض کیا کہ آقا! آپ کی مسافرۂ شام پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کا تابوت تیار ہے، جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم اپنی پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کا آخری دیدار کرنا چاہتے ہیں، آپ روتے ہوئے معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے تابوت کے پاس آئے اور ان کے پاک چہرے سے دامانِ کفن ہٹایا تو بے ساختہ آپ کے لبوں پر اپنے مظلوم بابا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کا نام پاک آیا

جس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے بھائی کا نام پاک سنا تو ان کی پاک میت لرز گئی اور چشمین مبارک سے آنسو رواں ہو کر کفن کو بھگونے لگے، جس وقت جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام نے یہ منظر دیکھا تو آپ نے پاک پھوپھی صلواۃ اللہ علیہا کے لاشہءِ اطہر پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا

﴿ اعتبارات ﴾

پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ آج کوئی شخص میرے بھائیوں کو اطلاع دے کہ وہ میرے پاس تشریف لے آئیں، پاک بھائیوں کے فراق میں

مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہو رہی ہوں، اب تو وہ میرا ہجر و فراق ختم کرنے کیلئے آ جائیں

وہ بہن بہت خوش قسمت شمار ہوتی ہے کہ جس کی میت کو کاندھا دینے کیلئے اس کے بھائی موجود ہوں، ایک وقت تھا کہ جب میرے اٹھارہ 18 پاک بھائی علیہم الصلواۃ والسلام میری ناز برداریاں کیا کرتے تھے، آج کوئی ایک بھائی تو ہو جو میرے تابوت کو کاندھا دے، مجھے اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارے، مجھے تلقین فرمائے، اور اپنے ہاتھوں سے میری پاک تربت پر خاک ڈال کر اس کا تعویذ بنائے

دنیا میں تو ہماری کوئی حسرت پوری نہیں ہوئی، اب کم از کم اس خواہش کی تکمیل تو ہو جائے، اس وقت جناب امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام نے کربلا معلیٰ کی جانب رخ کیا اور رو کر فرمانے لگے کہ میرے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام! آپ کو اپنی پاک بہن بلا رہی ہیں، وہ آپ سے ملنے کیلئے بہت زیادہ بیقرار ہیں، آپ جلدی تشریف لائیں اور اگر آپ خود نہ آ سکیں تو کم از کم میرے ہمشکل پیمبر بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کو ہی بھیج دیں، جس وقت جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے عالم بے بسی میں یہ فریاد کی تو ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک نقاب پوش جوان ظاہر ہوئے، آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جوان! خدا آپ کی جوانی کو ہمیشہ سلامت رکھے، آپ کون ہیں؟

انہوں نے جواب دیا کہ بھائی! ذرا پہچاننے کی کوشش کریں، میں آپ کا بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام ہوں، میں نے اپنی پالنے والی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ میں رات کے پردے میں اپنے ہاتھوں سے

آپ کی پاک میت اٹھاؤں گا، آج میں آپ کے بلانے پر اپنے اسی عہد کی تکمیل کیلئے حاضر ہوا ہوں، مگر اپنی پاک پھوپھی اماں صلواۃ اللہ علیہا کی پردیس میں رحلت کا صدمہ اتنا شدید ہے کہ مجھے اپنے سبھی دکھ درد بھول گئے ہیں

اسی اثناء میں جناب سجاّدؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے نگاہ فرمائی تو انہیں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی اوٹ میں کھڑے دو کمسن شہزادے نظر آئے جو سر جھکائے رو رہے تھے، آپ نے ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے ادب سے عرض کیا کہ آقا! ہم دونوں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے غلام ہیں اور انہی کے ساتھ کربلا سے آئے ہیں، ہمیں اپنے پاک ماموں مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے آگاہ فرمایا کہ آپ کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی شام میں رحلت ہو چکی ہے، ہم ان کا آخری دیدار کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں مگر یہ سوچتے ہوئے جھجک رہے ہیں کہ پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا ہمیں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا صدقہ سمجھتے ہوئے شاید ملنا مناسب نہ سمجھیں

جناب سجاّدؑ علیہ الصلواۃ والسلام نے رو کر فرمایا کہ آپ دور کیوں کھڑے ہیں، آئیں اور اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کو گلے لگا کر ان کا آخری دیدار کر لیں، یہ سن کر دونوں معصوم شہزادے رونے لگے اور کہنے لگے کہ بھیا! ہم اس لئے دور کھڑے ہیں کہ کربلا میں بھی روزِ عاشور سے بارہ محرم کو روانہ ہونے تک ہم دونوں کو پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے پیار کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا اور انہوں نے فرمایا تھا کہ جو چیز بھی صدقہ میں دے دی جائے پھر اسے اپنا سمجھنا جائز ہی نہیں ہوتا...... آج بھی شاید وہ اپنے اسی عہد کا پاس کرتے ہوئے ہمیں گلے لگائیں یا نہ لگائیں

جس وقت ان پاک شہزادوں نے حسرت و یاس میں ڈوبے ہوئے لہجہ میں یہ بات کی تو معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے بندکفن کھلے، اور باہیں دراز کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کے صدقہ بیٹے! آئیں بسم اللہ، میں آپ کو لاکھوں بار گلے لگاؤں گی، اور جی بھر کے پیار بھی کروں گی، آپ دونوں تو میرے محسن ہیں، کیونکہ اپنے امام زمانہ علیہ الصلواۃ والسلام کی نصرت اور مدد کر کے آپ نے میری عزت افزائی کی تھی، میرے قریب آؤ اور اپنی ترستی ہوئی ماں کو گلے لگاؤ

دونوں پاک شہزادے دوڑ کر پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آئے اور رو رو کر انہیں گلے سے لگایا، کبھی ان کے ہاتھ چومتے اور کسی وقت پاؤں پر بوسے دینے لگتے

جناب سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام نے دیکھا تو قریب ہی ایک اور پاک ذات نظر آئی جو سر جھکائے رو رہی تھی، آپ نے پوچھا کہ کون ہو اور آگے کیوں نہیں آتے؟

انہوں نے شرم و حیا میں ڈوبی آواز میں آہستہ سے فرمایا کہ میں اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا غلام اور ان کے پاک پردہ کا محافظ و نگران ہوں، میں اس لئے ہچکچا رہا ہوں کہ میں ان سے بہت شرمندہ ہوں، اور اس بات پر نادم ہوں کہ جب ظالمین نے ان کے پاک خیام کو سپردِ آب کیا تو میں ان کیلئے کچھ بھی تو نہیں کر سکا تھا، ان کی حفاظت بھی نہیں کر سکا اور انہیں ظالمین کے ظلم سے بچا بھی نہیں سکا تھا، اب میں شرمساری کی حالت میں دور کھڑا یہ سوچ رہا ہوں کہ میں کس منہ

سے ان کے سامنے جاؤں

جونہی جناب غازیؑ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پاک معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے سنی تو رو کر فرمایا کہ غازیؑ بھیا علیہ الصلوٰۃ والسلام! آؤ مجھے گلے لگاؤ، یہ شرمندہ ہونے کا وقت نہیں ہے، ہم نے خود جب آپ کو اِذن ہی نہیں دیا تھا تو پھر شرمندگی کس بات کی؟ اس طرح دور کھڑے ہو کر آنسو نہ بہائیں، بھلا کوئی بھائی اپنی بہن کی میت سے دور رہ سکتا ہے، میں تو آپ کی پیاری صورت کو ترس گئی ہوں، آؤ مجھے گلے لگاؤ

تمام مومنین سے التماس ہے کہ سب مل کر دل کی گہرائیوں سے دعا کریں کہ ام المصائب معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے مصائب اب ختم ہوں، ان کا پاک گھر ابدالآباد تک آباد رہے، یہ اپنے پاک بھائیوں اور بیٹوں کو آباد و شاد دیکھیں، یہ اپنے دست کرم سے ہمشکل پیمبر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولہا بنائیں، ان کی پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا کی سیج اپنے ہاتھوں سے سجائیں اور ان کے آنگن میں ہمیشہ ابدی خوشیوں کی بہاریں دیکھ کر ان کے دل سے آلام و مصائب کے داغ دھل جائیں

﴿آمین یارب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجَهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشريف وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيهِ وَ عَلٰى آلِهِ اَجمَعِين

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 39

بیمارِ مدینہ معظّمہ بی بی

صلواۃ اللہ علیہا

احبابِ گرامی ! جو لوگ میری مجالس مسلسل سماعت کرتے رہتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ میں ایک ایک موضوع پر کئی کئی مجالس پڑھتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ زیر بحث موضوع کی جزئیات، محسوسات اور کیفیات تک بیان کر سکوں
مگر آج مجھے ایک ہی مجلس میں اپنے موضوع کو مکمل کرنا اور سمیٹنا پڑ رہا ہے کیونکہ موقع ہی ایسا ہے، اور یہ بات میرے لئے سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے، مگر میں اپنے تئیں پوری کوشش کروں گا کہ اپنے پاک شہنشاہِ معظم امام زمانہ عجل اللہ فرجہُ الشریف کے کرم بے کراں سے میں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں
آج میں شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کا ذکر پاک کرنا چاہتا ہوں جن کے کئی القاب ہیں مثلاً ملکہءِ ملکِ فراق، مریمِ کائناتِ درد، شہزادیءِ ملک الم، بتولِ الفتِ اکبرؑ علیہ الصلواۃ والسلام، پروردۂ کرب، بیمارِ مدینہ، عاشقِ شبیہ پیغمبر، اور ملکہءِ ہجر پاک صلواۃ اللہ علیہا
میں چاہتا ہوں کہ اپنے موضوع کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل ایک اہم مسئلے کی

بارے میں آپ کو آگاہ کرتا چلوں کہ بعض علمائے علم الانساب نے شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک دختران کی تعداد تین لکھی ہے، بعض نے چار، بعض نے پانچ اور کچھ مؤرخین نے اس سے بھی زیادہ پاک دختران صلوٰۃ اللہ علیہن کا ذکر کیا ہے
مگر میری تحقیق کے مطابق شہنشاہ کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک دختران صلوٰۃ اللہ علیہن کی صحیح تعداد پانچ ہے، جن کی اجمالی تفصیل کچھ یوں ہے کہ

☆ جناب اُم عبداللہ صلوٰۃ اللہ علیہا زوجہ جناب حسن مثنیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆ شہزادہ امیر قاسمؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا جن کی شادی کربلا میں ہوئی

☆ جناب بیمارِ مدینہ معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا

☆ جناب معصوّمہ معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا

☆ جناب صغیرہ معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا

﴿ والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا ﴾

جناب ملکہءِ فراق معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے ذکر سے قبل مناسب یہ ہے کہ میں ان کی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے متعلق آپ کو آگاہ کرتا چلوں
مولا امام حسن مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت سے ایک سال بعد سن 51 ہجری کا ذکر ہے کہ جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبیلہ تمیمیہ کی جانب تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا، جب وہ گھر سے روانہ ہونے لگے تو روانگی سے قبل مرخص ہونے کیلئے تاجدارِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، آپ نے انہیں رخصت کرتے وقت فرمایا کہ اے ابوالقاسمؑ ! جب آپ قبیلہ تمیمیہ میں پہنچیں تو طلحہ بن عبداللہ تمیمی

کو ہماری طرف سے سلام کہنا اور انہیں ہمارا یہ پیغام دینا کہ عنقریب ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت وصول کرنے آپ کے گھر آئیں گے، یہ پیغام لے کر جناب محمدؐ حنفیہ علیہ الصلواۃ والسلام روانہ ہوئے

واضح رہے کہ طلحہ بن عبداللہ تمیمی قبیلہ بنی تمیم کے بزرگ اور سردار تھے

اُدھر طلحہ بن عبداللہ نے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر میں رونق افروز دیکھا، اور یہ بھی دیکھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قبیلہ بنی تمیم کے سب اشراف اسی کے گھر میں موجود ہیں، شہنشاہِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلحہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ فتح مکہ کے موقع پر ہم نے تم پر کرم فرمایا تھا اور تمہیں اپنی فوج کے ایک دستے کا سالار بنایا تھا، اور تم سے یہ بھی فرمایا تھا کہ تمہارے گھر میں ہماری ایک امانت آنے والی ہے، یاد رکھنا کہ جب ہمارے نورِ نظر امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام تم سے ہماری وہ امانت طلب کریں تو پھر امانت کی ادائیگی میں تاخیر نہ کرنا، انہوں نے عرض کیا کہ حضور! مجھے یہ تمام باتیں اچھی طرح یاد ہیں

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم تمہیں آگاہ کرنے کیلئے تشریف لائے ہیں کہ ہمارے لختِ جگر امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے بھائی قاصد بن کر تمہارے پاس آرہے ہیں، تم نے ہماری امانت ان کے حوالے کر دینا ہے

جناب طلحہ بن عبداللہ تہجد کیلئے بیدار ہوئے، نمازِ تہجد اور عبادت سے فراغت کے بعد انہوں نے اپنی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کو بیدار کیا اور فرمایا کہ اے ملکہءِ شرم وحیا! آج تمہارا باپ تم سے تخلیہ میں ایک مشورہ کرنا چاہتا ہے

انہوں نے ادب سے سر جھکا کر عرض کیا کہ بابا! کیا تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

حکم کی تعمیل میں بھی مشورہ کرنے کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے؟

آج رات مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک والدہ گرامی القدر صلوٰۃ اللہ علیہا نے مجھے اپنی زیارت کا شرف عطا فرمایا ہے، اور انہوں نے ہمیں اپنی بہو قرار دیا ہے، ہمارے خیال میں اب ہمیں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، جناب طلحہ نے یہ سن کر فوراً سجدۂ شکر ادا کیا

جس وقت جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بنی تمیم میں تشریف لائے تو سب نے آپ کا والہانہ استقبال کیا، کئی دن قیام کے بعد ایک دن خلوت میں طلحہ بن عبداللہ تمیمی کو شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام دیا تو انہوں نے سر جھکا کر عرض کیا کہ آقا! میں تو کئی دن سے اس پیغام کا منتظر تھا، میں حاضر ہوں آپ جس وقت چاہیں اپنی امانت لے جاسکتے ہیں، میرے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوسکتا ہے کہ میری دختر کو شہنشاہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبط اصغر کی کنیزی نصیب ہو جائے

مختصر یہ کہ سن 51 ہجری میں بیمارِ مدینہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے تاجدارِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حرم اطہر کو زینت بخشی

عرب کا ایک دستور تھا کہ جب وہ لوگ اولاد کا نام تجویز کرتے تھے تو ساتھ ہی ایک کنیت بھی رکھتے تھے، اور حتیٰ الامکان کوشش کرتے تھے کہ ہر کسی کو اس کا نام لینے کی بجائے کنیت سے ہی پکارا جائے، کیونکہ کسی کو نام لے کر پکارنا اخلاق و تہذیب عرب کے خلاف تھا اور اسے بے ادبی تصور کیا جاتا تھا، اور آج بھی شریف گھرانوں میں یہ رواج موجود ہے، عرب کے لوگ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی ان کی بیٹیوں کو نام لے کر پکارے، اس لئے وہ ہر بیٹے اور بیٹی کی ایک کنیت رکھ

دیتے تھے جو ایک قسم کا نام ہی ہوتا تھا...... بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک اماں صلواۃ اللہ علیہا کا نام تو کچھ اور ہے مگر ان کی کنیت اُم اسحاق صلواۃ اللہ علیہا ہے، ہمارے لئے تو یہ کنیت بھی مجمع عام میں تلاوت کرنا مناسب نہیں ہے، اس لئے ملکہءِ ہجر صلواۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کہہ کر پکارنا زیادہ صحیح ہے

جس وقت انہیں شہنشاہِ معظم مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک حرم کی زینت بننے کا شرف حاصل ہوا تو ان دِنوں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا سن مبارک نو یا دس برس کے لگ بھگ تھا، اس پاک شہزادے کا یہ معمول تھا کہ یہ اپنا زیادہ وقت انہی کی پاک آغوش میں گزارتے تھے، اور یہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھی ان کو بہت پیار کرتی تھیں، سن 53 ہجری میں ملکہءِ فراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا دنیا میں تشریف لائیں اور اِنہیں صرف ایک سال کیلئے پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی آغوش نصیب ہوئی

سن 54 ہجری کے آخر میں آپ کا دورِ علالت شروع ہوا، آخر کار وہ رات سر پہ آ پہنچی کہ جس نے ان دونوں ماں بیٹی کو ابدی فراق کے تپتے ہوئے صحرا میں بھٹکنے پر مجبور کر دیا، جس وقت رات ڈھلنے لگی تو بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے بخت و اقبال کے نجم درخشاں نے غروب ہونا شروع کیا، یا یوں کہوں کہ ملکہءِ ہجر بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے نصیب اور مقدر سے خوشیاں روٹھ گئیں

تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام اور شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام دونوں معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے قریب تشریف لائے، امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام نے آہستہ سے فرمایا کہ ملکہءِ ہجر صلواۃ اللہ علیہا کی پاک اماں صلواۃ اللہ علیہا ذرا آنکھیں تو کھولیں، آپ نے آنکھیں کھولیں، شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر آپ کوئی وصیت کرنا چاہیں تو

ضرور کرلیں ، شاید پھر موقع نہ مل سکے ، اس وقت معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی طرف نگاہ کی ، آنسوؤں کے دو قطرے رخساروں سے بہتے ہوئے تکیہ میں جذب ہوئے ، پھر انہیں فرمایا کہ بیٹا ! ذرا اپنی بہن کو تو اٹھا لائیں ، جناب علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام دوڑ کر دوسرے کمرے میں تشریف لے گئے اور اپنی پاک بہن کو اٹھا کر پیار کیا پھر سینہ سے لگا کر پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے پاس آئے تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے معصوم بیٹی کو دونوں ہاتھوں پر اس طرح اٹھایا کہ جیسے کوئی صاحب معرفت قاری قرآن کریم کو اٹھاتا ہے ، آپ نے پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ بیٹی ! سونے کیلئے بڑا وقت پڑا ہے ، ذرا جاگیں کیونکہ آپ کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کا وقت وصال قریب ہے ، ان سے آخری بار پیار تو کروالیں

پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی آواز پر اس معصوم معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے آنکھیں کھولیں ، پاک ماں کی آنکھوں سے آنکھیں ملیں ، شفقت مادری نے کشش کی ، آپ نے پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کی جانب جھکاؤ کیا تو شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے انہیں پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے سینہ پر سلا دیا ، آپ نے ماں کے رخساروں سے اپنے رخسار مس کیئے ، معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی دختر کی پیشانی سے زلفیں ہٹا کر جی بھر کے پیار کیا ، پھر اپنے سرتاج سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ آقا ! میری اس اکلوتی بیٹی کا خیال رکھنا ، یہ یتیم ہونے والی ہے ، شرفاء کو بیٹوں سے بیٹیاں زیادہ عزیز ہوتی ہیں ، اسے ایک لمحہ کیلئے بھی اپنے سے جدا نہ کیجئے گا ، اور کوشش کرنا کہ اسے میری کمی محسوس نہ ہونے پائے ...... پھر آپ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سے مخاطب ہوئیں اور فرمایا کہ اے میرے آقا زادے ! اس یتیم بہن کا خیال رکھنا اور کبھی

اس کا دل نہ دکھانا

آخر پر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کی پیشانی پر اور رخساروں پر آخری مرتبہ پیار کرتے ہوئے فرمایا کہ ماں کے اس تھوڑے سے پیار کو کافی سمجھنا

سن 56 ہجری میں شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے حرم کو زینت بخشی، جس وقت آپ اِس گھر پاک میں داخل ہونے لگیں تو دیکھا کہ حرم سرا کے دروازہ کے ساتھ ایک معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا دیوار کا آسرا لئے یتیم بچوں کی طرح اپنی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا کی یاد میں آنسو بہا رہی ہیں آپ نے آگے بڑھ کر جلدی سے اس معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو اٹھا لیا اور انہیں پیار کرنے لگیں، پھر شہنشاہ معظم کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آقا! یہ معصوم شہزادی کون ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ یہ ہماری یتیم بیٹی ہیں، دو سال پہلے ان کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کا وصال ہوا تھا، تب سے یہ اپنی پاک ماں کی یاد میں ہر وقت روتی رہتی ہیں

معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں کہ آج سے میں اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کی ماں ہوں، اور انشاء اللہ انہیں میں اتنا پیار دوں گی کہ انہیں اپنی سگی ماں کی کمی محسوس کبھی محسوس ہی نہیں ہو گی

شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سے محبت

سن 54 ہجری سے لے کر سن 56 ہجری تک بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی آغوش میں پلتی رہیں، ہر وقت بھائی کے ساتھ

رہتیں اور کسی وقت بھی ان سے جدا نہیں ہوتی تھیں، اکثر اوقات بھائی کے سینہ پر سر رکھ کر سو جایا کرتی تھیں، جب تک شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سامنے موجود رہتے، یہ ان کے سامنے بیٹھی رہتیں اور ننھے ننھے ہاتھ اپنے رخساروں کی نیچے رکھے مکمل انہماک اور یکسوئی سے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے مصحفِ رخ انور کی تلاوت کرتی رہتی تھیں

جب کبھی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام باہر تشریف لے جاتے تو یہ معصوم بی بی صلواۃ اللہ علیہا بہت زیادہ بے قرار ہو جاتی تھیں، اس وقت پھر اپنی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو یاد کر کے رونے لگتیں، اور جیسے ہی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام گھر میں واپس تشریف لے آتے تو سب کچھ بھول جاتیں اور دوڑ کر ان کے گلے لگ جاتیں، اور معصومیت بھرے لہجہ میں پیار سے انہیں کہتی تھیں کہ بھیا جان! زیادہ دیر گھر سے باہر نہیں رہا کرو، آپ کی جدائی مجھ سے برداشت نہیں ہوتی ہے، اگر آپ نے پھر ایسا کیا تو ہم آپ کو باہر نہیں جانے دیں گے، اس وقت پاک شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام مسکرا دیتے اور انہیں پیار کرنے لگتے جس سے ان کا جی بہل جاتا تھا

گھر پاک کا ایک معمول تھا کہ جمعہ کے دن سارا پاک خاندان شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی زیارت کیلئے پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے گھر جمع ہوتا تھا اور سب مل کر ملکہ عِ عالمین عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت اقدس میں یہی عرض کیا کرتے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم شبیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتے ہیں اس موقع پر بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بہت زیادہ خوش ہوتیں، اور فخریہ انداز میں اپنے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کے چہرۂ مبارک و منور سے نقاب ہٹا کر اہل خاندان

علیہم الصلواۃ والسلام کو زیارت کا موقع فراہم کرتیں، رسم زیارت کی ادائیگی کے بعد تمام موجودگان سے مخاطب ہو کر فرماتیں کہ آپ سب مل کر تہہ دل سے دعا کریں کہ میرے یہ پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام نظر بد سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ رہیں، میری زندگی کا دارومدار اور واحد سہارا یہی بھائی ہی تو ہے

سن 56 ہجری میں شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک ماں صلواۃ اللہ علیہا حرم سرا میں تشریف لائیں تو انہوں نے آتے ہی ملکہ عِ ملک فراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو شہنشاہِ معظم علیہ الصلواۃ والسلام کی اجازت سے گود لے لیا، اور بارگاہِ امام عالی مقام علیہ الصلواۃ والسلام میں عرض کیا کہ آقا! میں آپ کی اس پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کو اپنی بیٹی کی طرح رکھوں گی، انہیں کبھی رونے نہیں دوں گی، اور انشاء اللہ میں ان کی پاک ماں کی کمی کو پورا کرنے کی پوری کوشش کروں گی ...... تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ ہماری یہ دختر صلواۃ اللہ علیہا ہماری پاک والدۂ گرامی ملکہ عِ کون ومکاں جناب سیدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کی مکمل شبیہ ہیں، اگر آپ نے اِن کا خیال رکھا تو وہ آپ کو دعائیں دیں گی شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا نے اپنے اس عہد کو اتنے احسن طریقہ سے نبھایا اور اس معصوم شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کو اتنا زیادہ پیار دیا کہ سن 56 سے سن 60 ہجری تک پورے چار سال انہوں نے اپنی حقیقی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا کو یاد تک نہ کیا

28 رجب سن 60 ہجری کو جس وقت شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا شب کی تاریکی میں مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی اوٹ میں رہتے ہوئے ملکہ عِ ہجر بی بی صلواۃ اللہ علیہا سے چھپ کر محمل میں سوار ہونے لگیں تو بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا

کواس وقت اپنی سگی اور حقیقی ماں شدت سے یاد آئیں، اور بے ساختہ لبوں پر یہ الفاظ آئے کہ

''ہائے میری پیاری اماں'' ...... پھر روتے ہوئے فرمانے لگیں کہ آج اگر میری سگی ماں ہوتیں تو آپ کی طرح مجھے اکیلا اور بے آسرا چھوڑ کر ہرگز نہ جاتیں

یہ الفاظ درد کے نشتر کی طرح مادرِ علیؑ اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر اثر انداز ہوئے اور آپ اتنی سرعت سے واپس پلٹیں کہ جس طرح شہباز اپنے بچوں کیلئے خطرہ محسوس کرے تو بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اپنے آشیانے پر لپکتا ہے، فوراً آ کر معصوم بیٹی کو گلے لگایا اور پیار کر کے فرمانے لگیں کہ میری جان! میری مجبوریاں ہیں، میں کیا کروں؟

اس کے بعد اپنے پاک سرتاج مولا کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آقا! میں اپنی یتیم بیٹی کے آنسو نہیں دیکھ سکتی، مجھ سے اس کی جدائی برداشت نہیں ہو رہی ہے، اب آپ ہی بتائیں کہ میں کیا کروں؟

کیفیاتِ روزِ عاشور

سن 60 ہجری، 28 رجب کو شب ڈھلے میں امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ تشریف لائے، پھر آٹھ ذوالحجہ کو مکہ سے روانہ ہوئے اور 2 یا 3 محرم کو کربلا معلیٰ پہنچے

یہاں ایک بات کی تھوڑی سی وضاحت کرتا چلوں کہ کتابوں میں اس امر پر بحث اور اختلافات موجود ہیں کہ بیمارِ مدینہ معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا قافلہ ءِ تسلیم ورضا کے

ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے گئی تھیں یا 28 رجب ہی سے پاک گھر میں رہ گئی تھیں مختلف روایات بیان کرنا باعث طوالت سمجھتے ہوئے اختصار کے پیش نظر یہی عرض کرنے پر اکتفا کرنا چاہوں گا کہ قرائن وشواہد کی بنیاد پر میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا مکہ کے سفر میں پاک قافلہ کے ساتھ تھیں، مکہ سے واپس مدینہ آتے ہوئے صعوباتِ سفر کی وجہ سے یہ تکلیف میں مبتلا ہوگئیں جس کی وجہ سے انہیں کربلا کے سفر میں ساتھ جانے کی بجائے گھر میں رہنا پڑا تھا

اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو گھر چھوڑ جانے کی جملہ مصلحتوں میں سے ایک ظاہری اور بڑی وجہ ان کی تکلیف بھی تھی کہ یہ سفر کرنے کے قابل نہ تھیں

اس بات پر مکمل اور تفصیلی بحث تیاری کے ضمن میں عرض کر چکا ہوں (واللہ اعلم بالصواب)

ہمارے اکثر ذاکرین عظام بیان کرتے ہیں کہ قافلہءِ تسلیم و رضا کی وطن مدینہ واپسی تک تمام اہل مدینہ واقعاتِ کربلا سے بالکل لاعلم رہے، حالانکہ یہ بات خلافِ واقعہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خاندانِ تطہیر کے جملہ پاک افراد علیہم الصلواۃ والسلام شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت سے 10 محرم ہی سے باخبر تھے، اس کے بہت سے شواہد ہیں جو سب تو میں بیان نہیں کرسکتا البتہ جو بات میرے آج کے موضوع سے تعلق رکھتی ہے، اسے بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں

تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی مدینہ سے کوفہ کی طرف روانگی کے بعد سے بیمارِ مدینہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا یہ روزانہ کا معمول تھا کہ آپ سارا دن گھر اطہر کے صحن میں دروازہ کے قریب بیٹھ کر جانے والوں کی واپسی کا انتظار کیا کرتی تھیں، جب دل زیادہ اداس ہوتا تو شہنشاہِ وفا علیہ الصلواۃ والسلام کے چھوٹے لعل جناب عبید علیہ الصلواۃ والسلام

کے پاس جا بیٹھتیں، سارا دن روتی رہتیں، کبھی جنابِ عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آ کر پیار کرتے اور تسلی دیتے، کبھی جناب محمدؑ حنفیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دلاسہ دیتے، کبھی معظّمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیاں صلوٰۃ اللہ علیہا تسلیاں دیتیں

آپ نے یہ تو سنا ہوگا کہ سات سال کی عمر میں ہی اس معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی کمر جھک گئی تھی، اور یہ ضعفاء کی طرح جھک کر عصا کے سہارے چلتی تھیں

اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس معصوم بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی کمر میں خم کب اور کیسے آیا تھا

سات محرم کی صبح تک آپ کسی حد تک پر امید تھیں کہ شاید کوئی عزیز واپس آ جائے جیسے جیسے دن گزرتا گیا آپ کے دل کی امید مایوسی میں ڈھلتی گئی، شام ہوتے ہوتے آپ کی اداسی اور مایوسی اپنی انتہاؤں کو چھونے لگی، کھانا پینا چھوڑ دیا، جس طرح شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سات محرم سے پیاسے تھے، بعینہٖ اسی طرح یہ پاک معظّمہ صلوٰۃ اللہ علیہا بھی پیاسی تھیں

جس وقت روزِ عاشور کے خوں رنگ سورج نے اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ مطلع ظلم و جور پر طلوع کیا تو شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پاک بہن صلوٰۃ اللہ علیہا کا دل بہت زیادہ اداس ہو گیا، بعد میں خود بیان فرمایا کرتی تھیں کہ اس روز مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کوئی میرے دل کو چھید رہا ہو، یا زخمی کر رہا ہو

یہ روتے ہوئے سب سے پہلے جناب عبیداللہ ابن مولا ابوالفضل العباؑس علیہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئیں مگر دل کو تسلی نہ ملی، پھر وہاں سے جناب عبداللہ ابن جعفرؑ طیار علیہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس تشریف لائیں، انہوں نے پیار کیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا، یعنی بے

چینی بدستور باقی رہی

پھر خاموشی سے چلتی ہوئی شہنشاہِ رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک مزار پر آ پہنچیں، مزارِ اطہر کے سرہانے کھڑے ہوکر دست دعا بلند فرمائے اور گریہ وزاری سے دعا کرنے لگیں کہ اے عالمین کی رحمت! اے کریم واکرم! اے رحیم وارحم! اے میرے شفیق ومشفق پاک نانا! کرم فرمائیں، آج میرا دل زخمی ہو رہا ہے، مجھے ایسے لگتا ہے کہ میرا جگر پھٹ جائے گا، مگر مجھے اپنا سکھ نہیں چاہیے، میں تو فقط اتنا چاہتی ہوں کہ میرے پاک بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں بھی ہوں، خیر و عافیت سے ہوں، ان کی جوانی ہمیشہ سلامت رہے، ان کی نعلین کو بھی دکھوں کی آنچ نہ آئے

یہی وہ وقت تھا کہ جب شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام میدانِ کربلا میں مصروفِ کارزار تھے، ایک طرف بیمارِ مدینہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا مزارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دعا کرنے میں مصروف تھیں، دوسری طرف کربلا کے میدان میں منقذ بن مرہ عبدی ملعون اور حصین بن نمیر ملعون دونوں نے جھاڑی کی اوٹ میں چھپ کر اور گھات لگا کر ایک ساتھ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بائیں جانب سے تحفہ پیش کیا جو آپ نے اپنے محبوبِ حقیقی کی رضا جوئی کی خاطر تہہ دل سے دل ہی میں وصول فرمایا

اُدھر کربلا کے میدان میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تحفہ کو سنبھالنے کیلئے سینہ پر ہاتھ رکھا...... اِدھر مدینہ میں ملکہءِ ہجر بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا ہاتھ غیر اِرادی طور سے جگر پر آیا

کربلا کے میدان میں پاک شہزادے علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سجدۂ شکر کیلئے زین ذوالجناح

سے زمین کربلا کی جانب جھکنا شروع کیا ...... مسجد نبوی میں ملکہ ءِ ہجر صلواۃ اللہ علیہا نے دونوں ہاتھ دل پر رکھتے ہوئے زمین کو زینت بخشی

کربلا میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام نے اپنے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام کو پکارا اور فرمایا

☆ **یَا اَبَتَاہُ اَدرِکنِی** ...... مسجد نبوی میں زمین پر تڑپتی ہوئی معصوم کے ہونٹوں سے ایک درد بھری کراہ نکلی اور فرمایا کہ ''ہائے میرا جوان بھائی''

پاک شہزادے علیہ الصلواۃ والسلام نے گھوڑے کی گردن میں باہیں ڈالیں اور عقال انہیں لے کر خیام کی طرف دوڑنے لگا ...... یہاں پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا مزارِ اقدس کے قریب تر پہنچیں

میدانِ کربلا میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام نے خیام سے چند قدم کے فاصلہ پر زین ذوالجناح کو خیر باد کہا اور زمین کو زینت عطا فرمائی ...... مزارِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب کھڑی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا نے خود کو مزار کے اوپر گرا دیا، رو کر فرمایا کہ اے پروردگارِ عوالم! یہ میرے دل کو کیا ہوتا جا رہا ہے؟

اُدھر زمین پر آتے ہی پاک شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا کہ ''ہائے میری ہجر ستائی بیمار بہن'' اِدھر مزارِ رسول پر آرام فرما بے قرار و بے چین پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا نے بین کیا کہ ''ہائے میرا جوان اور مظلوم بھائی''

تاریخ گواہ ہے کہ جب ملکہ ءِ ہجر و فراق معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا دن ڈھلے مزارِ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپس گھر اطہر میں تشریف لائیں تو آپ کا سر اطہر مکمل طور پر سفید ہو چکا تھا، نگاہ کافی کمزور ہوگئی تھی، اور کمسنی کے باوجود کمر خم کھا چکی تھی، اور پھر زندگی میں کبھی بھی انہیں سیدھا ہو کر چلتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا

تھا...... ایک روایت یہ بھی ہے کہ دس محرم کی شام کو انہیں غش ہی کی حالت میں پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن مسجد نبوی سے اٹھا کر گھر میں لے آئی تھیں (واللہ اعلم بالصواب)

واقعہ شیخ جعفرؒ

جناب شیخ جعفرؒ طوسی کا ایک مشہور واقعہ ہے جو میں انہی کی زبانی عرض کرنے لگا ہوں، وہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں روز عاشور جمعہ کے دن شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے روضہءِ اطہر کے دروازہ کے سامنے مجلس پڑھ رہا تھا، اور اس مجلس میں میں شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کا ذکر کر رہا تھا، جس وقت میں نے یہ بیان کیا کہ منقذ بن مرہ ملعون نے چھپ کر آپ کو تحفہ پیش کیا، جس کی وجہ سے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا ہاتھ جگر پہ آیا، پاک عمامہ بائیں جانب گرا، اور تلوار دائیں جانب گری، جونہی پاک شہزادہ علیہ الصلواۃ والسلام نے زین چھوڑی، عین اسی وقت تاجدار کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے کرسی چھوڑی

جس وقت میں نے یہ الفاظ ادا کئے تو ایک خادم روضہ اطہر سے دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور مجھ سے رو رو کر کہنے لگا کہ شیخ جعفر! مجلس نہ پڑھو اور اپنے بیان کو یہیں ختم کر دو، میں نے پوچھا کہ کیا میں نے غلط روایت پڑھی ہے؟

اس نے جواب دیا کہ نہیں، روایت تو شاید درست ہی ہوگی، مگر روضہءِ اطہر کے اندر قیامت برپا ہوگئی ہے، جب میں نے تفصیل جاننا چاہی تو اس خادم نے بتایا کہ جس وقت آپ نے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا زین ذوالجناح سے اترنا بیان کیا تو ضریح اقدس سے خون جاری ہوگیا، آپ خود چل کر دیکھ لیں کہ خون مزارِ

اطہر سے بہہ بہہ کر روضہ مبارک میں پھیل چکا ہے

شیخ جعفرؒ کا بیان ہے کہ میں یہ سنتے ہی فوراً حرم اطہر میں داخل ہوا، وہاں جا کر دیکھا تو واقعی پاک مزار سے خون بہہ کر روضہ کے رواق میں پھیل چکا تھا

یہ دیکھ کر میں پاک مزار سے لپٹ کر رونے لگا، اور کافی دیر تک امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی مظلومیت پر روتا رہا، آخر روتے روتے مجھ پر غنودگی سی طاری ہونے لگی اور شاید مجھے نیند آ گئی، تب میں عالم خواب میں مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا، اور میں نے آپ کو عین اسی حالت میں دیکھا کہ جس رنگ میں آپ اپنی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن سے آخری وداع فرما کر میدان کی جانب تشریف لے گئے تھے، اس وقت مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ اے شیخ جعفر! آئندہ اس حرم کے اندر میرے نوجوان بیٹے کی شہادت مت پڑھنا میں نے دست بستہ عرض کیا کہ آقا! میں ہزار جان سے قربان جاؤں، یہ روایت جو میں نے آج بیان کی ہے، کیا یہ درست نہیں ہے؟

تاجدارِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہیں روکنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہر شب جمعہ میری شریک مقصد عظیم بہن معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہمارے ہاں تشریف لے آتی ہیں، جس وقت تم نے ان کے نورِ دیدہ و دل شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کا ذکر کیا تو ہماری پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کو غش آ گیا، پھر کافی دیر تک ہماری پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا ان کے قدموں کے تلووں کو ملتی رہیں تب انہیں غش سے افاقہ ہوا، ابھی تک ان کی حالت سنبھل نہیں سکی ہے، سب احباب انہیں تسلی اور دلاسہ دینے میں مصروف ہیں مگر ان کا گریہ ہے کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتا، روتے ہوئے بار بار

یہی فرمانے لگتی ہیں کہ ''ہائے میرے نوخیز نورِ نظر! آپ کو تو میں نے پردوں میں پالا تھا کہ ہمیشہ بدنظر سے محفوظ رہو، مگر خدا جانے کس کی بدنظر میرے لخت جگر کو کھا گئی؟''

﴿واقعہ کبوتران﴾

تمام مؤرخین اس واقعہ کو مختلف انداز اور مختلف زاویہءِ نظر سے تحریر کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں امام مظلوم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کی خبر سب سے پہلے کس نے اور کس انداز میں پہنچائی ......ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ

شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام نے سفید رنگ کے کبوتر پالے ہوئے تھے، جب آپ مدینہ سے روانہ ہونے لگے تو ان کبوتروں کو بھی آپ اپنے ساتھ لے چلے، پھر مدینہ سے کربلا معلیٰ تک یہ کبوتر آپ کے ساتھ ہی رہے

چھ محرم کی شام یا سات محرم سے آلِ طٰہٰ ویٰسین علیہم الصلواۃ والسلام اور ان کے اعوان و انصار کیلئے پانی پر پابندی لگا دی گئی اور انہیں پیاسا رہنا پڑا، تو کتب مقاتل میں یہی لکھا ہے کہ سات محرم سے دس محرم تک کسی ایک شخص نے ان کبوتروں کو بھی پانی پیتے ہوئے نہیں دیکھا تھا یعنی یہ بھی پیاسے ہی رہے

کربلا معلیٰ میں قیام کے دوران معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ان کبوتروں کو صبح سویرے آزاد کر دیا کرتیں اور رو کر فرماتیں کہ ہمارے لئے تو امت نابکار کی طرف سے پانی کی ممانعت ہے، ہمارے تو کمسن معصوم بھی پیاسے ہیں، تم تو جا کر کہیں سے اپنی پیاس بجھا لو، اس وقت یہ کبوتر خیام سے پرواز کرتے اور صحرائے

کربلا کے کسی ویران مقام پر اتر جاتے، اور سارا دن وہاں بیٹھ کر خاندانِ وحدت علیہم الصلواۃ والسلام کی مظلومت اور پیاس کو یاد کر کے روتے رہتے، شام کے وقت واپسی پر خیام فلک احتشام کو اپنا کعبۂ عقیدت سمجھ کر پہلے سات مرتبہ طواف کرتے اور پھر صحن اقدس میں اتر جایا کرتے تھے

روزِ عاشور شہادت عظمیٰ کے بعد جس وقت امت ملعون نے پردہ دارانِ عصمتِ توحید و رسالت صلواۃ اللہ علیہن کو شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا پرسہ دینا چاہا اور خیام کے چاروں طرف ہجوم کیا تو اس وقت پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سب سے پہلے ان کبوتروں کو آزاد کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک ممکن تھا میں تمہاری حفاظت کرتی رہی، اب میری مجبوری ہے اس لئے تم سب ہمیشہ کیلیئے آزاد ہو، کیونکہ ظلم و جور کا جو طوفان اب آنے والا ہے، اس میں مبتلا ہوکر میں شاید تمہاری حفاظت نہ کرسکوں، اس لئے خدا حافظ

عین اسی وقت ملاعین کوفہ و شام نے خیام فلک احتشام پر دھاوا بول دیا اور ہر طرف سے انہیں سیراب کرنا شروع کردیا

ان مشکل ترین لمحات کا ذکر ہمارے ذاکرین یوں کرتے ہیں کہ جب ایک خیمہ سیراب ہوجاتا تو پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن دوسرے خیمہ میں تشریف لے جاتیں، پھر جب دوسرا خیمہ سیراب ہونے لگتا تو آپ تیسرے خیمہ میں چلی جایا کرتی تھیں، یہاں سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسا ہونا تو اس صورت میں ممکن تھا کہ جب خیام کو سیراب کرنے والا کوئی ایک آدمی ہوتا، جبکہ یہاں تو سارا زمانہ دشمن تھا، ہرطرف ظالمین تھے جو وحشت اور بربریت کی ہر حد کو عبور کر چکے تھے، اور ایک

دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ظلم وستم کرنے کی کوشش کر رہے تھے، ہر طرف جب خیام کا دھواں پھیلنے لگا تو اس وقت صحرائے کربلا میں تیز سیاہ آندھی چلی جس نے ظالمین کو اندھا کر دیا، گویا اللہ تعالیٰ نے پردۂ توحید کی حفاظت کا انتظام کیا تھا جس وقت یہ کبوتر آزاد ہوئے تو دھوئیں کے اٹھتے ہوئے بادلوں میں حج اکبر کی ادائیگی کی نیت سے سب نے اپنے کعبہءِ حقیقی یعنی خیام کے سات طواف مکمل کئے، اس کے بعد انہوں نے مناءِ کرب و بلا یعنی مقتل گاہ کا رخ کیا اور جس جگہ پر شہنشاہِ کربلا علیہ الصلواۃ والسلام ارضِ نینوا کو عرشِ علیٰ کا فخر بنا کر خاکِ شفا کے تخت زریں پر جلوہ افروز تھے، یہ کبوتر وہاں جا کر اتر گئے اور انہوں نے امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے پاک خون سے اپنے جسم رنگین کئے، اور کافی دیر تک روتے رہے

پھر ان کبوتروں نے مقتل گاہ سے پرواز کی، مگر تیز سیاہ آندھی کی وجہ سے یہ منتشر ہو گئے، کوئی کبوتر کہیں گیا اور کوئی کہیں

روزِ عاشور ہے، شام کا وقت ہے، مدینہ کا شہر ہے، یہاں بھی تیز آندھی چلی ہوئی ہے، ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا، ملکہءِ ہجر و فراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا مزارِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واپس گھر اطہر کی جانب تشریف لا رہی ہیں، حالت یہ ہے کہ سارا دن رونے کی وجہ سے آنکھوں میں دھندلاہٹ ہے، جسم میں نقاہت کی وجہ سے لرزہ ہے، ہاتھ کپکپا رہے ہیں، قدم لڑکھڑا رہے ہیں، اس لئے آپ دیواروں کا سہارا لئے چل رہی ہیں، چہرے پر بہت زیادہ تھکاوٹ کے آثار نمایاں ہیں، گھر اطہر میں داخل ہوتے ہی ایک دیوار کے سہارے زمین پر بیٹھ گئیں

اپنے پاک بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سے مخاطب ہو کر فرمانے لگیں کہ بھیا!

آپ کی مہجور بہن ایک ہی دن میں انتہائی ضعیف ہوگئی ہے، اب تو میں چل بھی نہیں سکتی، آپ نے سات محرم کا وعدہ فرمایا تھا، دس محرم کا سورج غروب ہو چلا ہے، کیا آپ نے بہن کو بھلا دیا ہے؟

اسی طرح روتے روتے معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کوغش آ گیا، کچھ دیر بعد اچانک آپ نے اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کی خوشبو محسوس کی، جو مشام کو معطر کرتی ہوئی دل میں اتر گئی، آپ نے فوراً آنکھیں کھولیں، اور چاروں طرف غور سے دیکھنے لگیں

یہ عشاء سے بعد کا وقت تھا، ہر طرف اندھیرا چھا چکا تھا، اس لئے آپ کو سامنے کوئی نظر نہ آ سکا، مگر امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی معنبر و معطر خوشبو واضح طور پر فضا میں پھیلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، اس وقت آپ اُٹھ کھڑی ہوئیں اور خوشبو کی سمت کا تعین کرتے ہوئے اسی دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگیں، ابھی چند قدموں کا فاصلہ طے کیا تھا کہ آپ کو دیوار کے اوپر کسی پرندے کا دھندلا سا عکس دکھائی دیا، خوشبو بھی ادھر ہی سے آ رہی تھی، جب آپ اس پرندے کے قریب تر پہنچیں تو سوالیہ انداز میں آپ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے؟

اس پرندے نے زبانِ حال میں جو جواب دیا، اس کو صاحب ریاض القدس نے بہت خوبصورت انداز میں یوں بیان فرمایا ہے

منم آں قاصدِ خیلِ غریباں تشنہ سردارم

بہ خونِ سیدؑ مظلوم غلطاں بال و پر دارم

پاک معظّمہ بی بی! میں غریبوں کے پیاسے قافلہ سالار اور سردار کا قاصد ہوں، اور میرے بال و پر مولا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے خونِ ناحق سے غلطان ہیں میں آپ کو اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام، اور آپ کے پاک بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کی خبر دینے کیلئے حاضر ہوا ہوں، میری طرف سے تعزیت قبول فرمائیں

وہ سب مسافرانِ راہِ رضا علیہم الصلواۃ والسلام آپ کو سلام کہہ رہے تھے، پاک پردہ دار مستورات صلواۃ اللہ علیہن آپ کو دعائیں دے رہی تھیں

ملکہءِ ہجر بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اس کبوتر کو اپنے پاس بلایا تو وہ دیوار سے اُڑ کر آپ کے ہاتھوں پر آ گیا، آپ نے اسے پکڑ کر پہلے چوما پھر اسے اپنے زانوئے اقدس پر بٹھایا اور اس کے پروں سے اپنے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام کا پاک خون وصول فرما کر اپنی پیشانی اور سر اطہر پر لگایا، پھر اسے ہاتھوں میں لئے آپ گھر اطہر میں اپنی پاک نانی معظّمہ حرم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تشریف لے آئیں، اور رو رو کر انہیں آگاہ فرمانے لگیں کہ نانی اماں! میں یتیم ہو چکی ہوں، میرے مظلوم بابا علیہ الصلواۃ والسلام کو ظلم و جور سے شہید کر دیا گیا ہے، میرے ہمشکل پیمبر بھائی علیہ الصلواۃ والسلام بھی شہید ہو گئے ہیں، اب میرا اس دنیا میں کوئی نہیں رہا

﴿واقعاتِ وفات﴾

اگر آپ کو یاد ہو تو میں نے اپنی سابقہ مجلس میں یہ بات تفصیل سے بیان کی تھی بلکہ تاریخی، عقلی اور نقلی شواہد سے ثابت کیا تھا کہ قافلہءِ تسلیم و رضا کے دوسری مرتبہ

شام تشریف لانے میں نہ تو مسلم بن عقبہ مری ملعون کا کوئی عمل دخل تھا، اور نہ ہی فرعونِ شام یزید ملعون کا کوئی ہاتھ تھا، بلکہ پورے عرب اور خاص طور پر مدینہ میں قحط اور طاعون پھیل جانے کی وجہ سے خاندانِ وحدتِ کبریٰ کے پاک افراد علیہم الصلواۃ والسلام جناب عبداللہ ابن جعفرؑ طیار علیہ الصلواۃ والسلام کے مشورہ پر مدینہ منورہ سے شام میں اپنی زرخرید جاگیر میں تشریف لائے تھے، یعنی مدینہ سے شام ہجرت فرمانے کی ظاہری وجوہات صرف قحط اور طاعون ہی تھیں، نہ تو انہیں جبراً مجبور کر کے یا اسیر بنا کر یہاں لایا گیا اور نہ ہی انہوں نے کسی خوف کے تحت ترکِ وطن کیا تھا

جمادی الاول سن 62 ہجری = جنوری، فروری سن 682 عیسوی شدید ترین سردی کے موسم میں قافلہءِ تسلیم و رضا نے شام تشریف لے جانے کیلئے مدینہ سے تیاری کی تو اس پاک قافلہ میں بہت سی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن بھی شامل تھیں، جن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے

☆ جناب عبداللہ علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب ملکہءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کی چھوٹی پاک ہمشیر صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب ام المومنین بی بی اُم سلمیٰ صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب بیمارِ مدینہ صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب مولا امام حسن علیہ الصلواۃ والسلام کی ایک پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب مسلم بن عقیل علیہا الصلواۃ والسلام کی ایک پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب مولا امام زین العابدین علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا

☆ جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک دختران اور ہمشیرگان صلوٰۃ اللہ علیہن

ان کے علاوہ کافی تعداد میں پاک کنیزیں بھی ساتھ تھیں

مردوں میں سے مولا امام سید الساجدین علیہ الصلوٰۃ والسلام، جناب امام محمدؐ باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام، جناب علیؑ ابن جعفرؑ طیار علیہما الصلوٰۃ والسلام، اور ان کے علاوہ بھی پاک بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کچھ افراد اس پاک قافلہ میں شامل تھے، جو جمادی الاول سن 62 ہجری میں مدینہ سے شام کیلئے روانہ ہوا

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کسی مؤرخ نے اس بات کی وضاحت نہیں کی ہے کہ اس پاک قافلہ نے مدینہ سے شام جانے کیلئے کون سا راستہ اختیار فرمایا تھا

کیونکہ کوفہ کا راستہ بہت طویل ہے، بدر اور تبوک سے دمشق کا راستہ مختصر ہے

مدینہ سے کوفہ 1050 کلومیٹر ہے، مدینہ سے دمشق کم وبیش 1160 کلومیٹر ہے اور کوفہ سے دمشق اتنا ہی دور ہے کہ جتنا دور مدینہ ہے، اور اگر مدینہ سے کوفہ اور پھر کوفہ سے دمشق کا سفر کیا جائے تو یہ مدینہ سے دمشق جانے کی نسبت ایک ہزار کلومیٹر زیادہ سفر ہے، اس لئے قرین قیاس یہی ہے کہ مدینہ سے بدر اور تبوک والا راستہ ہی اختیار کیا گیا ہوگا

القصہ! یہ کاروانِ تطہیر شام سے چھ میل دور جناب جعفرؑ طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتی اور زرخرید جاگیر میں قیام پذیر ہوا

یہاں بھی بیمارِ مدینہ معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا دن رات روتی رہتی تھیں، کم سنی میں ضعیف ہو جانا، بیماری کا تسلسل اور جمود، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہجر، مولا کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فراق، اور تکالیف وصعوباتِ سفر...... ان صدمات نے ملکہء

ہجر وفراق صلواۃ اللہ علیہا کو بہت زیادہ نحیف ونزار کردیا تھا، اسی لئے مزاجِ مقدس اکثر ناساز رہنے لگا

ایک دن کا ذکر ہے کہ نمازِ عشاء سے فارغ ہوکر آپ نے بستر کو زینت بخشی، اور شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک مزار کو چشم تصور میں سجا کر پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اظہارِ اضطرابِ قلب کرتے ہوئے فرمانے لگیں کہ

نانا جان! میرا پیارا بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام آپ کا ہم شکل تھا، اور میں آپ کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا کی ہم شکل ہوں، جس طرح آپ کی رحلت کے بعد آپ کی پاک دختر صلواۃ اللہ علیہا نے زندگی کو پسند نہیں فرمایا تھا، اسی طرح میں بھی اپنے بھائی کے بغیر اب جینا نہیں چاہتی ہوں

نانا جان! میری یہی دعا ہے کہ جو بھی آپ کے کسی ہم شکل کا منتظر ہو، اس کا ہجر و فراق کبھی طویل نہ ہو، اور اس کی دلی مرادیں جلد پوری ہوں

ملکہءِ ہجر بی بی صلواۃ اللہ علیہا دیر تک روتی بھی رہیں اور اسی طرح باتیں بھی کرتی رہیں، اسی اثناء میں جناب فضہ سلام اللہ علیہا آپ کے پاس آکر بیٹھ گئیں اور کہنے لگیں کہ بیٹا! کسی وقت تو رونا بند کردیا کریں، صبر سے کام لیں، اور حوصلہ رکھیں، ذرا اپنی حالت تو دیکھیں کہ کتنی زیادہ نحیف ہوگئی ہیں آپ

فرمانے لگیں کہ دادی اماں! کیا میرا ہجر ختم ہوگیا ہے، اور کیا میرا علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام بھائی واپس آ گیا ہے کہ میں رونا بند کرسکوں، دادی اماں! میں اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام اور چچا عباسؑ علیہ الصلواۃ والسلام اور بھائی علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کو کبھی نہیں بھلا سکتی

پھر فرمایا کہ دادی اماں! میں آج بہت غمزدہ ہوں، بار بار مجھے اپنا پاک بھائی یاد

آ رہے ہیں، دل کے درد میں بھی آج زیادہ شدت آ چکی ہے، آپ مہربانی کریں اور مجھے ذرا تفصیل سے شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کا ذکر پاک سنائیں کہ ساری اہل البیت علیہم الصلواۃ والسلام کی زندگی جس کے حسن و جمال کی مرہونِ کرم تھی، سب کی نگاہوں کی ٹھنڈک اور تازگی جس کے نورانی مصحف رخ کی زیارت سے وابستہ تھی، وہ خیام سے کس انداز سے رخصت ہوئے تھے، آپ آج مجھے ان کی شہادت کا مکمل احوال سنائیں

جناب فضہ سلام اللہ علیہا سرہانے آ بیٹھیں اور ملکہءِ فراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا سر اطہر اپنی آغوش میں لے کر پیار کرنے لگیں، اپنی ضعیف انگلیوں سے کمسن پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کے سر میں کنگھی کرنے لگیں اور نہایت دھیمے لہجہ میں ذکر پاک شروع کیا اور فرمایا کہ بیٹی! آپ کے پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام نے میدانِ جہاد میں فن حرب و ضرب کا وہ لاجواب مظاہرہ فرمایا کہ دشمن بھی ان کی تعریف کیئے بناں نہیں رہ سکے، ان کا اندازِ جنگ بعینہٖ سرکار امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام جیسا تھا، تین روز کی پیاس کے باوجود انہوں نے دشمنوں کی صفوں میں گھس کر کشتوں کے پشتے لگا دیئے، مگر افسوس کہ وہ بہت زیادہ پیاسے تھے، دورانِ جنگ پیاس کا اتنا شدید غلبہ ہوا کہ تین مرتبہ اپنے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام کے پاس آ کر انہوں نے پانی طلب فرمایا مگر مجبوری تھی

ملکہءِ ہجر بی بی صلواۃ اللہ علیہا فرمانے لگیں کہ دادی اماں! میں نے بھی سات محرم سے پانی پینا بند کر دیا تھا، میں بھی تین دن پیاسی رہی تھی ...... اس کے بعد بیمارِ مدینہ معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اچانک سوال کیا کہ دادی اماں! کیا میرا پاک بھائی علیہ

الصلوٰۃ والسلام مجھے یاد کرتے تھے یا نہیں؟

جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے سلسلۂ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہاں بیٹی! وہ آپ کو بہت زیادہ یاد کرتے رہے تھے، آپ کے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو میدانِ جہاد میں جب بھی جنگ سے تھوڑی سی فرصت ملتی تو وہ ایک اونچے ٹیلے پر تشریف لے جاتے، پھر مدینہ کی جانب رخ کر کے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے تھے کہ ''پیاری بہن! مجھ پر ناراض نہ ہونا کہ میں آپ کی طرف نہیں آ سکا، میری مجبوریاں ہیں، نصرتِ امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے وقفہ ہی نہیں دیا اور اب تو ویسے بھی میں چند لمحوں کا مہمان ہوں''

جس وقت جنگ فردہ میں سب ملاعین کوفہ و شام عاجز آ گئے تو پھر انہوں نے اجتماعی حملہ کر دیا، مگر پھر بھی وہ جس طرف رُخ کرتے صفوں کی صفیں اُلٹ کر رکھ دیتے، اسی دوران حصین بن نمیر ملعون اور منقذ بن مرہ ملعون دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم سب مل کر بھی ان کا مقابلہ نہیں کر پا رہے ہیں، اس لئے اصول وضوابط کو بالائے طاق رکھتے ہوئے دھوکہ سے کام لیں اور ان پر چھپ کر حملہ کریں، یہ دونوں آزمودہ کار ملاعین ایک کمین گاہ میں جا چھپے اور گھات لگا کر بیٹھ گئے، تھوڑی دیر بعد جس وقت شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذوالجناح دوڑتا ہوا ان کے پاس سے گزرنے لگا تو ان دونوں ملاعین ازل نے اچانک اور بیک وقت اتنا شدید حملہ کیا کہ آپ کے پاک بھائی سنبھل نہ سکے، ان کے پیش کردہ تحائف کو وصول فرماتے ہی ان کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر دائیں جانب گری اور ان کا پاک عمامہ بائیں جانب، وہ سینہ پر ہاتھ رکھ کر زین پر جھکتے چلے گئے اور انہوں

نے جھک کر اپنی دونوں باہیں ذوالجناح کی گردن میں حمائل کر دیں
جناب فضہ پاک سلام اللہ علیہا نے جس وقت یہ بات کی اور بیمارِ مدینہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے پاک رُخ کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ چہرے پر موت کی سی زردی چھا چکی تھی اور نبضیں ڈوبنے لگی تھیں
اس وقت ملکہءِ فراق بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے لب اطہر متحرک ہوئے اور منہ سے بے ساختہ بین نکلا کہ ''ہائے میرے جوان بھائی، ہائے میرے یوسفِ آل محمدؐ علیہم الصلواۃ والسلام بھائی، آپ جیسے فخر روزگار بھائی جب اتنی بے رحمی سے شہید کر دیئے جائیں تو پھر ان کی بہنوں کو اس دنیا میں جینے کا کوئی حق نہیں ہے، میں اب آپ کے بغیر نہیں جی سکتی اور نہ ہی جینا چاہتی ہوں''
اس کے بعد صرف ایک مرتبہ انتہائی مدھم اور کمزور لہجہ میں فرمایا کہ ہائے اکبرؑ آپ کی پاک روح شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سے واصل ہوگئی، ہجر و فراق ہمیشہ کیلیئے ختم ہوگیا اور آپ کو ملکہءِ دوجہاں جناب سیدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی پاک آغوش میں وصول فرما لیا
جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے منہ پر ماتم کرتے ہوئے آواز دی، سجّاد بیٹے علیہ الصلواۃ والسلام! آپ کی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا آپ سے روٹھ کر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام سے ملنے جا چکی ہیں
کاش کہ آج کوئی کربلا معلّٰی جا کر شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کو ان کی رحلت کی اطلاع پہنچائے اور انہیں یہ بھی بتائے کہ آپ کی پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا نے آپ کی الفت و موّدت کا حق ادا کر دیا ہے، آپ کی جدائی کے درد و غم نے ان کے نازک

دل کو چھلنی کر دیا تھا، آپ سے ملنے کی آس وامیدان کے دل میں ایک حسرتِ دیرینہ کی طرح رحلت کے بعد بھی باقی رہ گئی ہے، ان کی کھلی آنکھیں اس بات کی شاہد ہیں کہ آخری وقت تک بھی ان کی نگاہیں آپ ہی کی منتظر تھیں

جناب سید الساجدین علیہ الصلواۃ والسلام کے حکم سے اس پاک شہزادی صلواۃ اللہ علیہا کا مزار مبارک تیار ہوا، باپردہ میت کو مزار کے قریب لایا گیا، اور جناب سجاؑد علیہ الصلواۃ والسلام نے روتے ہوئے انہیں سپردِ لحد فرمایا، اس غیورِ کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کے صبر وحوصلہ کا اندازہ کون کرسکتا ہے؟ کہ جو آج اسی شام کی سرزمین میں اپنی تیسری پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا کو سپردِ جنت فرمارہے ہیں

مزارِ اطہر پر سر رکھ کر کافی دیر تک روتے رہے

آنسوؤں کی برسات میں تمام مومنین دعا کریں کہ ملکہءِ ہجر وفراق صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ دوبارہ وطن میں آباد ہوں، جو اپنے بھائی کی شادی کرنے کی حسرت دل میں لے گئیں اب اُن کی یہ حسرت جلد پوری ہو، وہ اپنے پاک ہاتھوں سے اپنے محبوبِ حقیقی بھائی کی جبین مبین پر مقنع سجائیں، ہمارے شہنشاہِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہٗ الشریف جلد تشریف لائیں، تاکہ اس پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے درد وغم اور آلام ومصائب کا دور ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجھُم بِقَائِمِھِمْ عَجَلَ اللّٰہُ فَرَجَہٗ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ اَجمَعِین

یاھوالوہاب الخبیر العلیم
یا مولا کریم عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

مجلس نمبر 40

جناب اُمِّ الصغیر

صلواۃ اللہ علیہا

شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ ہے، مکہ فتح ہو چکا ہے، اسلام کے سفیر اور پیغام بر مختلف علاقوں میں مصروفِ تبلیغ ہیں، اور مختلف قبائلِ عرب و عجم تک اسلام کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے، اسی سلسلہ میں جب ایک وفد اسلام کا پیغام لے کر قبیلہ بنی کندہ کے پاس پہنچا تو انہیں اس قبیلہ کے سردار کے سامنے پیش کر دیا گیا، اس وقت قبیلہ بنی کندہ کے سردار جناب عابس بن منذر بن امراء القیس بن عمرو بن معاویۃ الاکرمین الکندی تھے، انہوں نے پوری توجہ سے اسلام کے اس سفیر کی بات سنی، اس کے بعد اپنے قبیلہ کے تمام افراد کو جمع ہونے کا حکم دیا، تھوڑی دیر کے بعد جب اہل قبیلہ جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں مخاطب ہو کر کہا کہ

یہ لوگ جس طرح اپنے دین کی تبلیغ کر رہے ہیں اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ آنے والے اُس رسول کی رسالت کا پیغام لے آئے ہیں کہ جن کا ذکر ہمارے ملک کے یہودی اکثر کرتے رہتے ہیں، جب کوئی شخص کسی یہودی کے بچے کو بھی مارتا ہے تو وہ ہمیں یہی دھمکی دیتا ہے کہ ہمارے آخری رسول کو آنے دو ہم تم سے نبٹ لیں گے کہ ظلم کیسے کیا جاتا ہے

اب اگر واقعی یہ وہی رسولِ موعود ہے تو ہمیں یہودیوں سے پہلے اس کا کلمہ پڑھ لینا چاہیے، کیونکہ اس رسوؐل نے ساری دنیا کو فتح کرنا ہے اور کلمہ گویوں کو ابدی جنت کا انعام بھی دینا ہے، اور دشمنوں کا خاتمہ بھی کرنا ہے، اس سے دشمنی کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے، ہمیں خود مدینہ جا کر معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کون ہیں اور کیا فرماتے ہیں؟

تمام قبیلہ نے اس بات کو قبول کیا اور سردار سے کہا کہ آپ خود مدینہ جا کر تحقیق کریں، اس کے بعد آپ سوچ سمجھ کر جو بھی فیصلہ کریں گے وہ ہمیں قبول ہوگا

انہوں نے کہا کہ میں اس وقت کافی سن رسیدہ اور ضعیف ہوں، میں اتنا طویل سفر کرنے کے قابل نہیں ہوں، اگر آپ سب میری اس تجویز سے متفق ہوں تو مناسب یہی ہے کہ میں اپنے بیٹے امراء القیس اور اشعث بن قیس کندی کو بھیجنا چاہتا ہوں، یہ دونوں جوان اور سمجھدار ہیں، ان کے ہمراہ ہمارے کندی قبیلہ کے کچھ اور جوان بھی ہوں گے، یہ سب لوگ واپس آ کر جو فیصلہ کریں گے ہم کو قبول کر لینا چاہیے، ان کا یہ مشورہ اتفاقِ رائے سے مان لیا گیا

یہاں سے بنی کندہ کا ایک وفد روانہ ہوا، جن میں اس قبیلہ کے بہت سے افراد شامل تھے، اور اس وفد کے قائد یا سربراہ دو جوان تھے، جن میں سے ایک اشعث بن قیس کندی تھا، جو بعد میں خلیفہ اول کا بہنوئی بنا، اور جعدہ بنت اشعث ملعونہ اور محمد بن اشعث ملعون وغیرہ کا باپ بھی تھا

دوسرا جوان امراء القیس بن عابس بن منذر بن امراء القیس بن عمرو بن معاویہ الاکرمین الکندی تھا، پہلے یہ لوگ مکہ آئے، اور یہاں ابوسفیان ملعون کے گھر

قیام کیا، یہاں کھانا وغیرہ کھانے کے بعد جب سلسلہءِ گفتگو شروع ہوا تو ان لوگوں نے اپنے آنے کا مقصد بتایا، اور سب سے پہلے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک نسب دریافت کیا، اس ملعون نے انہیں آپ کے نسب سے آگاہ کیا تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس شہنشاہ کا یہ ظاہری نسب تو جناب کنانہ سے ملتا ہے، اور ہمارا نسب نامہ بھی جناب کنانہ ہی سے ملتا ہے، اس لئے جناب ختمی مرتبت کوئی ہمارے غیر نہیں ہیں، ہمیں ان کے پاس بے تکلف جانا چاہیے

یہاں سے یہ ابوسفیان ملعون کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ پہنچے، جب یہ لوگ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو اس وقت شہنشاہِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو اسلام کا درس دینے میں مصروف تھے، یہ لوگ پیچھے کھڑے ہو گئے، اور آپ کا کلام سننے لگے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام معجز بیان نے ان لوگوں کے دلوں پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے دل ہی دل میں یہ تسلیم کر لیا کہ یہ پاک ذات واقعی اللہ کے نبی ہیں

جس وقت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سلسلہءِ کلام کا اختتام فرمایا تو یہ وفد آگے بڑھ کر حاضر بارگاہ ہوا، اور ان میں سے سب سے پہلے جناب امراء القیس کندی نے عرض کیا کہ میں قبیلہ بنی کندہ کے سردار جناب عابس الاکرمین کندی کا فرزند ہوں، اور ہم آپ کی خدمت اقدس میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ

ابھی اس کی زبان پر یہی فقرہ تھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بات کو قطع فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

☆قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انت منا یا بن عابس

اے جناب عابس کے لخت جگر آپ تو ہم میں سے ہی ہیں

یعنی بارگاہِ نبوی میں آتے ہی اسے السلمان منا اھل البیت سے بھی بڑا اعزار مل گیا اس وقت اشعث بن قیس ملعون نے اہل قبیلہ کی ترجمانی کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور! کیا ہمارا آپ سے کوئی تعلق ہے یا نہیں؟

شہنشاہِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا نسب جناب کنانہ سے جا ملتا ہے اور ہم بھی ننھیال کی طرف سے بنی کنانہ سے ہیں، اس لئے تم بھی ہمارے غیر نہیں ہو

اس کے بعد شہنشاہِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں پر بہت زیادہ کرم فرمایا اور یہ اسلام اور دین کی دولت سے مالا مال ہو کر واپس وطن آئے

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امراء القیس کو اپنی نقابت اور نیابت کا عہدہ بھی عطا کیا اور فرمایا کہ آج کے بعد تم بھی اپنے قبیلہ میں ہمارے نائب ہو، تم نے اپنے قبیلہ میں اور اپنے حلیف قبائل میں ہمارے دین کا پیغام پہنچانا ہے، یہ جناب مدینہ منورہ سے سعاداتِ ابدی سے سرفراز ہو کر اپنے علاقہ میں لوٹ آئے

جب شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج کی ادائیگی کیلئے مکہ مکرمہ اور کعبہ کو شرف عطا فرمایا تو اس موقع پر بھی جناب امراء القیس کندی آپ کے ہمرکاب تھے، پھر مقام خم غدیر پر انشاء فرمایا جانے والا تاریخ کا طویل ترین خطبہ (جو نماز ظہرین سے شروع ہو کر وقتِ نمازِ عشاء کے کچھ بعد تک جاری رہا) جناب امراء القیس نے بھی سماعت کیا، اعلانِ ولایت بھی سنا اور اس کی تصدیق بالقلب کی

جب تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر آخرت اختیار فرمایا تو سقیفہ بنی ساعدہ میں 70 یا 72 آدمیوں نے مل کر خلافت کے انتخاب کا ڈھونگ رچایا، یہ ایک ایسا

متنازعہ امر ہے کہ مسلمان چودہ سوسال گزرنے کے باوجود بھی آج تک اس کا فیصلہ نہیں کر سکے، اس لئے میں اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا

بہرطور یہاں حادثتاً یا پھر جبراً ایک خلیفہ منتخب کرلیا گیا، اس خودساختہ انتخاب کے مخالف سعد بن عبادہ کی پسلیاں توڑ دی گئیں، اس خلیفہ کو امت کی مکمل حمایت حاصل نہ ہوسکی، عرب کے اکثر قبائل نے اس مصنوعی خلافت سے انکار کرتے ہوئے احتجاجاً زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا

اس اجتماعی خلافت سے انکار کرنے والوں کا مؤقف یہ تھا کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کے اصل اور صحیح حقدار تو سرکار امیرالمومنین جناب علیؑ ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں، ان لوگوں نے ان کا حق غصب کرتے ہوئے انہیں خلافت سے محروم کر دیا ہے، کیونکہ خلافت کے متعلق صریح اعلان تو مقام خم غدیر پر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما چکے ہیں، اس لئے ہم زکوٰۃ اور مالی واجبات کی ادائیگی حکومت وقت کی بجائے سرکار امیرالمومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کریں گے

ان کے اس انکار سے حکومت وقت نے بھانپ لیا کہ یہ لوگ تو امیرالمومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شیعہ ہیں، اس لئے انہوں نے سب سے پہلے زکوٰۃ کو اصول دین میں شامل کیا اور یہ فتویٰ صادر کر دیا گیا کہ اصول کے تارک سے جنگ کرنا حلال و جائز ہے

اسی بات کو جواز بنا کر حکومت وقت نے خالد بن ولید ملعون کو ایک فوج دے کر بھیجا کہ ان منکرین زکوٰۃ کو تہہ تیغ کر کے ان کا نام ونشان مٹا دیا جائے

اس وقت مالک بن نویرہ اور متمم بن نویرہ کے ساتھ تارکین زکوٰۃ میں جناب

امراء القیس بن عابس کندی بھی شامل تھے، کیونکہ یہ سرکار امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کے اہم ترین صحابی بھی تھے

یہاں پر تاریخ اسلام کا وہ بدنام زمانہ واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے آج بھی نام نہاد مسلمان غیروں کے سامنے آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتے ہیں

جس ملعونِ ازل کو حکومت وقت کی طرف سے (نعوذ باللہ) سیف اللہ کے خطاب سے نوازا گیا تھا، اس ملعون نے سردار قبیلہ جناب مالک بن نویرہ کو گوفتار کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں تم دربار خلافت میں لے چلو، اس لئے کہ ہم نے نہ تو اپنا دین تبدیل کیا ہے، نہ اپنا قبلہ کعبۃ اللہ کے علاوہ کوئی اور بنایا ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بجائے کسی غیر اللہ کو اپنا خدا تسلیم کیا ہے، حکومت وقت کے ساتھ ہمارا تھوڑا سا ایک اختلاف ہے، اگر وہ اس اختلاف کو رفع کر سکے تو ہم زکوٰۃ خود جا کر ادا کرتے رہیں گے

اسی دوران ہوس کے پجاری ملعون خالد بن ولید کی نظر مالک بن نویرہ کی زوجہ پر پڑی اور یہ اس کے حسن پر فریفتہ ہوگیا، اور اس کے حصول کیلئے اس ملعون نے بے جرم وخطا جناب مالک بن نویرہ کو قتل کر دیا، اور عدت کا خیال کئے بغیر اس ملعون نے اسی شب جناب مالک بن نویرہ کی بیوہ سے زبردستی ہم بستری کی

جب یہ اطلاع خلیفہ ثانی کو ملی تو اس نے خالد بن ولید ملعون کو زنا کے جرم میں سنگسار کرنے کا مشورہ بھی دیا مگر یہ مشورہ نہیں مانا گیا تھا، کیونکہ یہ ملعون پہلے خلیفہ کا بہت چہیتا تھا، اس واقعہ میں اور بھی بہت سے بے گناہ افراد کو شہید کیا گیا تھا

اس واقعہ کے بعد جناب امراء القیس کندی نے ایک خط لکھ کر اپنا ایک قاصد

دربارِ خلافت میں بھیجا، اس خط میں یہ تحریر کیا کہ تم نے ہمارے جوان شہید کیئے ہیں، ہماری مستورات کو قیدی بنایا ہے، اور ہمارے قبیلہ کی غیرت آزمائی ہے، حالانکہ تم یہ بات اچھی طرح جانتے ہو کہ نہ ہم نے نمازیں چھوڑیں، نہ دین بدلا، نہ ہی اللہ کی بجائے کوئی دوسرا خدا اختیار کیا ہے، پھر تم نے یہ ظلم ہم پر کیوں ڈھایا

یہ ایک طویل کہانی ہے جو یہاں بیان کرنا مقصود نہیں ہے

اس تمہید کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ یہی جناب امراء القیس کندی شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ ماجدہ صلواۃ اللہ علیہا کے پدرِ بزرگوار تھے، اور اپنے وقت کے جانباز شیعانِ امیرالمومنین علیہ الصلواۃ والسلام میں شامل تھے، اور انہوں نے اجماعی خلافت کے کسی بھی خلیفہ کی بیعت نہیں کی تھی

﴿رفع اشتباہ﴾

یہاں پر ایک غلط فہمی یا مغالطہ کو دور کرنا ضروری ہے کہ جو ہمارے اکثر صاحبانِ مقتل کو ہوا ہے...... حقیقت یہ ہے کہ اُس دور میں پورے عربستان میں امراء القیس نام کے کم و بیش کوئی 50 سے بھی زیادہ افراد موجود تھے، ان سب کو ایک ہی فرد سمجھتے ہوئے ان کے حالات اور واقعات کو خلط ملط کر دیا گیا ہے

اس نام کے جو افراد اس زمانہ میں زیادہ مشہور تھے ان کے نام یہ ہیں

(1) امراء القیس بن عامر بن نعمان بن عامر کلبی

(2) امراء القیس بن زید بن عبد الاشہل

(3) امراء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب

(4) امراء القیس بن ثعلبہ بن عمرالخزرجی

(5) امراء القیس بن ثعلبہ بن مازن بن اسد

(6) امراء القیس بن مالک بن اوس

(7) امراء القیس بن خلف

(8) امراء القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن جناب بن کلب

(9) امراء القیس بن حجرالکندی شاعر معلقہ جنہیں ملک الشعراء بھی کہا جاتا تھا

اس کا ایک قصیدہ سبعہ معلقہ میں شامل تھا مگر یہ زمانہ رسالت کے شروع میں مرگیا

تھا، یہ بلحاظ عمر جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے 40 سال بڑا تھا

امراء القیس بن عدی بھی ایک شاعر تھا جو حسن وعشق اور جنسیاتی شاعری کا ماہر تھا

اس کے بارے میں ابوہریرہ سے ایک حدیث بھی صادر ہوئی تھی کہ

☆امرا القیس صاحب لواء الشعرا الی النار

جن شعراء نے جہنم کی سیر کرنا ہے ان کا صاحب لواء یہی امراء القیس ہی ہوگا یعنی

جہنمی شاعرں کا علم بردار یا سردار یہی ہوگا

اسی طرح دوسرے نام بھی ہیں جن کا تعارف بے مقصد ہے، کئی مؤرخین اور

صاحبان علم کو یہ اشتباہ ہوا ہے کہ اصل امراء القیس جو شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی

والدہ گرامی صلواۃ اللہ علیہا کے والد ہیں، وہ کون سے ہیں؟

کچھ لوگوں نے تو امراء القیس شاعر ہی کو پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا والد تحریر کر

دیا ہے اور ضرورتِ تحقیق محسوس ہی نہیں کی، جبکہ وہ منحوس سن ہجری کی ابتداء سے

کئی برس پہلے مرچکا تھا، اور اگر اس کی کوئی اولاد ہوگی تو 90/80 سال سے کم نہ

ہو گی

اکثر صاحبانِ تاریخ مقتل نے اگر تحقیق کی بھی ہے تو صرف ایک قدم بڑھا کر رک گئے ہیں کہ انہوں نے جناب امراء القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن جناب بن کلب کلبی یمنی کو ان کا والد ماجد لکھا ہے

اس اشتباہ کی وجہ یہ ہے کہ ان کی بھی تین بیٹیاں خاندان توحید و رسالت کے حرم کی زینت تھیں، اور ان میں سے ایک شہزادی مولا امام حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام کے حرم اطہر میں بھی تھیں، مگر وہ شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نہیں تھیں، کیونکہ ان کا عقد جناب امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کے زمانہ میں ہوا تھا، یعنی یہ اجماعی خلافت کے تیسرے خلیفہ کا 33 یا 34 ہجری کا زمانہ تھا

ایسے میں ان کا سلسلہءِ اولاد 56 ہجری میں شروع ہونا ایک عجیب بات ہے

یہ بات اعجاز و اختیارات کی نہیں ہے، بلکہ ظاہری صورتِ حال کے خلاف ہے

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تھوڑی سی تحقیق کی جاتی تو آسانی سے پتہ چلایا جا سکتا تھا کیونکہ جناب امراء القیس بن عابس الکندی قبیلہ بنی کندہ کے سردار ہونے کے علاوہ ایک مشہور و معروف شخصیت کے حامل تھے، جبکہ دوسرے امراء القیس یمنی مشہور تھے جو ان کے علاوہ ایک شخصیت ہیں

امراء القیس کندی وہ ہیں کہ جنہیں جفشیش یا خفشیش بھی کہا جاتا تھا

اور یہ حضر موت کی جنگ میں ایک فوجی دستہ کے سالار تھے، جناب امیر المومنین علیہ الصلواۃ والسلام کے زمانہ میں ان کے نائب عراق بھی تھے

اگر میں ان کے واقعات بیان کرنا شروع کروں تو اصل موضوع سے دور نکل

جاؤں گا، اس لئے واپس اپنے موضوع کی طرف آتا ہوں

سن 54 یا 55 ہجری میں ملکہءِ ہجر و فراق صلواۃ اللہ علیہا کی والدہ پاک صلواۃ اللہ علیہا نے دنیا سے پردہ فرمایا، سن 55 ہجری کے اواخر میں شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کو مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کے حرم اطہر میں زینت عطا فرمائی گئی، ان کی شادی خانہ آبادی کی تفصیل کسی معتبر کتاب میں درج نہیں کی گئی ہے یا کم از کم میری نظر سے نہیں گزری ہے، مگر بعض روضہ خوان حضرات بیان کرتے ہیں کہ جب ان کی ڈولی جناب امراء القیس کے گھر سے نکلنے لگی تو ایک لکڑی کا صندوق بھی ہمراہ تھا جسے آپ جہیز کا صندوق کہہ سکتے ہیں

شادی کے بعد امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے دریافت کرنے پر اس پاک معظّمہ صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کیا تھا کہ مجھے آپ کی پاک والدہ ماجدہ سیدۃ النساء العالمین صلواۃ اللہ علیہا نے آنے والے واقعات سے آگاہ فرمایا تھا، اس لئے میں نے اپنے گھر والوں سے فرمائش کی تھی کہ جہیز میں ہمیں کچھ سامانِ جنگ بھی دیا جائے کہ اگر کل میرے سرتاج کو ضرورت پڑے تو میں ان کی مدد کر سکوں

دوسری بات یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت آپ کی ڈولی امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کے در اطہر پر پہنچی تو اس پاک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے چوکھٹ کو سجدہ کیا اور بوسہ دیا اور پھر مؤدب انداز میں وہیں رک گئیں، جب مولا غازیؐ پاک علیہ الصلواۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے، آپ رک کیوں گئی ہیں؟ تو ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے عرض کیا کہ آقا زادے! میں جانتی ہوں کہ یہ جناب سیدۃ النساء العالمین ملکہءِ کون و مکاں صلواۃ اللہ علیہا کی پاک بیٹیوں صلواۃ اللہ علیہن کا گھر اطہر ہے، جب تک وہ

اجازت عطا نہ فرمائیں یہ کنیز کیسے اندر قدم رکھ سکتی ہے؟ ...... یہ سنتے ہی پاک شہزادیاں صلوٰۃ اللہ علیہن اپنی بھاوج کے استقبال کیلئے درِ دولت پر تشریف لے آئیں، اور اس وقت ان کے ساتھ ایک کمسن اور معصوم شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا بھی موجود تھیں جنہوں نے بڑے پیار بھرے انداز میں آنے والی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو سلام کیا ام الصغیر معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے سوال کیا کہ یہ معصوم شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا کون ہیں؟ تو انہیں بتایا گیا کہ یہ شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک ہمشیر ہیں، ان کی ظاہری حیاتِ طیبہ ایک سال تھی کہ جب ان کی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا وصال ہوا تھا، تب سے اب تک یہ اپنے پاک بھائی شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سہارے زندگی گزار رہی ہیں

یہ سنتے ہی شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہونے والی پاک والدہ معظّمہ ام الصغیر صلوٰۃ اللہ علیہا نے عرض کیا تھا کہ اب میں ان کو اتنا پیار دوں گی کہ انہیں اپنی حقیقی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی کمی کبھی بھی محسوس نہیں ہوگی

ان سے متعلق چھوٹے چھوٹے واقعات لاتعداد ہیں، تاجدارِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جس گھر میں ام الصغیر معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا اور ان کی پاک شہزادی معصوؐمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا موجود نہ ہوں، ہمیں وہ گھر نامانوس سا لگتا ہے

اب میں ان کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مؤرخین اور صاحبانِ مقتل نے متفقہ طور پر تحریر کیا ہے کہ مولا کریم کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کے بعد جس وقت ام الصغیر معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک سرتاج علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لاش کو کرب و بلا کی گرم ریت پر زیرِ آسمان بے گور و کفن دیکھا تو ان

سے ایک عہد کیا تھا کہ اے میرے پاک وارث علیہ الصلواۃ والسلام! میں آپ سے یہ عہد کرتی ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گی نہ تو کبھی ٹھنڈا پانی پیوں گی، اور نہ ہی چھاؤں میں بیٹھوں گی

واقعہءِ کربلا کے بعد آپ ایک سال تک اس دارِ فانی میں ذی حیات رہیں اور اپنے آخری دم تک امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام سے کیئے گیئے عہد کو اس جاں فشانی سے نبھایا کہ نہ تو کبھی ٹھنڈا پانی نوش فرمایا اور نہ کبھی سایہ یا چھاؤں میں بیٹھنا پسند کیا بلکہ ہمیشہ دھوپ میں بیٹھ کر پاک سرتاج مظلوم کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کا سوگ منایا

اگر ہم شام کے واقعات اور واپسی کی تاریخ کے ساتھ ان کے واقعات کو ملا کر دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ شام سے مدینہ واپسی شعبان میں ہوئی اور آپ وطن میں صرف پانچ ماہ رہیں، اور محرم سن 62 ہجری میں آپ کا وصال ہوا

یہاں ایک عام اشتباہ کا ازالہ کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارے ذاکرین عظام اکثر یہ بات پاک منبر پر بیان کرتے ہیں کہ جس وقت کوفہ میں جناب مختار بن ابوعبیدہ ثقفی سلام اللہ علیہ کی حکومت قائم ہوئی تو ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ان کی طرف دو پیغام بھجوائے تھے، یا یہ کہ جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ نے حرملہ بن کاہل اسدی ملعون کا سر قلم کر کے ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں روانہ کیا

اسی طرح ان کے اور بھی بہت سے واقعات جناب مختار ثقفی سلام اللہ علیہ کے دورِ حکومت سے منسلک کرتے ہوئے بیان کیئے جاتے ہیں، لیکن درایتی لحاظ سے یہ تمام باتیں درست نہیں ہیں کیونکہ

شام سے قافلہءِ تسلیم و رضا کی وطن مدینہ واپسی شعبان سن 61 ہجری میں ہوئی

ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کا وصال الیٰ اللہ محرم سن 62 ہجری مدینہ میں ہوا
ان کے وصال فرمانے سے چار ماہ بعد جمادی الاول سن 62 ہجری میں قافلہ
پاک کی مدینہ سے دوبارہ شام روانگی ہوئی

اور جناب ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی وفات سے چھ ماہ بعد رجب سن 62
ہجری میں پاک معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی شام میں رحلت ہوئی

جناب مختار ابن ابوعبیدہ ثقفی سلام اللہ علیہ سن 66 یا 67 ہجری میں کوفہ میں برسر اقتدار
آئے

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کسی مؤرخ یا صاحب مقتل نے جناب ام الصغیر معظّمہ بی بی
صلواۃ اللہ علیہا کی وفات حسرت آیات کے روزِ وصال یا تاریخ کا تعین نہیں کیا ہے، نہ
ہی کوئی حتمی دعویٰ کیا جا سکتا ہے، لیکن قرائن وشواہد سے اندازہ ضرور کیا جا سکتا ہے
ایک روایت جو اکثر صاحبانِ مقتل نے بغیر کسی اختلاف کے متفقہ طور پر بیان کی
ہے وہ یہ ہے کہ جناب ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک سرتاج امام مظلوم
علیہ الصلواۃ والسلام کی شہادت کے بعد پورے ایک سال زندہ رہیں اور یہ پورا سال
انہوں نے سایہ یا چھاؤں میں بیٹھے بغیر دھوپ میں ہی گزارا، اور اس دوران کبھی
ٹھنڈا پانی نہ پیا

اسی روایت کو بنیاد بنا کر ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ سن 62 ہجری محرم الحرام کی
کسی تاریخ کو جناب ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے دنیا سے پردہ فرمایا ہوگا،
یہاں تک تو معاملہ سو فی صد درست ہے، مگر اس سے آگے ان کے یوم وصال کی
تاریخ کا تعین کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اس کا ہمیں کہیں ذکر نہیں مل سکا ہے

مگر جب ہم آپ کی اپنے پاک سرتاجِ یزداں مزاج علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ انتہائی پرخلوص عقیدت اور محبت کو دیکھتے ہیں تو یہ بات یقین کی حد تک کہی جا سکتی ہے کہ اگر ان کا وصالِ اِلٰہی محرم سن 62 ہجری میں ہوا ہے تو پھر یقیناً وہ 10 محرم کے قریب کی کوئی تاریخ ہی ہوگی

کیونکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سن 62 ہجری کے ایام محرم الحرام میں خاندان بنی ہاشم علیہم الصلواۃ والسلام نے مدینہ منورہ اپنے گھر اطہر میں شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کا سوگ منایا تھا، اور ان ایام کو ایام عزاء و بکا قرار دیا گیا تھا، واقعاتِ کربلا کو اسی انداز میں دہرایا گیا تھا کہ جس انداز میں وہ پیش آئے تھے، خاص طور پر یوم عاشور گھر اطہر میں عزاداری اور گریہ و بکا کی انتہا تھی، جس میں جناب ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا بھی شریک تھیں، اس لئے ہم پورے وثوق سے یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ روزِ عاشور کے دکھوں کی یاد تازہ ہونے کے باعث ہی ان کا وصال ہوا ہوگا

واضح رہے کہ یہ بات فقط قرائن وشواہد و قیاس کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ جناب ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی تاریخ وفات 10 یا 11 محرم سن 62 ہجری ہے

واقعہءِ رحلت

مقاتل کی اکثر کتب میں یہ تحریر ہے کہ شام سے واپسی کے بعد پردہ دارانِ توحید و رسالت کا یہ معمول تھا کہ جب پانی سامنے لایا جاتا تو وہ باعث گریہ ہوتا، اور پانی پر نظر کرتے ہی رو کر فرمانے لگتیں کہ ہمارے نوخیز جوانانِ رعنا کنارِ دریا پیاسے شہید ہوئے ہیں، اس لئے پانی پینے کو اب جی نہیں چاہتا، اسی طرح کھانے کی کوئی

چیزا گر پیش کی جاتی تو شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کی بھوک یاد کر کے گریہ فرماتیں

آپ یقین جانیں، کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن کے گریہ کی انتہا یہ تھی کہ روتے روتے ان کی آنکھیں خشک ہوگئی تھیں، یعنی گریہ فرماتے ہوئے آنسو جاری نہیں ہو سکتے تھے

ایک دن کا ذکر ہے کہ شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ جناب ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے اپنی ایک کنیز کو دیکھا کہ وہ رو رہی ہے اور اس کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو جاری ہیں، آپ نے اسے بلا کر دریافت فرمایا کہ تمہاری آنکھوں میں اتنے آنسو کہاں سے آگئے؟

اس نے عرض کیا کہ میں نے قطا پرندے کا گوشت کھایا تھا

دوسری روایت یہ ہے کہ مسور کی دال یا جو کے ستو کھائے تھے

یہ سنتے ہی ام الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ان چیزوں کا اہتمام کیا تاکہ رونے کیلئے آنسو مہیا کئے جاسکیں

یہ غالباً 29//28 ستمبر 681 عیسوی، 11//10 محرم سن 62 ہجری کے دن کا ذکر ہے، صحرائے عرب کا موسم ایسا ہے کہ وہاں اکتوبر تک مسلسل لو چلتی رہتی ہے، اس لئے آج بھی لو چل رہی ہے، سورج نصف النہار پر ہے، شدید ترین گرمی ہے، دنیا گرمی کی شدت سے بچنے کیلئے سردابوں (تہہ خانوں) کی نچلی منزلوں میں آرام کر رہی ہے، یہ 10 محرم کا دن ہے، اور اس شدید گرمی میں ایک معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا ہیں کہ جو دھوپ میں بیٹھی آہستہ آہستہ بین کر رہی ہیں

یہ دن تو ویسے بھی پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کو قیامت تک کبھی نہیں بھول سکتا ہے،

لیکن آج امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام اور تمام شہدائے کربلا علیہم الصلواۃ والسلام کی پہلی برسی کا دن ہے، گھر اطہر میں عزاداری کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے، ہر طرف گریہ و بکا ہے، جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام اور جناب شریکۃ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا کی اس دن کیا کیفیت ہے؟ اس کا تو میں اندازہ نہیں کرسکتا، کیونکہ وہ پاک بہن صلواۃ اللہ علیہا جس نے فقط ستر قدم سے بھائی کا آخری سجدہ دیکھا تھا، شمر ملعون کی جسارت کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا تھا، پاک بھائی علیہ الصلواۃ والسلام کے سر اطہر کو معراج کی منزل پر بلند ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، انہیں آج کیا کیا نہ یاد آ رہا ہوگا

جب نماز عصر کا یا یوں کہوں کہ شہادتِ عظمیٰ کا وقت ہوا تو ملکہءِ عالمین معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے گھر اطہر کی پاک مستورات صلواۃ اللہ علیہن سے فرمایا کہ آج گرمی بہت زیادہ ہے، اس لئے ہم سب مل کر شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا کے پاس چلتے ہیں اور منت سماجت سے انہیں چھاؤں میں لانے کی کوشش کرتے ہیں، جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام اور پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے باقی افراد کو ساتھ لے کر جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا اسی جانب روانہ ہوئیں کہ جہاں دھوپ میں اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا تشریف فرما تھیں

جس وقت اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام کے جملہ افراد کو ایک وفد کی صورت میں اپنی طرف آتے دیکھا تو سمجھ گئیں کہ ان سب کی تشریف آوری کسی خاص مقصد کے تحت ہے، اس وقت آپ نے کربلا کی طرف منہ کیا اور عرض کیا کہ اے میرے آقاؑ، میرے سرتاج! میں جانتی ہوں کہ آپ کی ذی عزت پاک بہنیں صلواۃ اللہ علیہن خاندان کے تمام بزرگ اور محترم ترین افراد علیہم

الصلواۃ والسلام کے ہمراہ اس لئے تشریف لا رہی ہیں کہ مجھے یہاں سے اٹھا کر چھاؤں میں لے جاسکیں

اب ایک طرف میری مجبوری یہ ہے کہ میں آپ کی پاک ذات سے عہد کر چکی ہوں کہ جیتے جی کبھی چھاؤں میں نہیں بیٹھوں گی، دوسری طرف ان سب کو خالی لوٹانا بھی میرے بس میں نہیں ہے، اب آپ ہی کرم فرمائیں اور کوئی ایسی تدبیر کریں کہ مجھے آپ سے عہد شکنی کا ارتکاب بھی نہ کرنا پڑے اور ان حاملین عظمتِ توحید و رسالت علیہم الصلواۃ والسلام کے سامنے انکار کی نوبت بھی نہ آنے پائے

جب تمام پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے پاس پہنچا تو سب سے پہلے جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام نے آگے بڑھ کر گفتگو کا آغاز کیا اور پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا سے عرض کرنے لگے کہ اماں جان! آج میں اپنی پاک پھوپھیوں صلواۃ اللہ علیہن کو بطور سفارشی اپنے ساتھ لایا ہوں، ہم آپ کی منت کرتے ہیں کہ خدارا آپ ہم سب پر مہربانی فرماتے ہوئے اُٹھ کر چھاؤں میں تشریف لے چلیں، اور ٹھنڈا پانی بھی پی لیں، کیونکہ ایک تو آج غضب کی گرمی ہے، دوسرا آپ مسلسل گریہ کرتے کرتے بہت زیادہ نحیف ہو چکی ہیں

جب آپ نے یہ بات کی تو جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے آگے بڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے قدموں پر رکھ دیئے اور ان کی منت کرتے ہوئے عرض کرنے لگیں کہ معظّمہ بی بی! پاک خاندان کے سبھی بزرگوں، مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک بہنوں صلواۃ اللہ علیہن اور اپنے لخت جگر جناب سجاّد علیہ الصلواۃ والسلام کو خالی لوٹانا ہرگز مناسب نہیں ہے، آپ ضرور ہماری بات مان لیں

اس وقت جناب اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے پاک دائی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ دائی اماں ! آپ کی بات بجا ہے، لیکن آپ سب جانتے ہیں کہ میں اپنے پاک سرتاج سے عہد کر چکی ہوں، انہیں زبان دے چکی ہوں کہ جیتے جی کبھی چھاؤں میں نہیں بیٹھوں گی اور نہ ہی ٹھنڈا پانی پیوں گی، آپ کو مجھے عہد شکنی پر مجبور کرنا زیبا تو نہیں تھا

پھر آپ اپنے لختِ جگر جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام سے فرمانے لگیں کہ بیٹا ! آپ اس وقت ہمارے امام زمانہ ہیں، میں آپ کے سامنے انکار کرنا چاہوں بھی تو نہیں کر سکتی، لیکن ذرا خود اپنی حالت تو ملاحظہ فرمائیں کہ خون کے آنسو بہا رہے ہیں، جس میں ایک لمحہ کا توقف نہیں ہے، آپ جوان ہونے کے باوجود انتہائی ضعیف اور کمزور کیوں ہو چکے ہیں؟ آج اگر آپ کے پاک بابا علیہ الصلواۃ والسلام موجود ہوتے تو ہم سب کی یہ حالت کبھی نہ ہوتی، بیٹے ! آپ نے تو وہ وقت دیکھا ہے کہ جب اس پاک گھر میں ہم سب آباد و شاد تھے، کائنات کا بخت و اقبال ہمارے قدم چومتا تھا، سکھ ہی سکھ تھے اور ہم دکھوں کے نام سے بھی واقف نہیں تھے

مگر اب نہ تو میرے سر پر اپنے پاک سرتاج علیہ الصلواۃ والسلام کا سایہ باقی رہا اور نہ ہی اولاد رہی، اب تو میری زندگی ویران ہوگئی ہے، بھلا یہ جینا بھی کوئی جینا ہے؟

اس کے بعد جناب اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے جناب سجّاد علیہ الصلواۃ والسلام سے ایک عجیب سا سوال کیا اور فرمایا کہ بیٹا ! میں چاہتی ہوں کہ آپ سب نبی زادیوں صلواۃ اللہ علیہن کے ساتھ مل کر دعا فرمائیں کہ آج اور ابھی مجھے موت آ جائے تا کہ میرا عہد بھی پورا ہو جائے اور آپ سب کے سامنے انکار کرنے کا ارتکاب بھی نہ کرنا

پڑے

جس وقت جناب اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے یہ فرمایا تو تمام پاک پردہ دار صلواۃ اللہ علیہن رونے لگے اور آپ کی منت سماجت کرنے لگے کہ ہمارا کہنا مان لیں اور چھاؤں میں تشریف لے چلیں

جناب سجادؑ علیہ الصلواۃ والسلام اور ملکہ عِ کائنات معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کی پاک دختران صلواۃ اللہ علیہن کا حکم مانتے ہوئے آپ نے دونوں ہاتھوں کے سہارے اٹھنا چاہا مگر نحیفی کی وجہ سے اٹھ نہ سکیں تو جلدی سے پاک دائی جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے سہارا دے کر آپ کو اٹھنے میں مدد دی، دوسری طرف سے جناب معظّمہ عالیہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے سہارا دیا، اور آپ اُٹھ کر ان کے ساتھ چھاؤں کی جانب چل دیں، مگر ابھی چند قدم کا فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ آپ کی کیفیت بدلنے لگی، چہرۂ اقدس پر موت کی زردی چھا گئی، جسم اطہر کپکپانے لگا جیسے چلنے کی سکت ختم ہو گئی ہو، اور آپ نے وہیں صحن میں زمین کو زینت بخشی، پاک دائی نے سنبھالنے کی لاکھ کوشش کی مگر آپ سنبھل نہ سکیں

آخری مرتبہ لبوں سے ایک کراہ نکلی ''ہائے حسینؑ علیہ الصلواۃ والسلام'' اور پھر آپ کی روح پرواز کر گئی، اور آپ واصل باللہ ہو گئیں

پاک دائی جناب فضہ سلام اللہ علیہا نے جناب شریکتہ الحسینؑ صلواۃ اللہ علیہا کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کس کو چھاؤں میں لے جا رہی ہیں؟ ذرا دیکھیں تو سہی کہ جناب اُم الصغیر معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا نے ایفائے عہد کی خاطر اپنی زندگی قربان فرما دی ہے، اس وقت گھر اطہر میں گریہ و بکا کا ایک نیا طوفان اٹھا، ہر طرف بین ہی بین

سنائی دینے لگے، کوئی پاک بی بی صلواۃ اللہ علیہا امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام کو بلا رہی تھیں، کسی کے ہونٹوں پر شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کا نام پاک تھا، کوئی مستور شام کی طرف منہ کیئے پاک معصوؐمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کو پکار رہی تھی، اور بلا مبالغہ ایسے محسوس ہوتا تھا کہ اسی پاک گھر میں امام مظلوم علیہ الصلواۃ والسلام ابھی ابھی شہید ہوئے ہیں

ان بہتی ہوئی آنکھوں کے وسیلہ سے سب مل کر دعا کریں کہ شہزادہ علیؑ اصغر علیہ الصلواۃ والسلام کی پاک والدہ صلواۃ اللہ علیہا اپنے پاک سہاگ کی چھاؤں میں پھر آباد ہوں، اور گھر اطہر کی تمام رونق از سر نو بحال ہو، یہ پاک ذات اپنی تمام اولاد کے سروں پر مولا کریم کربلا علیہ الصلواۃ والسلام کی شفقت اور رحمت کا سایہ دیکھیں، اور ملکہ ءِ دو جہاں معظّمہ بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے تمام پاک خاندان علیہم الصلواۃ والسلام پر ہمیشہ ہمیشہ بخت و اقبال و شادمانی کا سایہ رہے، جو کبھی نہ ڈھلنے پائے

﴿ آمین یارب العالمین ﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّل فَرَجهُم بِقَائِمِهِمْ عَجَلَ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشریف
وَ صَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَیهِ وَ عَلٰی آلِهٖ اَجمَعِین